اسلامی قوانین کا شہرۂ آفاق اور مایۂ ناز مجموعہ

۱۴۸

فتاویٰ عالمگیریہ

تالیف

[illegible]

اہتمام

سلطان ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ

نگرانی

الشیخ نظام الدین برہانپوری رحمۃ اللہ علیہ صدر مجلس علماء

معاون نظر ثانی

حضرت شاہ عبد الرحیم والد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہما

عربی متن مع اردو ترجمہ نمبروار احکام کے ساتھ

پیشکش: مجلس منتظمہ اشاعت "فتاویٰ عالمگیریہ"

وقتت کلمت ربک صدقا وعدلا
مجلس منتظمہ شعبہ فتاویٰ عالمگیریہ

اسلامی احکام کا مستند و مرتب مجموعہ زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی اور حنفیوں کے ہر مکتب فکر میں مقبول

فتاویٰ عالمگیریہ

المعروفة بين الناس بالفتاوى الهندية، فى مذهب الامام الاعظم، ابى حنيفة النعمان رح صاحب القدر الافخم، تاليف جماعة من علماء الهند الاعلام، وكان رئيسهم فى تاليفها العلامة الهمام الشيخ نظام رح، وذلك بأمر السلطان ابى المظفر محى الدين محمد اورنگزيب بهادر عالمگير، عليه وعليهم رحمة المولى اللطيف الخبير، آمين ـ

جلد ۱۴۸

كتاب الكراهية

باب الثامن فيما يحل للرجل النظر اليه ومالا يحل له ومايحل له مسه ومالا يحل،
باب الحادى عشر فى الكراهية فى الأكل والثانى عشر فى الهدايا والضيافات
باب الرابع عشر فى اهل الذمة والاحكام التى تعود عليهم
باب الخامس عشر فى الكسب والسادس عشر فى زيارة القبور وقراءة القرآن فى المقابر
باب الثامن عشر فى التداوى والمعالجات وفيه ... واسقاط الولد
باب التاسع عشر فى الختان والخصاء ... وقص الشارب
وحلق الرأس وحلق ... شعر ... وصلها شعر غيرها
باب ... والعشرون فى الغيبة والنميمة والمدح

مکروہ امور کی بحث

آٹھواں باب، آدمی کیلئے جس شخص کو دیکھنا اور چھونا حلال ہے اور جو حلال نہیں ہے کے احکام
گیارہواں باب، کھانے وغیرہ کے احکام، بارہواں باب تحفوں اور ضیافتوں کے احکام
چودہواں باب، ذمی لوگ اور ان سے متعلقہ احکام!
پندرہواں باب، کمانے کے احکام اور سولہواں باب، قبروں کی زیارت اور قبرستان میں قرآن پڑھنے کے احکام
اٹھارہواں باب، علاج معالجہ اور عزل واسقاط سے متعلق احکام
انیسواں باب، ختنہ کرنے، خصی کرنے، ناخن کاٹنے، مونچھیں کاٹنے کے احکام
سر منڈانے عورت کا سر ... انے اور دوسروں کے بال ملانے سے متعلق احکام
تیئسواں باب، غیبت، حسد، چغلی اور تعریف کرنے کے احکام!

ابواب ۹، عنوانات ۱۳۰، تعداد شق ۴۴۴

عربی متن مجلہ ترجمہ، نمبر وار احکام کیسا

پیشکش

السعید محمد ... بن حافظ القادر ح ... عربی ایس ایم ... ارف قا ...	... عربیہ خیر المدارس، فاضل عربی، فاضل فارسی، فاضل اردو ... مدرسہ ... آباد، مؤلف جمہوریہ اسلامیہ ... مجلس منتظمہ ... عالمگیریہ المتوطن ... مفہوم ... ستان ـ

فہرست فتاوٰی عالمگیری مترجم، حامل المتن،

جلد ۱۴۸،

مکروہ امور کی بحث

جسمیں آدمی کے لیے دوسرے شخص کو دیکھنے اور چھونے، کھانے اور اُس سے ملتے جلتے امور، تحفوں، ضیافتوں، ذمیوں، کمانے، زیارۃ القبور، قبرستان میں قرآن مجید پڑھنے، علاج ومعالجہ، عزل واسقاط، ختنہ کرنے، خصی کرنے، ناخن کاٹنے، مونچھیں (اور ڈاڑھی) کاٹنے، سرمنڈانے، دوسروں کے بال ملانے غیبت اور حسد کرنے، چغلی کھانے اور تعریف کرنے وغیرہ سے متعلق مکروہ وغیر مکروہ احکام مذکور ہیں۔

ابواب - ۸، ۱۱، ۱۲، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۸، ۱۹، ۲۳

دفعات ۱۰۸۶ تا ۱۰۸۹، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۵ تا ۱۰۹۷، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۶

عنوانات ۱۳، تعداد شق ۴۴۴

دفعات نمبر	عنوانات عربی	اردو	تعداد شق	صفحہ
	الباب الثامن فیما یحل للرجل النظر الیہ وم... لایحل لہ ومایحل لہ ... ومالا یحل...			
۱۰۸۶	نظر الرجل...		۷۰	
۱۰۸۷	نظر المرأ...			
۱۰۸۸	نظر الم...			

... مفہوم ما ... ان (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الثامن فیما یحل للرجل النظر الیه ومسه ومالا	فیما یحل للرجل النظر الیه ومسه ومالا	حوالہ

مجلس منتظرہ اشاعت فتاوی عالمگیریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ وعلی عباد اللہ الصالحین اجمعین، آمین۔

الباب الثامن فیما یحل للرجل لنظر الیه ومالا یحل له[1] ومایحل له مسه ومالا یحل

دفعات ۱۰۸۶ تا ۱۰۸۹، عنوانات ۴، تعداد شق ۱۷

۱۰۸۶- نظر الرجل الی الرجل

تعداد شق ۸

شق	متن	حوالہ
۱	یجب ان یعلم بان مسائل النظر تنقسم الی اربعة اقسام نظر الرجل الی الرجل[2] نظر المرأة الی المرأة ونظر المرأة الی الرجل ونظر الرجل الی المرأة (اما بیان القسم الاول) فنقول ویجوز ان ینظر الرجل الی الرجل الا الی عورته	کذا فی المحیط
۲	وعلیه الاجماع	کذا فی الاختیار شرح المختار
۳	وعورته مابین سرته حتی تجاوز رکبته	کذا فی الذخیرة
۴	ومادون السرة الی منبت الشعر عورة فی ظاهر الروایة	کذا فی الکافی

[1] حکم نمبر ۱/۱۰۸۲ کے باب کا حاشیہ ملاحظہ ہو- نیز یہ ابواب جن میں دیکھنے، کھانے، تحفوں، ضیافتوں، اہل ذمہ، کمانے، زیارۃ القبور اور قبرستان میں قرآن مجید پڑھنے، علاج و معالجہ اور عزل و اسقاط، ختنہ کرنے، خصی کرنے، ناخن کاٹنے، بال کاٹنے، منڈانے اور ملانے غیبت، حسد، چغلی اور تعریف کرنے کے احکام کا بیان ہے یہ بطور انتخاب ہیں جو کہ فتاوی عالمگیری عربی کی جلد ۴۸، کتاب الکراھیۃ کے باب نمبر ۸، ۱۱، ۱۲، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۸، ۱۹، ۲۳ سے متعلق ہیں اور اردو مع عربی کی اس اشاعت میں بطور جلد ۴۸ و ۴۹ اشاعت پذیر ہیں (مترجم)

[2] پہلی قسم یعنی مرد کا مرد کو دیکھنے کے متعلق ا... ۱۰۸۶، ۳۹ تا ۴۴/۱۰۸۹ میں اور دوسری قسم یعنی عورت کا عورت کو دیکھنے کے متعلق احکام، حکم نمبر ۱۰۸۷، ۴۲ تا ۴۶/۱۰۸۹ میں اور تیسری قسم یعنی عورت کا مرد کو د... احکام، حکم نمبر ۱۰۸۸، ۴۳/۱۰۸۹ میں اور چوتھی قسم یعنی مرد کا عورت کو دیکھنے کے متعلق احکام

دفعات و شق نمبر	آٹھواں باب: آدمی کیلئے جس شخص کو دیکھنا اور چھونا حلال ہے اور جو حلال نہیں اسکے احکام	حوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو سب جہانوں کا رب ہے اور درود و سلام ہمارے سردار حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر، اُن کی آل پر، ان کے اصحاب پر، اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سب پر ہو آمین

آٹھواں باب: آدمی کیلئے جس شخص کو دیکھنا اور چھونا حلال ہے اور جسکو حلال نہیں اسکے احکام[1]

دفعات ۱۰۸۶ تا ۱۰۸۹، عنوانات ۴، تعداد شق ۶۸

۱۰۸۶- مرد کا مرد کو دیکھنا

اور اس میں ۸ شقیں ہیں

۱ (۱) یہ جان لینا ضروری ہے کہ دیکھنے کے متعلق مسائل کی چار قسمیں ہیں (۱) مرد کا مرد کو دیکھنا (۲) عورت کا عورت کو دیکھنا (۳) عورت کا مرد کو دیکھنا (۴) اور مرد کا عورت کو دیکھنا [۲] (ب) پس پہلی قسم (یعنی مرد کا مرد کو دیکھنے) کے حکم کے بیان کے متعلق ہم کہتے ہیں کہ مرد کا مرد کو، مرد کے مقام ستر کے سوا (اس کے سارے جسم کو) دیکھنا جائز ہوتا ہے [۳] — محیط

۲ اور اس (مذکورہ) حکم پر اجماع ہے [۴] — اختیار

۳ مرد (کے جسم) کا مقام ستر اس کی ناف، اور اس کے گھٹنے کے آخر (یعنی گھٹنے سمیت) تک کے مابین ہے [۵] — ذخیرہ

۴ ناف کے نیچے (یعنی زیر ناف) بالوں کے اُگنے کی جگہ تک بھی ظاہر روایت کے بموجب مقام ستر ہی ہے [۶] — کافی

[۱] حکم نمبر ۱۸۱، ۲۰۴/۲، ۲۰۵/۲ مع حواشی میں ملاحظہ ہوں (مترجم) [۳] حکم نمبر ۱ تا ۸/۱۰۸۶، ۳۱ تا ۴۴/۱۰۸۹ نیز حکم نمبر ۲ب/۱۰۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۴] حکم نمبر ۱ب/۱۰۸۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] جیساکہ درمختار و رد المختار میں ہے اور لکھا ہے کہ گھٹنا ستر میں داخل ہے اور ناف ستر میں داخل نہیں ہے اور لکھا ہے کہ گھٹنا پنڈلی اور ران کی ہڈیوں کی جائے ملاپ ہے۔ اور ناف کے نیچے سے مراد اس خط سے نیچے ہے جو ناف سے اس کے بدن پر برابر محیط ہو۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از درمختار و رد المختار ج ۵ ص ۲۵۸۔ اور جیساکہ ہدایہ میں اور لکھا ہے کہ گھٹنا ران اور پنڈلی کی جائے ملاپ ہونے سے اس میں محرم اور مبیح جمع ہوگئے اور ایسی صورت میں محرم کو غلبہ قرار پاتا ہے۔ مفہوم ماخوذ از ہدایہ ج ۴ ص ۴۴۲۔ حکم نمبر ۱ب/۱۰۸۶ مع حاشیہ اور ۵/۱۰۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۶] حکم نمبر ۳/۱۰۸۶ نیز ۱ب/۱۰۸۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن فيما يحل للرجل النظر اليه ومسه ومالا فيما يحل للرجل النظر اليه و مسه ومالا	حــوالــه
۱۰۸۶-۵	ثم حكم العورة فى الركبة اخف منه فى الفخذ و فى الفخذ اخف منه فى السوأة حتى ان من رأى غيره مكشوف الركبة ينكر عليه برفق ولا ينازعه ان لج واذا رآه مكشوف الفخذ انكر عليه بعنف ولا يضربه ان لج واذا رآه مكشوف السوأة امره بستر العورة وأدبه على ذلك ان لج	كذا فى الكافى
۶	وفى الابانة كان ابو حنيفة رح لا يرى بأسا بنظر الحمامى الى عورة الرجل	كذا فى التتارخانية
۷	وما يباح النظر للرجل من الرجل يباح المس	كذا فى الهداية
۸	لا بأس بان يتولى صاحب الحمام عورة انسان بيده عند التنوير اذا كان يغض بصره وقال الفقيه ابو الليث رح هذا فى حالة الضرورة لا فى غيرها وينبغى لكل واحد ان يتولى عانته بيده اذا تنور	كذا فى المحيط
۱۰۸۷ -	نظر المرأة الى المرأة تعداد شق ۵	
۱	(واما بيان القسم الثانى) فنقول نظر المرأة الى المرأة كنظر الرجل الى الرجل	كذا فى الذخيرة
۲	وهو الاصح	هكذا فى الكافى
۳	ولا يجوز للمرأة ان تنظر الى بطن امرأة عن شهوة	كذا فى السراجية
۴	ولا ينبغى للمرأة الصالحة ان تنظر اليها المرأة الفاجرة لانها تصفها عند الرجال فلا تضع جلبابها ولا خمارها عندها	كذا فى السراج الوهاج
۵	ولا يحل ايضا لامرأة مؤمنة ان تكشف عورتها عند امة مشركة او كتابية الا ان تكون امة لها	كذا فى السراج الوهاج

ؔ۱ حکم نمبر ۱ب/۱۰۸۶ مع حاشیہ اور تادیبی سزا کے متعلق ۱تا۳، ۱۱، ۱۳/۴۶۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ؔ۲ حکم نمبر ۱ب/۱۰۸۶ مع حاشیہ، ۸، ۳۱/۱۱۰۱ مع حواشی اور لا بأس کے مفہوم کے متعلق ۴۲ ۷/۲۲۵ کے حاشیہ کے (ل) میں رد المحتار ج ۱ ص ۶۱۶ سے ماخوذ حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؔ۳ حکم نمبر ۱ب، نیز ۱۴/۱۰۸۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ؔ۴ حکم نمبر ۱ب/۱۰۸۶ اور ۸، ۳۱/۱۱۰۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ؔ۵ حکم نمبر ۱تا۵/۱۰۸۷ اور مرد کا

دفعات/شق نمبر	آٹھواں باب: آدمی کیلئے جس شخص کو دیکھنا اور چھونا حلال ہے اور جو حلال نہیں ہے انکے احکام جس شخص کو دیکھنا اور چھونا حلال ہے اور جو حلال نہیں ہے انکے احکام کا بیان	حوالہ
۵-۱۰۸۶	پھر یہ امر بھی واضح رہے کہ (ا) گھٹنے کے ستر کا حکم ران کے (ستر کے) حکم کی نسبت خفیف ہے اور ران کے ستر کا حکم، شرمگاہ کے (ستر کے) حکم کی نسبت خفیف ہے حتےٰ کہ جس شخص نے دوسرے شخص کو اس حالت میں دیکھا کہ اس نے گھٹنا ننگا کر رکھا ہے تو اسے نرمی سے منع کرے گا اور اگر اس نے اصرار کیا تو اس سے جھگڑا نہ کرے گا (ب) اور جب کسی شخص نے دوسرے کو اس حالت میں دیکھا کہ اس نے ران ننگا کر رکھا ہے تو اسے سختی سے (یعنی جھڑک کر) منع کرے گا اور اگر اس نے اصرار کیا تو اسے ضرب نہ لگائے گا (ج) اور جب کسی شخص نے دوسرے کو اس حالت میں دیکھا کہ اس نے شرمگاہ کو ننگا کر رکھا ہے تو اسے ستر چھپانے کا حکم دے گا اور اگر وہ اصرار کرے تو اس پر تادیبی کارروائی کرے گا [1]	کافی
۶	الابانہ میں ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ حمامی (یعنی حمام والا) شخص کسی آدمی کا ستر دیکھے [2]	تتارخانیہ
۷	مرد کا جس قدر (جسم) دوسرے مرد کو دیکھنا مباح ہوتا ہے اسے اس کا چھونا بھی مباح ہوتا ہے [3]	ہدایہ
۸	(ا) اس میں کوئی حرج نہیں کہ حمامی کسی انسان (یعنی مرد) کے ستر (کے بالوں) کو چونہ (وغیرہ) اپنے ہاتھ سے استعمال کرنے کا اہتمام کرے جبکہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھے (ب) اور فقیہ ابو اللیثؒ کا قول ہے کہ یہ حکم حالت ضرورت میں ہے اس کے علاوہ کی حالت میں یہ حکم نہیں ہے اور ہر شخص جب وہ اپنے زیر ناف (بالوں) کے لیے چونہ (وغیرہ) استعمال کرے تو اسے اپنے ہاتھ سے اہتمام کرنا چاہیے [4]	محیط
۱۰۸۷ -	**عورت کا عورت کو دیکھنا** اور اس میں ۵ شقیں ہیں	
۱	دوسری قسم (یعنی عورت کا عورت کو دیکھنے کے حکم) کے بیان کے متعلق ہم کہتے ہیں کہ عورت کا عورت کو دیکھنے کے متعلق حکم ایسا ہی ہے جیساکہ مرد کا مرد کو دیکھنے کے متعلق حکم ہے [5]	ذخیرہ
۲	اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	کافی
۳	کسی عورت کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ دوسری عورت کا پیٹ شہوت سے دیکھے [6]	سراجیہ
۴	نیک عورت کو یہ نہ کرنا چاہیے کہ اسے فاجرہ عورت دیکھے اس لیے کہ وہ فاجرہ عورت اس کا حال مردوں سے بیان کردے گی پس وہ نیک عورت اپنی چادر یا اوڑھنی اس کے سامنے نہ اتارے [7]	سراج وہاج
۵	نیز مومنہ عورت کیلئے یہ بھی حلال نہیں ہے کہ وہ مشرکہ یا کتابیہ باندی کے سامنے اپنا ستر ننگا کرے لیکن اگر وہ باندی اسی عورت کی باندی ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے [8]	سراج وہاج

[3] مرد کو دیکھنے کے متعلق ۱۰۸۶، $\frac{\text{۳۹ تا ۴۳}}{\text{۱۰۸۹}}$ مع حواشی اور $\frac{\text{۱ ، ۱}}{\text{۱۰۸۶}}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) [6] حکم نمبر $\frac{\text{۱}}{\text{۱۰۸۷}}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
[7] حکم نمبر $\frac{\text{۱}}{\text{۱۰۸۷}}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [8] حکم نمبر $\frac{\text{۱}}{\text{۱۰۸۷}}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات/شق نمبر	الباب الثامن فیما یحل للرجل النظر الیہ ومسہ ومالا — فیما یحل للرجل النظر الیہ ومسہ ومالا	حوالہ
۱۰۸۸ -	**نظر المرأۃ الی الرجل** تعداد شق ۴	
۱	(واما بیان القسم الثالث) فنقول نظر المرأۃ[1] الی الرجل الاجنبی کنظر الرجل الی الرجل تنظر الی جمیع جسدہ الا ما بین سرتہ حتی یجاوز رکبتہ	کذا فی المحیط
۲	وما ذکرنا من الجواب فیما اذا کانت المرأۃ تعلم قطعا ویقینا انھا لو نظرت الی بعض ما ذکرنا من الرجل لا یقع فی قلبھا شھوۃ واما اذا علمت انہ تقع فی قلبھا شھوۃ او شکت ومعنی الشک استواء الظنین فاحب الیّ ان تغض بصرھا منہ ھکذا ذکر محمد[2] فی الاصل فقد ذکر الاستحسان[3] فیما اذا کان الناظر الی الرجل الاجنبی ھو المرأۃ وفیما اذا کان الناظر الی المرأۃ الاجنبیۃ ھو الرجل قال فلیجتنب بجھدہ وھو دلیل الحرمۃ وھو الصحیح فی الفصلین جمیعا	کذا فی المحیط
۳	ولا تمس شیأ منہ اذا کان احدھما شابا فی حد الشھوۃ وان أمنا علی انفسھما الشھوۃ	کذا فی المحیط
۴	فاما الامۃ فیحل لھا النظر الی جمیع اعضاء الرجل الاجنبی سوی ما بین سرتہ حتی تجاوز رکبتہ وتمس جمیع ذلک اذا أمنا علی انفسھما الشھوۃ الا یری انہ جرت العادۃ فیما بین الناس ان الامۃ تغمز رجل زوج مولاتھا من غیر نکیر منکر وانہ یدل علی جواز المس	کذا فی المحیط

[1] حکم نمبر ۱ تا ۴ / ۱۰۸۸ اور مرد کا مرد کو دیکھنے کے متعلق ۱/۱۰۸۶، ۹ تا ۷/۱۰۸۸، ۳۹ تا ۴۳/۱۰۸۹ مع حواشی اور ۱ و/۱۰۸۶ نیز ۲۰۲، ۲۰۵/۳۰۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] الاصل کے متعلق حکم نمبر ۲۲/۴۹ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کے شق نمبر "د" کا ش ۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] فتاوی عالمگیری میں بحوالہ المحیط یہ لفظ "الاستحسان" ہی لکھا ہے، اور رد المحتار میں ہے کہ التتارخانیہ میں بحوالہ المضمرات "الاستحسان" لکھا ہے، اور یونہی الذخیرہ میں ہے، نیز رد المحتار میں ہے، کہ الاستحباب کی بجائے الاستحسان لکھنا تحریف ہے جیسا کہ اس پر سیاق الکلام دلالت کرتا ہے مفہوم فی الجملہ ماخوذ از رد المحتار ج ۵ ص ۲۶۲ اور ہدایہ میں مذکورہ صورت کے متعلق لکھا ہے کہ عورت اجنبی مرد کو دیکھے تو ایسا ہی حکم ہے جیسے مرد، مرد کو دیکھے تو اگر اس عورت کے دل میں شہوت ہو یا اسے شہوت کا گمان غالب ہو یا شک ہو تو اسکے لئے مستحب ہے، کہ وہ عورت اپنی نگاہ نیچے رکھے مفہوم فی الجملہ ماخوذ از ہدایہ ج ۴ ص ۴۶۰۔ پس ہدایہ کی عبارت بھی قرینہ ہے کہ مذکورہ لفظ "الاستحسان" کی بجائے "الاستحباب" ہونا چاہیے جیسا کہ حکم نمبر ۲/۱۰۸۸ کے تیسرے حاشیہ میں حاشیہ ہدایہ سے ماخوذ غایۃ البیان کا حوالہ بھی اسی کا قرینہ ہے۔ اور پھر مذکورہ لفظ "الاستحباب" ہونے کی صورت میں معنی یہ ہوگا کہ آپ نے اس صورت کے متعلق استحباب

دفعات شق نمبر	آٹھواں باب آدمی کیلئے وہ جس شخص کو دیکھنا اور چھونا حلال ہے اور جو حلال نہیں اسکے احکام جس شخص کو دیکھنا اور چھونا حلال ہے اور جو حلال نہیں ہے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۸۸ -	**عورت کا مرد کو دیکھنا** اور اس میں ۴ شقیں ہیں	
۱	تیسری قسم (یعنی عورت کا مرد کو دیکھنے کے حکم) کے بیان کے متعلق ہم کہتے ہیں کہ عورت کا اجنبی مرد کو دیکھنے کے متعلق حکم ایسا ہی ہے جیسا کہ مرد کا مرد کو دیکھنے کے متعلق حکم ہے۔ عورت اجنبی مرد کی ناف اور اس کے گھٹنے کے آخر (یعنی گھٹنے سمیت) تک کے مابین کے سوا، اس کا تمام بدن دیکھ سکتی ہے سلہ	محیط
۲	(دو) اور (مذکورہ صورت کے متعلق) جو جواب ہم نے ذکر کیا ہے اس صورت میں ہے جب کہ وہ عورت قطعی طور پر یقین سے یہ جانتی ہو کہ اگر اس نے اس (اجنبی) مرد پر مذکورہ (جائز) نظر کی تو اس عورت کے دل میں شہوت واقع نہ ہوگی اور اگر وہ یہ جانے کہ اس کے دل میں شہوت واقع ہوگی یا اس نے اس میں شک کیا اور شک کا معنی یہ ہے کہ دونوں طرف کا ظن برابر ہو (یعنی دل میں شہوت واقع ہونے یا نہ ہونے کے متعلق دونوں طرف گمان برابر ہو) تو میرے ہاں پسندیدہ یہ ہے کہ وہ عورت اس مرد کو دیکھنے سے اپنی نگاہ نیچی رکھے یونہی امام محمدؒ نے الاصل[۲] میں ذکر کیا ہے پس آپ نے (اس حکم میں) اس صورت کے متعلق استحسان سلہ ذکر فرمایا جبکہ دیکھنے والی عورت ہو جو اجنبی مرد کو دیکھے (ب) اور وہ صورت جبکہ دیکھنے والا مرد ہو جو اجنبیہ عورت کو دیکھے تو اس کے متعلق آپ نے فرمایا کہ اسے اپنی کوشش بھر اس عورت پر نظر ڈالنے سے اجتناب کرنا چاہیے اور یہ قول (اس صورت کے) حرام قرار پانے کی دلیل ہے اور ان سبھی (مذکورہ) دونوں صورتوں میں یہی حکم صحیح ہے سلہ	محیط
۳	اور (مذکورہ صورت میں عورت کا اجنبی مرد کو دیکھنے کی صورت میں) وہ عورت اس اجنبی مرد کی کسی جگہ کو نہ چھوئے جبکہ ان میں سے کوئی ایک حد شہوت میں جوان ہو خواہ وہ دونوں اپنے آپ پر شہوت سے امن میں ہوں سلہ	محیط
۴	(دو) اور باندی (اجنبی مرد کو دیکھے تو اس) کے متعلق حکم یہ ہے کہ وہ اجنبی مرد کی ناف اور اس کے گھٹنے کے آخر (یعنی گھٹنے سمیت) تک کے مابین کے سوا اس کے تمام اعضا کو دیکھ سکتی ہے جبکہ وہ دونوں اپنے آپ پر شہوت سے امن میں ہوں۔ کیا لوگوں میں بغیر کسی منع کرنے والے کی ممانعت کے یہ عادت جاری نہیں دیکھتا کہ باندی اپنی مالکہ کے خاوند کے پاؤں (ہاتھوں سے) دابتی ہے اور یہ دلیل ہے کہ مذکورہ چھونا جائز ہے[۶]	محیط

یعنی مستحب ہونا ذکر فرمایا" واللہ اعلم بالصواب (مترجم) سلہ چنانچہ رد المحتار میں ہے کہ اس حکم میں وجہ الفرق کے متعلق جیسا کہ ہدایہ میں لکھا ہے کہ شہوت عورتوں پر غالب ہے اور معتبر قرار پانے میں متحقق کی طرح ہے لہذا جب مرد کی طرف سے شہوت ہو تو گویا جانبین میں شہوت موجود قرار پاتی ہے اور عورت کی طرف سے شہوت ہو تو ایک ہی جانب سے شہوت قرار پاتی ہے اور حرام کی طرف لے جانے میں، جانبین سے شہوت کا تحقق، ایک جانب سے شہوت کے تحقق کی نسبت زیادہ قوی ہے۔ مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ۵ صفحہ ۲۷۲ اور جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور حاشیہ ہدایہ میں بحوالہ غایۃ البیان لکھا ہے کہ پس مذکورہ صورت میں مرد کا نظر کرنا حرام اور عورت کا نگاہ نیچی رکھنا مستحب قرار دیا گیا ہے۔ مفہوم ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ۴ صفحہ ۴۶۔ حکم نمبر ۱/۱۰۸۸ مع حاشیہ اور مرد کا اجنبیہ عورت کو دیکھنے کے متعلق حکم نمبر ۲۳ تا ۲۸، ۴۱، ۴۲، ۴۴، ۴۵، ۴۷ تا ۴۹، ۵۱ / ۱۰۸۹ مع حواشی نیز حکم نمبر ۲۰، ۲۶ / ۱۰۸۹ میں احکام ملاحظہ ہوں (مترجم) سلہ حکم نمبر ۱/۱۰۸۸ اور ۲۹/۱۰۸۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) سلہ حکم نمبر ۱/۱۰۸۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الثامن فیما یحل للرجل النظر الیه ومسه ومالا فیما یحل للرجل النظر الیه ومسه ومالا	حوالـہ
۱۰۸۹-	**نظر الرجل الی المرأۃ** تحداد شق ۵۳[۱]	
۱	(واما بیان القسم الرابع) فنقول نظر الرجل الی المرأۃ ینقسم اقساما اربعۃ نظر الرجل الی زوجته وامته ونظر الرجل الی ذوات محارمه ونظر الرجل الی الحرۃ الاجنبیۃ ونظر الرجل الی آماء الغیر، اما النظر الی زوجته ومملوکته فهو حلال من قرنها الی قدمها عن شهوۃ وغیر شهوۃ وهذا ظاهر الا ان الاولی ان لا ینظر کل واحد منهما الی عورۃ صاحبه	کذا فی الذخیرۃ
۲	والمراد بالامۃ ههنا التی یحل له وطؤها واما اذا کانت لا تحل له کامته المجوسیۃ اوالمشرکۃ اوکانت امه اواخته من الرضاع اوام امرأته او بنتها فلا یحل له النظر الی فرجها	کذا فی التبیین
۳	وکان ابن عمر رضی الله عنهما یقول الاولی ان ینظر الی فرج امرأته وقت الوقاع لیکون ابلغ فی تحصیل معنی اللذۃ،	کذا فی التبیین
۴	قال ابو یوسف رح سألت ابا حنیفۃ رح عن رجل یمس فرج امرأته وهی تمس فرجه لتحرک آلته هل تری بذلك بأسا قال لا وارجو ان یعطی الأجر	کذا فی الخلاصۃ
۵	ویجرد زوجته للجماع اذا کان البیت صغیرا مقدار خمسۃ اذرع اوعشرۃ قال مجد الائمۃ الترجمانی رح ورکن الصباغی رح والحافظ السائلی رح لا بأس بان یتجردا فی البیت	کذا فی القنیۃ
۶	ولا بأس بان یدخل علی الزوجین محارمهما وهما فی الفراش من غیر وطء بأستئذان ولا یدخلون بغیر أذن	کذا فی الغیاثیۃ

[۱] اس عنوان کی پہلی قسم یعنی مرد کا اپنی بیوی اور اپنی باندی کو دیکھنے کے متعلق احکام، حکم نمبر ۱ تا ۱۰، ۵۲، ۵۳/۱۰۸۹ میں اور دوسری قسم یعنی محرمات ابدیہ کو دیکھنے کے متعلق احکام، حکم نمبر ۱۱ تا ۲۱، ۴۳، ۵۱/۱۰۸۹ میں اور تیسری قسم یعنی مرد کا آزاد اجنبیہ عورت کو دیکھنے کے متعلق احکام، حکم نمبر ۲۳ تا ۴۱، ۴۲، ۴۶ تا ۴۹/۱۰۸۹ میں اور چوتھی قسم یعنی مرد کا دوسرے کی باندیوں کو دیکھنے کے متعلق احکام، حکم نمبر ۲۲/۱۰۸۹ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) [۲] جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے کہ اسکے فرج کو نہ دیکھنا اولی ہے اسلئے کہ یہ نسیان وضعف بصر کا سبب ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۵ ص ۲۵۹۔ نیز حکم نمبر ۱ تا ۱۰، ۵۲، ۵۳/۱۰۸۹ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [۳] جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے کہ اس سے وطی حلال ہونے کی قید سے مجوسیہ، مکاتبہ، مشترکہ، غیر کی منکوحہ اور رضاعت

دفعات شق نمبر	آٹھواں باب؛ آدمی کیلئے جس شخص کو دیکھنا اور چھونا حلال ہے اور جو حلال نہیں اسکے احکام　جس شخص کو دیکھنا اور چھونا حلال ہے اور جو حلال نہیں اسکے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۸۹ -	**مردکا عورت کو دیکھنا**　　اور اس میں ۵۳ شقیں ہیں	
۱	(د) چوتھی قسم (یعنی مرد کا عورت کو دیکھنے کے حکم) کے بیان کے متعلق ہم کہتے ہیں کہ مرد کا عورت کو دیکھنے کی چار قسمیں ہیں۔ (۱) مرد کا اپنی بیوی اور باندی کو دیکھنا (۲) مرد کا محرمات کو دیکھنا (یعنی ایسی عورتوں کو دیکھنا جو اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہیں) (۳) مرد کا اجنبیہ آزاد عورت کو دیکھنا (۴) اور مرد کا دوسرے کی باندیوں کو دیکھنا [۱] (ب) پس (اس عنوان میں پہلی قسم یعنی) مرد کا اپنی بیوی، باندی اور مملوکہ کو سر سے لیکر پاؤں تک دیکھنا حلال ہے شہوت سے ہو یا غیر شہوت سے ہو یہ حکم ظاہر ہے لیکن اولی یہ ہے کہ ان دونوں (یعنی خاوند اور بیوی یا آقا اور باندی) میں سے کوئی بھی دوسرے کے مقام ستر کو نہ دیکھے [۲]	ذخیرہ
۲	(د) اور (مذکورہ صورت میں) یہاں باندی سے مراد وہ باندی ہے جس سے اس مرد کیلئے وطی کرنا حلال ہو (ب) اور اگر وہ باندی ایسی ہو جو اس مرد کیلئے حلال نہ ہو مثلاً مجوسیہ یا مشرکہ باندی یا اس کی رضاعی (یعنی دودھ کے رشتہ سے) ماں یا بہن یا اس کی بیوی کی ماں یا اس کی بیوی کی بیٹی تو (ان صورتوں میں) اس کے فرج پر نظر کرنا اس مرد کے لیے حلال نہ ہو گا [۳]	تبیین
۳	حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اولی یہ ہے کہ اپنی بیوی سے جماع کے وقت اس کے فرج پر نظر کرے تاکہ مقصد لذت کا انتہائی حصول ہو [۴]	تبیین
۴	امام ابو یوسف رح کا قول ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہ رح سے اس شخص کے بارے میں حکم دریافت کیا جو اپنی بیوی کے فرج کو چھوتا ہے اور اس کی بیوی اس کے آلہ تناسل کو چھوتی ہے تاکہ وہ متحرک ہو تو کیا ایسا کرنے میں آپ کے ہاں کوئی برائی قرار پاتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ نہیں اور مجھے امید ہے کہ ایسا کرنے پر ثواب دیا جائے گا [۵]	خلاصہ
۵	(د) جب کمرہ چھوٹا ہو پانچ یا دس (شرعی) گز کی مقدار کا ہو تو اپنی بیوی کو جماع کے لئے ننگا کر سکتا ہے (ب) مجد الائمہ الترجمانی رکن الصباغی رح اور الحافظ السائلی رح کا قول ہے کہ کمرے کے اندر ہونے کی صورت میں وہ دونوں (یعنی خاوند اور بیوی ننگے ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے [۶]	قنیہ
۶	اس میں کوئی حرج نہیں کہ زوجین (یعنی خاوند اور بیوی) ایک بستر میں وطی کی حالت میں نہ ہوں تو ان دونوں کے محرم، اجازت حاصل کرکے ان پر داخل ہوں البتہ وہ بغیر اجازت کے داخل نہ ہوں [۷]	غیاثیہ

اور مصاہرت سے محرم باندی خارج ہوگئی وہ اجنبیہ باندی کے حکم میں ہے۔ مفہوم ماخوذ از درمختار و بحوالہ العنایۃ اور رد المحتار ج ۵ ص ۲۵۹ ۔ نیز حکم نمبر ۱ب/۱۰۸۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مذکورہ قول کے متعلق رد المحتار میں ہے، کہ اسکے متعلق علامہ علینی رح نے لکھا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول کسی صحیح یا ضعیف سند سے ثابت نہیں ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۵ ص ۲۵۹ ۔ نیز حکم نمبر ۱ب/۱۰۸۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] حکم نمبر ۱ب/۱۰۸۹ مع حاشیہ نیز ۶۲، ۶۳/۴۶۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، [۶] حکم نمبر ۱ب/۱۰۸۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [۷] حکم نمبر ۱/۱۰۸۸ ، ۱ب/۱۰۸۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن فيما يحل للرجل النظر اليه ومسه ومالا فيما يحل للرجل النظر اليه ومسه ومالا	حــــوالــــہ
۱۰۸۹-۷	وكذا الخادم حين يخلوا الرجل باهله وكذا الامة	كذا فى الغياثية
۸	أخذ بيد امته وادخلها بيتا واغلق بابا وعلموا انه يريد وطأها كره	كذا فى الملتقط
۹	وطى زوجته بحضرة ضرتها او امته يكره عند محمد رح	كذا فى الملتقط
۱۰	وكره لهذا اهل بخارى النوم على السطح	كذا فى الملتقط
۱۱	واما نظره الى ذوات محارمه فنقول يباح له ان ينظر منها الى موضع زينتها الظاهرة والباطنة وهى الرأس والشعر والعنق والصدر والاذن والعضد والساعد والكف والساق والرجل والوجه فالرأس موضع التاج والاكليل والشعر موضع العقاص والعنق موضع القلادة والصدر كذلك والقلادة الوشاح وقد ينتهى الى الصدر والاذن موضع القرط والعضد موضع الدملوج والساعد موضع السوار والكف موضع الخاتم والخضاب والساق موضع الخلخال والقدم موضع الخضاب	كذا فى المبسوط
۱۲	ولا بأس للرجل ان ينظر من امه وابنته البالغة واخته وكل ذى رحم محرم منه كالجدات والاولاد واولاد الاولاد والعمات والخالات الى شعرها وصدرها وذوائبها وثديها وعضدها وساقها ولا ينظر الى ظهرها وبطنها ولا الى مابين سرتها الى ان يجاوز الركبة	كذا فى فتاوى قاضيخان
۱۳	وكذا الى كل ذات محرم برضاع اومصاهرة كزوجة الاب والجد وان علا وزوجة ابن الابن واولاد الاولاد وان سفلوا وابنة المرأة المدخول بها فان لم يكن دخل بامها فهى كالاجنبية	كذا فى فتاوى قاضيخان

۱؎ حکم نمبر ۱ ب / ۱۰۸۹ نیز ۲۸ ج / ۱۰۸۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۲؎ ۱ / ۱۰۸۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۳؎ حکم نمبر ۱ ب / ۱۰۸۹، ۱ / ۱۰۸۸ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۴؎ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ اسمیں کوئی حرج نہیں کہ کوئی مرد اپنی بیوی سے یا اپنی باندی سے، سوتے ہوؤں کی موجودگی میں جماع کرلے جبکہ انہیں یہ معلوم نہ ہو اور اگر وہ جان لیں تو پھر مکروہ ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۶۷ ۔ حکم نمبر ۱ ب / ۱۰۸۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
۵؎ حکم نمبر ۹ / ۱۰۸۹ نیز ۱ ب / ۱۰۸۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)
۶؎ چنانچہ درمختار وردالمحتار میں ہے کہ اس محرمہ سے مراد وہ عورت ہے جس کا نکاح اس مرد سے ہمیشہ کیلئے غیر حلال ہے خواہ نسب کی وجہ سے یا سبب یعنی رضاعت مصاہرت کی وجہ سے یا اسکے اصول یا فروع سے زنا کی وجہ سے اس سے نکاح حلال نہ رہا ہو۔ مفہوم ماخوذ از درمختار وردالمحتار ج ۵ ص ۲۵۹ (مترجم)

دفعات شق نمبر	آٹھواں باب آدمی کیلئے جس شخص کو دیکھنا اور چھونا حلال ہے اور جو حلال نہیں ہے، احکام جس شخص کو دیکھنا اور چھونا حلال ہے اور جو حلال نہیں اسکے احکام کا بیان	حوالہ
١٠٨٩-٧	(و) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم خادم کے متعلق ہے کہ جب (اس کا مخدوم) مرد اپنی بیوی سے خلوت میں ہو (تو وہ اجازت حاصل کرکے ان پر داخل ہوں [1]) (ب) اور اسی طرح باندی کے لئے بھی یہی حکم ہے [2]	غیاثیہ
٨	کوئی مرد اپنی باندی کا ہاتھ پکڑ کر کمرے میں لے گیا اور دروازہ بند کردیا اور ان لوگوں نے جان لیا کہ وہ اس سے وطی کرنا چاہتا ہے تو یہ (صورت حال) مکروہ ہے [3]	لمم
٩	کسی شخص نے اپنی بیوی سے اس کی سوکن کے سامنے یا اپنی باندی کے سامنے وطی کی تو امام محمدؒ کے ہاں ایسا کرنا مکروہ ہے [4]	لمم
١٠	اسی (مذکورہ) حکم کی بنا پر اہل بخارا نے چھت پر سونا مکروہ قرار دیا ہے [5]	لمم
١١	اور (اس عنوان میں دوسری قسم یعنی) مرد کا محرمات [6] (ابدیہ) کو دیکھنے کے حکم کے بیان کے متعلق ہم کہتے ہیں کہ مرد کو محرمات (ابدیہ) کے ظاہرہ و باطنہ مقام زینت کو دیکھنا مباح ہوتا ہے اور وہ مقام، سر، بال، گردن، سینہ، کان، بازو، کلائی، ہتھیلی، پنڈلی، پاؤں اور چہرہ ہے پس ان (مقامات زینت میں) سر، تاج اور مرصع سربندی کی جگہ ہے بال عقاص یعنی گوندھنے کی جگہ ہے گردن قلادہ کی جگہ ہے اسی طرح سینہ بھی قلادہ کی جگہ ہے اور قلادہ جڑاؤ ہار کو کہتے ہیں جو وہ کبھی سینے تک ہوتا ہے۔ کان بالیوں کی جگہ ہے، بازو بازوبند کی جگہ ہے۔ کلائی کنگن کی جگہ ہے، ہتھیلی انگشتری اور مہندی لگانے کی جگہ ہے۔ پنڈلی پازیب کی جگہ ہے اور قدم مہندی لگانے کی جگہ ہے [7]	مبسوط
١٢	(و) اس میں کوئی حرج نہیں کہ کوئی مرد اپنی ماں، اپنی بالغہ بیٹی، اپنی بہن اپنے ہر ذو رحم محرم مثلاً جدات (یعنی دادی یا نانی)، اپنی اولاد، اپنی اولاد کی اولاد، اپنی پھوپھیوں اور خالاؤں کے بال، اس کے سینہ، اس کی زلفوں، اس کے پستان، اس کے بازوں اور اس کی پنڈلی کو دیکھے [8] (ب) البتہ وہ اس کی پیٹھ اور اس کے پیٹ کو نہ دیکھے اور نہ اس کی ناف، اور اس کے گھٹنوں کے آخر (یعنی گھٹنوں سمیت) تک کے مابین کو دیکھے [9]	قاضیخان
١٣	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح وہ سب لوگ جو بسبب رضاعت کے (یعنی دودھ کے رشتہ سے) یا بسبب حرمۃ مصاھرۃ (یعنی دامادی کے رشتہ سے) محرم ہوں مثلاً (مذکورہ رشتہ سے) باپ یا دادا اوپر تک کی بیوی، بیٹے کے بیٹے کی بیوی، اولاد کی اولاد نیچے تک اور اس عورت کی لڑکی، جس عورت سے اسنے (بغیر زنا کے) وطی کی ہو اور اگر اس نے اس لڑکی کی ماں سے وطی نہ کی ہو تو وہ لڑکی اجنبیہ کے حکم میں ہے [10]	قاضیخان

[7] حکم نمبر ١١ تا ٢١، ٤٣، ٤٥، ٤٦ / ١٠٨٩ مع حواشی نیز ١/١٠٨٩ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)
[8] ھکذا فی فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ٣ ص ٤٠٩، وھکذا فی الھدایۃ مع بین السطور الھدایۃ ج ٤ ص ٤٦١ حکم نمبر ١٢/١٠٨٩ نیز ١١/١٠٨٩ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [9] حکم نمبر ١٧/١٠٨٩ نیز ١١/١٠٨٩ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [10] حکم نمبر ١٣ تا ١٥/١٠٨٩ نیز ١١/١٠٨٩ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن فیما یحل للرجل النظر الیه ومسه ومالا — فیما یحل للرجل النظر الیه ومسه ومالا	حوالہ
۱۰۸۹-۱۴	وان کانت حرمة المصاهرة بالزنی اختلفوا فیها قال بعضهم لا یثبت، فیها اباحة النظر والمس وقال شمس الائمة السرخسی رح تثبت اباحة النظر والمس لثبوت الحرمة المؤبدة	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۵	وهو الصحیح	کذا فی المحیط
۱۶	وما حل النظر الیه حل مسه ونظره وغمزه من غیر حائل ولکن انما یباح النظر اذا کان یأمن علی نفسه الشهوة فاما اذا کان یخاف علی نفسه الشهوة فلا یحل له النظر وکذلك المس انما یباح له اذا أمن علی نفسه وعلیها الشهوة واما اذا خاف علی نفسه اوعلیها الشهوة فلا یحل المس له	کذا فی المحیط
۱۷	ولا یحل ان ینظر الی بطنها او الی ظهرها ولا الی جنبها ولا یمس شیئاً من ذلك	کذا فی المحیط
۱۸	ولا ابن ان یغمز بطن امه وظهرها خدمة لها من وراء الثیاب	کذا فی القنیة
۱۹	قال ابوجعفر رح سمعت الشیخ الامام ابابکر محمد ارح یقول لا بأس بان یغمز الرجل الرجل الی الساق ویکره ان یغمز الفخذ ویمسه وراء الثوب ویقول یغمز الرجل رجل والدیه ولا یغمز فخذ والدیه والفقیه ابوجعفر رح یبیح ان یغمز الفخذ ویمسها وراء الثوب وغیرها	کذا فی الغرائب
۲۰	قال محمد رح ویجوز له ان یسافر بها ویخلو بها یعنی بمحارمه اذا أمن علی نفسه فان علم انه یشتهیها وتشتهیه ان سافر بها او خلا بها او کان اکبر رأیه ذلك او شك فلا یباح ذلك	کذا فی الذخیرة

۱؎ حکم نمبر ۱۳/۱۰۸۹ اور ۱۱/۱۰۸۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۱۳/۱۰۸۹ اور ۱۱/۱۰۸۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۱۶تا۲۱/۱۰۸۹ نیز ۱۱، ۲۹/۱۰۸۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۱۲ب، ۱۶/۱۰۸۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۱۶/۱۰۸۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶؎ حکم نمبر ۱۶/۱۰۸۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۷؎ حکم نمبر ۱۱/۱۰۸۹ مع حاشیہ، نیز

دفعات شق نمبر	آٹھواں باب آدمی کیلئے جس شخص کو دیکھنا اور چھونا حلال ہے اور جو حلال نہیں اس کے احکام جس شخص کو دیکھنا اور چھونا حلال ہے اور جو حلال نہیں اسکے احکام کا بیان	حوالہ
۱۴-۱۰۸۹	(ل) اور اگر حرمت مصاہرہ بسبب زنا کے ہو تو اس (رشتہ سے محرم کو دیکھنے) کے حکم میں مشائخ رح کا اختلاف ہے ان میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ اس صورت میں اسے دیکھنے یا چھونے کی اباحت ثابت نہیں ہوتی (ب) اور شمس الائمہ السرخسی رح کا قول ہے کہ (اس صورت میں بھی) اسے دیکھنا اور چھونا مباح ہو جاتا ہے اس لیے کہ اس سے (نکاح کی) حرمت دائمی طور پر ثابت ہو جاتی ہے ۱ھ	قاضیخان
۱۵	اور یہی (مذکورہ ۱۴ب/۱۰۸۹) حکم صحیح ہے ۲ھ	محیط
۱۶	(ل) اور (مذکورہ صورتوں میں) جس مقام کو دیکھنا حلال قرار پاتا ہے اسے چھونا اور دابنا بھی حلال قرار پاتا ہے لیکن (مذکورہ سب صورتوں میں) دیکھنا اسی صورت میں مباح ہوتا ہے جبکہ اسے اپنے آپ پر شہوت سے امن ہو اور اگر اسے اپنے آپ پر شہوت کا خدشہ ہو تو اسے دیکھنا حلال نہ ہوگا۔ (ب) اسی طرح (مذکورہ صورتوں میں) چھونا اسی صورت میں مباح ہوتا ہے جبکہ اسے اپنے آپ پر اور جسے چھوا اس عورت پر شہوت سے امن ہو مگر جب اسے اپنے آپ پر یا اس عورت پر شہوت کا خدشہ ہو تو اسے چھونا حلال نہ ہوگا ۳ھ	محیط
۱۷	اور مرد کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ ان مذکورہ عورتوں (یعنی محرمات ابدیہ) کے پیٹ کو یا اس کی پیٹھ کو دیکھے نیز وہ اس کے پہلو کو نہ دیکھے اور نہ ان مقامات میں سے کسی کو چھوئے ۴ھ	محیط
۱۸	بیٹے کے لئے اجازت ہے کہ اپنی ماں کی خدمت کی غرض سے کپڑوں کے اوپر سے اس کا پیٹ یا اس کی پیٹھ دابے ۵ھ	قنیہ
۱۹	(ل) شیخ ابوجعفر رح نے فرمایا کہ میں نے شیخ امام ابوبکر محمد رح سے سنا کہ آپ کہتے تھے کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ (محرم) مرد پنڈلیوں تک پاؤں دابے اور یہ مکروہ ہے کہ وہ ران دابے البتہ وہ اسے کپڑے کے اوپر سے چھو سکتا ہے اور آپ کہتے تھے کہ وہ اپنے والدین کے پاؤں داب سکتا ہے البتہ وہ اپنے والدین کی ران نہ دابے (ب) اور فقیہ ابوجعفر رح اسے مباح قرار دیتے تھے کہ وہ (والدین کی) ران کو دابے اور چھوئے کپڑے کے اوپر سے ہو یا اس کے بغیر ہو ۶ھ	غرائب
۲۰	(ل) امام محمد رح نے فرمایا ہے کہ مرد کے لئے جائز ہے کہ وہ اس عورت کے ساتھ (یعنی اپنی محرمات ابدیہ کے ساتھ) سفر کرے اور اس کے ساتھ تنہائی میں رہے جبکہ وہ اپنے آپ پر شہوت سے امن میں ہو (ب) اور اگر وہ یہ جانے کہ اس نے اس عورت کے ساتھ سفر کیا یا اس کے ساتھ تنہائی میں رہا تو اسے اس سے شہوت ہوگی یا اس عورت کو اس سے شہوت ہوگی یا ایسا ہونے کا اسے غالب گمان ہو یا اسے ایسا ہونے کا شک ہو تو ایسا کرنا (یعنی اسکے ساتھ سفر کرنا اور تنہائی میں اس کے ساتھ رہنا) مباح نہ ہوگا ۷ھ	ذخیرہ

حکم نمبر ۲/۱۰۸۸ ، ۲۶/۱۰۸۹ مع حواشی میں احکام ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الثامن فیما یحل للرجل النظر الیه ومسه ومالا — فیما یحل للرجل النظر الیه ومسه ومالا	حوالہ
۱۰۸۹-۲۱	وان احتاج الی حملها وانزالها فی السفر فلا بأس بان یأخذ بطنها وظهرها من وراء الثیاب فان خاف الشهوة علی نفسه او علیها فلیجتنب بجهده وذلك بان یجتنب اصلا متی امکنها الرکوب والنزول بنفسها وان لم یمکنها ذلك تکلف المحرم فی ذلك زیادة تکلف بالثیاب حتی لا یصل الیه حرارة بدنها وان لم یمکنه ذلك تکلف المحرم لدفع الشهوة عن قلبه یعنی لا یقصد بها نعل قضاء الشهوة	کذا فی الذخیرة
۲۲	واما النظر الی امة الغیر فهو کنظره الی ذوات محارمه (الخ) ؎۲	کذا فی الکافی
۲۳	واما النظر الی الاجنبیات فنقول یجوز النظر الی مواضع الزینة الظاهرة منهن وذلك الوجه والکف فی ظاهر الروایة	کذا فی الذخیرة
	وان غلب علی ظنه انه یشتهی فهو حرام	کذا فی الینابیع
	النظر الی وجه الاجنبیة اذا لم یکن عن شهوة لیس بحرام لکنه مکروه	کذا فی السراجیة
۲۴	وروی الحسن رض عن ابی حنیفة رح یجوز النظر الی قدمها ایضا وفی روایة اخری عنه قال لا یجوز النظر الی قدمها	کذا فی المحیط

؎۱ حکم نمبر ۱۶/۱۰۸۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۲ حکم نمبر ۲۲/۱۰۸۹ کا چوتھا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۳ حکم نمبر ۱و/۱۰۸۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو اور اس عنوان کی تیسری قسم کے احکام ۲۳/۱۰۸۹ سے شروع ہوتے ہیں (مترجم) ؎۴ محرمات ابدیہ کو دیکھنے کے متعلق احکام، حکم نمبر ۱۱ تا ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۶/۱۰۸۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎۵ فتاوی عالمگیری مترجم، حامل المتن کی اس اشاعت میں کئی اہل کے مشورہ کے بموجب، غلاموں اور باندیوں سے متعلق خصوصی احکام اور ان کا ترجمہ آجکل چنداں ضرورت نہ ہونے کی بنا پر قابل ترک ہے چنانچہ حکم نمبر ۲۲/۱۰۸۹ مع مابعد کل تقریبا ۱۰ احکام کا اندراج متروک ہے (مترجم) ؎۶ حکم نمبر ۱و/۱۰۸۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۷ چنانچہ درمختار ورد المحتار میں ہے کہ اجنبیہ عورت خواہ کافرہ ہو اس کا چہرہ اور اس کی ہتھیلیوں کو مرد دیکھ سکتا ہے یہ حکم بنا بر ضرورت ہے اور بعض کے ہاں اس کے قدم اور کلائی کے لئے بھی یہی حکم ہے اور لکھا ہے کہ اگر مرد کو آزاد اجنبیہ عورت کو دیکھنے سے) شہوت کا خدشہ ہو یا اس کا شک ہو تو اسے اس کا

دفعات شق نمبر	آٹھواں باب آدمی کیلئے جس شخص کو دیکھنا اور چھونا حلال ہے اور جو حلال نہیں اسکے احکام جس شخص کو دیکھنا اور چھونا حلال ہے اور جو حلال نہیں اسکے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۸۹-۲۱	نیز (آپ نے فرمایا کہ) اگر (مذکورہ جائز صورت میں یعنی جبکہ محرمات ابدیہ کے ساتھ سفر کرنے یا اس کے ساتھ تنہائی میں رہنے میں شہوت سے امن میں ہو اور اس نے اس کے ساتھ سفر کیا اور) اسے دوران سفر اس عورت کو (یعنی محرماتِ ابدیہ کو) اُٹھا کر سوار کرنے اور اسے اتارنے کی ضرورت پڑی تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ اس کے پیٹ اور پیٹھ کو کپڑوں کے اوپر سے پکڑے (ب) پس اگر (ایسا کرنے میں) اس نے اپنے اوپر یا اس پر شہوت کا خوف کیا تو وہ اپنی کوشش بھر اجتناب کرے اور وہ یوں ہے کہ (۱) اگر اس عورت کو خود سوار ہونا اور اترنا ممکن ہو تو وہ (یعنی اس کا محرم) مرد (اسے اٹھا کر سوار کرنے اور اتارنے سے) بالکل اجتناب کرے (۲) اور اگر اس عورت کو ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو وہ محرم مرد، زیادہ کپڑوں کے ساتھ تکلف کرنے کا تکلف کرے تاکہ اسے اس عورت کے بدن کی حرارت نہ پہنچے (۳) اور اگر اسے ایسا تکلف کرنا ممکن نہ ہو تو وہ محرم اپنے دل سے شہوت دور کرنے کا تکلف کرے یعنی (دل میں) اس کے ساتھ قطعاً شہوت کا قصد نہ کرے [۵۲]	ذخیرہ
۲۲	اور (اس عنوان کی چوتھی قسم یعنی [۵۳]) یعنی مرد کا دوسرے کی باندی کو دیکھنے کا حکم ایسا ہی ہے جیسا کہ مرد کا اپنی محرمات (ابدیہ) کو دیکھنے کا حکم ہے [۵۴] [۵۵]	کافی
۲۳	(ا) اور (اس عنوان کی تیسری قسم یعنی [۵۶]) مرد کا آزاد اجنبیہ عورت کو دیکھنے کے حکم کے بیان کے متعلق ہم کہتے ہیں کہ مرد کو اجنبی (آزاد) عورتوں کے ظاہرہ مقام زینت کو دیکھنا جائز ہے اور وہ (یعنی ظاہرہ مقام زینت) ظاہرہ روایت کے بموجب چہرہ اور ہتھیلی ہیں۔	ذخیرہ
	(ب) اور اگر اسے (یعنی اس اجنبی مرد کو) گمان غالب یہ ہو کہ اسے (مذکورہ صورت میں) شہوت ہوگی تو پھر ایسا کرنا (یعنی آزاد اجنبیہ عورت کے ظاہرہ مقام زینت کو دیکھنا) حرام ہے	ینابیع
	(ج) جب (مرد کا آزاد) اجنبیہ عورت کے چہرے کو دیکھنا شہوت سے نہ ہو تو حرام نہیں ہے لیکن یہ مکروہ ہے [۵۷]	سراجیہ
۲۴	حسنؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کیا ہے کہ (مرد کا) اجنبیہ عورت کے قدم دیکھنا جائز ہے اور آپ سے دوسری روایت میں (یہ) ہے کہ اس کے قدم دیکھنا جائز نہیں ہے [۵۸]	محیط

چہرہ دیکھنا منع ہے پس (اسے اس کے چہرے کے) دیکھنے کا حلال قرار پانا عدم شہوت سے مقید ہے ورنہ حرام ہے اور حکم ان کے زمانہ میں ہے اور ہمارے زمانہ میں (اجنبیہ آزاد) جوان عورت (کو دیکھنے) سے منع کیا جائے گا یہ قہستانی میں ہے اور رد المحتار میں ہے کہ شرح الکرخی میں لکھا ہے کہ آزاد اجنبیہ عورت کا چہرہ دیکھنا حرام نہیں ہے لیکن بغیر ضرورت دیکھنا مکروہ ہے اور اس سے بظاہر حکم یہی ہے کہ اسے دیکھنا مکروہ ہے اگرچہ شہوت کے بغیر ہو اور اگر شہوت سے ہو تو حرام ہے اور ہمارے زمانہ میں (مرد کو آزاد اجنبیہ) جوان عورت کا چہرہ دیکھنے سے منع کیا جائے گا اور یہ حکم اس لئے نہیں کہ وہ ستر ہے بلکہ خوف فتنہ کی وجہ سے منع کیا جائے گا۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۵ ص ۲۶۱ ۔ نیز حکم نمبر ۲۳ تا ۳۸، ۴۱، ۴۳، ۴۶ تا ۴۹، ۵۱ / ۱۰۸۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۵۸ حکم نمبر ۲۳، ۲۵ / ۱۰۸۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الثامن فیما یحل للرجل النظر الیه ومسه ومالا فیما یحل للرجل النظر الیه ومسه ومالا	حوالہ
۱۰۸۹-۲۵	وفی جامع البرامکة عن ابی یوسفؒ[۱] انه یجوز النظر الی ذراعیها ایضا عند الغسل والطبخ قیل وکذلک یباح النظر الی ثنایاها وذلک کله اذا لم یکن النظر عن شهوة	کذا فی المحیط
۲۶	وکذلک یباح النظر اذا شک فی الاشتهاء	کذا فی الکافی
۲۷	قیل وکذلک یباح النظر الی ساقها اذا لم یکن النظر عن شهوة فان کان یعلم انه لو نظر یشتهی اوکان اکبر رأیه ذلک فلیجتنب بجهده	کذا فی الذخیرة
۲۸	والاصح ان کل عضو لا یجوز النظر الیه قبل الانفصال لا یجوز بعده کشعر رأسها وقلامة رجلها وشعر عانته	کذا فی الزاهدی
۲۹	ولا یحل له ان یمس وجهها ولا کفها وان کان یأمن الشهوة وهذا اذا کانت شابة تشتهی فان کانت لا تشتهی لا بأس بمصافحتها ومس یدها	کذا فی الذخیرة
۳۰	وکذلک اذا کان شیخا یأمن علی نفسه وعلیها فلا بأس بان یصافحها وان کان لا یأمن علی نفسه اوعلیها فلیجتنب ثم ان محمدًاؒ اباح المس للرجل اذا کانت المرأة عجوزا ولم یشترط کون الرجل بحال لا یجامع مثله وفیما اذا کان الماس هی المرأة قال اذا کانا کبیرین لا یجامع مثله ولا یجامع مثلها فلا بأس بالمصافحة فتأمل عند الفتوی	کذا فی المحیط

۱؎ حکم نمبر ۲۳، ۲۴/۱۰۸۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۲۳/۱۰۸۹ مع حاشیہ نیز حکم نمبر ۲/۱۰۸۸ ، ۲۰/۱۰۸۹ مع حواشی میں احکام ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۲۳/۱۰۸۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ جیساکہ درمختار و رد المحتار میں ہے اور لکھاہے کہ خواہ اس کی موت کے بعد ہو نیز لکھاہے کہ پاؤں کے ناخنوں کے متعلق حکم اس بناپر ہوگا کہ اس کے قدم ستر ہیں۔ مفہوم ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۵ ص ۲۶۳۔ حکم نمبر ۲۳/۱۰۸۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۳/۱۰۸۸

دفعات و شق نمبر	آٹھواں باب آدمی کیلئے جس شخص کو دیکھنا اور چھونا حلال ہے اور جو حلال نہیں ہے، احکام جس شخص کو دیکھنا اور چھونا حلال ہے اور جو حلال نہیں ہے، احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۸۹-۲۵	(د) نیز جامع البرامکہ میں امام ابویوسف رح سے مروی ہے کہ اس (یعنی اجنبیہ آزاد عورت) کے دونوں ذراع (یعنی کہنی سے لیکر درمیانی انگلی کے سرے تک) کا دیکھنا بھی مباح ہے اور یہ سب (مذکورہ) احکام اس صورت سے متعلق ہیں کہ جب وہ دیکھنا شہوت سے نہ ہو ۱ھ	محیط
۲۶	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح جب اسے شہوت کا شک ہو تو (آزاد اجنبیہ عورت کی مذکورہ جگہوں کا) دیکھنا مباح قرار پاتا ہے ۲ھ	کافی
۲۷	بعض کا قول یہ ہے کہ اس کی (یعنی اجنبیہ آزاد عورت کی) پنڈلیوں کو دیکھنے کا حکم بھی اسی (مذکورہ حکم کی) طرح مباح قرار پاتا ہے جبکہ وہ دیکھنا شہوت سے نہ ہو اور اگر وہ یہ جانے کہ اگر اس نے (اسے) دیکھا تو اسے شہوت ہوگی یا اس کی غالب رائے ایسا ہونے کی ہو تو اسے پوری کوشش سے (اس سے) اجتناب کرنا چاہیے ۳ھ	ذخیرہ
۲۸	اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ ہر وہ عضو جسے بدن سے جدا ہونے سے پہلے دیکھنا جائز نہیں ہوتا اسے بدن سے جدا ہونے کے بعد بھی دیکھنا جائز نہیں ہوتا مثلاً اس (آزاد اجنبیہ) عورت کے سر کے بال، اس کے پاؤں کے ناخن اور اس کے زیر ناف کے بال ۴ھ	زاہدی
۲۹	کسی مرد کے لئے یہ حلال نہیں ہوتا کہ وہ اس عورت (یعنی آزاد اجنبیہ عورت) کے چہرے یا ہتھیلی کو چھوئے اگرچہ وہ شہوت سے امن میں ہو اور یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ وہ (آزاد اجنبیہ) عورت جوان ہو شہوت کے قابل ہو اور اگر وہ ایسی ہو کہ شہوت کے قابل نہ ہو تو اس سے مصافحہ کرنے اور اس کا ہاتھ چھونے میں کوئی حرج نہیں ۵ھ	ذخیرہ
۳۰	(د) اور اس طرح جب کوئی بوڑھا شخص اپنے آپ اور اس (اجنبیہ) عورت پر شہوت سے امن میں ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ اس سے مصافحہ کرے اور اگر وہ اپنے آپ پر اور اس عورت پر، شہوت سے امن میں نہ ہو تو پھر وہ (اس عورت کے ساتھ مصافحہ کرنے سے) اجتناب کرے (ب) پھر یہ واضح رہے کہ امام محمد رح نے مرد کے لئے (اجنبیہ) عورت کو چھونا اس صورت میں مباح کہا ہے کہ جب وہ عورت بوڑھی ہو اور اس میں اسے شرط قرار نہیں دیا کہ وہ مرد ایسا ہو کہ اس جیسا مرد جماع کے قابل نہ ہو۔ اور اس صورت میں جبکہ چھونے والی عورت ہو تو فرمایا کہ جب وہ دونوں ایسے بوڑھے ہوں کہ اس جیسا مرد جماع کے قابل نہ ہو اور اس جیسی عورت جماع کے قابل نہ ہو تو مصافحہ کرنے میں کوئی حرج نہیں پس فتوی دینے کے وقت تامل کرلو ۶ھ.	محیط

، ۱۶، ۲۹ ... / ۸۹ — ۳۱، ۳۳ / ۱۰ نیز ۲۳/۱۰۸۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶ھ حکم نمبر ۲۹/۱۰۸۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الثامن فیما یحل للرجل النظر الیه ومسه وما لا — فیما یحل للرجل النظر الیه ومسه وما لا	حوالہ
۱۰۸۹-۳۱	ولا بأس بان یحانق العجوز من وراء الثیاب الا ان تکون ثیابها تصف ما تحتها	کذا فی الغیاثیۃ
۳۲	فان کان علی المرأۃ ثیاب فلا بأس بان یتأمل جسدها لان نظرہ الی ثیابها لا الی جسدها فهو کما لو کانت فی بیت فنظر الی جدارہ هذا اذا لم تکن ثیابها ملتزقۃ بها بحیث تصف ما تحتها کالقباء الترکیه ولم تکن رقیقۃ بحیث تصف ما تحتها فان کانت بخلاف ذلک ینبغی له ان یغض بصرہ لان هذا الثوب من حیث انه لا یسترها بمنزلۃ شبکۃ علیها هذا اذا کانت فی حد الشهوۃ	کذا فی المحیط
۳۳	فان کانت صغیرۃ لا یشتهی مثلها فلا بأس بالنظر الیها ومن مسها لانه لیس لبدنها حکم العورۃ ولا فی النظر والمس معنی خوف الفتنۃ	کذا فی المحیط
۳۴	ثم النظر الی الحرۃ الاجنبیۃ قد یصیر مرخصا عند الضرورۃ	کذا فی المحیط
۳۵	والکافرۃ کالمسلمۃ ودوی لا بأس بالنظر الی شعر الکافرۃ	کذا فی الغیاثیۃ
۳۶	یجوز للقاضی اذا اراد ان یحکم علیها وللشاهد اذا اراد ان یشهد علیها ان ینظر الی وجهها وان خاف ان یشتهی ولکن ینبغی ان یقصد به اداء الشهادۃ او الحکم علیها لا قضاء الشهوۃ	کذا فی السراج الوهاج
۳۷	واما النظر لتحمل الشهادۃ اذا اشتهی قیل یباح کما فی النظر عند الاداء والاصح انه لا یباح	کذا فی السراج الوهاج

ے۱ حکم نمبر ۲۹/۱۰۸۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ے۲ حکم نمبر ۲۳/۱۰۸۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ے۳ حکم نمبر ۲۳، ۲۹/۱۰۸۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)
ے۴ حکم نمبر ۳۴، ۳۶ تا ۳۸، ۴۳، ۴۴، ۴۶، ۴۷/۱۰۸۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ے۵ حکم نمبر ۲۳/۱۰۸۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ے۶
جیساکہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ قاضی کو اس کا چہرہ دیکھنا، لوگوں کے حقوق کو زندہ کرنے کی ضرورت کی بنا پر ہے۔ مفہوم ماخوذ از

دفعات شق نمبر	آٹھواں باب آدمی کیلئے جس شخص کو دیکھنا اور چھونا حلال ہے اور جو حلال نہیں ہے اس کے احکام جس شخص کو دیکھنا اور چھونا حلال ہے اور جو حلال نہیں ہے ان کے احکام کا بیان	حوالہ
۳۱-۱۰۸۹	اس میں کوئی حرج نہیں کہ کوئی مرد بوڑھی (اجنبیہ) عورت سے کپڑوں کے اوپر سے معانقہ کرے لیکن اگر اس کے کپڑے ایسے ہوں کہ وہ اپنے نیچے (یعنی بدن) کا حال بتاتے ہوں تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر وہ اس سے معانقہ نہ کرے)[1]	غیاثیہ
۳۲	(ل) اگر کسی (اجنبیہ) عورت پر کپڑے ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ مرد اس کے جسد پر (یعنی اس کے کپڑے پہنے ہوئے جسم پر) نظر کرے اس لئے کہ اس صورت میں اس کی نظر اس کے کپڑوں پر ہوگی اس کے بدن پر نہ ہوگی پس یہ صورت ایسی ہے جیساکہ وہ عورت کسی کمرہ میں ہو اور مرد نے اس کمرہ کی دیوار پر نظر کی (ب) اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب اس عورت کے کپڑے اس (کے بدن) سے یوں چمٹے ہوئے نہ ہوں کہ وہ اپنے نیچے (یعنی بدن) کا حال بتاتے ہوں جیساکہ ترکی قبا نیز وہ ایسے پتلے نہ ہوں کہ وہ اپنے نیچے (یعنی بدن) کا حال بتاتے ہوں اور اگر وہ اس کے خلاف ہوں (یعنی وہ کپڑے اس کے بدن پر یوں چپکے ہوں یا ایسے پتلے ہوں کہ وہ اس کے بدن کا حال بتلاتے ہوں) تو اس مرد کو (اس عورت کے جسم سے) اپنی نگاہ نیچی رکھنی چاہیے اس لئے کہ وہ مذکورہ کپڑا اس حیثیت سے کہ وہ اس عورت کے لئے پردہ نہیں قرار پاتا ایسا ہی ہے جیساکہ اس عورت پر (جالی دار) جال پڑا ہو اور یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ وہ (اجنبیہ) عورت حد شہوت کو پہنچتی ہو[2]	محیط
۳۳	اور اگر وہ (اجنبیہ) لڑکی چھوٹی عمر کی (یعنی نابالغہ) ہو کہ اس جیسی کی دیکھنے سے اس سے شہوت نہیں کیجاتی تو اسے دیکھنے اور اسے چھونے میں کوئی حرج نہیں ہے اسلئے کہ اسکا بدن عورت کے حکم میں نہیں ہے اور نہ اس کے دیکھنے اور چھونے میں فتنہ کا خوف ہے[3]	محیط
۳۴	پھر یہ بھی واضح رہے کہ آزاد اجنبیہ عورت کو بنا بر ضرورت کبھی دیکھنے کی رخصت بھی ہوتی ہے[4]	محیط
۳۵	(ل) اور (مذکورہ احکام میں یعنی مرد کا اجنبیہ عورت کو دیکھنے اور چھونے کے احکام میں) کافرہ عورت کا حکم (اجنبیہ) مسلمہ عورت کے حکم کی طرح ہے (ب) اور روایت کیا گیا ہے کہ (اجنبیہ) کافرہ کے بالوں کو دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے[5]	غیاثیہ
۳۶	قاضی نے جب اجنبیہ عورت پر کوئی حکم جاری کرنا چاہا اور گواہ نے جب اجنبیہ عورت پر گواہی دینا چاہی تو جائز ہوگا کہ وہ اس کے چہرے کو دیکھے اگرچہ (اس صورت میں) اسے شہوت کا خدشہ ہو لیکن اس صورت میں اسے گواہی یا حکم جاری کرنے کا قصد کرنا چاہیے قضاء شہوت کا قصد نہ کرے[6]	سراج وہاج
۳۷	اور گواہی اٹھانے (یعنی گواہ بننے) کے لئے (کسی اجنبیہ عورت کے) دیکھنے میں جب شہوت ہو تو اس کے حکم کے متعلق بعض کا قول یہ ہے کہ گواہی دینے کی صورت میں اسے دیکھنے کے حکم کی طرح مباح ہوگا اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ مباح نہ ہوگا[7]	سراج وہاج

ہدایہ ج ۴ ص۴۵۹ اور جیساکہ درمختار ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ قاضی اور گواہ کو اسے چھونا حلال نہیں اس لئے کہ حرمت موجود ہے اور ضرورت اور بلوی نہیں ہے مفہوم ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ۵ ص۲۶۱، ص۲۶۲ ۔ حکم نمبر ۲۹، ۳۴/۱۰۸۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)[6]

حکم نمبر ۳۴/۱۰۸۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)[7]

دفعات شق نمبر	الباب الثامن فیما یحل للرجل النظر الیه ومسه ومالا — فیما یحل للرجل النظر الیه ومسه ومالا	حوالہ
۱۰۸۹-۳۸	ولو اراد ان یتزوج امرأة فلا بأس بان ینظر الیها وان خاف ان یشتهیها	کذا فی التبیین
۳۹	والغلام الذی بلغ حد الشهوة کالبالغ	کذا فی الغیاثیة
۴۰	والغلام اذا بلغ مبلغ الرجال ولم یکن صبیحا فحکمه حکم الرجال	کذا فی الملتقط
۴۱	وان کان صبیحا فحکمه حکم النساء وهو عورة من قرنه الی قدمه لا یحل النظر الیه عن شهوة فاما الخلوة والنظر الیه لا عن شهوة لا بأس به ولهذا لا یؤمر بالنقاب	کذا فی الملتقط
۴۲	وفی حکم الصلوة کالرجال	کذا فی الغیاثیة
۴۳	ویجوز النظر الی الفرج للخاتن وللقابلة وللطبیب عند المعالجة ویغض بصره ما استطاع	کذا فی السراجیة
۴۴	ویجوز للرجل النظر الی فرج الرجل للحقنة کذا ذکر شمس الائمة السرخسی رح وقد روی عن ابی یوسف رح ان کان به هزال فاحش فقیل له ان الحقنة تزیل ما بك من الهزال فلا بأس بان یبدی ذلك الموضع للحقنة وهذا صحیح فان الهزال الفاحش نوع مرض یکون آخره الدق والسل وذکر شمس الائمة الحلوانی رح فی شرح کتاب الصوم ان الحقنة انما تجوز عند الضرورة واذا لم یکن ثمة ضرورة ولکن فیها منفعة ظاهرة بان یتقوی بسببها علی الجماع لا یحل عندنا واذا کان به هزال فان کان هزال یخشی منه التلف یحل والا فلا	کذا فی الظهیریة کذا فی الذخیرة
۴۵	عن ابی حنیفة رح وابی یوسف رح لا یدخل علی الام والبنت والاخت الا باذن اما علی امرأته یسلم ولا یستأذن	کذا فی التتارخانیة

[1] جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ وہ سنت کی نیت کرے قضاء شہوت کی نہیں۔ نیز لکھا ہے کہ وہ اسے چھوئے نہیں۔ مفہوم ماخوذ از درمختار مع رد المحتار ج ۵ ص ۲۶۱، ص ۲۶۲۔ حکم نمبر ۲۹، ۲۴/۱۰۸۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، [2] حکم نمبر ۳۹ تا ۴۲/۱۰۸۹۔ نیز ۱ ب/۱۰۸۶، ۲۳/۱۰۸۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، [3] حکم نمبر ۳۹/۱۰۸۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] حکم نمبر ۳۹/۱۰۸۹، ۲۳/۱۰۸۹ مع حواشی نیز ۳/۴۹۷ کے پہلے حاشیے "لو" (۷) میں النوازل سے ماخوذ حکم ملاحظہ ہوں (مترجم)، [5] حکم نمبر ۳۹/۱۰۸۹ مع حاشیہ نیز ۱۰۴،۲۱/۱۶۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) [6] حکم نمبر

دفعات شق نمبر	آٹھواں باب آدمی کیلئے جس شخص کو دیکھنا اور چھونا حلال ہے اور جو حلال نہیں ہے انکے احکام جس شخص کو دیکھنا اور چھونا حلال ہے اور جو حلال نہیں ہے انکے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۸۹-۳۸	اگر کسی شخص نے کسی عورت سے نکاح کا ارادہ کیا تو اسے دیکھ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے اگرچہ اسے اس سے شہوت کا خدشہ ہو ؎۱	تبیین
۳۹	وہ لڑکا جو حدِ شہوت تک پہنچ گیا وہ (مذکورہ احکام میں) بالغ کے حکم میں ہے ؎۲	غیاثیہ
۴۰	لڑکا جب مردوں کی مثل ہو گیا اور وہ صبیح (یعنی حسین) نہ ہو تو اس کا حکم مردوں کے حکم کی طرح ہے ؎۳	ملتقط
۴۱	اور (مذکورہ صورت میں) وہ لڑکا صبیح (یعنی حسین) ہو تو اس کا حکم (اجنبیہ) عورتوں کے حکم کی طرح ہے وہ سر کی چوٹی سے لیکر قدموں تک عورت ہے اس کی طرف شہوت سے دیکھنا حلال نہ ہوگا البتہ شہوت کے بغیر اسے دیکھنے اور اس کے ساتھ تنہائی میں رہنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اسی لئے اسے نقاب ڈالنے کا حکم نہیں دیا جاتا ؎۴	ملتقط
۴۲	اور وہ (یعنی مذکورہ) لڑکا نماز (کی صف) کے حکم میں مردوں کے حکم کی طرح ہے ؎۵	غیاثیہ
۴۳	ختنہ کرنے والے، دائی اور علاج کے لئے طبیب کو جائز ہوتا ہے کہ وہ (دوسرے کی) شرمگاہ پر نظر کرے اور جہاں تک اِس سے ممکن ہو اپنی نگاہ نیچی رکھے ؎۶	سراجیہ
۴۴	(ا) مرد کے لئے جائز ہے کہ وہ ختنہ کرنے کے لئے دوسرے مرد کی شرمگاہ کو دیکھے شمس الائمہ السرخسیؒ نے یوں ہی ذکر کیا ہے۔ (ب) اور امام ابو یوسف رحؒ سے مروی ہے کہ اگر مرد بہت نحیف و لاغر ہو اور اسے بتایا گیا کہ حقنہ سے تیری لاغری دور ہو جائے گی تو حقنہ کے لئے حقنہ کی جگہ کو ننگا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور یہ حکم صحیح ہے، اس لئے کہ زیادہ لاغر ہونا بیماری ہے جس سے آخر کار دق اور سل ہو جاتا ہے (ج) اور شمس الائمہؒ نے شرح کتاب الصوم میں ذکر کیا ہے کہ حقنہ بنا بر ضرورت ہی جائز ہوتا ہے اور جب وہاں ضرورت نہ ہو البتہ اس کی ظاہرہ منفعت ہو مثلاً یہ کہ اسے حقنہ کے سبب جماع پر تقویت حاصل ہو تو اس صورت میں ہمارے ہاں (اسے حقنہ) حلال نہ ہوگا اور جب اسے لاغری ہو تو اگر وہ لاغری ایسی ہو کہ اس کی وجہ سے اس کی ہلاکت کا خدشہ ہو تو (اسے حقنہ) حلال نہ ہوگا اور جب اسے لاغری ہو تو اگر وہ لاغری ایسی ہو کہ اس کی وجہ سے اس کی ہلاکت کا خدشہ ہو تو اسے (حقنہ) حلال ہوگا اور جو ایسی لاغری) نہ ہو تو (اسے حقنہ) حلال نہ ہوگا ؎۷	ظہیریہ ذخیرہ
۴۵	(ا) امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ کوئی مرد، اپنی ماں، بیٹی اور بہن کے ہاں اس کی اجازت کے بغیر داخل نہ ہو (ب) اور اگر اسکی بیوی ہو تو (اسکے ہاں داخل ہونے کے لئے) سلام کہے اور اجازت حاصل کرے ؎۸	تتارخانیہ

؎ ۱۰۸۹/۳۴، ۳۰، ۴۴ تا ۴۶ نیز ۱۰۸۶/اب، ۱۰۸۷/۱، ۱۰۸۸/۱، ۱۰۸۹/اب، ۱۱، ۲۲، ۲۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎۷ حکم نمبر ۱۰۸۹/اب، ۴۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎۸ حکم نمبر ۱۰۸۹/۱۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات/شق نمبر	الباب الثامن فيما يحل للرجل النظر اليه ومسه وما لا　　فيما يحل للرجل النظر اليه ومسه وما لا	حواله
۱۰۸۹ - ۴۶	امرأة اصابتها قرحة فى موضع لا يحل للرجل ان ينظر اليه لا يحل ان ينظر اليها لكن تعلم امرأة تداويها فان لم يجدوا امرأة تداويها ولا امرأة تتعلم ذلك اذا علمت وخيف عليها البلاء اوالوجع او الهلاک فانه يستر منها كل شئ الا موضع تلك القرحة ثم يداويها الرجل و يغض بصره ما استطاع الا عن ذلك الموضع ولا فرق فى هذا بين ذوات المحارم و غيرهن لان النظر الى العورة لا يحل بسبب المحرمية	كذا فى فتاوى قاضيخان
۴۷	ولو خافت الافتصاد من المرأة فلا اجنبي ان يفصدها	كذا فى القنية
۴۸	والعبد فى النظر الى مولاته الحرة التى لا قرابة بينه و بينها بمنزلة الرجل الاجنبي الحر ينظر الى وجهها وكفها و لا ينظر الى مالا ينظر الاجنبى الحر من الحرة الاجنبية سواء كان العبد خصيا اوفحلا اذا بلغ مبلغ الرجال واما المجبوب الذى جف ماؤه فبعض مشائخنا رخصوا اختلاطه بالنساء والاصح انه لا يرخص ويمنع و للعبد ان يدخل على مولاته بغير اذنها اجماعا و اجمعوا على ان العبد لا يسافر بسيدته	كذا فى فتاوى قاضيخان
۴۹	ولا بأس بدخول الخصيان على النساء مالم يبلغوا الحلم وقدر ذلك بخمسة عشر لان الخصى لا يحتلم و الواحد والكثير فيها سواء	كذا فى الكبرى
۵۰	سئل الحسن بن على المرغيناني رح هل على المستحاضة او على الحائض ان تنظر الى فرجها وقت كل صلوة فقال لا	كذا فى التتارخانية ناقلا عن اليتيمة فى متفرقات الكراهة

۱ـه حکم نمبر ۱/۱۰۸۷ ، ۱، ۱۱، ۲۲، ۲۳، ۴۳، ۴۶، ۴۷/۱۰۸۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ـه حکم نمبر ۴۶/۱۰۸۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ـه حکم نمبر ۷، ۴۸ ج/۱۰۸۹ نیز ۲۳/۱۰۸۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴ـه جیساکہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ وہ سحق (یعنی رگڑ کرکے) انزال کرسکتا ہے اور حاشیہ میں ہے کہ وہ بمنزلہ فحل کے قرار پاتا ہے مفہوم ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ۴ ص۴۶۳ ـ نیز حکم

دفعات شق نمبر	آٹھواں باب آدمی کیلئے جس شخص کو دیکھنا اور چھونا حلال ہے اور جو حلال نہیں اسکے احکام جس شخص کو دیکھنا اور چھونا حلال ہے اور جو حلال نہیں اسکے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۸۹-۴۶	(ا) کسی عورت کو ایسی جگہ زخم ہوگیا جہاں اس مرد کو دیکھنا حلال نہیں ہے تو اس مرد کو (عام حالات میں) اس جگہ کا دیکھنا حلال نہیں ہے لیکن وہ کسی ایسی عورت کو سکھائے جو اس کا علاج کر دے پس اگر انہوں نے ایسی عورت نہ پائی جو اس کا علاج کردے اور نہ ایسی عورت پائی جسے سکھایا جائے تو وہ (اس علاج کو) سیکھ جائے اور اس مریضہ عورت پر غم، تکلیف یا ہلاکت کا خدشہ ہو تو اس عورت کی اس جگہ کے سوا باقی سب جگہوں پر پردہ کیا جائے پھر وہ مرد اس کا علاج کرے اور وہ مرد اس جگہ سے جہاں تک اس سے ممکن ہو اپنی نگاہ کو نیچا رکھے (ب) اور اس حکم میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ (عورت اس مرد کی) محرمات ابدیہ سے ہو یا ان کے علاوہ ہو اس لئے کہ اس کے لئے ستر پر نظر کرنا محرمات ابدیہ کے سبب حلال نہیں ہوتا [1]	قاضیخان
۴۷	اگر کسی عورت کو عورت سے قصد کرانے میں (نقصان) کا خدشہ ہوا تو (بنا پر ضرورت) اجنبی مرد کے لیے اس عورت کا قصد کرنا جائز ہوگا [2]	قنیہ
۴۸	(ا) ایسا غلام جس میں اور اس آزاد مالکہ میں (محرم ہونے کی) قرابت نہیں ہے تو وہ (اس کے لئے) بمنزلہ آزاد اجنبی مرد کے ہے وہ اس کے چہرے اور ہتھیلی کو دیکھ سکتا ہے اور اس (کے جسم) کے اس حصہ کو نہیں دیکھ سکتا جس حصہ کو ایک آزاد اجنبی مرد، آزاد اجنبیہ عورت (کے جسم) سے نہیں دیکھ سکتا خواہ وہ غلام خصی ہو یا فحل (یعنی غیر خصی) ہو جبکہ وہ مردوں کی حد کو پہنچ گیا ہو [3] (ب) اور ذکر کٹا ہوا جس کا پانی خشک ہوگیا ہو تو (اس کے متعلق) ہمارے بعض مشائخ رحمنے عورتوں کے ساتھ اس کے اختلاط کی رخصت دی ہے اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اسے یہ رخصت نہ دی جائے گی اور اسے منع کیا جائے گا [4] (ج) غلام کے لئے یہ بالاجماع جائز ہے کہ وہ اپنی مالکہ پر اس کی اجازت کے بغیر داخل ہوا اور اس پر بھی اجماع ہے کہ غلام اپنی مالکہ کے ساتھ سفر نہ کرے (یعنی جبکہ وہ مالکہ تنہا ہو) [5]	قاضیخان
۴۹	خصی لوگ جب تک حد بلوغ کو نہ پہنچیں تو عورتوں پر ان کے داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں اور اس کی (یعنی ان کے بلوغ کی) حد پندرہ سال مقرر کی گئی ہے اس لئے کہ خصی کو احتلام نہیں ہوتا اور ایک ہو یا زیادہ ہوں حکم برابر ہے [6]	کبری
۵۰	حسن علی المرغینانی رحمہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا مستحاضہ یا حائض پر لازم ہے کہ وہ اپنے فرج کو ہر نماز کے وقت دیکھے تو آپ نے فرمایا کہ نہیں [7]	تتارخانیہ

نمبر ۲۳/۱۰۸۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [5] حکم نمبر ۲۸۰۷/۱۰۸۹ و نیز ۲۳/۱۰۸۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، [6] حکم نمبر ۲۳/۱۰۸۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [7] مستحاضہ کے متعلق حکم نمبر ۶۹ اور حائض کے متعلق حکم نمبر ۳۵، ۶۲ تا ۶۷ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات نمبر	الباب الثامن فیما یحل للرجل النظر الیه ومسه ومالا — فیما یحل للرجل النظر الیه ومسه ومالا	حوالہ
۱۰۸۹-۵۱	وسئل ایضا عن النظر الی عظام المرأة بعد موتها مثل جمجمتها هل یجوز فقال لا کذا فی التاتارخانیة ناقلا عن الیتیمة	فی متفرقات الکراهة
۵۲	اللواطة مع مملوکه او مملوکته او امرأته حرام	کذا فی الغرائب
۵۳	المرأة اذا انقطع حجابها الذی بین القبل والدبر لا یجوز للزوج ان یطأها الا ان یعلم انه یمکنه ان یأتیها فی القبل من غیر الوقوع فی الدبر وان شک فلیس له ان یطأها	کذا فی الغرائب
	واللہ اعلم	

۱؎ حکم نمبر $\frac{۲۳}{۱۰۸۹}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر $\frac{۱ب، ۲۲}{۱۰۸۹}$ ، $\frac{۶۸، ۶۹}{۴۶۳}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎

دفعات/شق نمبر	آٹھواں باب آدمی کیلئے جس شخص کو دیکھنا اور چھونا حلال ہے اور جو حلال نہیں ہے اسکے احکام جس شخص کو دیکھنا اور چھونا حلال ہے اور جو حلال نہیں ہے اسکے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۸۹-۵۱	نیز آپ سے (یعنی حسن بن علی المرغینانی رحمۃ اللہ علیہ سے) یہ بھی دریافت کیا گیا کہ عورت کے مرنے کے بعد اسکی ہڈیوں کی طرف مثلاً اس کی کھوپری کو دیکھنا کیا جائز ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا کہ نہیں [1]	تتارخانیہ
۵۲	لواطت (یعنی دبر میں جماع خواہ) اپنے غلام کیساتھ یا اپنی باندی کیساتھ یا اپنی بیوی کے ساتھ (ہو) حرام ہے [2]	غرائب
۵۳	(ا) کسی عورت کا جب وہ پردہ ختم ہوگیا جو فرج اور دبر کے درمیان ہوتا ہے تو اس کے خاوند کے لئے یہ جائز نہ ہوگا کہ وہ اس سے جماع کرے (ب) لیکن اگر وہ یہ جان لے کہ اس کے دبر میں واقع ہوئے بغیر اسکے لئے اسکے قبل میں جماع ممکن ہے تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر اس کا خاوند اس سے جماع کر سکتا ہے) (ج) اور اگر اس خاوند کو (اس میں) شک ہو تو اسے اس بیوی سے جماع کرنا جائز نہ ہوگا [3]	غرائب
	واللہ اعلم	

حکم نمبر ۱ب، ۵۲ / ۱۰۸۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی عشر فی الکراھۃ فی الاکل ومایتصل بہ — الکراھۃ فی الاکل ومایتصل بہ	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب الحادی عشر فی الکراھۃ فی الاکل ومایتصل بہ

دفعات ۱۰۹۲ تا ۱۰۹۲ ، عنوان ۱ ، تعداد شق ۱۱۹

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱۰۹۲-	**الکراھۃ فی الاکل ومایتصل بہ** تعداد شق ۱۱۹	
۱	اما الأکل فعلی مراتب فرض وھو مایندفع بہ الھلاک فان ترک الأکل والشرب حتی ھلک فقد عصی	کذا فی الاختیار شرح المختار
۲	ومأجور علیہ وھو مازاد علیہ لیتمکن من الصلوۃ قائما ویسھل علیہ الصوم	کذا فی الاختیار شرح المختار
۳	ومباح وھو مازاد علی ذلک الی الشبع لتزداد قوۃ البدن ولا اجر فیہ ولا وزر ویحاسب علیہ حسابا یسیرا ان کان من حل	کذا فی الاختیار شرح المختار
۴	وحرام وھو الأکل فوق الشبع الا اذا قصد بہ التقوی علی صوم الغد او لئلا یستحی الضیف فلا بأس بأکلہ فوق الشبع	کذا فی الاختیار شرح المختار
۵	ولا تجوز الریاضۃ بتقلیل الأکل حتی یضعف عن اداء الفرائض فاما تجویع النفس علی وجہ لا یعجز عن اداء العبادات فھو مباح وفیہ ریاضۃ النفس وبہ یصیر الطعام مشتھی بخلاف الاول فانہ اھلاک النفس وکذا الشاب الذی	

۱؎ حکم نمبر ۱/۱۰۸۶ کے باب کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۳۸، ۳۹/۱۰۹۲ ج مع حواشی نیز ۱۲۰۶، ۱۳/۱۰۹۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں نیز کھانے کے درجات کے متعلق حکم نمبر ۱ تا ۶، ۲۲/۱۰۹۲ ، اس میں اسراف، اس کے آداب وغیرہ کے متعلق ۷ تا ۳۴، ۵۲ تا ۸۶، ۹۵، ۱۱۹/۱۰۹۲ بحالتِ اضطرار میں کھانے کے متعلق حکم ۳۵ تا ۴۸/۱۰۹۲ ، محتاج کو کھلانے کے متعلق ۴۹ تا ۵۰/۱۰۹۲ ، کھانا مباح کردینے کے متعلق ۵۱ تا ۵۵/۱۰۹۲ ، اور پھلوں، پتوں اور

دفعات و شق نمبر	گیارہواں باب کھانے اور اس سے ملتے جلتے امور میں مکروہ امور کے احکام — کھانے اور اس سے ملتے جلتے امور میں مکروہ امور کے احکام کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گیارہواں باب کھانے اور اس سے ملتے جلتے امور میں مکروہ امور کے احکام[۱]

دفعات ۱۰۹۲ تا ۱۰۹۲، عنوان ۱، تعداد شق ۱۱۹

۱۰۹۲ - کھانے وغیرہ میں مکروہ امور

اور اسمیں ۱۱۹ شقیں ہیں

۱ کھانے میں کئی درجے ہیں (ایک قسم) فرض ہے اور وہ اتنی مقدار تک کھانا ہے کہ وہ اس کے سبب ہلاکت سے بچ سکے پس اگر کسی شخص نے کھانا پینا چھوڑ دیا حتی کہ وہ ہلاک ہوگیا تو اس نے گناہ کیا[۲] — اختیار

۲ (ایک قسم) ماجور علیہ ہے (یعنی جس مقدار تک کھانے پر ثواب ملتا ہے) اور وہ فرض کھانے کی مقدار سے اتنا زائد کھانا ہے کہ وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکے اور اس پر روزہ رکھنا آسان رہے[۳] — اختیار

۳ (ایک قسم) مباح کھانا ہے اور وہ مذکور مقدار (یعنی ماجور علیہ کھانے) سے اتنا زائد کھانا ہے کہ سیر ہو جائے تاکہ اس کے بدن کی قوت بڑھ جائے اور اس میں نہ ثواب ہے اور نہ گناہ اور اس پر اس سے حسابِ یسیر (یعنی آسان حساب) لیا جائے گا بشرطیکہ وہ کھانا حلال (کمائی) سے تھا[۴] — اختیار

۴ (اور ایک قسم) حرام کھانا ہے اور وہ سیر ہو جانے سے بھی زائد کھانا ہے لیکن اگر کسی شخص نے ایسا کرنے میں، آنے والے کل کے روزہ کے لئے تقویت حاصل کرنے کے قصد سے ایسا کیا یا اس لئے ایسا کیا مہمان (مزید کھانے میں) شرما نہ جائے تو پھر سیر ہونے سے زیادہ کھا لینے میں کوئی حرج نہیں[۵] — اختیار

۵ (۱) کھانا کم کر دینے کی ریاضت اس حد تک جائز نہیں ہوتی ہے کہ وہ فرض کی ادائیگی سے بھی کمزور پڑ جائے پس اپنے نفس کو بایں طور بھوکا رکھنا کہ عبادات ادا کرنے سے عاجز نہ ہو تو ایسا کرنا مباح ہے اس میں نفس کے لئے ریاضت ہے اور اسی سے کھانا خوش گوار قرار پاتا ہے بخلاف پہلی صورت کے اس لئے کہ وہ

---

[۱] درختوں وغیرہ کے متعلق ۸۷ تا ۹۴/۱۰۹۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۳] حکم نمبر ۱/۱۰۹۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم [۴] حکم نمبر ۱/۱۰۹۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] حکم نمبر ۱/۱۰۹۲ مع حاشیہ، ۲۸/۱۰۹۹ اور لا بأس یعنی اس میں کوئی حرج نہ ہونے کے عام مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۴۲/۲۲۵ کے حاشیہ کے (و) میں رد المحتار ج ۱ ص ۶۱۶ سے ماخوذ حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الحادی عشر فی الکراھة فی الاکل وما یتصل به الکراھة فی الاکل وما یتصل به	حوالہ
۱۰۹۲ -	یخاف الشبق لا بأس بان یمتنع عن الأکل لیکسر شهوته بالجوع علی وجه لایعجز عن أداء العبادات	کذا فی الاختیار شرح المختار
۶	وان أکل الرجل مقدار حاجته او اکثر لمصلحة بدنه لا بأس به	کذا فی الحاوی للفتاوی
	أذا أکل الرجل اکثر من حاجته لیتقیأ قال الحسن رح لا بأس به وقال رأیت انس بن مالك رضی الله تعالے عنه یأکل الوانا من الطعام ویکثر ثم یتقیأ و ینفعه ذلك	کذا فی فتاوی قاضیخان
۷	من السرف الاکثار فی الباجات الا عند الحاجة بان یمل من باجة فیستکثر حتی یستوفی من کل نوع شیأ فیجتمع له قدر ما یتقوی علی الطاعة او قصد ان یدعو الاضیاف قوما بعد قوم الی ان یأتوا الی آخر الطعام فلا بأس به	کذا فی الخلاصة
۸	واتخاذ الوان الاطعمة ووضع الخبز علی المائدة اکثر من الحاجة سرف الا ان یکون من قصده ان یدعوا الاضیاف قوما بعد قوم حتی یأتوا علی آخره لان فیه فائدة	کذا فی الاختیار شرح المختار
۹	ومن الاسراف ان یأکل وسط الخبز ویدع حواشیه او یأکل ما انتفخ منه و یترك الباقی لان فیه نوع تجبر الا ان یکون غیره یتناوله فلا بأس به کما اذا اختار رغیفا دون رغیف	کذا فی الاختیار شرح المختار
۱۰	ومن الاسراف ترك اللقمة الساقطة من الید بل یرفعها اوّلا ویأکلها قبل غیرها	کذا فی الوجیز للکردری
۱۱	ومن اکرام الخبز ان لا ینتظر الادام اذا حضر	کذا فی الاختیار شرح المختار

ؔله حکم نمبر $\frac{۱}{۱۰۹۲}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؔله حکم نمبر $\frac{۱}{۱۰۹۲}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؔله حکم نمبر $\frac{۷ \text{ تا } ۳۲، ۵۶ \text{ تا } ۸۶، ۹۵ \text{ تا } ۱۱۹}{۱۰۹۲}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ؔله حکم نمبر $\frac{۱۰۲}{۱۰۹۲}$ اور $\frac{۷}{۱۰۹۲}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	گیارہواں باب کھانے اور اس سے ملتے جلتے امور میں مکروہ امور کے احکام — کھانے اور اس سے ملتے جلتے امور میں مکروہ امور کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۲-	صورت نفس کو ہلاک کرنے کی صورت ہے (ب) اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ ایسا نوجوان جو جوش شہوت سے خوف رکھتا ہو تو وہ بھوک کے ذریعہ اپنی شہوت کو توڑنے کے لئے بایں طور کھانے سے رکے کہ وہ عبادات ادا کرنے سے عاجز نہ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے [۱]	اختیار
۶	(ا) اگر کسی شخص نے اپنے بدن کی مصلحت کے لئے بقدر ضرورت یا اس سے زیادہ کھایا تو اس میں حرج نہیں ہے۔	حاوی
	(ب) جب کسی شخص نے قدرِ ضرورت سے زیادہ اس لیے کھایا تاکہ وہ قے کر دے تو اس کے (حکم کے) متعلق حسن رح کا قول ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں اور آپ کا کہنا ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالے عنہ کو دیکھا کہ آپ کئی قسم کا کھانا کھاتے اور زیادہ کھاتے اور پھر قے کر دیتے اور ایسا کرنا انہیں مفید ہوتا [۲]	قاضیخان
۷	سالنوں میں کثرت کرنا اسراف قرار پاتا ہے لیکن بنا بر ضرورت ایسا کرنے کے متعلق یہ حکم نہیں ہے مثلاً کوئی شخص ایک قسم کے سالن سے اکتاتا ہو تو وہ کئی قسم کے (سالن) بنوائے اور ہر قسم میں سے کچھ لے حتی کہ کل مجموعہ اس کے لئے اس قدر ہو جائے کہ وہ عبادت پر قادر ہو جائے یا کسی شخص نے یہ ارادہ کیا کہ وہ مہمانوں کے ایک گروہ کے بعد دوسرا گروہ بلائے حتے کہ وہ آخری کھانے کو آئیں تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے [۳]	خلاصہ
۸	کئی قسم کے کھانے پکوانا اور دسترخوان پر ضرورت سے زائد روٹیاں رکھنا اسراف میں داخل ہے لیکن اگر اس کا قصد یہ ہو کہ وہ مہمانوں کے ایک گروہ کے بعد دوسرا گروہ بلائے گا حتے کہ وہ آخری کھانے کو آئیں تو پھر یہ حکم نہیں ہے اس لئے کہ اس میں فائدہ ہے [۴]	اختیار
۹	یہ بھی اسراف میں سے ہے کہ کوئی شخص روٹی کو درمیان سے کھالے اور اس کے کناروں کو چھوڑ دے یا روٹی میں سے پھولا ہوا حصہ کھالے اور باقی چھوڑ دے اس لئے کہ اس میں ایک قسم کا اترانا ہے لیکن اگر اس کے علاوہ (دوسرا) شخص اسے کھا لیتا ہے تو پھر ایسا کرنے میں حرج نہیں ہے جیسا کہ کسی شخص نے کوئی روٹی چھوڑ کر دوسری روٹی انتخاب کرلی (تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے) [۵]	اختیار
۱۰	یہ بھی اسراف میں سے ہے کہ وہ ہاتھ میں سے گرے ہوئے لقمہ کو چھوڑ دے بلکہ دوسرے لقمہ سے پہلے (دسترخوان پر سے) اسے اٹھائے اور کھائے [۶]	وجیز للکردری،
۱۱	جب (کھانے کے لئے) روٹی سامنے رکھ دی جائے تو اس کے اکرام میں سے یہ ہے کہ سالن کے انتظار میں نہ رہے (بلکہ روٹی کھانا شروع کر دے)	اختیار

[۵] حکم نمبر ۲۹/۱۰۹۲ اور ۷/۱۰۹۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۶] حکم نمبر ۳۲، ۷۲/۱۰۹۲ مع حواشی اور ۳۰ ب/۱۰۹۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات/شق نمبر	الباب الحادی عشر فی الکراهة فی الاکل ومایتصل به — الکراهة فی الاکل ومایتصل به	حوالہ
١٠٩٢-١٢	والسنة غسل الایدی قبل الطعام وبعده	کذا فی الظهیریة
١٣	وآداب غسل الایدی قبل الطعام ان یبدأ بالشبان ثم بالشیوخ وبعد الطعام علی العکس	کذا فی الظهیریة
١٤	قال نجم الائمة البخاری رح وغیره غسل الید الواحدة او اصابع الیدین لا یکفی لسنة غسل الیدین قبل الطعام لان المذکور غسل الیدین وذلك الی الرسغ	کذا فی القنیة
١٥	ولا یمسح یده قبل الطعام بالمندیل لیکون اثر الغسل باقیا وقت الأکل ویمسحها بعده لیزول اثر الطعام بالکلیة	کذا فی خزانة المفتین
١٦	وفی الیتیمة سئل والدی عن غسل الفم عند الأکل هل هو سنة کغسل الید فقال لا	کذا فی التاتارخانیة
١٧	ولو غسل یده اورأسه بالنخالة او احرقها ان لم یبق فیها شیٔ من الدقیق وهی نخالة تعلف بها الدواب لا بأس به	کذا فی فتاوی قاضیخان
١٨	وفی نوادر هشام رح سألت محمدا رح عن غسل الیدین بالدقیق والسویق بعد الطعام مثل الغسل بالاشنان فاخبرنی ان اباحنیفة رح لم یر بأسا بذلك وابویوسف کذلك وهو قولی	کذا فی الذخیرة
١٩	ویکره للجنب رجلا کان اوامرأة ان یأکل طعاما او یشرب قبل غسل الیدین والفم ولا یکره ذلك للحائض والمستحب تطهیر الفم فی جمیع المواضع	کذا فی فتاوی قاضیخان
٢٠	وینبغی ان یصب الماء من الآنیة علی یده بنفسه ولا یستعین بغیره وقد حکی عن بعض مشائخنا رح انه قال هذا کالوضوء ونحن لا نستعین بغیرنا فی وضوئنا	کذا فی المحیط

١ـ حکم نمبر ٤٧/١٠٩٣ ملاحظہ ہو (مترجم) ٢ـ حکم نمبر ٦/٣٧ ملاحظہ ہو (مترجم) ٣ـ حکم نمبر ١٣/١٩ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	گیارہواں باب کھانے اور اس سے ملتے جلتے امور میں مکروہ امور کے احکام — کھانے اور اس سے ملتے جلتے امور میں مکروہ امور کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۲-۱۲	یہ سنت ہے کہ کھانا کھانے سے پہلے اور بعد ہاتھوں کو دھوئے	ظہیریہ
۱۳	کھانا کھانے سے پہلے ہاتھوں کو دھونے کے آداب میں سے یہ ہے کہ ابتدا نوجوانوں سے کرے اور اس کے بعد بوڑھوں کے ہاتھ دھلائے اور کھانا کھانے کے بعد (کے آداب میں) اس کا الٹ ہے (یعنی بعد میں ابتدا بوڑھوں سے کرے) ؎۱	ظہیریہ
۱۴	نجم الائمہ البخاری رح وغیرہ کا قول ہے کہ کھانا کھانے سے پہلے ہاتھوں کے دھونے کی سنت کی ادائیگی کے لئے، ایک ہاتھ دھولینا یا دونوں ہاتھوں کی انگلیاں دھولینا کفایت نہیں کرتا اس لئے کہ (سنت طریقہ میں) مذکور دونوں ہاتھوں کا دھونا ہے	قنیہ
۱۵	کھانا کھانے سے پہلے (ہاتھ دھونے کے بعد) اپنا ہاتھ تولیہ سے نہ پونچھے تاکہ (کھانا) کھانے کے (شروع کرنے کے) وقت تک دھونے کا اثر باقی رہے اور کھانا کھانے کے بعد (ہاتھ دھوکر) انہیں پونچھ لے تاکہ کھانے کا نشان بالکل زائل ہو جائے	خزانۃ المفتین
۱۶	یتیمہ میں ہے کہ میرے والد صاحب سے دریافت کیا گیا کہ کیا کھانا کھاتے وقت منہ اندر سے دھونا (یعنی کلی کرنا) ہاتھ دھونے کی طرح سنت ہے ؟ تو آپ نے فرمایا کہ نہیں	تتارخانیہ
۱۷	اگر کسی شخص نے چھان بورے سے اپنا ہاتھ یا سر دھویا یا اسے جلایا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر اس میں آٹے میں سے کوئی شے باقی نہ تھی اور وہ چھان بورا ایسا ہو کہ وہ جانوروں کو بطور چارہ ڈالا جاتا ہو تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں	قاضیخان
۱۸	نوادر ہشام رح میں ہے کہ میں نے امام محمد رح سے دریافت کیا کہ کھانا کھانے کے بعد اشنان (بوٹی) کی طرح آٹے اور ستو سے ہاتھ دھونے کے متعلق کیا حکم ہے تو آپ نے مجھے بتایا کہ امام ابوحنیفہ رح ایسا کرنے میں کوئی حرج نہ سمجھتے تھے امام ابو یوسف رح کے ہاں بھی یہی حکم ہے اور میرا قول بھی یہی ہے	ذخیرہ
۱۹	(ا) یہ مکروہ ہے کہ جنبی شخص خواہ مرد ہو یا عورت، ہاتھوں اور منہ کو دھونے سے پہلے کھانا کھائے یا (کچھ) پیئے (ب) اور حائض عورت (جس پر غسل واجب ہو اس) کے لئے ایسا کرنا مکروہ نہیں ہے (ج) اور مستحب یہ ہے کہ سبھی مواضع میں منہ پاک کرے ؎۲	قاضیخان
۲۰	اور چاہیئے کہ (ہاتھ دھونے میں) پانی، برتن سے اپنے ہاتھ پر خود ڈالے اور (اس میں) کسی اور سے مدد نہ چاہے ہمارے بعض مشائخ رح سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ یہ صورت بھی وضو کی طرح ہے اور ہم اپنے وضو میں اپنے علاوہ کسی سے مدد نہیں چاہتے ؎۳	محیط

دفعات شق نمبر	الباب الحادی عشر فی الکراھۃ فی الاکل ومایتصل بہ — الکراھۃ فی الاکل ومایتصل بہ	حوالہ
۱۰۹۲-۲۱	وسنن الطعام البسملۃ فی اولہ والحمدلۃ فی آخرہ فان نسی البسملۃ فی اولہ فلیقل اذا ذکر بسم اللہ علی اولہ وآخرہ	کذا فی الاختیار شرح المختار
۲۲	واذا قلت بسم اللہ فارفع صوتک حتی تلقن من معک	کذا فی التتارخانیۃ
۲۳	یبدأ باسم اللہ تعالی فی اولہ اذا کان الطعام حلالا وبالحمد للہ فی آخرہ کیفما کان	کذا فی القنیۃ
۲۴	ولا ینبغی ان یرفع صوتہ بالحمد للہ الا انیکون جلسائہ فرغوا عن الأکل	کذا فی التتارخانیۃ
۲۵	من السنۃ ان یبدأ بالملح ویختم بالملح	کذا فی الخلاصۃ
۲۶	ویقلل الأکل	کذا فی الغرائب
۲۷	وفی النوادر قال فضل بن غانم رح سألت ابایوسف رح عن النفخ فی الطعام هل یکرہ قال لا الا ماله صوت مثل أف وهو تفسیر النهی	کذا فی الخلاصۃ
۲۸	ولا یؤکل طعام حار ولا یشم ولا ینفخ فی الطعام والشراب	کذا فی الخلاصۃ
۲۹	ومن السنۃ ان لا یأکل الطعام من وسطہ فی ابتداء الأکل	کذا فی الخلاصۃ
۳۰	ومن السنۃ لعق الاصابع قبل المسح بالمندیل	کذا فی الوجیز للکردری
۳۱	ومن السنۃ لعق القصعۃ	کذا فی الخلاصۃ
۳۲	ومن السنۃ ان یأکل ماسقط من المائدۃ	کذا فی المحیط
۳۳	الأکل علی الطریق مکروہ ولابأس بالأکل مکشوف الرأس وهو المختار	کذا فی الخلاصۃ
۳۴	لابأس بالأکل متکئا اذا لم یکن بالتکبر و فی الظهیریۃ هو المختار	کذا فی جواهر الاخلاطی

۱؎ حکم نمبر ۲۱ تا ۲۴/۱۰۹۲ نیز ۲/۱/۵ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۱/۱۰۹۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۲۸/۱۰۹۲ ملاحظہ ہو (مترجم)
۴؎ حکم نمبر ۲۷/۱۰۹۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۹/۱۰۹۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶؎ حکم نمبر ۱۱/۲۰۷/۱۰۹۲، ۳۰ب/۱۰۱۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات/شق نمبر	گیارہواں باب کھانے اور اس سے ملتے جلتے امور میں مکروہ امور کے احکام — کھانے اور اس سے ملتے جلتے امور میں مکروہ امور کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۲-۲۱	(د) کھانا کھانے کی سنتوں میں ہے کہ شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے اور کھانے کے آخر میں الحمد للہ تعالیٰ کہے (ب) اور اگر کوئی شخص کھانے کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا بھول گیا تو جب اسے یاد آئے اسے یوں کہنا چاہیے بسم اللہ علی اولہ وآخرہ ؎۱	اختیار
۲۲	(کھانا کھانے میں) جب تو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے تو اپنی آواز اونچی کرتا کہ (کھانا کھانے میں) جو تیرے ساتھ ہے اسے تلقین (یعنی یاد دہانی) کر دے	تتارخانیہ
۲۳	کھانے کا اول بسم اللہ سے شروع کرے جبکہ وہ کھانا حلال ہو اور کھانے کے آخر میں الحمد للہ کہے خواہ وہ کھانا کیسا ہو	قنیہ
۲۴	(کھانا کھانے کے بعد) الحمد للہ کہنے میں اپنی آواز بلند نہ کرے لیکن اگر (کھانے میں) اس کے ساتھ بیٹھنے والے کھانے سے فارغ ہو گئے ہوں تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر الحمد للہ بلند آواز سے کہہ سکتا ہے)	تتارخانیہ
۲۵	(کھانا کھانے میں) یہ سنت ہے کہ نمک سے شروع کرے اور نمک پر ختم کرے	خلاصہ
۲۶	کھانا (پوری طرح سیر ہونے سے) کم کھائے ؎۲	غرائب
۲۷	النوادر میں فضل بن غانم رح کا قول ہے کہ میں نے امام ابو یوسف رح سے کھانے میں پھونک کے حکم کے متعلق دریافت کیا کہ کیا ایسا کرنا مکروہ ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ نہیں لیکن ایسی پھونک جس میں آواز ہو مثلاً اُف (تو پھر کھانے میں ایسی پھونک مارنا مکروہ ہوگا) اور پھونک مارنے کی ممانعت کا مطلب یہی ہے ؎۳	خلاصہ
۲۸	(د) (سخت) گرم کھانا نہ کھایا جائے (ب) نہ کھانے کو سونگھا جائے (ج) اور نہ کھانے پینے کی چیزوں میں پھونک ماری جائے ؎۴	خلاصہ
۲۹	(کھانا کھانے میں) یہ سنت ہے کہ کھانے کی ابتدا میں درمیان سے نہ کھائے ؎۵	خلاصہ
۳۰	(کھانا کھانے میں) یہ (بھی) سنت ہے کہ (ہاتھ) رومال سے پونچھنے سے پہلے انگلیاں چاٹ لے	وجیز للکردری
۳۱	(کھانا کھانے میں) یہ (بھی) سنت ہے کہ پیالہ (یا پلیٹ) کو (انگلی سے) چاٹ لے	خلاصہ
۳۲	(کھانا کھانے میں) یہ بھی سنت ہے کہ جو کھانا دسترخوان سے گر گیا اسے (بھی صاف کرکے) کھالے ؎۶	محیط
۳۳	(د) بر سر راہ کھانا کھانا مکروہ ہے (ب) اور ننگے سر کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور یہی حکم مختار ہے ؎۷	خلاصہ
۳۴	(د) تکیہ لگا کر کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں جبکہ ایسا کرنا از راہ تکبر نہ ہو اور ظہیریہ میں ہے کہ یہ حکم مختار ہے	جواہر الاخلاطی

؎۷ المختار ہونے کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲/۲۹۷ ب کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کے نمبر ۱۰ کے ج ۳ میں ۱۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الحادی عشر فی الکراھۃ فی الاکل وما یتصل بہ — الکراھۃ فی الاکل وما یتصل بہ	حوالہ
١٠٩٢-	دیکرہ الاکل والشرب متکئا او واضعا شماله علی الارض او مستندا	کذا فی فتاوی العتابیة
٣٥	أكل الميتة حالة المخمصة قدر ما يدفع به الهلاك لا بأس به	کذا فی السراجية
٣٦	تكلموا فی حد الاضطرار الذی يحل له الميتة قيل اذا كان بحال يخاف على نفسه التلف روی عن ابن المبارك[٢] انه قال اذا كان بحال لو دخل السوق لا ينظر الى شئ سوى الحرام وقيل اذا كان يضعف عن اداء الفرض وقيل بعد ثلاثة ايام والصحيح انه غير موقت لانه يختلف باختلاف طبائع الناس واختلفوا فی كيفية أكله قيل أكله حرام[٣] الا انه وضع الاثم عنه وقيل هو حلال لا يسعه تركه	کذا فی الغرائب
٣٧	اذا خاف على نفسه الموت من الجوع ومع رفيق له طعام ذكر فی الروضة انه جاز ان يأخذ من الطعام قدر ما يدفع جوعه على شرط الضمان	کذا فی الخلاصة
٣٨	ومن اصابته مخمصة وعنده طعام رفيقه فلم يأخذ منه كرها بالقيمة بل صبر حتى مات جوعا يثاب	کذا فی القنية
٣٩	لو خاف على نفسه الموت من العطش ومع رفيقه ماء جاز له ان يقاتل معه بدون السلاح ويأخذ منه الماء بقدر ما يدفع عطشه ولو كان الرفيق يخاف الموت يأخذ منه بعضه ويترك البعض	کذا فی الخلاصة

ا؎ مذکورہ مجبوری کی حد اسکے حکم کی حیثیت اور متعلقہ احکام کے متعلق حکم نمبر ١، ٣٥ تا ٥٠/١٠٩٢ نیز ١٢٦، ١٣٠/١٠٩٩ ملاحظہ ہوں (مترجم) ٢؎ حکم نمبر ٣٥/١٠٩٢ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ٣؎ حکم نمبر ٣٧ تا ٤٢/١٠٩٢ اور حالت اضطرار کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ٣٦/١٠٩٢ ملاحظہ ہوں (مترجم) ٤؎ حکم نمبر ٣٥/١٠٩٢ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	گیارہواں باب کھانے اور اس سے ملتے جلتے امور میں مکروہ امور کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۲-	(ب) تکیہ (یعنی ٹیک) لگاکر کھانا پینا یا بایاں ہاتھ زمین پر رکھ کر یا ٹیک کر کھانا مکروہ ہے	عتابیہ
۳۵	حالت مخمصہ میں (یعنی بھوک سے مجبور ہوکر) بایں قدر مردار کھالینا جس سے جان کی ہلاکت کا خوف نہ رہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے [۱]	سراجیہ
۳۶	(د) حالتِ اضطرار (یعنی بھوک سے مجبوری کی ایسی حالت جس کی وجہ سے مردار کھا سکتا ہے اس) کی حد کے متعلق مشائخ رحمہ نے کلام کیا ہے (۱) بعض کا قول یہ ہے کہ جب وہ ایسی حالت میں ہو کہ اسے اپنی جان تلف ہونے کا خوف ہو (۲) امام ابن المبارکؒ سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جب وہ ایسی حالت میں ہو کہ اگر وہ بازار میں داخل ہو تو اسے سوائے حرام کے کچھ نظر نہ آئے (۳) بعض کا قول یہ ہے کہ جب وہ (بھوک کی وجہ سے) فرض ادا کرنے سے عاجز ہو جائے (۴) بعض کا قول یہ ہے کہ تین دن (کی بھوک) کے بعد (وہ مردار کھا سکتا ہے) اور صحیح حکم یہ ہے کہ اس کے لئے وقت مقرر نہیں ہے اس لئے کہ مذکورہ مجبوری لوگوں کی طبیعتوں کے اختلاف کی بنا پر مختلف ہوتی ہے (ب) بھوک سے مجبوری کی حالت میں مردار کھالینے کی حیثیت کے متعلق مشائخ رحمہ نے اختلاف کیا ہے (۱) بعض کا قول یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام ہی ہوتا ہے لیکن اس سے اس کے کھالینے کا گناہ نہیں رہتا (۲) اور بعض کا قول یہ ہے کہ (اس حالت میں) وہ مردار اس کے لئے حلال ہو جاتا ہے جسے ترک کرنے کی اسے گنجائش نہیں ہوتی [۲]	غرائب
۳۷	جب کسی شخص کو بھوک سے اپنی جان کی ہلاکت کا خوف ہو اور اس کے ساتھی کے پاس کھانا موجود ہو تو (اس صورت کے متعلق) الروضہ میں مذکور ہے کہ اس شخص کے لئے جائز ہے کہ وہ اس کھانے میں سے بشرطِ ضمان اس قدر لے لے جس سے وہ اپنی بھوک دور کر سکے [۳]	خلاصہ
۳۸	جو شخص حالت مخمصہ (یعنی بھوک سے مجبور ہونے کی حالت) میں ہے اس کے پاس اس کے ساتھی کا کھانا ہے پس اس نے اس پر جبر کرکے قیمتاً نہ لیا بلکہ (بھوک پر) صبر کیا حتٰی کہ بھوک سے اس کی موت واقع ہو گئی تو وہ ثواب پائے گا [۴]	قنیہ
۳۹	(د) اگر کسی شخص نے اپنے آپ پر پیاس کی وجہ سے موت کا خوف کیا اور اس کے ساتھی کے پاس پانی ہے تو اس شخص کے لئے جائز ہے کہ وہ اس ساتھی سے ہتھیار کے بغیر لڑ کر اس سے اتنا پانی لے لے جس سے اس کی پیاس دور ہو سکے (ب) اور اگر اس کے ساتھی کو (بھی پیاس سے) موت کا خوف ہو تو وہ شخص اس سے کچھ پانی لے اور کچھ چھوڑ دے	خلاصہ

دفعات و شق نمبر	الباب الحادی عشر فی الکراھة فی الاکل وما یتصل به — الکراھة فی الاکل و ما یتصل به	حوالہ
۱۰۹۲ - ۴۰	ان اضطر الی طعام والمالك یمنعه وسعه الأخذ منه ولا یقاتله علیه ولو ترک حتی مات کان فی سعة	کذا فی التهذیب
۴۱	ولو اضطر الی ماء فی بئر وهناک احد یمنعه له ان یقاتل علیه	کذا فی التهذیب
۴۲	وحکی عن ابی نصر رح انه قال کل شئ حازه انسان یملکه کالطعام والماء الذی یحوزه فان المضطر یقاتله بما دون السلاح واما فی البئر وما اشبه ذلك فانه یقاتله بالسلاح وغیر السلاح	کذا فی المحیط
۴۳	خاف الهلاک عطشا وعنده خمر له شربه قدر ما یدفع العطش ان علم انه یدفعه	کذا فی الوجیز للکردری
۴۴	مضطر لم یجد میتة وخاف الهلاک فقال له رجل "اقطع یدی وکلها" او قال "اقطع منی قطعة وکلها" لا یسعه ان یفعل ذلك ولا یصح امره به کما لا یسع للمضطر ان یقطع قطعة من نفسه فیأکل	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۵	الاب اذا احتاج الی تناول مال ولده ان کان فی المصر واحتاج لفقره أکل بغیر شئ وان کان فی المفازة واحتاج لعدم الطعام أکل بالقیمة ان کان موسرا یعنی لا یحل له أخذ الصدقة	کذا فی الخلاصة

۱؎ حکم نمبر $\frac{۳۵}{۱۰۹۲}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ ۱۵ اور رد المحتار میں ہے کہ حالتِ اضطرار میں شراب کو پیشاب پر مقدم کیا جائیگا۔ مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ۵ ص ۲۳۸ (مترجم) ۳؎ حکم نمبر $\frac{۱ تا ۴}{۱۱۷۹}$، $\frac{۴۴}{۱۰۹۲}$، $\frac{۱۸۰۳}{۱۰۹۹}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں۔ البتہ فقہ شافعیہ میں جواب علی التفصیل ہے۔ چنانچہ شرح المہذب للنووی رح میں ہے کہ اگر کوئی شخص حالتِ اضطرار میں (جان بچانے کیلئے کھانے کی) کوئی چیز نہ پائے تو کیا اسے یہ جائز ہوگا کہ وہ اپنے بدن سے کوئی حصہ کاٹے اور اسے کھائے؟ تو اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ اس میں دو صورتیں ہیں۔ شیخ ابو اسحٰق رح کا قول ہے کہ مذکورہ صورت میں جائز ہوگا اسلئے کہ اس میں ایک عضو کے بدلے جان بچانا ہے، پس وہ جائز قرار پائے گا جیسا کہ کوئی شخص اپنی جان بچانے کے لئے آکلہ بیماری والا عضو کاٹ دیتا ہے۔ مفہوم ماخوذ از شرح المہذب للنووی رح ج ۹ ص ۴۱ نیز اگر کوئی صاحب رائے مجتہد حنفی بنا بر ضرورت کسی ایسے قول پر فتوی دے جو احناف کے ہاں مرجوح ہو تو اس کی گنجائش ہونے کے متعلق

دفعات و شق نمبر	گیارہواں باب کھانے اور اس سے ملتے جلتے امور میں مکروہ امور کے احکام — کھانے اور اس سے ملتے جلتے امور میں مکروہ امور کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۲-۴۰	اگر کوئی شخص کھانے کے لیئے حالتِ اضطرار میں ہوا اور (کھانے کا) مالک اسے روکتا ہے تو اس مجبور کو گنجائش حاصل ہے کہ وہ اس سے کھانا لے البتہ اس پر اس سے لڑے نہیں اور اگر اس نے نہ لیا حتے کہ (بھوک سے) اس شخص کی موت واقع ہوگئی تو اسے (اس کی) گنجائش ہے [1]	تہذیب
۴۱	اور اگر کوئی شخص پانی کے لیئے حالت اضطرار میں ہوا پانی کنوئیں میں ہے اور وہاں اسے کوئی آدمی (پانی لینے سے) روکتا ہے تو اس شخص کے لیئے جائز ہے کہ وہ اس پر اس سے لڑے	تہذیب
۴۲	شیخ ابو نصرؒ سے منقول ہے کہ (کھانے پینے کی) ہر وہ چیز جسے کسی انسان نے اپنی ملک میں جمع کرلیا مثلاً ایسا طعام اور پانی جسے اس نے اپنے لیئے جمع کرلیا (اور مضطر آدمی کو نہیں دیتا) تو جو شخص حالتِ اضطرار میں ہے وہ اس کے ساتھ بغیر ہتھیار کے لڑسکتا ہے اور کنوئیں اور اس کی مانند کی صورت میں (وہ مضطر شخص اس روکنے والے سے بغیر ہتھیار کے اور ہتھیار کے ساتھ (بھی) لڑ سکتا ہے	محیط
۴۳	کسی شخص نے پیاس سے ہلاک ہونے کا خوف کیا اس کے پاس خمر (یعنی شراب) ہے تو اسے اس کا پینا اتنی مقدار تک جائز ہوگا جس سے اس کی پیاس دور ہوسکے بشرطیکہ اسے معلوم ہو کہ اس سے اس کی پیاس دور ہوسکے گی [2]	وجیز للکردری
۴۴	(ا) مضطر شخص نے مردار (بھی) نہ پایا اسے (بھوک سے) ہلاک ہونے کا خوف ہوا تو کسی آدمی نے اسے یوں کہا کہ "میرا ہاتھ کاٹ کر کھالے"، یا یوں کہا کہ "مجھ سے ایک ٹکڑا کاٹ کر کھالے"، تو شخص کے لیئے یہ گنجائش نہیں ہے کہ وہ ایسا کرے (ب) اور حکم دینے والے کا مذکورہ حکم صحیح نہیں قرار پاتا (ج) جیساکہ مضطر شخص کے لیئے یہ گنجائش (بھی) نہیں ہے کہ وہ اپنے بدن سے کوئی ٹکڑا کاٹ کر کھائے [3]	قاضیخان
۴۵	(ا) باپ کو جب اپنے بیٹے کا مال کھانے کی حاجت ہو تو اگر وہ شہر میں ہو اور اسے اپنے فقر کی وجہ سے حاجت ہو تو وہ مفت کھا سکتا ہے (ب) اور اگر وہ بیابان میں ہو اور کھانا نہ ہونے کی وجہ سے اسے (مذکورہ) حاجت پڑے تو اگر وہ ایسا مالدار ہو کہ اسے صدقہ (واجبہ) لینا جائز نہ ہو تو وہ قیمت دے کر کھائے [4]	خلاصہ

اور اگر مقلد قاضی اپنے امام کی تحقیق کے خلاف، بلا وجہ ترجیح، فیصلہ کرے تو اس کے باطل ہونے کے متعلق اور تلفیق کے باطل ہونے کے متعلق حکم ۲ب/۴۹۷ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کے ص۱۸ کا ب" اور ص۱۹ ملاحظہ ہوں نیز اگر کوئی حنفی مسلک شخص شافعی مسلک اختیار کرے تو اس کے قابلِ تعزیر و غیر قابلِ تعزیر ہونے اور محمود اور غیر محمود ہونے اور بنا بر ضرورت معذور قرار پانے کے متعلق حکم نمبر ۴۹/۴۶۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو اور مضطر کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۳۶/۱۰۹۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] حکم نمبر ۴۶/۱۰۹۲ نیز حکم نمبر ۱ج/۱۰۹۶ مع حاشیہ، ۱۵/۲۵۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات/شق نمبر	الباب الحادی عشر فی الکراهة فی الاکل ومایتصل به الکراهة فی الاکل ومایتصل به	حوالہ
۱۰۹۲ - ۴۶	ولا یحل للاب تناول مال ابنه اللئیم الا عند الحاجة فان کان کریما یحل ایضا عند غیر الحاجة .	کذا فی الملتقط
۴۷	ومن امتنع عن أکل المیتة حالة المخمصة اوصام ولم یأکل حتی مات یأثم	کذا فی الاختیار شرح المختار
۴۸	ولو جاع ولم یأکل مع قدرته حتی مات یأثم	کذا فی الکبری
۴۹	قال محمد رح فی کتاب الکسب ویفترض علی الناس اطعام المحتاج فی الوقت الذی یعجز عن الخروج والطلب وهذه المسئلة تشتمل علی ثلاثة فصول احدها ان المحتاج اذا عجز عن الخروج یفترض علی کل من یعلم حاله ان یطعمه مقدار مایتقوی به الخروج وأداء العبادات اذا کان قادرا علی ذلک حتی اذا مات ولم یطعمه احد ممن یعلم حاله اشترکوا جمیعا فی المأثم وکذلک اذا لم یکن عند من یعلم بحاله مایطعمه ولکنه قادر علی ان یخرج الی الناس لیخبر بحاله فیواسوه فیفرض علیه ذلک فاذا امتنعوا من ذلک حتی مات اشترکوا فی المأثم ولکن اذا قام به البعض سقط عن الباقین الفصل الثانی اذا کان المحتاج قادرا علی الخروج ولکن لایقدر علی الکسب فعلیه ان یخرج ومن یعلم بحاله ان کان علیه شیٔ من الواجبات فلیؤده الیه حتما وان کان المحتاج یقدر علی الکسب فعلیه ان یکتسب ولا یحل له ان یسئل الفصل الثالث اذا کان المحتاج عاجزا عن الکسب ولکنه قادر علی ان یخرج ویطوف علی الابواب فانه یفرض علیه ذلک حتی اذا لم یفعل ذلک وقد هلک کان آثما عند الله تعالیٰ	کذا فی المحیط

ا؎ حکم نمبر ۴۵/۱۰۹۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۳۵/۱۰۹۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۳۵/۱۰۹۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۱۱/۱۰۹۶ ، ۲/۲۵۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۳۵/۱۰۹۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	گیارھواں باب کھانے اور اس سے ملتے جلتے امور میں مکروہ امور احکام کھانے اور اس سے ملتے جلتے امور میں مکروہ امور کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۲-۴۶	باپ کے لیے اپنے لئیم (یعنی کمینہ خصلت، کنجوس) بیٹے کے مال سے لینا حلال نہیں ہے لیکن اگر اسے حاجت ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے اور بیٹا کریم (یعنی بخشش کنندہ، پسندیدہ) ہو تو (اس کا مال) بغیر حاجت کے لینا بھی حلال ہے ۱؎	ملتقط
۴۷	جو شخص حالتِ مخمصہ میں مردار کھانے سے رکا رہا یا اس نے روزہ رکھا (اور بھوک پیاس سے حالت اضطرار کے باوجود) نہ کھایا (نہ پیا) حتےٰ کہ اس کی موت واقع ہوگئی تو وہ گنہگار قرار پائے گا ۲؎	اختیار
۴۸	اگر کوئی شخص بھوکا ہو اس نے قدرت کے باوجود نہ کھایا حتےٰ کہ اس کی موت واقع ہوگئی تو وہ گنہگار قرار پائے گا ۳؎	کبریٰ
۴۹	امام محمدؒ نے کتاب الکسب میں لکھا ہے کہ ایسا محتاج جو باہر نکلنے اور طلب کرنے سے عاجز ہو تو ان لوگوں پر فرض ہے کہ وہ اس محتاج کو کھانا کھلائیں اور لکھا ہے کہ اس مسئلہ میں تین صورتیں ہیں (ا) ان میں سے ایک صورت یہ ہے کہ ایسا محتاج جب باہر نکلنے سے عاجز ہو تو ہر وہ شخص جو اس کی حالت سے واقف ہو اس پر فرض ہے کہ وہ اسے اتنا کھانا دے جس سے وہ باہر نکل سکنے اور عبادات ادا کرنے ، کی قوت حاصل کر سکے بشرطیکہ وہ شخص اس محتاج کو اتنا کھانا کھلانے پر قادر ہو حتےٰ کہ اگر (بھوک سے) اس محتاج کی موت واقع ہوگئی اور اس کی حالت جاننے والے لوگوں میں سے کسی نے اسے کھانا (دے سکنے کے باوجود) نہ دیا تو وہ سب اس گناہ میں شریک ہوئے اسی طرح اگر اس محتاج کی حالت سے آگاہ شخص اس پر قادر نہ تھا کہ وہ اسے کھانا کھلاتا لیکن وہ شخص اس پر قادر تھا کہ وہ لوگوں کی طرف جا کر اس کی حالت کی خبر دے تاکہ وہ لوگ اس کی معاونت کریں تو اس شخص پر ایسا کرنا فرض ہوگا پھر جب ان لوگوں نے اس کی معاونت نہ کی حتےٰ کہ (بھوک سے) اس محتاج کی موت واقع ہوگئی تو وہ سبھی لوگ گناہ میں شریک ہوئے لیکن جب کسی نے معاونت کردی تو باقی لوگوں سے (اسے کھانا دینے کا) فریضہ ساقط ہوا (ب) (مذکورہ تین صورتوں میں سے) دوسری صورت یہ ہے کہ وہ محتاج باہر نکلنے پر قادر ہو لیکن کمانے پر قادر نہ ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ نکلے اور جو شخص اس محتاج کی حالت سے باخبر ہو تو اگر اس کے ذمہ واجبات (مالیہ) میں سے کوئی شئی واجب ہو تو وہ اس محتاج کو لازماً ادا کرے اور اگر وہ محتاج کمانے پر قادر ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ کمائے اور اسے اپنے لئے سوال کرنا حلال نہ ہوگا ۴؎ (ج) اور (مذکورہ تین صورتوں میں سے) تیسری صورت یہ ہے کہ جب وہ محتاج کمانے سے عاجز ہو لیکن وہ باہر نکلنے اور (لوگوں کے) دروازوں پر آنے جانے کی قدرت رکھتا ہو تو اس پر ایسا کرنا فرض ہے حتےٰ کہ اگر اس نے ایسا نہ کیا اور (بھوک سے) اس محتاج کی موت واقع ہوگئی تو وہ عند اللہ گنہگار ہے ۵؎	محیط

دفعات شق نمبر	الباب الحادی عشر فی الکراهة فی الاکل وما يتصل به — الکراهة فی الاکل وما یتصل به	حوالہ
۱۰۹۲-۵۰	ثم قال والمعطى افضل من الآخذ وهذه المسئلة على ثلاثة اوجه احدها ان يكون المعطى مؤديا للواجب والآخذ قادرا على الكسب ولكنه محتاج فههنا المعطى افضل بالاتفاق والثانى ان يكون المعطى والآخذ كل واحد متبرعا اما المعطى فظاهر واما الآخذ بان يكون قادرا على الكسب وفى هذا الوجه المعطى افضل والثالث ان يكون المعطى متبرعا والآخذ مفترضا بان يكون عاجزا عن الكسب وفى هذا الوجه المعطى افضل عند اهل الفقه	كذا فى المحيط
۵۱	رجل قال[۱] "اذا تناول فلان من مالى فهو حلال له" فتناول فلان من ماله من غير ان يعلم باباحته جاز ولا يضمن	كذا فى الخلاصة
۵۲	قال لآخر "جميع ما تأكل من مالى فقد جعلتك فى حل منه" فهو حلال له ولو قال "جميع ما تأكل من مالى فقد ابرأتك عنه" لا يبرأ قال الصدر الشهيد رح والصواب انه يبرأ على قول محمد بن سلمة رح	كذا فى الوجيز للكردرى
۵۳	"انت فى حل من مالى حيثما اصبته فخذ ما شئت" قال محمد رح فهو فى حل من الدراهم والدنانير خاصة وليس له ان يأخذ فاكهة من ارضه ولا شاة من غنمه ولا غير ذلك	كذا فى السراج الوهاج
۵۴	ولو كان نخل بين رجلين قال احدهما لصاحبه "كل منه ما احببت وهب لمن شئت" جاز ان يفعل ذلك ويكون اباحة	كذا فى السراج الوهاج
۵۵	رجل قال لآخر "كم أكلت من تمرى" فقال "خمسة" وهو قد أكل العشرة لا يكون كاذبا وكذا لو قال "بكم اشتريت هذا الثوب" فقال "بخمسة" وهو قد اشترى بعشرة لا يكون كاذبا	كذا فى الخلاصة

[۱] اس صورت میں اور ما بعد کئی صورتوں میں مندرجہ احکام کا تعلق عربی الفاظ و محاورات سے ہے اسی لئے اردو حصہ میں بھی عربی کلمات

دفعات شق نمبر	گیارہواں باب، کھانے اور اس سے ملتے جلتے امور میں مکروہ امور کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۲-۵۰	آپ نے (یعنی امام محمدؒ نے) پھر فرمایا کہ معطی (یعنی عطا کرنے والا) آخذ (یعنی لینے والے) کی نسبت افضل ہے اور یہ مسئلہ تین قسم پر ہے (ا) ان میں سے ایک قسم یہ ہے کہ معطی نے واجب ادا کیا ہو اور آخذ کمائی پر قادر ہو لیکن وہ محتاج ہو تو اس صورت میں معطی بالاتفاق افضل ہے (ب) دوسری قسم یہ ہے کہ معطی اور آخذ دونوں متبرّع (یعنی بطور بخشش لینے دینے والے) ہوں معطی کا متبرّع ہونا تو ظاہر ہے اور آخذ کا متبرّع ہونا یوں ہے کہ وہ کمانے پر قادر ہو تو اس صورت میں بھی) معطی افضل ہے (ج) تیسری قسم یہ ہے کہ معطی متبرّع ہو اور آخذ پر لینا فرض ہو گیا ہو بایں طور کہ وہ کمانے سے عاجز ہو (اور محتاج ہو) تو اس صورت میں معطی، اہل فقہ کے ہاں افضل ہے	محیط
۵۱	کسی شخص نے یوں کہا کہ "اذا تناول فلان من مالی فھو حلال له"، (یعنی جب فلاں آدمی نے میرے مال میں سے لیا تو وہ اس کے لئے حلال ہے) پھر اس آدمی نے اس شخص کی طرف سے مباح کئے جانے کے علم کے بغیر اس کے مال سے لیا تو جائز قرار پائے گا اور وہ ضامن نہ ہوگا ہ	خلاصہ
۵۲	(ا) کسی شخص نے دوسرے سے یوں کہا کہ "جمیع ما تأکل من مالی فقد جعلتك فی حل منه" (یعنی وہ سبھی جو تو میرے مال سے کھائے تو وہ میں نے تیرے لئے حلال کیا) تو وہ اسے حلال ہوگا (ب) اور اگر اس نے یوں کہا کہ "جمیع ما تأکل من مالی فقد ابرأتك عنه"، (یعنی وہ سبھی جو تو میرے مال سے کھائے تو میں نے تجھے اس سے بری کیا) تو یوں کہنے سے وہ بری نہ قرار پائے گا۔ اور الصدر الشہیدؒ کا قول ہے کہ (مذکورہ، صورت میں)، ٹھیک حکم یہ ہے کہ محمد بن سلمہؒ کے بموجب وہ بری قرار پائے گا	وجیز للکردری
۵۳	اگر کسی شخص نے دوسرے سے یوں کہا کہ (انت فی حل من مالی حیثما اصبته فخذ ما شئت (یعنی تجھے میرا مال حلال ہے جہاں تجھے ملے تو جس قدر چاہے لے لے) تو (اس کے حکم کے متعلق) امام محمدؒ کا قول ہے کہ (مذکورہ صورت میں)، وہ خاص طور پر (اس کے) درہموں اور دیناروں سے حلال ہوگا اور اسے یہ اختیار نہ ہوگا کہ وہ اس کی زمین سے پھل، اس کے ریوڑ سے بکری اور اس کی مانند چیز لے لے	سراج وہاج
۵۴	دو شخصوں میں کھجور کا درخت مشترک تھا ان میں سے ایک نے اپنے (شریک) ساتھی سے کہا کہ "کل منه ما اجبت وھب لمن شئت"، (یعنی تو اس میں سے جو چاہے کھالے اور جسے چاہے بخشش کر دے) تو ایسا کرنا جائز اور یوں کہنا مباح قرار پائے گا	سراج وہاج
۵۵	(ا) کسی شخص نے دوسرے سے یوں کہا کہ "کم أکلت من تمری فقال خمسة"، (یعنی تو نے میری کھجوروں میں سے کتنی کھائیں تو اس نے کہا کہ "پانچ" حالانکہ اس نے دس کھجوریں کھائی تھیں تو (مذکورہ صورت میں یوں کہنے سے) وہ جھوٹا نہ قرار پائے گا (ب) اسی طرح اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "بکم اشتریت ھذا الثوب فقال بخمسة" (یعنی تو نے یہ کپڑا کتنے سے خریدا) تو اس نے کہا کہ "پانچ سے" حالانکہ اس نے وہ کپڑا دس سے خریدا تھا تو (مذکورہ صورت میں یوں کہنے سے) وہ جھوٹا نہ قرار پائے گا	خلاصہ

اور ان کا اردو ترجمہ بھی درج ہے۔ حکم نمبر ۵۱ تا ۵۵ / ۱۰۹۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الحادی عشر فی الکراھۃ فی الاکل ومایتصل بہ　　الکراھۃ فی الاکل ومایتصل بہ	حوالہ
۱۰۹۲-۵۶	البیضۃ اذا خرجت من دجاجۃ میتۃ أکلت	کذا فی السراجیۃ
۵۷	وکذا اللبن الخارج من ضرع الشاۃ المیتۃ	کذا فی السراجیۃ
۵۸	أکل دود القز قبل ان ینفخ فیہ الروح لا بأس بہ	کذا فی الذخیرۃ
۵۹	أکل دود الزنبور قبل ان ینفخ فیہ الروح لا بأس بہ	کذا فی السراجیۃ
۶۰	وذکر محمد رح جدیا وحمل یرضع بلبن الا تان یحل أکلہ ویکرہ	کذا فی القنیۃ
۶۱	ولو شربت الشاۃ خمرا فذبحت من ساعتہ لا یکرہ وان مکثت تحبس بمنزلۃ الدجاجۃ المخلاۃ	کذا فی القنیۃ
۶۲	دود اللحم وقع فی مرقۃ لا تنجس ولا یؤکل الدود وکذا المرقۃ اذا انفسخت الدودۃ فیھا	کذا فی القنیۃ
۶۳	ویجوز أکل مرقۃ یقع فیھا عرق الآدمی او نخامتہ او دمعہ	کذا فی القنیۃ
۶۴	وکذا الماء اذا غلب وصار مستقذرا طبعا	کذا فی القنیۃ
۶۵	امرأۃ تطبخ القدر فدخل زوجھا بقدح من الخمر فصب فی القدر فصبت المرأۃ فی القدر خلا حتی صارت المرقۃ فی الحموضۃ کالخل لا بأس بہ	کذا فی الخلاصۃ
۶۶	قدر طبخ وتحت فیہ نجاسۃ لم تؤکل المرقۃ	کذا فی السراجیۃ
۶۷	وکذا اللحم اذا کان فی حالۃ الغلیان فان لم یکن فی حالۃ الغلیان یغسل ویؤکل	کذا فی السراجیۃ

۱؎ چنانچہ فتاوی قاضیخان میں ہے کہ عورت، گائے اور بکری اگر مردہ ہوں تو بھی) ان کا دودھ پاک قرار پاتا ہے مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۶۵ (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۵/۹۳ نیز ۵۹/۱۰۹۲ ملاحظہ ہوں اور حرج نہ ہونے کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۴۲/۲۲۵ کے حاشیہ کے دو) میں رد المحتار ج ا ص ۶۱۶ سے ماخوذ حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۵۸/۱۰۹۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۶/۹۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ چنانچہ در مختار ورد المحتار میں ہے کہ (حلال جانور جو) نجاست خور ہو تو اگر اس کے گوشت سے بو نہیں ہے تو اس کا کھانا حلال ہے اور لکھا ہے کہ مشائخ رحمہ کا قول ہے کہ مرغی (نجاست خور ہو تو اس) کے کھانے میں کوئی حرج نہیں اسلئے کہ اس کا گوشت متغیر نہیں ہوتا اور مرغی کا روک رکھنا بطور

دفعات/شق نمبر	گیارھواں باب کھانے اور اس سے ملتے جلتے امور میں مکروہ امور کے احکام — کھانے اور اس سے ملتے جلتے امور میں مکروہ امور کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۲-۵۶	انڈا جب مردار مرغی سے نکلا تو وہ کھایا جا سکتا ہے	سراجیہ
۵۷	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم مردار بکری کے نھنوں سے نکلنے والے دودھ کا ہے (یعنی وہ استعمال کیا جا سکتا ہے) [1]	سراجیہ
۵۸	ریشم کے کیڑوں کو ان میں جان پڑنے سے پہلے کھالیا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے [2]	ذخیرہ
۵۹	زنبور کے کیڑوں کو ان میں جان پڑنے سے پہلے کھالیا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے [3]	سراجیہ
۶۰	امام محمدؒ نے ذکر کیا ہے کہ بکری یا بھیڑ کے بچہ کو گدھی کا دودھ پلا کر پالا گیا تو اس کا کھانا حلال ہوگا البتہ مکروہ قرار پائے گا [4]	قنیہ
۶۱	(ا) کوئی بکری شراب پی گئی پھر وہ اسی وقت ذبح کی گئی تو اس کا کھانا مکروہ نہ ہوگا (ب) اور اگر دیر ہوگئی تو اسے مخلاۃ (یعنی آزاد کھلی چھوڑی ہوئی) مرغی کی طرح محبوس رکھا جائے گا (اور پھر ذبح کی جا سکے گی) [5]	قنیہ
۶۲	گوشت کا کیڑا شوربے میں گر پڑا تو (اس سے) وہ شوربا ناپاک نہ ہوگا البتہ وہ کیڑا نہ کھایا جائے گا (ب) اسی طرح جب وہ کیڑا شوربے میں پھٹ گیا تو وہ شوربا بھی نہ کھایا جائے گا [6]	قنیہ
۶۳	ایسا شوربا جس میں آدمی کا پسینہ یا اس کے ناک کی رینٹ یا اس کا آنسو گر پڑا تو اس شوربے کا کھانا جائز رہے گا [7]	قنیہ
۶۴	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح پانی کے متعلق بھی یہی حکم ہے (یعنی اگر اس میں آدمی کا پسینہ یا اس کی رینٹ یا اس کا آنسو گر پڑا تو اس پانی کا پینا جائز رہے گا جبکہ وہ پانی غالب رہا اور طبعاً گندہ سمجھا گیا [8]	قنیہ
۶۵	کوئی عورت ہنڈیا پکا رہی تھی اس کا خاوند آیا تو اس نے ایک پیالہ شراب ہنڈیا میں ڈال دیا پھر عورت نے ہنڈیا میں سرکہ ڈال دیا حتی کہ وہ شوربا کھٹائی میں سرکہ کی مانند ہوگیا تو (اس کے استعمال میں) کوئی حرج نہیں	خلاصہ
۶۶	ہنڈیا پکائی گئی تو اس میں نجاست گر گئی تو وہ شوربا نہ کھایا جائے گا [9]	سراجیہ
۶۷	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح گوشت کے متعلق بھی یہی حکم ہے جبکہ وہ گوشت ابالے جانے کی حالت میں تھا اور اس میں نجاست گر گئی تو وہ نہ کھایا جائے گا، پس اگر (نجاست گرتے وقت) وہ گوشت ابلنے کی حالت میں نہ تھا تو اسے دھو کر کھایا جا سکے گا [10]	سراجیہ

تنزہ ہے اور لکھا ہے کہ روک رکھنے کا وقت مرغی کیلئے تین دن، بکری کیلئے چار دن اور اونٹ کیلئے دس دن علی الاظہر ہیں اور بحوالہ السرخسی لکھا ہے کہ اصح حکم یہ ہے کہ اس میں وقت کی مقدار مقرر نہیں ہے البتہ اتنا وقت روک رکھا جائے کہ اس سے وہ بدبو دور ہو جائے نیز بطور فرع لکھا ہے کہ نجاست سے سیراب کھیتیاں حرام نہیں ہوتیں اور اکثر فقہاءؒ کے ہاں مکروہ (بھی) نہیں ہوتیں۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۵ صـ ۲۳۹، صـ ۲۴۰ (مترجم) [6] حکم نمبر ۶۲ تا ۶۷ / ۱۰۹۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) [7] حکم نمبر ۴/۱ / ۴۳، ۶۴، ۵ / ۱۰۹۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) [8] حکم نمبر ۶۳ / ۱۰۹۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [9] حکم نمبر ۶۷ / ۱۰۹۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [10] حکم نمبر ۶۶ / ۱۰۹۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الحادی عشر فی الکراهة فی الاکل ومایتصل به — الکراهة فی الاکل ومایتصل به	حوالہ
۱۰۹۲-۶۸	عن محمدؒ لا بأس بعجن العجین بالماء المستعمل	کذا فی الحاوی للفتاوی
۶۹	ولو عجن الدقیق بسؤر الهرة وخبز لا یکره للآدمی	کذا فی القنیة
۷۰	ویکره ان یأکل الحواری ویدفع الخشکارة لممالیکه	کذا فی خزانة الفتاوی
۷۱	خبز وجد فی خلاله السرقین فان کان السرقین علی صلابته یرمی ویؤکل الخبز لانه لم یتنجس	کذا فی خزانة الفتاوی
۷۲	ولو رأی کسرة خبز فی النجاسة یعذر فی ترکها ولا یلزمه غسلها	کذا فی القنیة فی المتفرقات
۷۳	سئل علی بن احمدؒ عن الفأر تکسر الحنطة بفیها هل یجوز اکلها فقال نعم لاجل الضرورة	کذا فی التتارخانیة
۷۴	سن آدمی طحن فی وقر حنطة لا یؤکل ولا یؤکله البهائم بخلاف ما یقشر من جلدة کفه قدر جناح الذباب او نحوه واختلط بالطعام للضرورة	کذا فی القنیة
۷۵	وکذا الحرق اذا تقاطر فی العجین فالقلیل منه لا یمنع الأکل	کذا فی القنیة
۷۶	ولا بأس بشعیر یوجد فی بعر الابل والشاة فیغسل ویؤکل وان کان فی احثاء البقر وروث الفرس لا یؤکل	کذا فی محیط السرخسی
۷۷	یکره غسل الارز والعدس والماش ونحوه فی بالوعة یتناثر فیها	کذا فی القنیة
۷۸	واللحم اذا انتن یحرم أکله	کذا فی خزانة الفتاوی
۷۹	والسمن واللبن والزیت والدهن اذا انتن لا یحرم	کذا فی خزانة الفتاوی

[۱] مستعمل پانی کے مفہوم وحکم کے متعلق حکم نمبر ۲۸ تا ۵۲/۴۲، ۵۹/۴۳ اور حرج نہ ہونے کے مفہوم کے متعلق ۵۸/۱۰۹۲ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۲] خشکار۔ بغیر چھنا آٹا۔ ماخوذ از کریم اللغات ص۵۷ (مترجم) [۳] حکم نمبر ۱۱ تا ۱۳/۴۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۴] سرقین کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۴، ۵/۴۰، ۶/۹۱، ۱۴، ۱۵، ۴۹ تا ۵۲/۹۳ نیز ۷۶/۱۰۹۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۵] حکم نمبر ۱۰، ۳۲/۱۰۹۲ اور ۳۰/۱۰۹۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۶] حکم نمبر ۱۱/۴۲، ۱۴، ۱۵، ۴۹ تا ۵۲/۹۳ نیز ۷۴/۱۰۹۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۷] حکم نمبر ۴۴/۱۰۹۲

دفعات شق نمبر	گیارھواں باب: کھانے اور اس سے ملتے جلتے امور میں مکروہ امور کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۲-۶۸	امام محمدؒ سے مروی ہے کہ مستعمل پانی سے آٹا گوندھنے میں کوئی حرج نہیں ہے [۱]	حاوی
۶۹	اگر کسی شخص نے بلی کے جھوٹے سے آٹا گوندھ کر روٹی پکائی تو آدمی کے لئے اس روٹی کا کھانا مکروہ نہیں ہے	قنیہ
۷۰	یہ مکروہ ہے کہ کوئی شخص سفید آٹا (یعنی چھنا ہوا) خود کھائے اور خشکارہ [۲] (یعنی بغیر چھنے کے آٹا) اپنے غلاموں کو (کھانے کے لئے) دے [۳]	خزانۃ الفتاویٰ
۷۱	کسی روٹی کے اندر سرقین (یعنی لید وغیرہ) پائی گئی تو اگر وہ اپنی سختی پر تھی تو اسے پھینک دیا جائے گا اور وہ روٹی کھائی جاسکے گی اس لئے کہ (مذکورہ صورت میں) وہ روٹی ناپاک نہیں ہوئی [۴]	خزانۃ الفتاویٰ
۷۲	اگر کسی شخص نے روٹی کا ٹکڑا نجاست میں دیکھا تو اسے چھوڑ دینے میں وہ معذور ہے اور اسے اس کا دھونا لازم نہ ہوگا [۵]	قنیہ
۷۳	شیخ علی ابن احمدؒ سے دریافت کیا گیا کہ ایک چوہا اپنے منہ سے روٹی توڑتا ہے تو کیا اس (بقیہ) روٹی کو کھانا جائز ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا کہ ہاں بنا بر ضرورت جائز ہے [۶]	تتارخانیہ
۷۴	آدمی کا دانت ایک بوجھ گیہوں میں پس گیا تو وہ (آٹا) نہ کھایا جائے گا اور نہ وہ جانوروں کو کھلایا جائے گا اور اس حکم کے خلاف بنا بر ضرورت اس صورت کا حکم ہے کہ کسی آدمی کی ہتھیلی کی جلد سے مکھی کے پَر کے برابر جو (چھلکا) چھیلا جائے یا جو اس کی مانند ہو اور وہ کھانے میں مل جائے (تو وہ کھانا کھایا جاسکے گا) [۷]	قنیہ
۷۵	اس (مذکورہ حکم کی) طرح گوندھے ہوئے آٹے میں جب پسینہ کے قطرے گرے تو پسینہ میں سے قلیل مقدار (اس آٹے کے) کھانے میں مانع نہ ہوگی [۸]	قنیہ
۷۶	اونٹ یا بکری کی مینگنی میں جو جَو نکلے تو اسے دھو کر کھا لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور اگر وہ (جَو) گائے کے گوبر یا گھوڑے کی لید سے نکلے تو اس جو کو نہ کھایا جائے گا [۹]	محیط سرخسی
۷۷	چاول مسور اور ماش وغیرہ کو ایسے بالوعہ (یعنی مستعمل پانی کے گڑھے) میں دھونا مکروہ ہے جس میں یہ چیزیں چھٹ کر گرتی ہوں	قنیہ
۷۸	(حلال) گوشت جب بدبودار ہو جائے تو اسے کھانا حرام ہو جاتا ہے [۱۰]	خزانۃ الفتاویٰ
۷۹	گھی، دودھ، روغن زیتون اور (ہر قسم کا) تیل جب بدبودار ہو جائے تو اس سے وہ حرام نہیں ہوتا [۱۱]	خزانۃ الفتاویٰ

مع حواشی نیز ۱۴، ۱۵/۹۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۸] حکم نمبر ۱/۴۳، ۶۳/۱۰۹۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۹] حکم نمبر ۴۹/۹۳، ۷۱/۱۰۹۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۱۰] حکم نمبر ۷۸ تا ۸۱/۱۰۹۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۱۱] حکم نمبر ۸۰/۱۰۹۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الحادی عشر فی الکراھۃ فی الاکل ومایتصل بہ الکراھۃ فی الاکل ومایتصل بہ	حوالہ
١٠٩٢-٨٠	والطعام اذا تغیر واشتد تنجس	کذا فی خزانۃ الفتاوی
٨١	والاشربۃ بالتغیر لا تحرم	کذا فی خزانۃ الفتاوی
٨٢	رحم مایؤکل لحمہ حلال ان کان متصلا بہ حین ذبح	کذا فی القنیۃ
٨٣	اذا مر الرجل بالثمار فی ایام الصیف واراد ان یتناول منها والثمار ساقطۃ تحت الاشجار فان کان ذلک فی المصر لا یسعہ التناول الا اذا علم ان صاحبها قد اباح اما نصا او دلالۃ بالعادۃ وان کان فی الحائط فان کان من الثمار التی تبقی مثل الجوز وغیرہ لا یسعہ الأخذ الا اذا علم الأذن وان کان من الثمار التی لا تبقی تکلموا فیہ قال الصدر الشہید[7] والمختار انہ لا بأس بہ بالتناول مالم یتبین النہی اما صریحا او عادۃ	کذا فی المحیط
	[8]والمختار انہ لا یأکل منها مالم یعلم ان اربابها رضوا بذلک	کذا فی الغیاثیۃ
٨٤	وان کان ذلک فی الرساتیق فان کان من الثمار التی تبقی لا یسعہ الأخذ الا اذا علم الأذن وان کان من الثمار التی لا تبقی فالمختار انہ لا بأس بالتناول ما لم یتبین النہی	کذا فی المحیط
٨٥	ولا یحل حمل شئ منہ کذا فی التتارخانیۃ ناقلا عن	الجامع الجوامع
٨٦	واما اذا کانت الثمار علی الاشجار فالافضل ان لا یأخذ من موضع ما الا بالأذن الا ان یکون موضعا کثیر الثمار یعلم انہ لا یشق علیہم أکل ذلک فیسعہ الأکل ولا یسعہ الحمل	کذا فی المحیط

لـہ حکم نمبر ٧٨/١٠٩٢ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ٢ـہ حکم نمبر ٧٨/١٠٩٢ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
٣ـہ حکم نمبر ٤٨/٤٣ ، ١/٨٩ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، ٤ـہ اور اگر وہ پھل درختوں پر ہوں تو اس کے متعلق حکم نمبر ٨٦/١٠٩٢ ملاحظہ ہو (مترجم)
٥ـہ اگر وہ گاؤں میں ہوں تو اس کے متعلق حکم نمبر ٨٤/١٠٩٢ ملاحظہ ہو (مترجم)، ٦ـہ حکم نمبر ٨٣ تا ٨٧، ٩٢ و ٩٣/١٠٩٢ ملاحظہ ہوں (مترجم)
٧ـہ اگر وہ شہر میں ہوں تو اس کے متعلق حکم نمبر ٨٣/١٠٩٢ ملاحظہ ہو (مترجم)، ٨ـہ حکم نمبر ٨٣/١٠٩٢ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) ٩ـہ

دفعات شق نمبر	گیارہواں باب کھانے اور اس سے ملتے جلتے امور میں مکروہ امور کے احکام　　کھانے اور اس سے ملتے جلتے امور میں مکروہ امور کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۲-۸۰	کھانے میں جب تبدیلی آجائے اور شدید ہو جائے (یعنی باسی ہو کر خراب ہو جائے) تو وہ ناپاک قرار پاتا ہے [1]	خزانۃ الفتاویٰ
۸۱	پینے کی (حلال پاک) چیزوں میں تبدیلی آجانے سے وہ حرام نہیں ہوتیں [2]	خزانۃ الفتاویٰ
۸۲	حلال جانوروں کا رحم (یعنی پیٹ میں وہ جھلی جس میں بچہ ہوتا ہے) اگر اس جانور کے ذبح کے وقت متصل تھا تو وہ حلال ہے [3]	قنیہ
۸۳	(ا) کسی شخص کا گذر (مثلاً موسم گرما میں (کسی آدمی کے) پھلوں سے ہوا اور وہ پھل درختوں سے نیچے گرے [4] پڑے تھے اس نے ان سے لینا چاہا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر وہ شہر میں ہوں [5] تو اسے لینے کی گنجائش نہیں ہے لیکن جب یہ معلوم ہو کہ ان پھلوں والے نے وہ پھل صریحاً یا عادۃً دلالت کے بموجب مباح کر رکھے ہیں تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر کھا لینے کی گنجائش ہے) (ب) اور اگر وہ پھل چار دیواری میں ہوں (یعنی احاطہ دار باغ ہو) تو (ا) اگر وہ پھل ایسے ہوں جو (سال بھر) باقی رہ سکتے ہیں مثلاً اخروٹ وغیرہ تو اسے لینے کی گنجائش نہیں ہے لیکن جب (پھل والے کی) اجازت معلوم ہو جائے تو پھر یہ حکم نہیں ہے (۲) اور اگر وہ پھل ایسے ہوں جو باقی نہیں رہ سکتے تو اس کے متعلق مشائخ نے کلام کیا ہے ۔ الصدر الشہید رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے بموجب مختار حکم یہ ہے کہ لینے میں کوئی حرج نہیں جب تک کہ صریحاً یا عادۃً ممانعت واضح نہ ہو	محیط
	اور مختار حکم یہ ہے کہ جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ ان کے مالک اس پر راضی ہیں تب تک ان پھلوں سے نہ کھائے [6]	غیاثیہ
۸۴	(د) اور اگر وہ (گرے پڑے) پھل گاؤں [7] میں ہوں تو اگر وہ ایسے ہوں جو باقی رہ سکتے ہوں تو اسے انہیں لینے کی گنجائش نہیں ہے لیکن جب اجازت معلوم ہو جائے تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر کھا لینے کی گنجائش ہے) (ب) اور اگر وہ پھل ایسے ہوں جو باقی نہیں رہ سکتے تو مختار حکم یہ ہے کہ لینے میں کوئی حرج نہیں جب تک کہ ممانعت واضح نہ ہو [8]	محیط
۸۵	اور اس (مذکورہ) پھل میں سے کچھ اٹھا لانا حلال نہ ہوگا [9]	تتارخانیہ
۸۶	جب پھل درختوں [10] پر ہوں تو افضل یہ ہے کہ مالک کی اجازت کے بغیر کسی جگہ سے بھی نہ لے لیکن اگر وہ جگہ ایسی ہو کہ وہاں وہ پھل بہت ہوتے ہوں اور یہ معلوم ہو کہ ان پھلوں کے مالکوں پر گراں نہ گذرے گا تو اسے کھا لینے کی گنجائش ہوگی البتہ اٹھا لے جانے کی گنجائش نہ ہوگی [11]	محیط

[4] حکم نمبر ۸۳/۱۰۹۲ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [10] اور اگر وہ پھل درختوں سے نیچے گرے پڑے ہوں تو اس کے متعلق حکم نمبر ۸۳، ۸۴/۱۰۹۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) [11] حکم نمبر ۸۳/۱۰۹۲ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الحادی عشر فی الکراھۃ فی الاکل ومایتصل بہ — الکراھۃ فی الاکل ومایتصل بہ	حوالہ
۱۰۹۲-۸۷	واما اوراق الشجر اذا سقطت علی الطریق فی ایام الفلیق فأخذ انسان شیئاً من ذلك[1] بغیر أذن صاحب الشجر فان کان هذا ورق شجر ینتفع به نحو التوت وما اشبهه لیس له ان یأخذ ولو أخذ یضمن وان کان لا ینتفع به له ان یأخذ واذا أخذ لا یضمن	کذا فی المحیط
۸۸	ولو دخل بیت صدیقه و سخن القدر وأکل جاز	کذا فی الملتقط
۸۹	ولو أخذ من کرم صدیقه شیأ وهو یعلم ان صاحب الکرم لا یکره ذلك لا بأس به ولینظر فان الطامح غالط	کذا فی الملتقط
۹۰	ویجوز رفع الثمار من نهر جار وأکلها وان کثر لانه مما یفسد اذا کان ترک فیکون مأذونا بالرفع دلالة	کذا فی محیط السرخسی
۹۱	الحطب الذی یوجد فی الماء ان کان لا قیمة له حین یأخذه فهو حلال وان کان له قیمة لا — کذا فی السراجیة وهکذا فی الخلاصة	ومحیط السرخسی
۹۲	وفی الفتاوی سئل ابوبکرؒ عمن وجد جوزة ثم اخری حتی بلغت عشرا وصارت لها قیمة قال ان وجدها فی موضع واحد فهی کاللقطة وان وجدها فی مواضع متفرقة یحل له ذلك کمن جمع نواة من اماکن متفرقة حتی صار لها قیمة فانها تطیب له قال الفقیهؒ وعندی انه اذا وجد الجوزات فی موضع واحد او فی مواضع متفرقة فهی کاللقطة لا تحل له ان کان غنیا بخلاف النواة لان الناس یرمون النواة فصارت مباحة بالرمی واما الجوزات لا یرمونها الا اذا وجدها تحت اشجار الجوز یلتقطها کالسنابل اذا بقیت فی الارض	کذا فی الحاوی للفتاوی
۹۳	ولو ان قوما اشتروا مقلاة من ارز فقالوا من اظهر بطن المقلاة[3] فعلیه ان یشتری مثله فیأکله فأظهر واحد واشتری ما أوجبوا علیه یکره الأکل لان فیه تعلیقا بالشرط	کذا فی التتارخانیة

۱؎ حکم نمبر $\frac{۱}{۴۶۹}$ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر $\frac{۸۳}{۱۰۹۲}$ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ اَلْمِقْلَاۃ وہ برتن جس میں کھانا پکایا جائے دیگچی (دیگ) وغیرہ ماخوذ المنجد صفحہ ۱۰۳۹ (مترجم)

دفعات شق نمبر	گیارہواں باب کھلنے اور اس کے ملتے جلتے امور میں مکروہ امور کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۲-۸۷	(ا) درختوں کے پتے جب موسم خزاں میں راستہ پر گرے اور کسی شخص نے اس درخت کے مالک کی اجازت کے بغیر کچھ پتے لے لئے تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر وہ ایسے درخت کے پتے ہوں جن سے نفع حاصل کیا جاتا ہے مثلاً توت اور اس کی مانند درخت کے پتے تو اسے (ان کا) لینا جائز نہ ہوگا اور اگر لئے تو وہ ضامن ہوگا (ب) اور اگر وہ پتے ایسے ہوں جن سے نفع حاصل نہیں کیا جاتا ہے تو اسے جائز ہوگا کہ لے لے اور جب لئے تو وہ ضامن نہ ہوگا	محیط
۸۸	اگر کوئی شخص اپنے دوست کے گھر گیا تو ہنڈیا کو گرم کیا اور کھالیا تو جائز قرار پائے گا	ملتقط
۸۹	(ا) اگر کسی شخص نے اپنے دوست کے انگور کے باغ سے کچھ لیا اور اسے معلوم ہے کہ باغ کا مالک ایسا کرنے کو ناگوار نہ سمجھے گا تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں (ب) اور آدمی کو چاہیے کہ (مالک کے گوارہ کرنے میں) غور کرلے اس لئے کہ طمع کرنے والا غلطی کر جاتا ہے	ملتقط
۹۰	جاری نہر سے پھل اٹھالینا اور کھالینا جائز قرار پاتا ہے اگرچہ وہ پھل زیادہ ہوں اس لئے کہ وہ چیز ایسی ہے کہ اگر چھوڑ دی گئی تو خراب ہوجائے گی پس اٹھالینے کے لئے وہ دلالۃ اجازت یافتہ ہوگا	محیط سرخسی
۹۱	(جلانے کی) ایسی لکڑی جو پانی میں سے پائی جائے تو اگر نکالتے وقت اس کی کوئی (خاص) قیمت نہ ہو تو (اس کا استعمال کرنا) حلال ہے اور اگر اس کی قیمت ہے تو (پھر) حلال نہیں ہے ے۱	سراجیہ، خلاصہ، محیط سرخسی
۹۲	(ا) فتاویٰ میں ہے کہ شیخ ابو بکرؒ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے ایک اخروٹ پایا پھر دوسرا حتیٰ کہ دس ہوگئے اور ان کی قیمت ہوگئی تو آپ نے فرمایا کہ اگر اس نے انہیں ایک ہی جگہ سے پایا تو وہ لقطہ (یعنی گری پڑی چیز) کے حکم میں ہے اور اگر اس نے انہیں متفرق جگہوں سے پایا تو وہ اسکے لئے حلال قرار پائیں گے۔ جیساکہ کسی شخص نے متفرق جگہوں سے گٹھلیاں جمع کیں حتےکہ ان کی قیمت ہوگئی تو وہ اس کے لئے عمدہ ہے (ب) الفقیہ کا قول ہے کہ میرے ہاں حکم یہ ہے کہ جب کسی شخص نے ایک جگہ سے اخروٹ پائے یا اس نے متفرق جگہوں سے پائے تو لقطہ کے حکم کی طرح اگر وہ غنی ہو تو وہ اس کے لئے حلال نہ ہوں گے اور اس حکم کے خلاف گٹھلیوں کا حکم ہے اس لئے کہ لوگ گٹھلیاں پھینک دیتے ہیں پس پھینک دینے سے وہ مباح قرار پائیں گی اور اخروٹوں کو نہیں پھینکتے لیکن اگر کسی شخص نے اخروٹ کے درختوں کے نیچے اخروٹ پائے تو وہ انہیں چن سکے گا جیساکہ زمین میں (فصل اٹھالینے کے بعد) خوشے جب باقی رہ جائیں (تو انہیں چنا جاسکتا ہے) ے۲	حاوی
۹۳	اگر کچھ لوگوں نے چاولوں کی مقلاۃ (یعنی دیگ) خریدی اور کہا کہ جو شخص دیگ کے اندر کو ظاہر کریگا تو اس پر لازم ہوگا کہ وہ اس کی مانند اور خریدے اور کھائے پھر ایک شخص نے اس (دیگ کے اندر) کو ظاہر کیا اور جو انہوں نے اس پر لازم کیا تھا وہ خریدا تو اس کا کھانا مکروہ ہوگا اس لئے کہ اس میں تعلیق بالشرط ہے	تتارخانیہ

دفعات شق نمبر	الباب الحادی عشر فی الکراھة فی الاکل ومما یتصل به — الکراھة فی الاکل وما یتصل به	حوالہ
۱۰۹۲-۹۴	شجرة فی مقبرة قالوا ان کانت نابتة فی الارض قبل ان یجعلها مقبرة فمالک الارض احق بها یصنع ما شاء وان کانت الارض مواتا لا مالک لها فجعلها اهل تلک المحلة او القریة مقبرة[۲] فان الشجرة وموضعها من الارض علی ماکان حکمها فی القدیم وان نبتت الشجرة بعد ما[۱] جعلت مقبرة فان کان الغارس معلوما کانت له وینبغی ان یتصدق بثمنها[۱] وان کانت الشجرة نبتت بنفسها فحکمها یکون للقاضی ان رائ قلعها وانفاقها علی المقبرة فحل ذلک	کذا فی فتاوی قاضیخان
۹۵	الغنی اذا اکل مما تصدق به علی الفقیر ان اباح له الفقیر ففی حل التناول اختلاف بین المشائخ رح وان ملکه الفقیر الغنی لا بأس به	کذا فی المحیط
۹۶	ابن السبیل اذا تصدق علیه ثم وصل الی ماله والصدقة قائمة لا بأس بان یتناول من تلک الصدقة	کذا فی المحیط
۹۷	وکذلک الفقیر اذا تصدق علیه ثم استغنی والصدقة قائمة لا بأس بان یتناول تلک الصدقة	کذا فی المحیط
۹۸	أکل الطین مکروه هذا ذکر فی فتاوی ابی اللیث وذکر شمس الائمة الحلوانی رح فی شرح صومه اذا کان یخاف علی نفسه انه لو أکله اورثه ذلک علة اوآفة لایباح له التناول وکذلک هذا فی کل شئ سوی الطین وان کان یتناول منه قلیلا اوکان یفعل ذلک احیانا لا بأس به	کذا فی المحیط

[۱] قوله بثمنها فی نسخ بثمرها تأمل اه مصححه عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی بعض نسخوں میں بثمنها (یعنی اس کی قیمت) کی بجائے بثمرها (یعنی اس کا پھل) لکھا ہے (مترجم)، [۲] حکم نمبر $\frac{۸۳}{۱۰۹۲}$ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] غنی شخص کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر $\frac{۲۴}{۲۵۹}$ مع حواشی اور $\frac{۱}{۱۹۶}$ کے دوسرے حاشیہ میں الھدایة کا حوالہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [۴] فقیر شخص کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر $\frac{۱}{۲۵۳}$ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] حکم نمبر

دفعات شق نمبر	گیارہواں باب کھانے اور اس سے ملتے جلتے امور میں مکروہ امور کے احکام کھانے اور اس سے ملتے جلتے امور میں مکروہ امور کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۲-۹۴	کوئی درخت قبرستان میں ہے تو اس کے حکم کے متعلق مشائخ رحمہ کا قول یہ ہے کہ (ا) اگر وہ درخت اس زمین میں، اس کے قبرستان بنائے جانے سے پہلے اُگا تھا تو اس زمین کا مالک زیادہ حقدار ہے کہ وہ اسے جو چاہے کرلے۔ اور اگر وہ زمین ایسی بنجر (غیر آباد) تھی جس کا کوئی (خاص) مالک نہ ہو اور اس محلہ والوں یا اس بستی والوں نے اس زمین کو قبرستان بنایا تھا تو اس درخت اور اس زمین میں سے اس درخت کی جگہ کا حکم وہی ہوگا جو قدیم وقت سے اس کا حکم تھا (ب)، اور اگر وہ درخت اس زمین میں اس کے قبرستان بنائے جانے کے بعد اُگا تو اگر اسے لگانے والا کوئی معلوم شخص ہو تو وہ درخت اسی کا قرار پائے گا اور اسے چاہیئے کہ وہ اس درخت کی قیمت صدقہ کردے۔ اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ درخت خود اگا تھا (کسی معلوم شخص نے نہیں لگایا تھا) تو اس کے متعلق قاضی (یعنی حاکم مجاز) کی رائے پر حکم ہوگا اگر وہ اسے اُکھاڑنا اور اسے قبرستان کے مصرف میں خرچ کرنا مناسب سمجھے تو ایسا کردے ۴	قاضیخان
۹۵	غنی (یعنی مالدار شخص) نے جب ایسی چیز سے کھایا جو کسی فقیر (یعنی غریب شخص) پر صدقہ (واجبہ) کی گئی تھی تو (ا)، اگر اس فقیر نے اسے وہ کھانا مباح کیا تھا تو اس (غنی) کے لئے اسے کھالینے میں مشائخ رحمہ کا اختلاف ہے۔ (ب)، اور اگر اس فقیر نے اس (غنی) کو اس کھانے کا مالک بنا دیا تھا تو اس (غنی) کے لئے اسے کھالینے میں کوئی حرج نہیں ہے ۵	محیط
۹۶	ابن سبیل کو (یعنی ایسا مسافر جو اپنے پاس مال نہ رہنے سے فقیر ہوگیا اس کو)، جب صدقہ (واجبہ) کا مال دیا گیا پھر وہ اپنے مال تک پہنچ گیا اور اس صدقہ کا مال (ابھی اس کے پاس موجود ہے) تو اسے اس مالِ صدقہ سے کھالینے میں کوئی حرج نہیں ہے	محیط
۹۷	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح فقیر (یعنی غریب) شخص کو جب صدقہ (واجبہ) کا مال دیا گیا پھر وہ غنی (یعنی مالدار) ہوگیا اور اس صدقہ کا مال (ابھی) اس کے پاس موجود ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ اس مالِ صدقہ سے کھائے	محیط
۹۸	(ا)، مٹی کھانا مکروہ ہے (ب)، شمس الائمہ رحمہ نے اپنی کتاب شرح الصوم میں ذکر کیا ہے کہ جس شخص کو اپنے متعلق یہ خدشہ ہو کہ اگر اس نے اسے (یعنی مٹی کو) کھایا تو اسے کوئی بیماری یا تکلیف پیدا ہو جائے گی تو اسے اس کا کھانا مباح نہ ہوگا۔ (ب) اور اسی طرح یہ حکم مٹی کے علاوہ ہر چیز میں ہے (ج) اور اگر وہ اسے بہت کم کھاتا ہے یا وہ ایسا کبھی کبھی کرتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے ۷	فتاوی ابو اللیث رحمہ محیط

۹۵ تا ۹۷ / ۱۰۹۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶ ابن السبیل شخص کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱ / ۲۵۹ ملاحظہ ہو (مترجم) ۷ حکم نمبر ۹۸ تا ۱۰۱ / ۱۰۹۲ نیز ۲۰ / ۲۶۹ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الحادی عشر فی الکراھة فی الاکل ومایتصل به الکراھة فی الاکل ومایتصل به	حوالہ
۱۰۹۲-۹۹	الطین الذی یحمل من مکة ویسمی طین حمزةؓ هل الکراهیة فیه کالکراهیة فی أکل الطین علی ماجاء فی الحدیث قال الکراهیة فی الجمیع متحدة	کذا فی جواهر الفتاوی
۱۰۰	وسئل بعض الفقهاء عن أکل الطین البخاری ونحوه قال لابأس بذلك مالم یضر وکراهیة أکله لا للحرمة بل لتهییج الداء وعن ابن المبارکؒ کان ابن ابی لیلیٰؒ یرد الجاریة من أکل الطین وسئل ابوالقاسمؒ عمن أکل الطین قال لیس ذلك من عمل العقلاء	کذا فی الحاوی للفتاوی
۱۰۱	والمرأة اذا اعتادت أکل الطین تمنع من ذلك اذا کان یوجب نقصانا فی جمالها	کذا فی المحیط
۱۰۲	ولابأس بأکل الفالوذج وانواع الاطعمة الشاهیة	کذا فی الظهیریة
۱۰۳	ولابأس بالتفکه بانواع الفاکهة وترکه افضل	کذا فی خزانة المفتین
۱۰۴	ولابأس بالشرب قائما ولا یشرب ماشیا ورخص للمسافرین	کذا فی الغیاثیة
۱۰۵	ولایشرب بنفس واحد	کذا فی الغیاثیة
۱۰۶	ولا من فم السقاء والقربة لانه لا یخلو عن ان یدخل حلقه مایضره	کذا فی الغیاثیة
۱۰۷	شرب الماء من السقایة جائز للغنی والفقیر	کذا فی الخلاصة
۱۰۸	ویکره دفع الجرة من السقایة وحملها الی منزله لانه وضع للشرب لا للحمل	کذا فی محیط السرخسی
۱۰۹	وحمل ماء السقایة الی اهله ان کان ماذونا للحمل یجوز والا فلا	کذا فی الوجیز للکردری فی المتفرقات
۱۱۰	قطرة من خمر وقعت فی دن الخل لا یحل شربه الا بعد ساعة ولوصب کوز من خمر فی دن خل ولایوجد له طعم ولارائحة یحل شربه فی الحال	کذا فی اول الباب من الملتقط

۱ حکم نمبر ۹۸/۱۰۹۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۲ حکم نمبر ۹۸/۱۰۹۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۳ حکم نمبر ۹۸/۱۰۹۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات متن نمبر	گیارہواں باب: کھانے اور اس سے ملتے جلتے امور میں مکروہ امور کے احکام / کھانے اور اس سے ملتے جلتے امور میں مکروہ امور کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۲-۹۹	وہ مٹی جو مکہ مکرمہ سے لائی جاتی ہے اور اسے "طین حمزہ رضؓ" کہا جاتا ہے کیا اس کے (کھانے کے) متعلق بھی ویسی ہی کراہیت ہے؟ جیساکہ حدیث شریف میں مٹی کھانے کے بارے میں کراہیت وارد ہے تو آپ نے فرمایا کہ سب (مٹی) میں کراہیت ایک جیسی ہے ؎۱	جواہر الفتاویٰ
۱۰۰	(ا) بعض فقہاءؒ سے بخارا کی مٹی اور اس کی مانند چیز کھانے کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جب تک وہ ضرر نہ دے اس (کے کھانے) میں کوئی حرج نہیں اور اس کے کھانے میں کراہیت، حرام ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ اس وجہ سے ہے کہ وہ بیماری برانگیختہ کرتی ہے (ب) امام ابن المبارکؒ سے مروی ہے کہ فقیہ ابن ابی لیلیٰؒ (خریدکردہ) باندی کو مٹی کھانے کی (عادت کے عیب کی) وجہ سے واپس کر دیتے تھے (ج) شیخ ابوالقاسمؒ سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جس نے مٹی کھائی تو آپ نے فرمایا کہ یہ داناؤں کا کام نہیں ہے ؎۲	حاوی
۱۰۱	کسی عورت نے جب مٹی کھانے کی عادت بنالی تو اگر ایسا کرنا اس کے جمال میں نقصان کا موجب ہو تو اسے ایسا کرنے سے منع کیا جائے گا ؎۳	محیط
۱۰۲	فالوذج؎۴ (یعنی فالودہ) اور کئی اقسام کے مرغوب کھانے، کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے ؎۵	ظہیریہ
۱۰۳	کئی اقسام کے پھلوں سے لذت حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس کا ترک افضل ہے ؎۶	خزانۃ المفتین
۱۰۴	(پینے کی چیز) کھڑے ہوکر پینے میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ چلتے ہوئے نہ پیئے اور مسافروں کے لئے رخصت ہے ؎۷	غیاثیہ
۱۰۵	ایک ہی سانس میں نہ پیئے	غیاثیہ
۱۰۶	ٹونٹی یا مشک کے منہ سے (منہ لگاکر) نہ پیئے اس لئے کہ ایسا کرنے سے بسااوقات اس کے حلق میں مضر چیز داخل ہو جاتی ہے	غیاثیہ
۱۰۷	السقایۃ (یعنی پینے کے پانی کی ٹینکی، حوض، سبیل وغیرہ) سے غنی اور فقیر سبھی کے لئے پینا جائز ہے	خلاصہ
۱۰۸	سقایہ سے پانی کا گھڑا (یا برتن) اٹھالینا اور اسے اپنے گھر لے آنا مکروہ ہے اس لئے کہ وہ پینے کے لئے رکھا گیا ہے اٹھالے جانے کے لئے نہیں رکھا گیا	محیط سرخسی
۱۰۹	سقایہ کا پانی اپنے گھر والوں کے لئے لے جانا بشرطیکہ اس کی اجازت ہو، جائز ہوتا ہے ورنہ نہیں	وجیز للکردری
۱۱۰	(ا) سرکہ کے مٹکا میں شراب کا قطرہ گر پڑا تو تھوڑی دیر گذرے بغیر اس کا پینا حلال نہ ہوگا (ب) اور اگر کسی شخص نے سرکہ کے مٹکا میں شراب کا کوزہ ڈال دیا اور شراب کا مزہ اور بو نہ پائی گئی تو اس کا پینا فی الحال حلال ہوگا	ملتقط

؎۴ الفالوذ والفالوذج - فالودہ - اردو وہ ایک قسم کا حلوہ ہے جو کہ میدہ، شہد اور پانی ملاکر تیار کیا جاتا ہے - ماخوذ از المنجد ص ۹۲۳ (مترجم) ؎۵ حکم نمبر ۲/۱۰۹۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۶ حکم نمبر ۲/۱۰۹۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۷ حکم نمبر ۱۰۴ تا ۱۰۹/۱۰۹۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی عشر فی الکراهة فی الاکل ومایتصل به	حوالہ
١٠٩٢- ١١١	ولا يسقى اباه الكافر خمرا ولا يناوله القدح ويأخذ منه	كذا فى الفتاوى العتابية
١١٢	ولا يذهب به الى البيعة ويرده عنها	كذا فى الفتاوى العتابية
١١٣	ويوقد تحت قدره اذا لم يكن فيها ميتة او لحم خنزير	كذا فى الفتاوى العتابية
١١٤	ولا يحضر المسلم مائدة يشرب فيها خمر او تؤكل الميتة	كذا فى الفتاوى العتابية
١١٥	ولا يجوز وضع القطاع على الخبز والسكرجة	كذا فى القنية
	قال الامام الصفار رح لا اجد فى نية الذهاب الى الضيافة سوى ان ارفع المملحة عن الخبز	كذا فى الخلاصة
	والاصح ان كان مملحة يريد اكل الخبز به لا يكره	كذا فى الينابيع
	ويجوز وضع كاغذ فيها ملح على الخبز ووضع البقول عليها قال شمس الائمة الحلوانى رح كل ذلك جائز وقال (خوان بهر اينها بود) قال علاء الترجمانى رح وعلاء الحمامى مثله ورأينا كثيرا فعلوا ذلك ببخارى وسمرقند بحضرة الكبار من الائمة ولم يمنعوا قال رضى الله تعالى عنه واما غيرها من الماكولات كالزماورد والسينوسج واشباهها يجوز وضعها على الخبز عندهم	كذا فى القنية
	ويكره تعليق الخبز بالخوان بل يوضع بحيث لا يعلق	كذا فى الظهيرية
	واختلفوا فى جواز وضع قطعة خبز تحت الخوان ليستوى	كذا فى الزاهدى
	وكان الشيخ الامام ظهير الدين المرغينانى رح لا يفتى بالكراهة فى وضع المملحة على الخبز وفى تعليق الخبز بالخوان وفى وضع الخبز تحت القصعة وفى مسح الاصبع والسكين بالخبز اذا كان يأكل ذلك الخبز بعد ذلك ومن مشائخنا رح من افتى بكراهية مسح الاصبع والسكين بالخبز وان أكل الخبز بعد ذلك	كذا فى المحيط

١ ؎ حکم نمبر ١١١ تا ١١٤ / ١٠٩٢ ملاحظہ ہوں (مترجم) ٢ ؎ حکم نمبر ٢ / ١٠٩٥ ملاحظہ ہو (مترجم) ٣ ؎ سکرجة یعنی چھوٹا برتن جس میں سالن یا تھوڑی تھوڑی چیزیں رکھ کر دسترخوان پر رکھتے ہیں۔ ماخوذ از منتہی الارب ص ١٥١٣ (مترجم) ٤ ؎ لاجل هذا یکون الخوان۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی دسترخوان ان کاموں کے لئے ہوتا ہے (مترجم) ٥ ؎ زماورد۔ ایک قسم کا کھانا

دفعات وشق نمبر	گیارہواں باب کھانے اور اس سے ملتے جلتے امور میں مکروہ امور کے احکام / کھانے اور اس سے ملتے جلتے امور میں مکروہ امور کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۲- ۱۱۱	(ا) کوئی شخص اپنے کافر باپ کو شراب نہ پلائے (ب) اور نہ اسے شراب کا پیالہ دے (ج) اور اس سے وہ پیالہ لے سکتا ہے [۱]	عتابیہ
۱۱۲	(ا) (مذکورہ صورت میں) وہ اپنے کافر باپ کے ساتھ گرجا کو نہ جائے (ب) البتہ اسے وہاں لا سکتا ہے [۲]	عتابیہ
۱۱۳	(مذکورہ صورت میں) وہ اس کی (یعنی اپنے کافر باپ کی) ہانڈی کے نیچے آگ جلا سکتا ہے جبکہ اس میں مردار یا خنزیر کا گوشت نہ ہو	عتابیہ
۱۱۴	کوئی مسلمان شخص ایسے دسترخوان پر حاضر نہ ہو جس میں شراب پیا جا رہا ہو یا مردار کھایا جا رہا ہو	عتابیہ
۱۱۵	(ا) روٹی پر پیالے رکھنا اور سکرجہ [۳] (یعنی طشت) رکھنا جائز نہیں ہوتا ہے	قنیہ
	(ب) الامام الصفار رح کا قول ہے کہ میں ضیافت کو جانے میں یہی نیت کرتا ہوں کہ میں نمک دانی کو روٹی پر سے اٹھاؤں گا	خلاصہ
	(ج) اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اگر نمکدانی اس لئے ہو کہ وہ اس کے ساتھ روٹی کھانا چاہتا ہو تو (بھی روٹی پر نمکدانی رکھنا) مکروہ نہ ہو گا	ینابیع
	(د) روٹی پر ایسا کاغذ رکھنا جس میں نمک ہو اور روٹی پر دال رکھنا جائز ہے شمس الائمہ الحلوانی رح کا قول ہے کہ مذکورہ سبھی امور جائز ہیں اور آپ نے فرمایا کہ دسترخوان انہیں کاموں کے لئے ہوتا ہے اور شیخ علاء الترجمانی رح اور علاء الحمامی رح نے بھی ایسا ہی کہا ہے اور ہم نے بخارا اور سمرقند میں بڑے بڑے ائمہ کے سامنے لوگوں کو ایسا کرتے دیکھا ہے اور انہوں نے منع نہیں کیا (س) مولف رح اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو نے فرمایا کہ ان (مذکورہ) کے علاوہ کھانے کی چیزیں مثلاً زماورد [۵] اور سینوسج [۶] اور ان کی مانند چیزوں کا روٹی پر رکھنا فقہاء رح کے ہاں جائز ہوتا ہے	قنیہ
	(س) روٹی دسترخوان سے معلق کر کے (یعنی لٹکا کر) رکھنا مکروہ ہے بلکہ اس طرح رکھی جائے کہ روٹی معلق نہ ہو	ظہیریہ
	(ص) روٹی کا ٹکڑا دسترخوان کے نیچے، سیدھا کرنے کے لئے رکھنے کے حکم میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے	زاہدی
	(ط) الشیخ الامام ظہیر الدین المرغینانی رح، روٹی پر نمکدان رکھنے، دسترخوان سے روٹی لٹکانے، پیالے کے نیچے روٹی رکھنے میں اور روٹی کے ساتھ انگلی اور چھری پونچھ لینے میں بشرطیکہ اس کے بعد وہ روٹی کھالے (آپ ان امور میں) کراہیت پر فتویٰ نہ دیتے تھے (ط) اور ہمارے مشائخ رح میں سے بعض نے روٹی کے ساتھ انگلی اور چھری کو پونچھنے کی کراہیت پر فتویٰ دیا ہے اگرچہ وہ اس کے بعد وہ روٹی کھالے	محیط

ہے جو انڈے اور گوشت سے بناتے ہیں۔ ماخوذ از منتہی الارب ص۱۴۳۸ (مترجم) [۶] السینوسج۔ ایک قسم کا کھانا ہے (مترجم)

دفعات/شق نمبر	الباب الحادی عشر فی الکراهة فی الاکل ومایتصل به — الکراهة فی الاکل ومایتصل به	حوالہ
١٠٩٢-١١٦	قال علاء الترجمانی ؒ یکره قطع الخبز بالسکین وقال ابو الفضل الکرمانی ؒ وابو حامد ؒ لا یکره	کذا فی القنیة
	وسئل عنها علی بن احمد ؒ فقال ینظر ان کان خبز مکة معجونا بالحلیب فلا یکره ولا بأس واما اذا لم یکن کذلک فهو من اخلاق الاعاجم	کذا فی التاتارخانیة ناقلا عن الیتیمة
١١٧	وعن الثوری ؒ انه سئل عن الاستمداد من حبر غیره قال هو مال غیره فلیستأذنه ولا احب له ان یفعل من غیر استیئذان ولا اشارة ومهما امکن لا یستأذن لانه سوال الا ان یکون بینهما انبساط	کذا فی الملتقط
١١٨	الجیران یأخذون الخمیر فیما بینهم ویدفعون بدله مجازفة فانه یجوز	کذا فی جواهر الفتاوی
١١٩	المسافرون اذا خلطوا ازوادهم او اخرج کل واحد منهم درهما علی عدد الرفقة واشتروا به طعاما وأکلوا فانه یجوز وان تفاوتوا فی الأکل	کذا فی الوجیز للکردری
	والله اعلم	

دفعات شق نمبر	گیارہواں باب کھانے اور اس سے ملتے جلتے امور میں مکروہ امور کے احکام — کھانے اور اس سے ملتے جلتے امور میں مکروہ امور کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۲-۱۱۶	(د) شیخ علاء الترجمانی رح کا قول ہے کہ روٹی کو چھری سے کاٹنا مکروہ ہے (ب) اور شیخ ابو الفضل رح اور شیخ ابو حامد رح کا قول ہے کہ مکروہ نہیں ہے	قنیہ
	(ج) اس (مذکورہ صورت کے حکم) کے متعلق شیخ علی بن احمد رح سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ دیکھا جائے گا کہ اگر وہ روٹی (مثلاً) مکہ کی روٹی دودھ سے گوندھی ہوئی ہو تو (اسے چھری سے کاٹنا) مکروہ نہیں ہے اور ایسا کرنے میں حرج نہیں ہے اور اگر وہ روٹی ایسی نہ ہو تو پھر ایسا کرنا (یعنی اس روٹی کو چھری سے کاٹنا) عجم (یعنی غیر عربوں) کی عادات میں سے ہے	تتارخانیہ
۱۱۷	امام ثوری رح سے دوسرے شخص کی (دوات سے) روشنائی لینے کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ غیر کا مال ہے پس اس سے اجازت لینی چاہیئے اور بغیر اجازت لینے اور بدون اس کے اشارہ کے ایسا کرنے کو میں پسند نہیں کرتا اور جہاں تک ممکن ہو (مذکورہ) اجازت کی طلب نہ کرے اس لئے کہ یہ ایک (قسم) کا سوال ہے لیکن اگر ان دونوں میں بے تکلفی ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر ممانعت کا مذکورہ حکم نہیں ہے)	ملتقط
۱۱۸	پڑوسی لوگ جو ایک دوسرے سے خمیر لے لیا کرتے ہیں اور اس کا بدل تخمینہ سے دیتے ہیں تو یہ جائز قرار پاتا ہے	جواہر الفتاویٰ
۱۱۹	مسافر لوگوں نے جب اپنے زاد راہ ملا دیئے یا ان میں سے ہر ایک نے ساتھیوں کی تعداد کے مطابق درہم دیئے اس سے انہوں نے کھانا خریدا اور سب نے کھایا تو یہ جائز قرار پاتا ہے اگرچہ ان کے کھانے (کی مقدار) میں باہم فرق ہو	وجیز للکردری
	واللہ اعلم	

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی الهدایا والضیافات	الهدایا والضیافات	حــوالــہ

بسم الله الرحمن الرحیم

الباب الثانی عشر فی الهدایا والضیافات

دفعات ۱۰۹۳ تا ۱۰۹۳، عنوان ۱، تعداد شق ۵۲

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱۰۹۳-	**الهدایا والضیافات** تعداد شق ۵۲	
۱	اهدى الى رجل شيأ او اضافه ان كان غالب ماله من الحلال فلا بأس الا ان يعلم بانه حرام فان كان الغالب هو الحرام ينبغى ان لا يقبل الهدية ولا يأكل الطعام الا ان يخبره بانه حلال ورثته او استقرضته من رجل	كذا فى الينابيع
۲	ولا يجوز قبول هدية امراء الجور لان الغالب فى مالهم الحرمة الا اذا علم ان اكثر ماله حلال بان كان صاحب تجارة او زرع فلا بأس به لان اموال الناس لا تخلوا عن قليل حرام فالمعتبر الغالب وكذا أكل طعامهم	كذا فى الاختيار شرح المختار
۳	واما هدايا الامراء فى زماننا فقد حكى عن الشيخ الامام ابى بكر محمد بن الفضل البخارىؒ انه سئل عن هدايا الامراء فى زماننا قال ترد على اربابها والشيخ الامام الزاهد ابو بكر محمد بن حامدؒ سئل عن هذا فقال يوضع فى بيت المال وهكذا ذكر محمدؒ فى السير الكبير وذكر ذلك للشيخ الامام الجليل محمد بن الفضلؒ فقال كنت اعلم ان المذهب هذا الا انى لم أفت به مخافة ان يوضع فى بيت المال	

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بارہواں باب، تحفوں اور ضیافتوں کے احکام[1]

دفعات ۱۰۹۳ تا ۱۰۹۳، عنوان ۱ تحت ادشق ۵۴

۱۰۹۳- **تحفے اور ضیافتیں** اور اس میں ۵۲ شقیں ہیں

۱ کسی شخص نے کسی آدمی کی طرف تحفہ بھیجا یا[2] اس کی ضیافت (یعنی دعوت طعام) کی تو اگر اس کا (یعنی تحفہ بھیجنے والے یا ضیافت کرنے والے کا) اکثر مال حلال سے ہو تو (اس کے قبول کر لینے میں) کوئی حرج نہیں لیکن اگر اسے یہ معلوم ہو کہ وہ حرام مال ہے تو پھر یہ حکم نہیں ہے پس اگر وہ اکثر مال حرام ہو تو اسے چاہیے کہ وہ تحفہ قبول نہ کرے اور وہ طعام نہ کھائے لیکن اگر اسے وہ آدمی یہ خبر دے کہ وہ حلال مال ہے میں نے ورثہ میں پایا ہے یا میں نے فلاں آدمی سے قرض لیا ہے تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر قبول کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے)[3] ینابیع

۲ ظالم حکام کا تحفہ قبول کرنا جائز نہیں ہوتا ہے اس لئے کہ ان کا اکثر مال حرام سے ہوتا ہے لیکن اگر یہ معلوم ہو کہ اس کا اکثر مال حلال ہے (مثلاً) بایں طور کہ وہ صاحب تجارت ہو یا صاحب زراعت ہو تو پھر (اس کا ہدیہ قبول کرنے میں) کوئی حرج نہیں ہے اس لئے کہ عام لوگوں کے مال قلیل حرام سے خالی نہیں ہوتے پس اعتبار غالب (مال) کا ہے اور یہی حکم ان ظالم حکام (کی طرف سے دعوت) کے طعام کے کھانے کا ہے۔ اختیار

۳ اور ہمارے زمانہ کے حکام کے تحفوں کے متعلق حکم یہ ہے کہ (و) الشیخ الامام ابو بکر محمد بن الفضل البخاریؒ سے منقول ہے کہ آپ سے ہمارے زمانہ کے حکام کے تحفوں کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ ان کے مالکوں کو واپس کئے جائیں گے (ب) اور الشیخ الامام الزاھد ابو بکر محمد بن حامدؒ سے (بھی) اس کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ بیت المال میں رکھا جائے یوں ہی امام محمدؒ نے السیر الکبیر میں ذکر کیا ہے (ج) اور یہ امر الشیخ الامام الجلیل محمد بن الفضلؒ سے ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں جانتا تھا کہ (اس کے حکم کے متعلق) مذہب یہی ہے لیکن میں نے اس پر اس خدشہ سے فتویٰ نہ دیا کہ وہ (یعنی وہ تحفہ) بیت المال میں رکھا جائے گا اور پھر

[3] حکم نمبر ۱ تا ۶/۱۰۹۳ نیز ۸، ۱۵/۱۰۹۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الثانی عشر فی الهدایا والضیافات — الهدایا والضیافات	حوالہ
۱۰۹۳-	ثم الامراء يصرفونها الى شهواتهم ولهوهم وقد علمنا انهم يمسكون بيت المال لشهواتهم لا لجماعة المسلمين	كذا فى المحيط
۴	قال الفقيه ابو الليث رح اختلف الناس فى أخذ الجائزة من السلطان قال بعضهم يجوز مالم يعلم انه يعطيه من حرام قال محمد رح وبه نأخذ مالم نعرف شيئاً حراما بعينه وهو قول ابى حنيفة رح واصحابه رح	كذا فى الظهيرية
۵	وفى شرح حيل الخصاف رح لشمس الائمة رح ان الشيخ ابا القاسم الحكيم رح كان يأخذ جائزة السلطان وكان يستقرض لجميع حوائجه وما يأخذ من الجائزة يقضى بها ديونه	كذا فى الخلاصة
۶	والحيلة فى هذه المسائل ان يشترى نسيئة ثم ينقد ثمنه من اى مال شاء وقال ابو يوسف رح سألت اباحنيفة رح عن الحيلة فى مثل هذا فاجابنى بما ذكرنا	كذا فى الخلاصة
۷	ولا ينبغى للناس ان يأكلوا من اطعمة الظلمة لتقبيح الامر عليهم وزجرهم عما يرتكبون وان كان يحل	كذا فى الغرائب
۸	وسئل ابو بكر رح عن الذى لا يحل له أخذ الصدقة فالافضل له ان يقبل جائزة السلطان ويفرقها على من يحل له اولا يقبل قال لا يقبل لانه يشبه اخذ الصدقة قيل أليس ان ابا نصير اخذ جائزة اسحق بن احمد رح واسمعيل رح قال كانت لهما اموال ورثاها عن أبيهما فقيل له لو ان فقيرا يأخذ جائزة السلطان مع علمه ان السلطان يأخذها غصبا أيحل له قال ان خلط ذلك بدراهم اخرى فانه لا بأس به وان دفع عين المغصوب من غير خلط لم يجز قال الفقيه رح هذا الجواب خرج على قياس قول ابى حنيفة رح لان من اصله ان الدراهم المغصوبة	

۱ حکم نمبر ۲۲/۱۰۹۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ حکم نمبر ۷ تا ۵۲/۱۰۹۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

حوالہ	بارہواں باب، تحفوں اور ضیافتوں کے احکام — تحفوں اور ضیافتوں کے احکام کا بیان	دفعات/شق نمبر
محیط	حکام لوگ اسے اپنی خواہشات اور لہو ولعب میں خرچ کریں گے اور ہمیں معلوم ہے کہ اس دور کے حکام لوگ بیت المال کو اپنی خواہشات کے لیے رکھ چھوڑتے ہیں مسلمانوں کی جماعت کے لئے نہیں رکھتے	۱۰۹۳-
ظہیریہ	(سلطانی جائزہ یعنی سلطان کی طرف سے انعام لینے کے حکم کے متعلق) فقیہ ابو اللیثؒ کا قول ہے کہ سلطانی جائزہ لینے کے حکم کے متعلق لوگوں نے اختلاف کیا ہے ان میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ جائز ہے جب تک کہ یہ معلوم نہ ہو کہ وہ حرام سے دیتا ہے اور امام محمدؒ کا قول ہے کہ ہمیں جب تک کسی شیٔ کا معین طور پر حرام ہونا معلوم نہ ہو ہم اسی (مذکورہ) حکم کو اختیار کرتے ہیں اور امام ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب کا قول بھی یہی ہے ؎۱	۴
خلاصہ	شرح حیل الخصاف میں شمس الائمہؒ نے ذکر کیا ہے کہ شیخ ابو القاسمؒ سلطانی جائزہ قبول کر لیتے تھے اور آپ اپنی تمام ضروریات کے لئے قرض لیتے تھے اور جو سلطانی جائزہ لیتے تھے اس سے اپنے قرض ادا کرتے تھے	۵
خلاصہ	اور ان (مذکورہ) مسائل میں حیلہ یہ ہے کہ ادھار خریدے پھر اس کی قیمت جس مال سے چاہے نقد دے اور امام ابو یوسفؒ کا قول ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ سے اس کی مانند میں حیلہ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے مجھے یہی جواب دیا جو ہم نے ذکر کیا	۶
غرائب	ظالموں کے کام کو برقرار دینے اور ان کے کرتوتوں پر روک ٹوک کی غرض سے، لوگوں کو ان کے کھانے نہیں کھانے چاہییں اگرچہ وہ حلال قرار پاتا ہو ؎۲	۷
	(د) شیخ ابو بکرؒ سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جس کے لئے صدقہ (واجبہ) لینا، نہیں ہوتا ہے تو اس کے لئے یہ افضل ہے کہ سلطانی جائزہ (یعنی انعام) قبول کرکے اسے ان لوگوں پر تقسیم کر دے جنہیں اس صدقہ کا لینا حلال ہوتا ہے یا وہ قبول ہی نہ کرے تو آپ نے فرمایا کہ (افضل یہ ہے کہ) وہ قبول ہی نہ کرے اس لئے قبول کرنا (اور پھر مستحقین پر تقسیم کر دینا) وہ صدقہ لینے کے مشابہ قرار پاتا ہے۔ آپ سے کہا گیا کہ کیا شیخ ابو نصیرؒ نے اسحٰق بن احمدؒ اور اسمٰعیلؒ کا جائزہ قبول نہیں کر لیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ ان دونوں کے پاس ایسے مال بھی تھے جنہیں انہوں نے اپنے باپ سے ورثہ میں پایا تھا ؎۳ (ب) پھر آپ سے کہا گیا کہ اگر کوئی فقیر (یعنی غریب) شخص سلطانی جائزہ لے حالانکہ اسے معلوم ہے کہ وہ سلطان لوگوں سے ناحق چھین کر لیتا ہے تو کیا اس فقیر شخص کے لئے اس کا لینا حلال ہوگا تو آپ نے فرمایا کہ اگر سلطان نے اس مغصوبہ مال کو دوسرے درہموں کے ساتھ خلط ملط کر دیا تو اس سے (جائزہ قبول کر) لینے میں کوئی حرج نہیں اور اگر سلطان نے مغصوبہ	۸

؎۳ اور اسکی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۱۲ب/۱۰۹۳ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر، فی الھدایا والضیافات الھدایا والضیافات	حوالہ
۱۰۹۳-	من اناس متی خلط البعض بالبعض فقد ملکھا الغاصب ووجب علیہ مثل ما غصب وقالا لا یملک تلک الدراھم وھی علی ملک صاحبھا فلا یحل له الأخذ	کذا فی الحاوی للفتاوی
۹	وفی فتاوی اهل سمرقند رجل دخل علی السلطان فقدم علیه بشیٔ ماکول فان اشتری بثمن اولم یشتر ذلك ولکن هذا الرجل لا یفهم انه مغصوب بعینه حل له أکله هکذا ذکر والصحیح انه ینظر الی مال السلطان ویبنی الحکم علیه	هکذا فی الذخیرة
۱۰	قال محمد رح لا بأس بان یجیب دعوة رجل له علیه دین قال شیخ الاسلامؒ هذا جواب الحکم فاما الافضل ان یتورع عن الاجابة اذا علم انه لاجل الدین او اشکل علیه الحال قال شمس الائمة الحلوانی رح حالة الاشکال انما یتورع اذا کان یدعوه قبل الاقراض فی کل عشرین یوما وبعد الاقراض جعل یدعوه فی کل عشرة ایام اوزاد فی الباجات اما اذا کان یدعوه بعد الاقراض فی کل عشرین ولا یزید فی الباجات فلا یتورع الا اذا نص انه اضافه لاجل الدین	کذا فی المحیط
۱۱	واختلف فی اجابة الدعوة قال بعضهم واجبة لا یسع ترکها وقالت العامة هی سنة والافضل ان یجیب اذا کانت ولیمة والا فهو مخیر والاجابة افضل لان فیها ادخال السرور فی قلب المؤمن	کذا فی التمرتاشی

له ورع کے مفہوم کے متعلق $\frac{۴}{۱۵۸}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	بارہواں باب، تحفوں اور ضیافتوں کے احکام — تحفوں اور ضیافتوں کے احکام کا بیان	حوالہ
١٠٩٣-	مال بعینہ، خلط ملط کئے بغیر دیا تو (اس کا لینا) جائز نہ ہوگا۔ فقیہؒ کا قول ہے کہ یہ جواب قول ابی حنیفہؒ کے قیاس پر تخریج ہے اس لئے کہ امام ابوحنیفہؒ کے ہاں قاعدہ یہ ہے کہ لوگوں سے چھینی ہوئی بعض درہموں کو جب بعض دوسری درہموں کے ساتھ خلط ملط کردیا تو وہ غاصب سب درہموں کا مالک قرار پاتا ہے اور اس پر غصب کردہ کی مثل (مالک کو دینا) واجب ہوجاتا ہے اور صاحبینؒ (یعنی امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ) کا قول یہ ہے کہ (مذکورہ صورت میں) غاصب ان درہموں کا مالک نہیں قرار پاتا اور وہ درہم اپنے مالک کی ملکیت میں رہتے ہیں پس (صاحبینؒ کے ہاں جواب یہ ہوگا کہ) اسے اس جائزہ کا لینا حلال نہ ہوگا	حاوی للفتاویٰ
٩	فتاوی اہل سمرقند میں ہے کہ کوئی شخص سلطان کے ہاں گیا تو اس نے اسے کھانے کی کوئی چیز پیش کی تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر سلطان نے وہ چیز قیمتاً خریدی ہو یا قیمتاً نہ خریدی ہو مگر وہ شخص یہ نہ جانتا ہو کہ وہ معین چیز غصب شدہ ہے تو اس کے لئے اس کا کھانا حلال قرار پاتا ہے۔ یہ حکم یونہی مذکور ہے۔ اور صحیح حکم یہ ہے کہ وہ شخص سلطان کے مال پر نظر کرے (کہ اس کا اکثر مال کیسا ہے) اور اس پر حکم کی بنیاد رکھے	ذخیرہ
١٠	امام محمدؒ کا قول ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ کوئی شخص اس آدمی کی دعوت قبول کرے جس پر اس کا قرض ہے شیخ الاسلامؒ کا قول ہے کہ یہ جواب از روئے حکم ہے اور افضل یہ ہے کہ (مذکورہ صورت میں) وہ اس دعوت کو قبول کرنے سے ورع اختیار کرے (یعنی اس سے بچے) جبکہ اسے معلوم ہو کہ وہ دعوت قرض کی وجہ ہے یا اس کو صورت حال کے جاننے میں اشکال ہو یہ شمس الائمہؒ کا قول ہے کہ حالت اشکال میں ورع تب اختیار کرے جبکہ وہ آدمی اس شخص سے قرض لینے سے پہلے (مثلاً) ہر بیس دن بعد دعوت کرتا تھا اور قرض لینے کے بعد وہ ہر دس دن بعد دعوت کرنے لگا یا اس نے سالن (کی اقسام) کو بڑھا دیا مگر جب وہ آدمی قرض لینے کے بعد (بھی حسب عادت) ہر بیس دن بعد دعوت کرتا ہے اور اس نے سالن میں (بھی) اضافہ نہیں کیا تو پھر ورع اختیار نہ کرے لیکن اگر اس (مقروض) نے یہ واضح کیا کہ اس نے وہ دعوت قرض کی وجہ سے کی ہے تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر اسے قبول کرنے سے ورع اختیار کرے) ــہ	محیط
١١	دعوت قبول کرنے کے (حکم کے) متعلق مشائخؒ کا اختلاف ہے (و) ان میں سے بعض کا قول ہے کہ واجب ہے اسے ترک کردینے کی گنجائش نہیں ہے (ب) عامۃ المشائخؒ کا قول یہ ہے کہ سنت ہے (ج) اور افضل یہ ہے کہ جب ولیمہ کی دعوت ہو تو اسے قبول کرے اور ولیمہ کے علاوہ دعوت ہو تو اسے اختیار ہے اور قبول کرلینا افضل ہے اس لئے کہ قبول کرلینے میں مومن کے دل کو خوشی پہنچانا ہے	تمرتاشی

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر، فی الهدايا والضيافات — الهدايا والضيافات	حـــوالـــہ
١٠٩٣-	ذكروا دعى الى دعوة فالواجب ان يجيبه الى ذلك وانما يجب عليه ان يجيبه اذا لم يكن هناك معصية ولا بدعة وان لم يجبه كان عاصيا والامتناع اسلم فی زماننا الا اذا علم يقينا بانه ليس فيها بدعة ولا معصية	كذا فی الينابيع
١٢	قال الشيخ الامام علاء الدين اعلم العلماء السمرقندیؒ الحيلة لمن ابتلى بضيافة فيها شبهة الحرام ان يقول صاحب الضيف ملكت هذا المال لفلان الفقير فاذا ملكه صار ملكا للفقير واذا صار ملكا للفقير لو ملك غيره يجوز وما ذكر فی شرح الجامع الصغير يكره ان يأكل الرجل من مال الفقير يعنی من مال اخذه من الصدقة لا اذا ملكها بجهة اخرى	كذا فی جواهر الفتاوی
١٣	لا يجيب دعوة الفاسق المعلن ليعلم انه غير راض بفسقه وكذا دعوة من كان غالب ماله من حرام مالم يخبر انه حلال وبالعكس يجيب مالم يتبين عنده انه حرام	كذا فی التمرتاشی
١٤	وفی الروضة يجيب دعوة الفاسق والورع ان لا يجيبه ودعوة الذی اخذ الارض مزارعة اويدفعها على هذا	كذا فی الوجيز للكردری
١٥	آكل الربا وكاسب الحرام اهدى اليه او اضافه وغالب ماله حرام لا يقبل ولا يأكل مالم يخبره ان ذلك المال اصله حلال ورثه او استقرضه وان كان غالب ماله حلالا لا بأس بقبول هديته والأكل منها	كذا فی الملتقط

[1] حکم نمبر ٧/١٠٩٣ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] حکم نمبر ٨ و ٩، ٧/١٠٩٣ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] حکم نمبر ١٤، ٧/١٠٩٣ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] حکم نمبر ١٣، ٧/١٠٩٣ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] مزارعت یعنی (زمین کے) بعض خارج پر معاہدہ کرنا ہے۔ اور مزارعت امام ابوحنیفہؒ کے ہاں فاسد ہے۔ اور صاحبینؒ یعنی امام ابویوسف اور امام محمدؒ کے ہاں جائز ہے اور لوگوں کی

دفعات شق نمبر	بارہواں باب، تحفوں اور ضیافتوں کے احکام — تحفوں اور ضیافتوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۳-	(د) اگر کسی شخص کو دعوت کے لئے بلایا گیا تو واجب ہے کہ وہ اسے قبول کرے اور اس پر قبول کرنے کا وجوب تب ہے کہ جب وہاں کوئی معصیت اور بدعت نہ ہو اور (مذکورہ صورت میں) اگر اس نے اسے قبول نہ کیا تو گنہگار ہوگا (س) اور ہمارے زمانہ میں دعوت سے رک جانے میں زیادہ سلامتی ہے لیکن اگر وہ یقین کے ساتھ جانتا ہو کہ وہاں بدعت اور معصیت نہیں ہے تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر وہ دعوت قبول کرلے) [1]	ینابیع
۱۲	علامہ الشیخ الامام علاء الدین سمرقندیؒ کا قول ہے کہ جو شخص ایسی ضیافت میں مبتلا ہو جائے جس میں حرام کا شبہ ہو تو اس میں حیلہ یہ ہے کہ ضیافت کرنے والا یوں کہے کہ میں نے فلاں فقیر (یعنی غریب) شخص کو اس مال کا مالک بنا دیا تو جب اس نے اسے مالک بنا دیا تو وہ مال اس فقیر کی ملکیت ہوگیا اور جب وہ اس فقیر کی ملکیت ہوگیا تو اگر اس فقیر نے کسی کو مالک بنا دیا تو جائز قرار پائیگا (ب) اور شرح الجامع الصغیر میں جو یہ مذکور ہے کہ یہ مکروہ ہے کہ کوئی آدمی فقیر کے مال سے کھائے اس سے مراد یہ ہے کہ وہ فقیر (یعنی غریب) آدمی کے اس مال سے کھائے جو اس نے صدقہ (واجبہ) سے لیا ہے نہ یہ کہ وہ فقیر جس مال کا کسی دوسرے طریقہ پر مالک ہوا ہو [2]	جواہر الفتاوی
۱۳	(و) فاسق معلن (یعنی فسق کا اعلانیہ مرتکب) شخص کی دعوت قبول نہ کرے تاکہ وہ فاسق جان لے کہ وہ (یعنی مدعو) اس کے فسق سے راضی نہیں ہے (ب) اسی طرح جس شخص کا اکثر مال حرام سے ہو تو اس کی دعوت بھی قبول نہ کرے جب تک کہ وہ یہ خبر نہ دے کہ وہ (یعنی مال دعوت) حلال سے ہے (ج) اور اس کے الٹ صورت میں (یعنی جس شخص کا اکثر مال حلال ہو) تو اس کی دعوت قبول کرے جب تک کہ اس کے ہاں یہ واضح نہ ہو کہ وہ مال حرام سے ہے [3]	تمرتاشی
۱۴	(و) الروضہ میں ہے کہ فاسق شخص کی دعوت قبول کرلے اور از روئے ورع حکم یہ ہے کہ اس کی دعوت قبول نہ کرے [4]	
	(ب) اور اس شخص کے متعلق بھی یہی حکم ہے جو زمین مزارعت پر لے یا دے [5]	وجیز للکردری
۱۵	سود خور یا حرام کمائی والے نے کسی شخص کی طرف سے تحفہ بھیجا یا اس کی ضیافت کی اور اس کا اکثر مال حرام سے ہے تو قبول نہ کرے اور نہ کھائے جب تک کہ وہ اسے یہ خبر نہ دے کہ اس مال کی اصلیت حلال سے ہے وہ اس نے ورثہ میں پایا ہے یا قرض لیا ہے اور اگر اس کا اکثر مال حلال سے ہو تو پھر اس کا ہدیہ قبول کرنے اور اس کی دعوت) کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے [6]	ملتقط

ضرورت کی بنا پر صاحبینؒ کے قول پر فتویٰ ہے۔ اس کے مزید احکام فتاوی عالمگیری کی بحث ۴۴ میں ہیں۔ حکم نمبر ۲ ب/۴۹۷ کے حاشیہ ترتیب اللہ لاکل کی تفصیل کا ۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] حکم نمبر ۷/۱۰۹۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات — الهدايا والضيافات	حوالہ
۱۰۹۳ - ۱۶	لا ينبغي التخلف عن اجابة الدعوة العامة كدعوة العرس والختان ونحوهما واذا اجاب فقد فعل ما عليه أكل او لم يأكل وان لم يأكل فلا بأس به والافضل ان يأكل لو كان غير صائم	كذا في الخلاصة
۱۷	من دعي الى وليمة فوجد ثمة لعبا او غناء فلا بأس ان يقعد ويأكل فان قدر على المنع يمنعهم وان لم يقدر يصبر وهذا اذا لم يكن مقتدى به اما اذا كان ولم يقدر على منعهم فانه يخرج ولا يقعد ولو كان ذلك على المائدة لا ينبغي ان يقعد وان لم يكن مقتدى به وهذا كله بعد الحضور واما اذا علم قبل الحضور فلا يحضر لانه لا يلزمه حق الدعوة بخلاف ما اذا هجم عليه لانه قد لزمه	كذا في السراج الوهاج
	وان علم المقتدى به بذلك قبل الدخول وهو محترم يعلم انه لو دخل يتركون ذلك فعليه ان يدخل والا لم يدخل	كذا في التمرتاشي
۱۸	رجل اتخذ ضيافة للقرابة او وليمة او اتخذ مجلسا لاهل الفساد فدعا رجلا صالحا الى الوليمة قالوا ان كان هذا الرجل بحال لو امتنع عن الاجابة منعهم عن فسقهم لا تباح له الاجابة بل يجب عليه ان لا يجيب لانه نهي عن المنكر وان لم يكن الرجل بحال لو لم يجب لا يمنعهم عن الفسق لا بأس بان يجيب ويطعم وينكر معصيتهم وفسقهم لانه اجابة الدعوة واجابة الدعوة واجبة او مندوبة فلا يمتنع بمعصية اقترنت بها	كذا في خزانة المفتين

[1] حکم نمبر ۷/۱۰۹۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] جیسا کہ درمختار میں ہے اور ردالمحتار میں ہے کہ امام محمدؒ نے لعب اور غنا کو مطلقاً ذکر کیا ہے اور لعب سے مراد وہ لہو ہے جو حرام بالنص ہے الخ مفہوم ماخوذ از درمختار وردالمحتار ج ۵ ص ۲۴۵ اور تغنی مجرد یعنی بغیر ساز کے گانے اور ساز و آواز کے ساتھ موسیقی کے متعلق احکام حکم نمبر ۳/۱۰۹۴ مع حواشی، ۱۰/۱۰۹۵، ۱۳/۱۰۹۶ اور مزید احکام فتاوی عالمگیری عربی ج ۵ ص ۳۵۱ تا ص ۳۵۲ بحث کے باب ۱۷ بحث ۴۸ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] حکم نمبر ۷/۱۰۹۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ نیز فتاوی قاضیخان میں ہے کہ کسی شخص نے اپنے گھر میں فسق ظاہر کیا تو امام یعنی حاکم مجاز کو چاہیے کہ اتمام حجت کیلئے اسے اس فسق سے رکنے کا حکم دے پس اگر وہ رک جائے تو ...

دفعات شق نمبر	بارھواں باب، تحفوں اور ضیافتوں کے احکام — تحفوں اور ضیافتوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۳-۱۶	(و) دعوت عامہ مثلاً شادی، ختنہ اور ان کی مانند دعوت سے تخلف (یعنی غیر حاضری) نہیں کرنی چاہئے اور جب اس نے دعوت قبول کرلی۔ تو جو اس کے ذمہ تھا اس نے کر دیا کھایا یا نہیں کھایا اور اگر نہیں کھایا تو اس میں کوئی حرج نہیں (ب) اور افضل یہ ہے کہ اگر روزہ دار نہیں ہے تو کھالے [1]	خلاصہ
۱۷	(و)، جو شخص[1] دعوتِ ولیمہ کو بلایا گیا تو اس نے وہاں جاکر لعب[2] (یعنی حرام کھیل)، یا غنا (یعنی گانا)، پایا تو اسمیں کوئی حرج نہیں کہ وہ وہاں بیٹھے اور دعوت کھالے پس اگر وہ انہیں منع کرسکتا ہے تو انہیں منع کردے اور اگر وہ ایسا نہیں کرسکتا تو صبر کرے یہ حکم اس صورت میں ہے کہ وہ شخص مقتدی بہ (یعنی پیشوا)، نہ ہو مگر جب وہ مقتدی بہ ہو اور انہیں منع نہ کرسکے تو وہاں سے نکل جائے اور وہاں نہ بیٹھے اور[2] اور اگر ایسا امر دسترخوان پر ہو تو اسے وہاں نہ بیٹھنا چاہیے اگرچہ وہ مقتدی بہ نہ ہو یہ تمام احکام اس صورت میں ہیں کہ وہاں حاضر ہونے کے بعد (اسے معلوم) ہوئے (ب) مگر جب[1] اسے وہاں حاضر ہونے سے پہلے (مذکورہ امر)، معلوم ہو تو وہ وہاں حاضر نہ ہو اس لئے کہ اس صورت میں اسے دعوت کا حق لازم نہ ہوگا بخلاف اس صورت کے کہ جب وہ دعوت میں اچانک چلا گیا اس لئے کہ (وہاں چلے جانے کے بعد) اسے دعوت کا حق لازم ہوگیا	سراج وہاج
	اور[3] (مذکورہ صورت میں)، اگر مقتدی بہ کو مذکورہ (ممنوع) امر کے متعلق وہاں جانے سے پہلے معلوم ہو اور وہ (لوگوں میں)، محترم ہو اور جانتا ہو کہ اگر وہ (وہاں)، داخل ہوا تو اس (ممنوع)، امر کو چھوڑ دیں گے تو اس پر لازم ہے کہ وہ وہاں داخل ہو ورنہ داخل نہ ہو [3]	تمرتاشی
۱۸	کسی شخص نے بنا بر قرابت یا ولیمہ کی دعوت کی یا اس نے اہل فساد کے لئے مجلس بنائی پھر ایک نیک شخص کو بھی دعوت ولیمہ میں بلایا تو اس کے متعلق مشائخ رح کا قول ہے کہ (و)، اگر اس نیک شخص کا حال یہ ہو کہ اگر وہ اس دعوت کو قبول کرنے سے انکار کردے تو وہ انہیں ان کے فسق سے روک دے گا تو اس شخص کے لئے اس دعوت کا قبول کرنا مباح نہ ہوگا بلکہ اس پر واجب ہوگا کہ وہ قبول نہ کرے اس لئے کہ ایسا کرنا نہی عن المنکر ہے (ب)، اور اگر اس نیک شخص کا یہ (مذکورہ) حال نہ ہو وہ اگر اس دعوت کو قبول نہ کرے تب بھی وہ انہیں اپنے فسق سے نہ روک سکے تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ اس دعوت کو قبول کرکے کھانا کھائے، اور انہیں ان کے گناہ اور فسق پر نکیر کرے اس لئے کہ یہ دعوت کو قبول کرنا ہے اور دعوت قبول کرنا واجب ہے یا مندوب ہے پس اس کے ساتھ ملی ہوئی معصیت کی بنا پر (دعوت قبول کرنے سے)، انکار نہ کرے [4]	خزانۃ المفتین

چھوڑ سکتا ہے اور اگر وہ نہ رکے تو حاکم مجاز کو اختیار ہے کہ چاہے تو اسے قید کردے چاہے تو اسے کوڑوں کے ذریعہ تادیب کرے اور چاہے تو اسے اسکے اس گھر سے دور کردے مفہوم ماخوذ از فتاویٰ قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۴۰۶ اور درمختار و رد المحتار میں ہے کہ انکار منکر کے لئے ان پر بلا اذن داخل ہوسکتا ہے اس لئے کہ انہوں نے اپنے منکر فعل سے اپنی حرمت کو ساقط کردیا ہے۔ مفہوم ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۵ ص ۲۴۵۔ حکم نمبر ۱/۲۷۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] حکم نمبر ۷/۱۰۹۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الثانی عشر فی الهدایا والضیافات — الهدایا والضیافات	حوالہ
۱۰۹۳-۱۹	وولیمة العرس سنة وفیها مثوبة عظیمة وهی اذا بنی الرجل بامرأته ینبغی ان یدعو الجیران والاقرباء والاصدقاء ویذبح لهم ویصنع لهم طعاما واذا اتخذ ینبغی لهم ان یجیبوا فان لم یفعلوا أثموا قال علیه السلام من لم یجب الدعوة فقد عصی الله ورسوله فان کان صائما اجاب ودعا وان لم یکن صائما أکل ودعا وان لم یأکل اثم وجفا	كذا فی خزانة المفتین
۲۰	ولا بأس بان یدعو یومئذ من الغد وبعد الغد ثم ینقطع العرس والولیمة	كذا فی الظهیریة
۲۱	حمل الطعام الی صاحب المصیبة والأکل معهم فی الیوم الاول جائز لشغلهم بالجهاز وبعده یکره	كذا فی التاتارخانیة
۲۲	ولا یباح اتخاذ الضیافة ثلاثة ایام فی ایام المصیبة واذا اتخذ لا بأس بالأکل منه	كذا فی خزانة المفتین
۲۳	وان اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا اذا کانت الورثة بالغین فان کان فی الورثة صغیر لم یتخذ ذلك من الترکة	كذا فی التاتارخانیة
۲۴	اذا کان الرجل علی مائدة فناول غیره من طعام المائدة ان علم ان صاحبه لا یرضی به لا یحل له ذلك وان علم انه یرضی فلا بأس به وان اشتبه علیه لا یناول ولا یعطی سائلا	كذا فی فتاوی قاضیخان
۲۵	وان کانوا علی مائدتین لا یناول بعضهم بعضا الا اذا تیقنوا رضا رب البیت وذکر فی کتاب الهبة ضیافة فیها موائد فاعطی بعضهم بعض من علی مائدة اخری طعاما لیأکل او علی هذه المائدة یجوز	كذا فی الملتقط

۱؎ حکم نمبر ۷/۱۰۹۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۷/۱۰۹۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۲۱ تا ۲۳/۱۰۹۳ نیز ۱۷/۲۲۷ اور ۱۲ تا ۱۹/۱۸۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	بارھواں باب، تحفوں اور ضیافتوں کے احکام — تحفوں اور ضیافتوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۳ - ۱۹	شادی کا ولیمہ سنت ہے اور اس میں بڑا ثواب ہے اور ولیمہ اسے کہتے ہیں کہ کوئی شخص (نکاح کے بعد جب اپنی بیوی کے پاس جائے تو (اس کے بعد) اسے چاہیے کہ وہ اپنے پڑوسیوں، رشتہ داروں اور دوستوں کی دعوت کرے ان (کی دعوت) کے لئے جانور ذبح کرے اور ان کے لئے کھانا تیار کرائے اور جب وہ دعوت تیار کرے تو ان لوگوں کو چاہیئے کہ وہ اسے قبول کریں اور اگر انہوں نے قبول نہ کیا تو وہ گنہگار قرار پائیں گے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے (جس کا مفہوم یہ ہے)، کہ جس نے دعوت قبول نہ کی اس نے خدا تعالےٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی پس اگر وہ روزہ دار ہو تو دعوت قبول کرلے اور دعا کہے اور اگر وہ روزہ دار نہ ہو تو دعوت قبول کرلے، کھائے اور دعا کہے اور (اس صورت میں) اگر اس نے نہ کھایا تو اس نے گناہ کیا اور بدسلوکی کی ۱	خزانۃ المفتین
۲۰	اس میں کوئی حرج نہیں کہ (مذکورہ دعوت کے لئے) اس دن یا دوسرے دن یا تیسرے دن دعوت کرے اور پھر شادی اور ولیمہ کی دعوت نہیں رہتی ۲	ظہیریہ
۲۱	مصیبت زدہ (مثلاً اہلِ میت) کے ہاں ضروری تیاری میں ان کی مشغولیت کی وجہ سے پہلے دن کھانا لے جانا اور ان کے ساتھ کھانا جائز ہے اور اس کے بعد مکروہ ہے ۳	تتارخانیہ
۲۲	اور (مذکورہ) مصیبت کے دنوں میں تین دن تک (اہلِ میت کی طرف سے) ضیافت تیار کرنا مباح نہیں ہوتا اور جب ضیافت بنادی تو اس سے کھالینے میں کوئی حرج نہیں ۴	خزانۃ المفتین
۲۳	اگر (مذکورہ صورت میں) وہ فقراء (یعنی غریبوں) کے لئے کھانا تیار کرائے تو بہتر ہے بشرطیکہ سبھی وارث بالغ ہوں اگر وارثوں میں سے کوئی وارث چھوٹا (یعنی نابالغ) ہو تو وہ کھانا ترکہ میں سے تیار نہ کرائیں ۵	تتارخانیہ
۲۴	جب کوئی شخص (دعوت کے) دسترخوان پر ہو اور وہ اس دسترخوان کے کھانے میں سے کچھ کھانا کسی اور کو دے تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر اسے یہ معلوم ہے کہ کھانے کا مالک ایسا کرنے پر راضی نہ ہوگا تو اسے ایسا کرنا حلال نہیں ہے اور اگر اسے یہ معلوم ہے کہ کھانے کا مالک ایسا کرنے پر راضی ہے تو پھر ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر اس پر (اس کی مذکورہ رضا و عدم رضا) مشتبہ ہو تو نہ دے اور نہ کسی سائل کو دے ۶	قاضیخان
۲۵	(الف) اگر کچھ لوگ (دعوت کے) دو دسترخوانوں پر تھے تو ان میں سے بعض، بعض کو (کھانا) نہ دے لیکن اگر انہیں (ایسا کرنے پر) صاحب خانہ کی رضا مندی کا یقین ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر وہ ایک دوسرے کو دے سکتے ہیں) (ب) کتاب المجید میں مذکور ہے کہ کسی دعوت میں کئی دسترخوان تھے تو ان میں سے ایک دسترخوان والے نے دوسرے دسترخوان والے کو یا اسی دسترخوان والے کو کھانا دیا تاکہ وہ کھائے تو یہ جائز ہوگا	ملتقط

۴ حکم نمبر $\frac{۲۱}{۱۰۹۲}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۵ حکم نمبر $\frac{۲۱}{۱۰۹۲}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۶ حکم نمبر $\frac{۲۴ تا ۲۸}{۱۰۹۳}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی الھدایا والضیافات — الھدایا والضیافات	حوالہ
۱۰۹۳	وانْ[1] ناول الضيف شيأً من الطعام الى من كان ضيفا معه على الخوان تكلموا فيه قال بعضهم لا يحل له ان يفعل ذلك ولا يحل لمن أخذ ان يأكل ذلك بل يضعه على المائدة ثم يأكل من المائدة واكثرهم جوّزوا ذلك لانه مأذون بذلك عادة	كذا فى فتاوى قاضيخان
۲۶	ولا يجوز لمن كان على المائدة ان يعطى انسانا دخل هناك لطلب انسان اولحاجة اخرى	كذا فى فتاوى قاضيخان
	والصحيح فى هذا انه ينظر الى العرف والعادة دون التردد[2]	كذا فى الينابيع
۲۷	وكذا لا يدفع الى ولد صاحب المائدة وعبده وكلبه وسنوره	كذا فى فتاوى قاضيخان
	الضيف اذا ناول من المائدة هرة لصاحب الدار اولغيره شيأً من الخبز اوقليلا من اللحم يجوز استحسانا لانه اذن عادة ولوكان عندهم كلب لصاحب الدار اولغيره لا يسعه ان يناوله شيأً من اللحم او الخبز الا باذن صاحب البيت لانه لا اذن فيه عادة ولو ناول الحطام او الخبز المحترق وسعه كذا فى الظهيرية	وهكذا فى الذخيرة والكبرىٰ
	رجل دعا قوما الى طعام وفرقهم على اخونة ليس لاهل هذا الخوان ان يتناول من طعام خوان آخر لان صاحب الطعام انما اباح لاهل كل خوان ان يأكل ما كان على خوانه لا غير وقال الفقيه ابو الليث رح القياس كذلك وفى الاستحسان اذا اعطى من كان فى ضيافة تلك جاز وان اعطى بعض الخدم الذى هناك جاز ايضا وكذا لوناول الضيف من المائدة شيأً من الخبز او قليلا من اللحم جاز استحسانا وان ناول الطعام الفاسد او الخبز المحترق فذلك جائز عندهم لانه مأذون بذلك	كذا فى فتاوى قاضيخان

؎۱ حکم نمبر ۲۴/۱۰۹۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۲ فتاوی عالمگیری عربی مطبوعہ مطبع امیریہ ومیمنیہ مصر میں "التردد" ہی لکھا ہے مگر واللہ اعلم غالباً کتابت کا سہو ہے اصل کلمہ "التردد" (یعنی شک وشبہ ہونا) کی بجائے "التودد" (یعنی باہمی دوستی

دفعات و شق نمبر	بارہواں باب، تحفوں اور ضیافتوں کے احکام — تحفوں اور ضیافتوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۳-	(ج) اگر کسی مہمان نے کھانے میں سے کچھ کھانا، اس مہمان کو دیا جو اس کے ساتھ اس دسترخوان پر ہے تو اس کے حکم کے متعلق مشائخ رحمہ نے کلام کیا ہے (۱) بعض کا قول یہ ہے کہ اسے ایسا کرنا حلال نہیں ہے اور جس نے لیا اسے اس کا کھانا حلال نہیں ہے بلکہ وہ اسے اس دسترخوان پر رکھے پھر وہ دسترخوان پر سے کھائے (۲) اور اکثر مشائخ رحمہ نے ایسا کرنے کو جائز قرار دیا ہے اس لئے کہ ایسا کرنے میں وہ عادۃً اجازت یافتہ قرار پاتا ہے [۲]	قاضیخان
۲۶	(د) جو شخص (دعوت کے) دسترخوان پر ہو تو اسے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ (کھانے میں سے) کسی ایسے آدمی کو دے جو وہاں کسی آدمی کو بلانے یا کسی اور کام کے لئے آیا ہے	قاضیخان
	(ب) اور (مذکورہ صورت میں) صحیح حکم یہ ہے کہ اس میں باہمی دوستی کی بجائے، عرف و عادت کو ملحوظ رکھے [۳]	ینابیع
۲۷	(د) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح (مذکورہ صورت میں) وہ دسترخوان کے مالک کے بچہ، اس کے غلام، اس کے کتے اور بلی کو (اس دسترخوان میں سے کھانا) نہ دے	قاضیخان
	(ب) (دعوت میں) مہمان نے جب دسترخوان میں سے کچھ روٹی یا تھوڑا سا گوشت اس بلی کو دیا جو صاحب خانہ کی یا اس کے علاوہ کی ہے تو ایسا کرنا از روئے استحسان جائز ہوگا اس لئے کہ عادۃً اس کی اجازت ہوتی ہے (ج) اور اگر ان کے پاس صاحب خانہ کا یا اس کے علاوہ کا کتا ہو تو صاحب خانہ کی اجازت کے بغیر اسے یہ گنجائش نہیں کہ اسے گوشت یا روٹی میں سے کچھ دے اس لئے کہ عادۃً اس کی اجازت نہیں ہوتی ہے اور اگر اس نے اسے ہڈی یا جلی ہوئی روٹی دی تو اسے (ایسا کرنے کی) گنجائش قرار پاتی ہے	ظہیریہ، ذخیرہ، کبریٰ
	(د) کسی شخص نے کچھ لوگوں کی دعوت کی اور انہیں مختلف دسترخوانوں پر الگ الگ بٹھایا تو ان میں سے ایک دسترخوان والوں کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ دوسرے دسترخوانوں کے کھانے سے لیں اس لئے کہ صاحبِ طعام نے ہر دسترخوان والوں کے لئے مباح کیا ہے کہ وہ اسے کھائیں جو ان کے اپنے دسترخوان پر ہے انہیں دوسرے کا دسترخوان مباح نہیں کیا ہے فقیہ ابو اللیث رحمہ کا قول ہے کہ از روئے قیاس حکم یوں ہی ہے اور از روئے استحسان حکم یہ ہے کہ جب کسی (مہمان) نے اس ضیافت کے مہمان کو (اس کھانے میں سے) کچھ دیا تو جائز قرار پاتا ہے اور اگر اس نے بعض خادموں کو جو وہاں (خدمت پر) تھے کچھ دیا تو بھی جائز قرار پاتا ہے۔ اور اسی طرح اگر مہمان نے دسترخوان پر سے تھوڑی سی روٹی یا تھوڑا سا گوشت (کسی کو) دے دیا تو از روئے استحسان جائز قرار پاتا ہے (۳) اور اگر اس مہمان نے خراب کھانا یا جلی ہوئی روٹی دے دی تو سب کے ہاں جائز ہے اس لئے اس میں وہ (عادۃً) اجازت یافتہ ہے [۴]	قاضیخان

ہونا) ہے چنانچہ ترجمہ میں یہی ملحوظ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب (مترجم) [۳] حکم نمبر ۲۴/۱۰۹۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
[۴] حکم نمبر ۲۴/۱۰۹۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو اور قیاس و استحسان کے متعلق حکم نمبر ۲ب/۴۹۷ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کے لئے ج ۱۰ کا ص ۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الثانی عشر فی الھدایا والضیافات — الھدایا والضیافات	حوالہ
۱۰۹۳-۲۸	رفع الزلة [1] حرام بلاخلاف الا اذا وجد الاذن والاطلاق من المضیف	کذا فی جواھر الاخلاطی
۲۹	رجل یأکل خبزا مع اھله فاجتمع کسرات الخبز ولا یشتھیھا اھله فله ان یطعم الدجاجة والشاة والبقر وھو افضل ولا ینبغی القاءھا فی النھر او فی الطریق الا اذا کان القاءھا لاجل النمل لیأکل النمل فحینئذ یجوز ھکذا فعله السلف	کذا فی الظھیریة
۳۰	ولا یجوز لاحد ان یطعم المجنون المیتة بخلاف الھرة واذا تنجس الخبز او الطعام لا یجوز ان یطعم الصغیر او المعتوہ او الحیوان الماکول اللحم وقال اصحابنا [2] لا یجوز الانتفاع بالمیتة علی ای وجه ولا یطعمھا الکلاب والجوارح	کذا فی القنیة
۳۱	یستحب للضیف ان یجلس حیث یجلس	کذا فی الظھیریة
۳۲	قال الفقیه ابو اللیث رحمه الله [3] یجب علی الضیف اربعة اشیاء اولھا ان یجلس حیث یجلس والثانی ان یرضی بما قدم الیه والثالث ان لا یقوم الا باذن رب البیت والرابع ان یدعوله اذا خرج	کذا فی الظھیریة
۳۳	ویستحب ان یقول المضیف احیانا کل من غیر الحاح	کذا فی الظھیریة
۳۴	ولا یکثر السکوت عند الاضیاف	کذا فی الظھیریة
۳۵	ولا یغیب عنھم	کذا فی الظھیریة
۳۶	ولا یغضب علی خادمه عند الاضیاف	کذا فی الظھیریة
۳۷	ولا یقتر علی اھله وعیاله لاجل الاضیاف	کذا فی الظھیریة
۳۸	الافضل ان ینفق علی نفسه ثم علی عیاله وما فضل یتصدق ولا یعطی الفاسق اکثر من قوته	کذا فی التاتارخانیة

[1] قوله رفع الزلة بالفتح ویضم اسم لما تحمل من مائدة صدیقک او قریبک لغة عراقیة او عامیة کما فی القاموس اه مصححہ عفی حاشیہ۔ فتاوی ہذا یعنی رفع الزلة زبر اور پیش سے آتا ہے یہ اسے کہتے ہیں کہ جو کھانا اپنے دوست یا رشتہ دار کے دسترخوان سے اٹھا لایا جائے یہ لغت عراقی ہے یا عام ہے۔ جیساکہ قاموس میں ہے (مترجم) [2] حکم نمبر ۲۴/۱۰۹۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر ۳۰/۱۰۹۳ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] حکم نمبر ۱۰، ۳۲، ۲۷/۱۰۹۲ مع حواشی

دفعات شق نمبر	بارہواں باب، تحفوں اور ضیافتوں کے احکام — تحفوں اور ضیافتوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۳-۲۸	(دعوت میں) دسترخوان پر سے کچھ اٹھا کر لے جانا بلا خلاف حرام ہے لیکن اگر میزبان کی طرف سے اجازت اور کھلی چھٹی حاصل ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر حرام نہیں ہے) ۲؎	جواہر الاخلاطی
۲۹	(و) کوئی شخص اپنے اہل وعیال کے ساتھ کھانا کھایا کرتا ہے پس روٹی کے کچھ ٹکڑے (نیچ کر) جمع ہو گئے اور اس کے اہل وعیال ان ٹکڑوں کی خواہش نہیں رکھتے تو وہ انہیں مرغی یا بکری یا گائے کو کھلا دے اور ایسا کرنا افضل ہے (ب) اور انہیں نہر یا راستہ میں نہ ڈالنا چاہیے لیکن جب انہیں چیونٹیوں کے لئے ڈال دے تاکہ وہ چیونٹیاں کھا لیں تو جائز قرار پائے گا سلفِ (صالحین) نے یونہی کیا ہے ۳؎	ظہیریہ
۳۰	(ا) کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ مجنون (یعنی پاگل)، آدمی کو مردار کھلا دے البتہ بلی کو مردار کھلانے کے متعلق یہ حکم نہیں ہے (ب) اور جب روٹی یا کھانے کی چیز ناپاک ہو جائے تو یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی نابالغ یا معتوہ (یعنی مدہوش) آدمی یا حلال جانور کو کھلا دے ۴؎ (ج) ہمارے اصحابؒ کا قول ہے کہ مردار سے کسی قسم کا فائدہ حاصل کرنا جائز نہیں ہے اور وہ نہ کتوں کو اور نہ شکاری جانوروں کو کھلائے ۵؎	قنیہ
۳۱	مہمان کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ وہاں بیٹھے جہاں اسے بٹھایا جائے ۶؎	ظہیریہ
۳۲	فقیہ ابو اللیث رح کا قول ہے کہ مہمان پر چار چیزیں واجب (یعنی ضروری) ہیں اول یہ کہ وہ وہاں بیٹھے جہاں اسے بٹھایا جائے۔ دوم یہ کہ جو کھانا اس کے سامنے پیش کیا جائے اس پر راضی رہے۔ سوم یہ کہ صاحب خانہ کی اجازت کے بغیر (واپسی کے لئے) نہ اُٹھے اور چہارم یہ کہ جب (واپسی کے لئے) نکلے تو میزبان کے لئے دعا کرے	ظہیریہ
۳۳	میزبان کے لئے مستحب ہے کہ وہ بغیر اصرار کئے (مہمان سے)، کبھی یوں کہے کہ (اور) کھاؤ	ظہیریہ
۳۴	نیز (میزبان کے لئے مستحب ہے کہ) وہ مہمانوں کے سامنے کثرت سے خاموشی اختیار نہ کرے ۷؎	ظہیریہ
۳۵	نیز (میزبان کے لئے مستحب ہے کہ) وہ مہمانوں کی نگاہوں سے غائب (ہی)، نہ ہو جائے	ظہیریہ
۳۶	نیز (میزبان کے لئے مستحب ہے کہ) وہ مہمانوں کے سامنے اپنے خادم پر غصہ نہ ہو ۸؎	ظہیریہ
۳۷	نیز (میزبان کے لئے مستحب ہے کہ) وہ مہمان کی ضیافت کی وجہ سے اپنے اہل وعیال کے خرچ میں تنگی نہ کرے	ظہیریہ
۳۸	افضل یہ ہے کہ (و) اپنے آپ پر خرچ کرے پھر اپنے اہل وعیال پر اور جو فاضل بچے وہ صدقہ کر دے (ب) اور فاسق شخص کو اس کی خوراک سے زیادہ نہ دے۔	تتارخانیہ

اور مدہوش کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲۶ ب/۱۰۹۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہو ۶؎ (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۷۴/۱۰۹۲، ۱ تا ۵/۱۱۷۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶؎ حکم نمبر ۲۸ تا ۳۱/۱۰۹۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۷؎ حکم نمبر ۳۹، ۴۰/۱۰۹۲ نیز حکم نمبر ۵۰/۲۶۸، ۱/۲۸۲، ۱/۲۸۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۸؎ حکم نمبر ۴۳/۱۰۹۳ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی الھدایا والضیافات — الھدایا والضیافات	حوالہ
۱۰۹۳-۳۹	یکرہ السکوت حالة الأکل لانہ تشبہ بالمجوس	کذا فی السراجیة
۴۰	ولا یسکت علی الطعام ولکن یتکلم بالمعروف وحکایات الصالحین[۱]	کذا فی الغرائب
۴۱	وینبغی ان یخدم المضیف بنفسہ اقتداء بابراھیم علی نبینا وعلیہ السلام	کذا فی خزانة المفتین
۴۲	واذا دعوت قوما الی طعامک فان کان القوم قلیلا فجلست معھم فلا بأس لان خدمتک ایاھم علی المائدة من المروة وان کان القوم کثیرا فلا تقوم معھم واخدمھم بنفسک	کذا فی التتارخانیة ناقلا عن البستان
۴۳	ولا تغضب علی الخادم عند الاضیاف ولا ینبغی ان تجلس معھم من یثقل علیھم	کذا فی التتارخانیة ناقلا عن البستان
۴۴	فاذا فرغوا من الطعام واستأذنوا ینبغی ان لا یمنعھم	کذا فی التتارخانیة ناقلا عن البستان
۴۵	واذا حضر القوم وأبطأ آخرون فالحاضر احق ان یقدم من المتخلف	کذا فی التتارخانیة ناقلا عن البستان
۴۶	وینبغی لصاحب الضیافة ان لا یقدم الطعام ما لم یقدم الماء لغسل الایدی	کذا فی التتارخانیة ناقلا عن البستان
۴۷	وکان القیاس ان یبدأ بمن ھو فی آخر المجلس ویؤخر صاحب الصدر ولکن الناس[۲] قد استحسنوا البدایة بصاحب الصدر فان فعل ذلک فلا بأس بہ	کذا فی التتارخانیة ناقلا عن البستان
۴۸	واذا ارادوا غسل ایدیھم بعد الطعام فقد کرھوا ان یفرغ الطست فی کل مرة وقال بعضھم لا بأس بہ لان الدسومة اذا سالت فی الطست فربما تنتضح علی ثیابہ فتفسد علیہ ثیابہ وکان فی الامد الاول غالب طعامھم الخبز والتمر او الطعام قلیل الدسومة واما الیوم فقد أکلوا الباجات والالوان ویصیب ایدیھم بذلک فلا بأس بصبہ فی کل مرة	کذا فی التتارخانیة ناقلا عن البستان

۱؎ حکم ۳۴/۱۰۹۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۳۶/۱۰۹۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۱۳/۱۰۹۲ ملاحظہ ہو اور قیاس واستحسان کے متعلق حکم نمبر ۲ب/۴۹۷ کے حاشیہ میں ترتیب الدلائل کی تفصیل کے نتائج میں (۷) کا "د، س" ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	بارھواں باب، تحفوں اور ضیافتوں کے احکام — تحفوں اور ضیافتوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۳-۳۹	کھانا کھاتے وقت خاموشی اختیار کر لینا مکروہ ہے اس لئے کہ ایسا کرنا مجوسیوں سے مشابہت ہے[1]	سراجیہ
۴۰	کھانا کھاتے وقت خاموشی اختیار نہ کرے لیکن کلام کرے جو نیکی اور نیک لوگوں کی حکایات پر ہو	غرائب
۴۱	میزبان کو چاہیے کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اقتدا میں (مہمان کی) خود خدمت کرے	خزانۃ المفتین
۴۲	جب تونے کسی گروہ کو کھانے کی دعوت دی تو اگر وہ لوگ تھوڑے تھے پس تو بھی اس کے ساتھ بیٹھ گیا تو اس میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ دستر خوان پر تیرا ان کی خدمت کرنا اخلاق کی عمدگی سے ہے اور اگر وہ لوگ زیادہ ہوں تو پھر تو ان کے ساتھ نہ بیٹھے اور خود ان کی خدمت کر	تتارخانیہ
۴۳	(ا) مہمانوں کے سامنے اپنے خادم پر غصہ مت ہو[2] (ب) اور تجھے مہمانوں کے ساتھ ایسے شخص کو نہ بٹھانا چاہیے جو ان پر گراں گذرے	تتارخانیہ
۴۴	جب مہمان لوگ کھانے سے فارغ ہو جائیں اور (جانے کے لئے) اجازت چاہیں تو انہیں روکنا نہ چاہیے	تتارخانیہ
۴۵	جب (مہمانوں کا) ایک گروہ آگیا اور (مہمانوں کے) دوسرے گروہ نے (حاضری میں) تاخیر کی تو جو لوگ حاضر ہیں وہ پیچھے رہنے والوں کی نسبت مقدم ہونے کا حق رکھتے ہیں	تتارخانیہ
۴۶	دعوت کرنے والے کو چاہیئے کہ جب تک وہ ہاتھوں کو دھونے کے لئے پانی نہ لائے، کھانا نہ پیش کرے	تتارخانیہ
۴۷	(ہاتھ دھلانے میں) ازروئے قیاس حکم تو یہ کہ اس (مہمان) شخص سے شروع کرے جو مجلس میں آخر ہے اور مہمان خصوصی کا ہاتھ بعد میں دھلائے لیکن لوگوں نے (ہاتھ دھلانے میں) مہمان خصوصی سے شروع کرنا مستحسن قرار دیا ہے پس اگر کسی نے ایسا کیا (یعنی مہمان خصوصی کے ہاتھ پہلے دھلائے) تو اس میں کوئی حرج نہیں[3]	تتارخانیہ
۴۸	جب کھانا کھانے کے بعد مہمانوں کے ہاتھ دھلانا چاہیں تو ہر بار طشت کو خالی کرلانے کو مشائخ رح نے مکروہ کہا ہے اور بعض مشائخ رح کا قول یہ ہے کہ ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ (ہاتھوں کی چکنائی جب بہہ کر طشت میں جاتی ہے تو (طشت خالی نہ ہونے سے) بسا اوقات چھینٹیں اُڑ کر کپڑوں پر پڑ جاتی ہیں اور اس کے کپڑوں کو خراب کر دیتی ہیں اور پہلے زمانہ میں کھانا زیادہ تر روٹی اور کھجور یا کم چکنائی والا کھانا ہوتا تھا مگر آج کل کئی طرح کے سالن اور رنگا رنگ کھانے کھاتے ہیں اور وہ ان کے ہاتھوں کو لگ جاتے ہیں پس طشت کا پانی ہر بار گرا دینے میں کوئی حرج نہیں	تتارخانیہ

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی الھدایا والضیافات — الھدایا والضیافات	حوالہ
۱۰۹۳-۴۹	قال الفقیہ[2] اذا تخلل الرجل فما خرج من بین اسنانہ فان ابتلعہ جاز وان القاہ جاز کذا فی التتارخانیۃ	ناقلا عن البستان
۵۰	ویکرہ الخلال بالریحان و بالآس و بخشب الرمان کذا فی التتارخانیۃ	ناقلا عن البستان
۵۱	ویستحب ان یکون الخلال من الخلاف الاسود کذا فی التتارخانیۃ	ناقلا عن البستان
۵۲	ولا ینبغی لہ ان یرمی بالخلال وبالطعام الذی خرج من بین اسنانہ عند الناس لان ذلک یفسد ثیابھم ولکنہ یمسکہ فاذا اتی بالطست لغسل الید القاہ فیہ ثم یغسل یدہ فان ذلک من المروۃ کذا فی التتارخانیۃ	ناقلا عن البستان
	واللہ اعلم	

[1] حکم نمبر ۴۹ تا ۵۲ / ۱۰۹۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [2] الخلاف - یعنی بید کا درخت - ماخوذ از المنجد ط ۳۲۶ (مترجم)

دفعات شق نمبر	بارہواں باب، تحفوں اور ضیافتوں کے احکام — تحفوں اور ضیافتوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۳-۴۹	الفقیہؒ کا قول ہے کہ جب کسی شخص نے (دانتوں میں) خلال کیا تو جو کچھ اس کے دانتوں سے نکلا اگر اس نے اسے نگل لیا تو جائز ہے اور اگر اسے پھینک دیا تو (یہ بھی) جائز ہے ؎۱	تتارخانیہ
۵۰	(دانتوں کا) خلال ریحان، آس اور انار کی لکڑی سے کرنا مکروہ ہے	تتارخانیہ
۵۱	یہ مستحب ہے کہ (دانتوں کا) خلال الخلاف ؎۲ (یعنی سیاہ بید کی لکڑی) سے ہو	تتارخانیہ
۵۲	خلال کو اور وہ خوراک جو دانتوں میں سے نکلے اسے لوگوں کے ہاں، نہیں ڈالنا چاہیے اس لئے کہ وہ ان کے کپڑے خراب کردے گا بلکہ اسے روک رکھے پس جب ہاتھ دھونے کے لئے طشت لایا جائے تو اس میں ڈال دے پھر اپنے ہاتھ دھوئے اس لئے کہ یوں کرنا اخلاق کی عمدگی سے ہے واللہ اعلم	تتارخانیہ

دفعات/شق نمبر	الباب الرابع عشر فی اھل الذمۃ والاحکام التی تعود الیھم اھل الذمۃ والاحکام التی تعود الیھم	حوالہ
	بسم اللہ الرحمن الرحیم	
	الباب الرابع عشر فی اھل الذمّۃ والاحکام التی تعود الیھم	
	دفعات ۱۰۹۵ تا ۱۰۹۵، عنوان ۱، تعداد شق ۴۳	
۱۰۹۵ -	**اھل الذمۃ والاحکام التی تعود الیھم** تعداد شق ۴۳	
۱	لا بأس بدخول اھل الذمۃ المسجد الحرام وسائر المساجد وھو الصحیح	کذا فی محیط السرخسی
۲	فی الیتیمۃ یکرہ للمسلم الدخول فی البیعۃ والکنیسۃ وانما یکرہ من حیث انہ مجمع الشیاطین لا من حیث انہ لیس لہ حق الدخول	کذا فی التتارخانیۃ
۳	قوم من اھل الذمۃ اشتروا من المسلمین دارا فی المصر لیتخذوھا مقبرۃ قال لما ملکوھا یفعلون فیھا ما شاؤا وان اضر ببیوت الجیران بخلاف ما لو اتخذوا بیعۃ او کنیسۃ او بیت نار فی المصر لم یملکوا ذلک	کذا فی خزانۃ الفتاوی
۴	لا بأس ببیع الزنار من النصرانی والقلنسوۃ من المجوسی	کذا فی السراجیۃ

۱؎ حکم نمبر $\frac{۱}{۱۰۸۶}$ کے باب کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ ۲؎ ذمی کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر $\frac{۷}{۱۸۱}$ کا پہلا حاشیہ اور المسجد الحرام کے متعلق حکم نمبر $\frac{۴}{۳۰۳}$ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ اور المسجد الحرام میں مشرکین کے داخلہ کے متعلق قرآن مجید کی سورہ توبہ میں ارشاد ہے کہ "یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِھِمْ ھٰذَا" (آیت ۲۸ سورۃ توبہ) یعنی اے ایمان والو مشرک جو ہیں سو پلید ہیں سو نزدیک نہ آویں المسجد الحرام کے اس برس کے بعد"، تو اس آیت میں نَجَسٌ میں نجاست سے مراد، نجاستِ اجسام نہیں بلکہ نجاستِ عقائد اور خبث باطن ہے (روح المعانی)، اور اس حکم میں" اس برس کے بعد" کی قید سے فقہاء احناف رح نے استنباط کیا ہے کہ نجاستِ اعتقادی فی نفسہ مانع داخلِ مساجد نہیں "وفی ذلک دلالۃ علی ان النجاسۃ الکفر لا یمنع الکافر من دخول المسجد (جصاص) نیز مذکورہ ممانعت کا تعلق مطلق داخلہ حرم و المسجد الحرام

دفعات و شق نمبر	چودھواں باب : ذمی لوگ اور ان سے متعلقہ احکام — ذمی لوگ اور ان سے متعلقہ احکام کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چودھواں باب : ذمی لوگ اور ان سے متعلقہ احکام [1]

دفعات ۱۰۹۵ تا ۱۰۹۵ ، عنوان ۱ تعداد شق ۴۳

۱۰۹۵- ذمی لوگ اور ان سے متعلقہ احکام اور اس میں ۴۳ شقیں ہیں

شق	متن	حوالہ
۱	ذمی لوگ المسجد الحرام میں اور (دوسری) سبھی مساجد میں داخل ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں اور یہی حکم صحیح ہے [2]	محیط سرخسی
۲	الیتیمہ میں لکھا ہے کہ مسلمان کے لیے گرجا اور کلیسا میں داخل ہونا مکروہ ہے اور یہ کراہت اس لئے ہے کہ وہاں مجمع الشیاطین ہوتا ہے (مذکورہ کراہت) اس لئے نہیں ہے کہ کسی مسلمان کو وہاں داخل ہونے کا حق نہیں ہے [3]	تتارخانیہ
۳	(ا) ذمیوں کی ایک جماعت نے شہر کے اندر مسلمانوں سے ایک مکان خریدا تھا تاکہ وہ اسے قبرستان بنائیں تو (اس کے حکم کے متعلق) آپ نے فرمایا کہ جب وہ اس کے مالک ہوگئے تو وہ وہاں جو (بنانا) چاہیں، کرسکتے ہیں اگرچہ وہ (قبرستان) پڑوسیوں کے گھروں کے لئے باعث ضرر ہو [4] (ب) بخلاف اس صورت کہ اگر انہوں نے شہر میں (اس مکان کو) گرجا یا کلیسا یا آتشکدہ بنانا چاہا تو انہیں اس کا اختیار نہیں ہے	خزانۃ فتاوی
۴	نصرانی کے ہاتھ زنار اور مجوسی کے ہاتھ (ان کی مخصوص) ٹوپی کی بیع کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے [5]	سراجیہ

سے نہیں بلکہ حدود حرم کے اندر بغرض حج وعمرہ داخل نہ ہوں ای فلا یحجوا ولا یعتمروا کما کانوا یفعلون فی الجاھلیۃ (مدارک) البتہ اگر ان کا داخلہ، حاکم مجاز کے ہاں خلاف مصلحت ہو تو وہ مطلق داخلہ کی ممانعت بھی کرسکے گا۔ حکم نمبر $\frac{۴}{۳۰۳}$ کے دوسرے حاشیہ کا "د" ملاحظہ ہو (مترجم)
[3] حکم نمبر $\frac{۱۱۲}{۱۰۹۲}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] اس صورت میں حکم یوں ہے اور فتاوی عالمگیری میں بحوالہ الحاوی للفتاوی لکھا ہے کہ ہر وہ شئی جس کے کرنے سے پڑوسیوں کو شدید اذیت ہوتی ہو تو وہ پڑوسی ایسا کرنے والے کو اس سے منع کرسکتے ہیں۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی عالمگیری ج ۶ ص ۳۷۱ کتاب الکراھیۃ باب ۲۹ (مترجم) [5] حکم نمبر $\frac{۱۰۷۹}{۵۰۲}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الرابع عشر فی اهل الذمة والاحکام التی تعود الیهم اهل الذمة والاحکام التی تعود الیهم	حوالہ
۵-۱۰۹۵	سئل ابو بکرؒ هل یؤخذ عهد من اهل الذمة بالکستیجات قال مرة لا یؤخذون به ومرة قال انهم یؤخذون به اذا کانوا کثیرا لیعرفوا	کذا فی الحاوی للفتاوی
۶	یکره للمشهور المقتدی به الاختلاط الی رجل من اهل الباطل والشر الا بقدر الضرورة لانه یعظم امره بین ایدی الناس	کذا فی الملتقط
۷	ولو کان رجلا لا یعرف یداریه لیدفع الظلم عن نفسه من غیر اثم فلا بأس به	کذا فی الملتقط
۸	وقال القدوریؒ فی نصرانیة تحت مسلم لا تنصب فی بیته صلیبا وتصلی فی بیته حیث شاءت	کذا فی المحیط
۹	وفی کتاب الخراج لابی یوسفؒ للرجل ان یأمر جاریته الکتابیة بالغسل من الجنابة ویجبرها علی ذلک قالوا یجب ان تکون المرأة الکتابیة علی هذا القیاس	کذا فی التتارخانیة ناقلا عن الیتیمة
۱۰	وعن محمدؒ ولا ادع مشرکا یضرب البربط قال محمدؒ کل شیٔ امنع منه المسلم فانی امنع منه المشرک الا الخمر والخنزیر	کذا فی الملتقط
۱۱	قال محمدؒ ویکره الأکل والشرب فی اوانی المشرکین قبل الغسل ومع هذا لو أکل او شرب فیها قبل الغسل جاز ولا یکون آکلا ولا شاربا حراما وهذا اذا لم یعلم بنجاسة الاوانی فاما اذا علم فانه لا یجوز ان یشرب ویأکل منها قبل الغسل ولو شرب او أکل کان شاربا وآکلا حراما	کذا فی المحیط
۱۲	وهو نظیر سؤر الدجاجة اذا علم انه کان علی منقارها نجاسة فانه لا یجوز التوضئ به	کذا فی المحیط

ـــه¹ کستیجہ زنّار کی طرح ڈوری کا بنا ہوا انکا خصوصی شعار (مترجم)، ـــه² حکم نمبر ۷، ۱۲، ۳۰، ۳۱ / ۱۰۹۵ نیز حکم نمبر ۹ تا ۱۸ / ۵۰۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، ـــه³ حکم نمبر ۶، ۱۲، ۳۰، ۳۱، ۴۱، ۲۲ب / ۱۰۹۵، ۹ تا ۱۸ / ۵۰۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، ـــه⁴ حکم نمبر ۹ / ۵۰۲ کے حاشیہ میں شرح الفقہ الاکبر سے ماخوذ حاشیہ ملاحظہ ہو نیز حکم نمبر ۹ / ۱۰۹۵ ملاحظہ ہو (مترجم)، ـــه⁵ حکم نمبر ۸ / ۱۰۹۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ـــه⁶ حکم نمبر ۳ / ۴۹۷ مع حواشی، ۱۷ / ۱۰۹۳ اور ۱۳ / ۱۰۹۶ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	چودہواں باب ، ذمی لوگ اور ان سے متعلقہ احکام — ذمی لوگ اور ان سے متعلقہ احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۵ - ۵	شیخ ابو بکرؒ سے دریافت کیا گیا کہ کیا ذمیوں سے یہ عہد لیا جائے گا کہ وہ کستیجہ باندھا کریں تو آپ نے ایک دفعہ یہ جواب دیا کہ ان سے یہ عہد نہ لیا جائے گا۔ اور آپ نے ایک دفعہ یہ جواب دیا کہ اگر وہ بہت ہوں تو ان سے (مذکورہ) عہد لیا جائے گا تاکہ وہ پہچانے جائیں [۱]	حاوی
۶	جو شخص مشہور پیشوا ہو اسے اہلِ باطل اور اہلِ شر کے ساتھ (یعنی بے دینوں اور غنڈوں کے ساتھ) قدرِ ضرورت کے علاوہ میل جول مکروہ ہے اس لئے کہ ایسا کرنے سے اس کا (یعنی اس بے دین و غنڈہ کا) کام لوگوں کے سامنے باعظمت ہو جائے گا [۲]	ملتقط
۷	اگر کوئی شخص غیر معروف ہو اور وہ اس (مذکورہ یعنی بے دین و غنڈہ) کے ساتھ مدارات رکھے (یعنی اس کے ساتھ رویہ میں نرمی رکھے) تاکہ اپنے آپ کو اسکے ظلم سے بچائے رکھے اور ایسا بغیر گناہ کے کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے [۳]	ملتقط
۸	امام قدوری رحؒ نے کسی مسلمان کی نصرانیہ بیوی کے متعلق کہا ہے کہ وہ اس مسلمان کے گھر میں صلیب نصب نہ کرے البتہ اس کے گھر میں جہاں چاہے (اپنی) نماز پڑھ سکتی ہے [۴]	محیط
۹	(ا) امام ابو یوسف رحؒ نے کتاب الخراج میں لکھا ہے کہ (مسلمان) مرد کو اختیار ہے کہ وہ اپنی کتابیہ باندی کو غسل جنابت کا حکم دے اور اس کے متعلق اس پر جبر کرے (ب) مشائخ رحؒ کا قول ہے کہ واجب ہوگا کہ کتابیہ عورت کے لئے (بھی) اسی قیاس پر حکم ہو [۵]	تتارخانیہ
۱۰	(ا) امام محمدؒ سے مروی ہے کہ (آپ نے فرمایا کہ) میں کسی مشرک کو نہ چھوڑوں گا کہ وہ بربط بجایا کرے [۶] (ب) امام محمد رحؒ کا قول ہے کہ ہر وہ شئ جس سے میں کسی مسلمان کو منع کروں گا تو ان سب امور سے ہیں (ذمی) مشرک کو (بھی) منع کروں گا لیکن شراب اور خنزیر کے متعلق یہ حکم نہیں ہے	ملتقط
۱۱	(ا) امام محمد رحؒ کا قول ہے کہ مشرکوں کے برتنوں کو دھولینے سے پہلے ان میں کھانا اور پینا مکروہ ہے اور اس کے باوجود اگر کسی (مسلمان) نے مشرکوں کے برتنوں کو دھولینے سے پہلے ان میں کھایا یا پیا تو جائز پائے گا اور (اس صورت میں) وہ حرام کھانے والا یا حرام پینے والا نہ قرار پائے گا اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اس مسلمان کو ان مشرکوں کے برتنوں کی نجاست کا علم نہ ہو (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اسے اس کا علم ہو تو اس کے لئے ان برتنوں کو دھولینے سے پہلے ان میں پینا اور کھانا جائز نہ ہوگا اور اگر اس نے (ان برتنوں میں) پیا یا کھایا تو (اس صورت میں) وہ حرام پینے والا اور حرام کھانے والا قرار پائے گا [۷]	محیط
۱۲	اور یہ (مذکورہ) صورت مرغی کے جھوٹے کی نظیر ہے کہ جب اسے یہ علم ہو کہ اس کی چونچ پر نجاست تھی تو اس کے جوٹھے پانی سے وضو جائز نہ ہوگا [۸]	محیط

[۷] حکم نمبر ۱۱ تا ۲۴ / ۱۰۹۵ ، ۹ تا ۱۸ / ۵۰۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ، [۸] حکم نمبر ۱۱ / ۱۰۹۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الرابع عشر فی اهل الذمة والاحکام التی تعود الیهم	اهل الذمة والاحکام التی تعود الیهم	حــوالــه
۱۰۹۵-۱۳	والصلوة فی سراویلهم تطهیر الأکل والشرب من اوانیهم ان علم ان سراویلهم نجسة لا تجوز الصلوة فیها وان لم یعلم تکره الصلوة فیها ولو صلی یجوز		کذا فی المحیط
۱۴	ولا بأس بطعام الیهود والنصاری کله من الذبائح وغیرها ویستوی الجواب بین ان یکون الیهود والنصاری من اهل الحرب او من غیر اهل الحرب وکذا یستوی ان یکون الیهود والنصاری من بنی اسرائیل او من غیرهم کنصاری العرب		کذا فی المحیط
۱۵	ولا بأس بطعام المجوس کله الا الذبیحة فان ذبیحتهم حرام		کذا فی المحیط
۱۶	ولم یذکر محمد رح الأکل مع المجوسی ومع غیره من اهل الشرک انه هل یحل ام لا وحکی عن الحاکم الامام عبد الرحمن الکاتب رح انه ان ابتلی به المسلم مرة او مرتین فلا بأس به واما الدوام علیه فیکره		کذا فی المحیط
۱۷	وذکر القاضی الامام رکن الاسلام علی السغدی رح ان المجوس اذا کان لا یزمزم فلا بأس بالأکل معه وان کان یزمزم فلا یأکل معه لانه یظهر الکفر والشرک ولا یأکل معه حال ما یظهر الکفر والشرک		کذا فی الملتقط
۱۸	ولا بأس بضیافة الذمی وان لم یکن بینهما الا معرفة		کذا فی الملتقط
۱۹	وفی التفاریق لا بأس بان یضیف کافرا لقرابة او لحاجة		کذا فی التمرتاشی
۲۰	ولا بأس بالذهاب الی ضیافة اهل الذمة هکذا ذکر محمد رح وفی اضحیة النوازل المجوس او النصرانی اذا دعا رجلا الی طعامه تکره الاجابة وان قال اشتریت اللحم من السوق فان کان الداعی نصرانیا فلا بأس به وما ذکر فی النوازل فی حق النصرانی یخالف روایة محمد رح علی ما تقدم ذکرها		کذا فی الذخیرة

ـــه حکم نمبر $\frac{۲۰،۱۵}{۱۰۹۵}$ نیز $\frac{۱۱}{۱۰۹۵}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ـــه حکم نمبر $\frac{۱۷}{۱۰۹۵}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	چودھواں باب؛ ذمی لوگ اور ان سے متعلقہ احکام — ذمی لوگ اور ان سے متعلقہ احکام کا بیان	حوالہ
۱۳-۱۰۹۵	ان کی (یعنی مشرکوں کی) سراویل میں نماز پڑھنے کی صورت، ان کے برتنوں میں کھانے پینے کی صورت کی نظیر ہے اگر اس شخص کو علم ہو کہ ان کی سراویل ناپاک ہیں تو ان میں نماز جائز نہ ہوگی اور اگر اسے ان سراویل کے ناپاک ہونے کا، علم نہیں تو ان میں نماز مکروہ ہوگی البتہ اگر (اس صورت میں ان میں) نماز پڑھ لی تو جائز قرار پائے گی	محیط
۱۴	یہود و نصاریٰ کا کھانا ذبیحہ ہو یا اس کے علاوہ ہو اس (کے کھالینے) میں کوئی حرج نہیں ہے اور وہ یہود و نصاریٰ اہل حرب ہوں یا غیر اہل حرب ہوں جواب برابر ہے اور اسی طرح وہ یہود و نصاریٰ بنو اسرائیل سے ہوں یا غیر بنو اسرائیل ہوں (مثلاً عرب کے نصاریٰ ہوں) حکم برابر ہے ؎۱	محیط
۱۵	مجوسی (یعنی آتش پرست) کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن ذبیحہ کے متعلق یہ حکم نہیں ہے اس لئے کہ انکا ذبیحہ حرام ہے	محیط
۱۶	امام محمد رحمہ نے یہ ذکر نہیں کیا کہ مجوسی کے ساتھ اور اس کے علاوہ اہل شرک میں سے کسی کے ساتھ کھانا کھانا کیا حلال ہوگا یا نہ؟ الحاکم الامام عبدالرحمٰن الکاتب رحمہ سے منقول ہے کہ اگر کوئی مسلمان اس میں (یعنی مجوسی یا مشرک کے ساتھ کھانا کھانے میں)، ایک یا دو بار مبتلا ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے مگر اس پر مداومت کرے تو مکروہ ہوگا ؎۲	محیط
۱۷	القاضی الامام رکن الاسلام علی السغدی رحمہ نے ذکر کیا ہے کہ مجوسی شخص جب کھانے کے دوران زمزمہ ؎۳ نہ کرتا ہو تو اس کے ساتھ کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر وہ (مجوسی کھانے کے دوران) زمزمہ کرتا ہو تو (مسلمان شخص) اس کے ساتھ نہ کھائے اس لئے کہ وہ (ایسا کرنے میں) کفر و شرک ظاہر کرتا ہے اور کفر و شرک ظاہر کرنے کے دوران اس کے ساتھ نہ کھائے۔	ملتقط
۱۸	ذمی شخص کی ضیافت میں کوئی حرج نہیں ہے اگرچہ ان دونوں میں (یعنی اس ذمی اور اس مسلمان کے درمیان) صرف شناسائی ہی ہو	ملتقط
۱۹	التفاریق میں ہے کہ (اگر کوئی مسلمان شخص) رشتہ داری کی وجہ سے یا کسی حاجت کی وجہ سے کسی کافر کی ضیافت کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں	تمرتاشی
۲۰	(ا) ذمیوں کی ضیافت کو جانے میں کوئی حرج نہیں ہے امام محمد رحمہ نے یونہی ذکر کیا ہے (ب) اضحیۃ النوازل میں ہے کہ جب کسی مجوسی یا نصرانی نے کسی مسلمان کو اپنے ہاں کھانے کی دعوت دی تو اسے قبول کرنا مکروہ ہے (ب) اور اگر وہ یوں کہے کہ میں نے (دعوت کا) گوشت بازار سے خریدا ہے تو اگر دعوت کرنے والا نصرانی ہو تو اس (کے قبول کرلینے) میں کوئی حرج نہیں ہے (ج) اور النوازل میں نصرانی (کی دعوت) کے متعلق جو حکم مذکور ہے وہ امام محمد رحمہ کی اس روایت (میں مذکورہ حکم) کے خلاف ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے ؎۴	ذخیرہ

؎۳ زمزم یعنی گنگناہٹ ۔ ماخوذ از المنجد صفحہ ۵۱۹ ۔ حکم نمبر ۱۶/۱۰۹۵ ملاحظہ ہو (مترجم)، ؎۴ حکم نمبر ۱۴/۱۰۹۵ نیز ۱۱/۱۰۹۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات/شق نمبر	الباب الرابع عشر فی اهل الذمة والاحکام التی تعود الیهم اهل الذمة والاحکام التی تعود الیهم	حوالہ
۱۰۹۵-۲۱	ولا بأس بان يصل الرجل المسلم والمشرك قريبا كان او بعيدا محاربا كان او ذميا واراد بالمحارب المستأمن واما اذا كان غير المستأمن فلا ينبغي للمسلم ان يصله بشئ	كذا في المحيط
	وذكر القاضي الامام ركن الاسلام علي السغدي رح اذا كان حربيا في دار الحرب وكان الحال حال صلح ومسالمة فلا بأس بان يصله	كذا في التتارخانية
۲۲	هذا هو الكلام في صلة المسلم المشرك وجئنا الى صلة المشرك المسلم فقد روى محمد رح في السير الكبير اخبارا متعارضا في بعضها ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل هدايا المشرك وفي بعضها انه صلى الله عليه وسلم لم يقبل فلا بد من التوفيق واختلفت عبارة المشائخ رح في وجه التوفيق فعبارة الفقيه ابي جعفر الهندواني رح ان ماروى انه لم يقبلها محمول على انه انما لم يقبلها من شخص غلب على ظن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه وقع عند ذلك الشخص ان رسول الله صلى الله عليه وسلم انما يقاتلهم طمعا في المال لا لاعلاء كلمة الله ولا يجوز قبول الهدية من مثل هذا الشخص في زماننا وماروى انه قبلها محمول على انه قبل من شخص غلب على ظن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه وقع عند ذلك الشخص ان رسول الله صلى الله عليه وسلم انما يقاتلهم لاعزاز الله[ـه] ولاعلاء كلمة الله العليا لا لطلب المال وقبول الهدية من مثل هذا الشخص جائز في زماننا ايضا ومن المشائخ رح من وفق من وجه آخر فقال لم يقبل من شخص	

ـه حکم نمبر ۲۲/۱۰۹۵ اور ۱۱/۱۰۹۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	چودہواں باب، ذمی لوگ اور ان سے متعلقہ احکام — ذمی لوگ اور ان سے متعلقہ احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۵-۲۱	اس میں کوئی حرج نہیں کہ کوئی (مسلمان) شخص کسی مسلمان سے یا مشرک سے صلہ رحمی کرے (یعنی اس سے حسنِ سلوک کرے یا اسے کچھ دے) خواہ وہ قریب کا (رشتہ دار) ہو یا دور کا ہو۔ محارب ہو یا ذمی ہو اور اس صورت میں محارب سے مراد مستأمن (یعنی امن حاصل کرکے آنے والا) ہے اور اگر وہ محارب غیر مستأمن ہو تو کسی مسلمان کے لئے نہیں چاہیے کہ وہ اس کے ساتھ کسی شئے سے صلہ رحمی کرے	محیط
	(ب) القاضی الامام رکن الاسلام علی السغدیؒ نے ذکر کیا ہے کہ جب کوئی (رشتہ دار) دارالحرب میں ہے اور زمانہ (باہم) حالتِ صلح و مصالحت کا ہو تو اس سے صلہ رحمی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے ۔ا۵	تتارخانیہ
۲۲	(ا) یہ (مذکورہ $\frac{۲۱}{۱۰۹۵}$) کلام اس صورت میں ہے کہ مسلمان شخص، مشرک سے صلہ رحمی کرے اور مشرک شخص مسلمان (رشتہ دار) سے صلہ رحمی کرے تو اس کے متعلق ہم بیان کرتے ہیں کہ امام محمدؒ نے اس پر السیر الکبیر میں متعارض اخبار (یعنی احادیث) روایت کی ہیں ان میں سے بعض میں یہ وارد ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کا ہدیہ قبول فرمایا ہے اور بعض میں یہ وارد ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قبول نہیں فرمایا پس احادیث میں موافقت کرنا ضروری ہے اور موافقت کی توجیہ کے متعلق مشائخ کی عبارت میں اختلاف ہے فقیہ ابو جعفر الہندوانیؒ نے موافقت کی توجیہ یوں کی ہے کہ جن روایات میں یہ مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قبول نہیں کیا وہ اس پر محمول ہیں کہ آپ نے ایسے (مشرک) شخص کا ہدیہ قبول نہیں کیا جس کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ظن غالب یہ تھا کہ اس مشرک شخص کو یہ گمان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مال کی طمع میں لڑائی کرتے ہیں اللہ تعالےٰ کا کلمہ بلند کرنے کے لئے نہیں لڑتے اور ایسے مشرک، شخص سے ہمارے زمانہ میں بھی ہدیہ قبول کرنا جائز نہیں ہے اور جن روایات میں یہ مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قبول کیا ہے وہ اس پر محمول ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسے (مشرک) شخص کا ہدیہ قبول فرمایا ہے جس کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ظن غالب یہ تھا کہ اس (مشرک) شخص کو یہ گمان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے دین کے اعزاز اور اللہ تعالےٰ کے کلمہ علیا کی سربلندی کے لئے لڑائی کرتے ہیں مال کے لئے نہیں لڑتے اور ایسے (مشرک) شخص سے ہمارے زمانہ میں بھی ہدیہ قبول کرنا جائز ہے (ب) اور بعض مشائخ نے (ان مذکورہ روایات میں) موافقت کی توجیہ ایک اور طریق سے کی ہے ان کا قول یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس (مشرک) شخص کا ہدیہ قبول نہیں فرمایا	

دفعات شق نمبر	الباب الرابع عشر فی اهل الذمة والاحکام التی تعود الیهم — اهل الذمة والاحکام التی تعود الیهم	حوالہ
١٠٩٥-	علم انه لو قبل منه یقل صلابته و عزته فی حقه و یلین له بسبب قبول الهدیة وقبل من شخص علم انه لا یقل صلابته و عزته فی حقه و لا یلین بسبب قبول الهدیة	کذا فی المحیط
٢٣	لا بأس بان یکون بین المسلم والذمی معاملة اذا کان مما لا بد منه	کذا فی السراجیة
٢٤	اذا کان لرجل او لامرأة والدان کافران علیه نفقتهما و برهما و خدمتهما و زیارتهما فان خاف ان یجلباه الی الکفر ان زارهما جاز له ان لا یزورهما	کذا فی الخلاصة
٢٥	ولا یدعو للذمی بالمغفرة ولو دعا له بالهدی جاز لانه علیه السلام قال اللهم "اهد قومی فانهم لا یعلمون"	کذا فی التبیین
٢٦	لو قال لیهودی او مجوسی یا کافر یأثم ان شق علیه	کذا فی القنیة
٢٧	اذا قال للذمی اطال الله بقاءک ان کان نیته ان الله تعالی یطیل بقاءک لیسلم او یؤدی الجزیة عن ذل وصغار فلا بأس به وان لم ینو شیأ یکره	کذا فی المحیط
	ولو دعا للذمی بطول العمر قیل لا یجوز لان فیه التمادی علی الکفر وقیل یجوز لان فی طول عمره نفعا للمسلمین باداء الجزیة فیکون دعاء لهم	کذا فی التبیین

١ے حکم نمبر ٢١/١٠٩٥ اور ١١/١٠٩٥ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ٢ے حکم نمبر ١ ٥/١٠٩٦، ١١/١٠٩٥ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ٣ے حکم نمبر ٢٥ تا ٢٩/١٠٩٥ ملاحظہ ہوں (مترجم) ٤ے حکم نمبر ٢٢/٤٦٧ کا پانچواں حاشیہ

دفعات/شق نمبر	چودھواں باب: ذمی لوگ اور ان سے متعلقہ احکام　　ذمی لوگ اور ان سے متعلقہ احکام کا بیان	حوالہ
-۱۰۹۵	جس کے متعلق آپ کو معلوم ہوا کہ اگر اس کا ہدیہ قبول کر لیا تو اس کے حق میں آپ کی سختی اور اس کے ہاں آپ کی عزّت کم ہو جائے گی اور اس کا ہدیہ قبول کر لینے کے سبب سے اس کے لئے نرمی کرنی ہوگی اور آپ نے اس (مشرک) شخص کا ہدیہ قبول فرمالیا جس کے متعلق آپ کو معلوم ہوا کہ (اگر اس کا ہدیہ قبول کر لیا تو) اس کے حق میں آپ کی سختی اور اس کے ہاں آپ کی عزت کم نہ ہوگی اور اس کا ہدیہ قبول کر لینے کے سبب (اس کے لئے) نرمی نہ کرنی ہوگی [۱]	محیط
۲۳	اس میں کوئی حرج نہیں کہ مسلمان شخص اور ذمی شخص کے مابین معاملہ (کاروبار، خرید و فروخت) ہو جبکہ اس کے بغیر چارہ نہ ہو	سراجیہ
۲۴	جب کسی مرد یا عورت کے ماں باپ کافر ہوں تو اس پر ان دونوں کو نفقہ دینا، ان کے ساتھ احسان کرنا، ان دونوں کی خدمت کرنا اور ان کی زیارت کرنا لازم ہے اور اگر اسے یہ خدشہ ہو کہ اگر ان کی زیارت کی تو وہ اسے کفر کی طرف کھینچ لیں گے تو جائز ہے کہ ان کی زیارت نہ کرے [۲]	خلاصہ
۲۵	ذمی کے لئے مغفرت کی دعا نہ کرے اور اگر کسی شخص نے اس کے لئے (یعنی ذمی کے لئے) ہدایت کی دعا کی تو جائز ہے اس لئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے (غیر مسلموں کے لئے) یوں دعا فرمائی ہے کہ "اللهم اهد قومی فانهم لا يعلمون" (یعنی اے اللہ تعالٰے میری قوم کو ہدایت دے اس لئے کہ وہ نہیں جانتے ہیں) [۳]	تبیین
۲۶	اگر کسی شخص نے کسی یہودی یا مجوسی کو یوں کہا کہ "اے کافر"، تو (اسے) یوں کہنے سے گنہگار قرار پائے گا اگر یوں کہنا اس (یہودی یا مجوسی) پر گراں گذرے [۴]	قنیہ
۲۷	(و) اگر کسی شخص نے کسی ذمی سے یوں کہا کہ "اطال الله بقاءک" (یعنی اللہ تجھے دیر تک دنیا میں رکھے) تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر (یوں کہنے میں) اس کی نیت یہ تھی کہ اللہ تعالےٰ اسے دیر تک دنیا میں رکھے تاکہ وہ اسلام لائے یا (یہ نیت کی کہ) وہ ذلت اور خواری کیساتھ جزیہ ادا کرتا رہے تو یوں کہنے میں کوئی حرج نہیں (ب) اور اگر اس نے کچھ نیت نہ کی تو (یوں کہنا) مکروہ ہوگا	محیط
	(ج) اگر کسی شخص نے ذمی کے لئے لمبی عمر کی دعا کی تو (اس کے حکم کے متعلق) بعض (مشائخ رح) کا قول یہ ہے کہ یہ جائز نہ ہوگا اس لئے کہ اس میں تمادی علی الکفر (یعنی کفر پر دیر تک رہنے کے لئے دعا) ہے اور بعض (مشائخ رح) کا قول یہ ہے کہ یہ جائز ہوگا اس لئے کہ اس کی عمر کی طوالت میں جزیہ کی ادائیگی سے مسلمانوں کا نفع ہے تو یہ دعا مسلمانوں کے حق میں قرار پاتی ہے [۵]	تبیین

[۱] نیز حکم نمبر ۲۸/۵۰۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۵] حکم نمبر ۲۵/۱۰۹۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الرابع عشر فی اهل الذمة والاحکام التی تعود الیهم — اهل الذمة والاحکام التی تعود الیهم	حوالہ
۱۰۹۵-۲۸	وعلى هذا الاختلاف الدعاء له بالعافية	كذا فى التبيين
۲۹	وقال محمد رح اذا كتبت الى اليهودى او النصرانى فى الحاجة فاكتب "السلام على من اتبع الهدى"	كذا فى الغرائب
۳۰	ويلقى الكافر والمبتدع بوجه مكفهر	كذا فى الغرائب
۳۱	وتكره المصافحة مع الذمى وان صافحه يغسل يده ان كان متوضأ	كذا فى الغرائب
	ولا بأس بمصافحة المسلم جاره النصرانى اذا رجع بعد الغيبة ويتأذى بترك المصافحة	كذا فى القنية
۳۲	ولا بأس بعيادة اليهودى والنصرانى	كذا فى التهذيب
۳۳	وفى المجوسى اختلاف	كذا فى التهذيب
۳۴	ويجوز عيادة الذمى	كذا فى التبيين
۳۵	واختلفوا فى عيادة الفاسق والاصح انه لا بأس بها	كذا فى التبيين
۳۶	واذا مات الكافر قال لوالده اوقريبه فى تعزيته " اخلف الله عليك خيرا منه واصلحك" اى اصلحك بالاسلام ورزقك ولدا مسلما لان الخيرية به تظهر	كذا فى التبيين
۳۷	وذكر ابن سماعة رح عن محمد رح انه يصلى على الذمى بشهادة الواحد انه مسلم	كذا فى محيط السرخسى
۳۸	ولا يترك الصلوة على المسلم بشهادة الواحد انه ارتد	كذا فى محيط السرخسى
۳۹	رجل اشترى عبدا مجوسيا فابى ان يسلم وقال ان بعتنى من مسلم قتلت نفسى جاز له ان يبيعه من مجوسى	كذا فى السراجية

لہ حکم نمبر ۲۵/۱۰۹۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ہ حکم نمبر ۲۵/۱۰۹۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ہ حکم نمبر ۷، ۳۱، ۴۱، ۴۲/۱۰۹۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴ہ حکم نمبر ۷، ۳۰، ۴۱، ۴۲/۱۰۹۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵ہ حکم نمبر ۳۲ تا ۳۵/۱۰۹۵ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶ہ حکم نمبر ۸/۲۲۷ ملاحظہ ہو (مترجم) ۷ہ حکم نمبر ۳۸/۱۰۹۵ ملاحظہ ہو (مترجم) ۸ہ

دفعات وشق نمبر	چودھواں باب؛ ذمی لوگ اوران سے متعلقہ احکام — ذمی لوگ اوران سے متعلقہ احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۵-۲۸	اور اسی (مذکورہ) اختلاف پر (ذمی کے لیے) عافیت (یعنی برائی سے محفوظ اور صحت مند رہنے) کی دعا کرنے کا حکم ہے ؎۱	تبیین
۲۹	مجاہد رحؒ کا قول ہے کہ جب کوئی مسلمان شخص کسی کافر کو کسی ضرورت کے لئے خط لکھے تو یوں لکھے "السلام علی من اتبع الھدیٰ" (یعنی اس پر سلام جس نے ہدایت کی پیروی کی) ؎۲	غرائب
۳۰	کافر اور بدعتی شخص سے ملاقات کرے تو تیوری چڑھا کر (یعنی ترشروئی کے ساتھ) کرے ؎۳	غرائب
۳۱	(ا) ذمی کے ساتھ مصافحہ کرنا مکروہ ہے اور اگر وہ (یعنی مصافحہ کرنے والا مسلمان شخص) باوضو تھا اور اس نے ذمی سے مصافحہ کیا تو اپنا ہاتھ دھولے	غرائب
	(ب) کوئی مسلمان شخص اپنے پڑوسی نصرانی سے مصافحہ کرے تو کوئی حرج نہیں جبکہ وہ غائب رہنے کے بعد (یعنی سفر کے بعد) واپس آیا ہو اور (اس کے ساتھ) مصافحہ نہ کرنے سے وہ اذیت (یعنی رنج) اٹھاتا ہو ؎۴	قنیہ
۳۲	یہودی اور نصرانی کی عیادت (یعنی بیمار پرسی) کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے ؎۵	تہذیب
۳۳	اور مجوسی کی (مذکورہ) صورت میں (یعنی مجوسی کی عیادت کرنے کے حکم میں) اختلاف ہے	تہذیب
۳۴	ذمی شخص کی عیادت کرنی جائز ہوتی ہے	تبیین
۳۵	فاسق شخص کی عیادت کرنے کے حکم میں اختلاف ہے اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اس کی عیادت کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے	تبیین
۳۶	جب کسی کافر شخص کی موت واقع ہو جائے تو اس کے والد یا اس کے قریبی رشتہ دار کو اس کی تعزیت میں یوں کہے "اخلف اللہ علیك خیرا منه واصلحك" (یعنی اللہ تعالےٰ تجھے اس کے بدل میں اس سے بہتر دے اور تیری (اصلاح کرے) یعنی اسلام کے ذریعہ تیری اصلاح کرے اور تجھے مسلمان بیٹا عطا کرے اس لئے کہ خیر کا ہونا اسی سے ظاہر ہوتا ہے ؎۶	تبیین
۳۷	شیخ ابن سماعہ رحؒ نے امام محمدؒ سے روایت کیا ہے کہ اس ذمی پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی جس کے متعلق ایک مسلمان شخص نے اس ذمی کے مسلمان ہونے کی گواہی دی ؎۷	محیط سرخسی
۳۸	نیز (مذکورہ روایت میں ہے کہ) اس مسلمان شخص پر نماز جنازہ نہ چھوڑی جائے گی جس کے متعلق ایک شخص نے اس (مسلمان) کے مرتد ہونے کی گواہی دی ؎۸	محیط سرخسی
۳۹	کسی (مسلمان) شخص نے مجوسی غلام خریدا تو اس (مجوسی غلام) نے اسلام لانے سے انکار کیا اور کہا کہ اگر تونے مجھے کسی مسلمان کے ہاتھ فروخت کیا تو میں اپنے آپ کو قتل کردوں گا (یا گویا تونے مجھے قتل کردیا)، تو اس شخص کے لئے جائز ہے کہ وہ اسے کسی مجوسی کے ہاتھ فروخت کرے ؎۹	سراجیہ

حکم نمبر ۳۷/۱۰۹۵ نیز مرتد کے مزید احکام حکم نمبر ۴۹۰/منٹ تا ۴۹۳/منٹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎۹ حکم نمبر ۴۰/۱۰۹۵ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع عشر فی اهل الذمة والاحکام التی تعود الیهم اهل الذمة والاحکام التی تعود الیهم	حوالہ
۴۰-۱۰۹۵	لا یترک مملوک مسلم فی ملک ذمی بل یجبر علی بیعه ان کان محل البیع	کذا فی الغرائب
۴۱	وفی مجموع النوازل اذا دخل یهودی الحمام هل یباح للخادم المسلم ان یخدمه قال ان خدمه طمعا فی فلوسه فلا بأس به وان خدمه تعظیما له ینظر الی فعل ذلك لیمیل قلبه الی الاسلام فلا بأس به وان فعل تعظیما للیهودی دون ان ینوی شیأ مما ذکرنا کره له ذلك	کذا فی الذخیرة
۴۲	وعلی هذا اذا دخل ذمی علی مسلم فقام له ان قام طمعا فی اسلامه فلا بأس وان قام تعظیما له من غیر ان ینوی شیأ مما ذکرنا او قام طمعا لغناه کره له ذلك	کذا فی الذخیرة
۴۳	ولا ینبغی للرجل ان یسأل الیهودی والنصرانی عن التوراة والانجیل والزبور ولا یکتبه ولا یتعلمه ولا یستدل لاثبات المطالب بما ذکر فی تلك الکتب و اما استدلال العلماء فی اثبات رسالة سیدنا محمد صلی الله علیه وسلم بالمذکور فی اسفار التوراة وصحف الانجیل فذلك للالزام علیهم بما عندهم والله اعلم	کذا فی الوجیز للکردری

ے۱ حکم نمبر $\frac{۳۹}{۱۰۹۵}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ے۲ حکم نمبر $\frac{۴۲،۴۱،۳۰،۲}{۱۰۹۵}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ے۳ حکم نمبر $\frac{۴۱}{۱۰۹۵}$ مع حاشیہ نیز حکم نمبر $\frac{۴۵}{۵۰۲}$

دفعات شق نمبر	چودہواں باب، ذمی لوگ اور ان سے متعلقہ احکام　　ذمی لوگ اور ان سے متعلقہ احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۵-۴۰	کوئی مسلمان مملوک شخص کسی ذمی کی ملکیت میں نہ چھوڑا جائے گا بلکہ اس (ذمی) پر اس (مسلمان مملوک) کو بیع کرنے کے لئے جبر کیا جائے گا بشرطیکہ وہ محلِ بیع ہو۔ [۱]	غرائب
۴۱	مجموع النوازل میں ہے کہ جب کوئی یہودی حمام میں داخل ہو تو کیا (حمام کے) مسلمان خادم کے لئے مباح ہو گا کہ وہ اس کی خدمت کرے تو (اس کے حکم کے متعلق) آپ نے فرمایا کہ (ا) اگر اس نے اس یہودی سے پیسے کے طمع میں اس کی خدمت کی تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے (ب) اور اگر اس نے اس یہودی کی تعظیم کے لئے اس کی خدمت کی تو دیکھا جائے گا۔ اگر اس نے ایسا اس لئے کیا کہ تاکہ اس کے دل کو اسلام کی طرف مائل کرے تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں (ج) اور اگر اس نے ہمارے ذکر کردہ امور میں سے کسی چیز کی نیت کے بغیر اس یہودی کی تعظیم کی تو اسے ایسا کرنا مکروہ ہے۔ [۲]	ذخیرہ
۴۲	اور اس (مذکورہ) صورت کے حکم کی طرح (اس صورت کا حکم ہے کہ) جب کوئی ذمی شخص کسی مسلمان کے ہاں داخل ہوا تو وہ اس کے لئے کھڑا ہوا تو اگر وہ مسلمان اس ذمی کے اسلام لانے کی طمع میں کھڑا ہوا تو کوئی حرج نہیں اور اگر ہمارے ذکر کردہ امور میں سے کسی چیز کی نیت کے بغیر وہ مسلمان اس یہودی کی تعظیم کے لئے کھڑا ہوا یا اس کی دولت کی طمع میں کھڑا ہوا تو اس کے لئے ایسا کرنا مکروہ ہے۔ [۳]	ذخیرہ
۴۳	کسی (مسلمان) شخص کو کسی یہودی یا نصرانی سے توریت، انجیل یا زبور کے (حکم کے) متعلق سوال نہیں کرنا چاہیے، نہ اسے لکھے، نہ اسے سیکھے اور نہ مطالب ثابت کرنے کے لئے ان (مذکورہ) کتابوں میں مذکورہ امور سے استدلال کرے مگر مسلمان علماءؒ کا آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو ثابت کرنے کے لئے توریت کی کتب اور انجیل کے صحیفوں سے استدلال کرنا، جو کچھ ان (غیر مسلموں) کے پاس ہے اس سے ان پر الزام قائم کرنا ہے۔ واللہ اعلم	وجیز للکردری

[۱] کے حاشیہ میں شرح الفقہ الاکبر لعلی بن سلطان محمد القاریؒ سے ماخوذ حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس عشر فی الکسب — الکسب	حوالہ

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

الباب الخامس عشر فی الکسب

دفعات ۱۰۹۶ تا ۱۰۹۶ ، عنوان ۱ ، تعداد شق ۲۴

دفعات وشق نمبر	الکسب	حوالہ
۱۰۹۶ -	**الکسب** تعداد شق ۲۴	
۱	(وھوانواع) فرض وھوالکسب بقدر الکفایۃ لنفسہ وعیالہ وقضاء دیونہ ونفقۃ من یجب علیہ نفقتہ فان ترک الاکتساب بعد ذلک وسعہ وان اکتسب مایدّخر لنفسہ وعیالہ فھو فی سعۃ فقد صح ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم ادّخر قوت عیالہ سنۃ	کذا فی خزانۃ المفتین
	وکذا ان کان لہ ابوان معسران یفترض علیہ الکسب بقدر کفایتھما	کذا فی الخلاصۃ
۲	ومستحب وھوالزیادۃ علی ذلک لیواسی بہ فقیرا او یجازی بہ قریبا فانہ افضل من التخلی لنفل العبادۃ	کذا فی خزانۃ المفتین
۳	ومباح وھوالزیادۃ للزیادۃ والتجمل	کذا فی خزانۃ المفتین

۱ حکم نمبر ۱/۱۰۸۶ کے باب کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۲ حکم نمبر ۱ تا ۴/۱۰۹۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۳ فتاوی عالمگیری میں بحوالہ العتابیہ لکھا ہے کہ مالدار اولاد کو تنگدست والدین کے نفقہ پر مجبور کیا جائیگا خواہ وہ والدین مسلمان ہوں یا ذمی اور خواہ وہ کما سکتے ہوں یا نہ اور بحوالہ الھدایۃ لکھا ہے کہ مالدار ہونے سے مراد مقدار نصاب ہے جو نصاب صدقہ (واجبہ کا مصرف ہونے) سے محروم کر دیتا ہے (حکم نمبر ۲۴/۲۵۹ مع حواشی ملاحظہ ہو) اور بحوالہ فتاوی قاضیخاں لکھا ہے کہ اگر کسی فقیر (یعنی غریب) باپ کے دو بیٹے ہوں ان میں سے ایک مال میں فائق ہو اور دوسرا نصاب کا مالک ہو تو باپ کا نفقہ ان دونوں پر برابر ہوگا اور اگر ان بیٹوں میں سے ایک مسلمان ہو اور دوسرا ذمی ہو تو بھی نفقہ ان دونوں میں برابر برابر ہوگا نیز لکھا ہے کہ دونوں بیٹوں پر والدین کا نفقہ برابر برابر اس صورت میں ہوگا کہ ان بیٹوں کی مالی حیثیت میں فرق معمولی ہو اور اگر فرق زیادہ ہو تو یہ واجب ہوگا کہ ان دونوں پر نفقہ کی مقدار میں بھی فرق ہو اور بحوالہ محیط السرخسی لکھا ہے کہ باپ جب تنگدست ہو اور اس کی چھوٹی (یعنی نابالغ) اولاد محتاج ہو اور اسکا بڑا (یعنی بالغ) بیٹا مالدار ہو تو اس بیٹے پر اپنے باپ اور اسکی چھوٹی اولاد

دفعات شق نمبر	پندرہواں باب، کمانے کے احکام	کمانے کے احکام کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پندرہواں باب، کمانے کے احکام[۱]

دفعات ۱۰۹۶ تا ۱۰۹۶، عنوان ۱، تعداد شق ۲۴

۱۰۹۶ کمانا

اور اس میں ۲۴ شقیں ہیں

۱ (ا) کمانا کئی قسم پر ہے[۲] فرض ہے اور وہ اس قدر کمانا کہ اپنے لئے، اپنے اہل وعیال کے لئے اپنے قرضوں کی ادائیگی کے لئے اور جس کا نفقہ اس پر واجب ہے اس کے نفقہ کے لئے کفایت کرے پس اگر وہ اس (مذکورہ) مقدار سے زیادہ کمائی نہ کرے تو اسے اس کی گنجائش ہے (ب) اور اگر اتنا کمائے کہ اپنے لئے اور اپنے اہل وعیال کے لئے ذخیرہ کرلے تو اسے اس کی گنجائش ہے اور یہ ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل وعیال کے لئے ایک سال کی خوراک جمع فرمائی — خزانۃ المفتین

(ج) اسی طرح اگر اس کے والدین تنگدست ہوں تو ان دونوں کو کفایت کرجانے کے بقدر کمانا اس پر فرض قرار پاتا ہے[۳] — خلاصہ

۲ (کمانا) مستحب (بھی) ہے اور وہ اس قدر کمانا کہ وہ مذکورہ (فرض مقدار) سے زیادہ ہو تاکہ وہ غریب کی معاونت اور رشتہ کا حق ادا کرسکے اس لئے کہ ایسی کمائی کرنا، نفل عبادت کے لئے فارغ ہونے سے افضل ہے — خزانۃ المفتین

۳ (کمانا) مباح (بھی) ہے اور وہ اضافے اور آراستگی کے لئے مزید کمانا ہے[۴] — خزانۃ المفتین

کے نفقہ کیلئے جبر کیا جائے گا۔ اور بحوالہ الجوہرۃ النیرۃ لکھا ہے کہ جب بیٹا، والدین کی بجائے ان میں سے صرف ایک کے نفقہ کی استطاعت رکھتا ہو تو اس میں ماں زیادہ حقدار ہے اور اگر کسی شخص کا (محتاج) باپ ہو اور اس شخص کا اپنا بیٹا چھوٹا (یعنی نابالغ) ہو اور وہ شخص ان دونوں میں سے کسی ایک کے نفقہ کی استطاعت رکھتا ہو تو اس میں اس کا بیٹا زیادہ حقدار ہے اور اگر کسی شخص کے والدین (محتاج) ہوں اور وہ ان میں سے کسی کے نفقہ کی بھی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ وہ جو کچھ خود کھائے گا اس کے والدین اس کے ساتھ کھائیں گے نیز بحوالہ الجوہرۃ لکھا ہے کہ چھوٹی (یعنی نابالغ) اولاد کا نفقہ بلا شرکت غیر باپ کے ذمہ ہوتا ہے۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی ج ا ص۵۶۴، ص۵۶۵، ص۵۶۰، بحث ۸، باب ۱۷ فصل ۵، ۴ ۔ حکم نمبر ۲۴/۱۰۹۵ ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] حکم نمبر ۲۴/۱۰۹۶ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس عشر فی الکسب — الکسب	حوالہ
۱۰۹۶-۴	ومکروه وهو الجمع للتفاخر والتکاثر وان کان من حل	کذا فی خزانة المفتین
۵	ولا یلتفت الی حال الجماعة الذین قعدوا فی المساجد والخانقاهات وانکروا الکسب واعینهم طامحة وایدیهم مادة الی ما فی ایدی الناس یسمون انفسهم المتوکلة ولیسوا کذلک	هکذا فی الاختیار شرح المختار
۶	وعن ابی یوسف رح یکره ان یجتمع قوم فیعتزلوا الی موضع ویمتنعوا عن الطیبات یعبدون الله تعالی فیه ویفرغون انفسهم لذلک وکسب الحلال ولزوم الجمعة والجماعات فی الامصار احب والزم	کذا فی التتارخانیة
۷	قیل کل قارئ ترک الکسب فانما یأکل من دینه	کذا فی السراجیة
۸	وافضل اسباب الکسب الجهاد ثم التجارة ثم الزراعة ثم الصناعة والتجارة افضل من الزراعة عند البعض والاکثر علی ان الزراعة افضل	کذا فی الاختیار شرح المختار کذا فی الوجیز للکردری
۹	امرأة اجنبیة تغزل فی دار رجل ویعطیها کل یوم قطنا وخبزا فالغزل یطیب له ان لم یشترط علیها الغزل	کذا فی القنیة
۱۰	غزل الرجل اذا کان علی مثال غزل المرأة یکره لانه تشبه بهن	کذا فی القنیة
۱۱	ومن کان له قوت یومه لا یحل له السوال	کذا فی الاختیار شرح المختار
۱۲	وما جمع السائل من المال فهو خبیث	کذا فی الینابیع
۱۳	وفی المنتقی ابراهیم رح عن محمد رح فی امرأة نائحة او صاحب طبل او مزمار اکتسب مالا قال ان کان علی شرط رده علی اصحابه ان عرفهم، یرید بقوله علی شرط ان شرطوا لها فی اوله مالا بازاء النیاحة او بازاء الغناء وهذا لانه اذا کان الأخذ علی الشرط کان المال بمقابلة المعصیة فکان الأخذ معصیة والسبیل فی المعاصی ردها وذلک ههنا برد المأخوذ ان تمکن من رده بان عرف صاحبه وبالتصدق به ان لم یعرفه لیصل الیه	

۱؎ حکم نمبر ۶/۱۰۹۶ ، ۱/۱۰۹۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۵/۱۰۹۶ ، ۱/۱۰۹۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

۳؎ فتاویٰ عالمگیری میں بحوالہ الحاوی للفتاوی لکھا ہے کہ (عام) فقہاء رح کے لیے بیت المال میں (خصوصی) حصہ نہیں ہے لیکن وہ فقیہ جس نے اپنے آپ کو اس لئے فارغ کیا ہے تاکہ وہ لوگوں کو فقہ اور قرآن مجید سکھائے تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی

دفعات شق نمبر	پندرہواں باب، کمانے کے احکام — کمانے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۶-۴	کمانا مکروہ (بھی) ہے اور وہ ایک دوسرے پر فخر کرنے اور بہتات کی حرص کے لئے جمع کرنا ہے	خزانۃ المفتین
۵	ایسے لوگوں کی حالت ناقابل التفات ہے جو مسجدوں اور خانقاہوں میں بیٹھ جائیں، کمانے سے انکار کریں ان کی نگاہیں حریص ہوں، ان کے ہاتھ اس (مال کی) طرف پھیلے ہوئے ہوں جو مال لوگوں کے ہاتھ میں ہے اور وہ اپنے آپ کو توکل کنندہ کہتے ہوں حالانکہ وہ ایسے نہ ہوں[1]	اختیار
۶	امام ابو یوسف رح سے مروی ہے کہ کچھ لوگ جمع ہو کر کسی جگہ گوشہ گزین ہو جائیں اچھی اور پاکیزہ چیزوں (مثلاً عمدہ لباس و طعام) سے پرہیز کریں وہاں اللہ تعالٰی کی عبادت میں لگے رہیں اور اپنے آپ کو اس کام کے لئے فارغ رکھیں حالانکہ حلال کمانا اور شہروں میں جمعہ و جماعات کی پابندی زیادہ پسندیدہ اور لازم ہے[2]	تتارخانیہ
۷	بعض (مشائخ رح) کا قول ہے کہ ہر وہ قاری (یعنی قرارت کرنے والا) شخص جو کمانا چھوڑ دے تو وہ اپنے دین سے کھاتا ہے[3]	سراجیہ
۸	(ا) کمانے کے اسباب میں سے افضل جہاد ہے پھر تجارت پھر زراعت اور پھر صنعت ہے (ب) بعض مشائخ رح کے ہاں، تجارت کرنا، زراعت سے افضل ہے اور اکثر (مشائخ رح) کے ہاں حکم یہ ہے کہ زراعت افضل ہے	اختیار وجیز للکردری
۹	کوئی اجنبیہ عورت کسی آدمی کے گھر کاتنے کا کام کرتی ہے اور وہ اسے ہر روز روئی اور روٹی دے دیتا ہے تو وہ کاتنا اس شخص کے حق میں خوشگوار قرار پائے گا بشرطیکہ اس عورت پر کاتنا شرط نہ کیا ہو	قنیہ
۱۰	مرد کا کاتنا، عورت کے کاتنے کی طرح ہو تو یہ مکروہ قرار پائے گا اس لئے کہ ایسا کرنا عورتوں سے مشابہت ہے	قنیہ
۱۱	جس شخص کے پاس ایک دن کی خوراک موجود ہو تو اسے سوال کرنا حلال نہ ہوگا[4]	اختیار
۱۲	سائل نے (سوال کر کے) جو مال (اپنے لئے اپنی ضرورت سے زائد) جمع کر لیا، مال خبیث (یعنی نجس یعنی حرام) ہے[5]	ینابیع
۱۳	الملتقی ابراہیم رح میں ہے کہ امام محمد رح سے، رونے والی عورت نے رونے پر یا طبلچی نے طبلہ بجا کر یا بانسری بجانے والے نے بانسری بجا کر جو مال کمایا[6] اس کے حکم کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ (ا) اگر وہ مال (مذکورہ کام بجالانے کی) شرط پر طے ہوا تھا تو وہ اس مال کو ان کے مالکوں کو واپس کر دے اگر وہ ان مالکوں کو پہچانتا ہے اور شرط پر طے کرنے کے متعلق آپ کے قول سے آپ کی مراد یہ ہے کہ انہوں نے (یعنی دینے والوں نے) پہلے ہی (رونے والی کے) رونے کے بدلہ میں یا پہلے ہی (گانے والے کے) گانے کے بدلہ میں، وہ مال شرط کر لیا تھا اور یہ حکم اس لئے ہے کہ	

پھر اس کے لئے بیت المال میں حصہ ہو سکتا ہے) مفہوم ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی ج ۵ ص ۳۴۹ بحث ۴۸ باب ۳۰ - نیز حکم نمبر ۱۸/۱۰۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] حکم نمبر ۲/۲۵۴ مع حاشیہ، ۴۹ ج/۱۰۹۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] حکم نمبر ۱۷/۱۰۹۶ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] حکم نمبر ۳/۴۹۷ مع حواشی ۱۷/۱۰۹۳ اور ۱۰/۱۰۹۵ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس عشر فی الکسب — الکسب	حوالہ
١٠٩٦ـ	نفع ماله ان کان لا یصل الیه عین ماله اما اذا لم یکن الأخذ علی شرط لم یکن الأخذ معصیة والدفع حصل من المالک برضاه فیکون له ویکون حلالا له	کذا فی المحیط
١٤	عن محمدؒ فی کسب المغنیة ان قضی به دین لم یکن لصاحب الدین ان یأخذه واما فی القضاء فهو یجبر علی الأخذ و ینبغی علی قیاس المسألة المتقدمة ان یقال انها اذا أخذت ذلک من غیر شرط یسع لرب الدین ان یأخذه	کذا فی المحیط
١٥	ذکر محمدؒ فی کتاب الکسب کسب الخصی مکروه ولم یرد به ما اکتسبه وانما اراد به ان یأخذه خصیا وخصاؤه مکروه	کذا فی المحیط
١٦	یبیع تعویذا فی مسجد جامع ویکتب فیه التوراة والانجیل والزبور والفرقان ویأخذ علیها مالا ویقول انا ادفع هذا هدیة لا یحل له ذلک	کذا فی الکبریٰ
١٧	واذا مات الرجل وکسبه خبیث فالاولی لورثته ان یردوا المال الی اربابه فان لم یعرفوا اربابه تصدقوا به	کذا فی الینابیع
١٨	وان کان کسبه من حیث لا یحل وابنه یعلم ذلک ومات الاب ولا یعلم الابن ذلک	

ـــــــــــــــ

[١] حکم نمبر ١٤، ١٧ تا ٢١/١٠٩٦ ملاحظہ ہوں (مترجم) [٢] حکم نمبر ١٣/١٠٩٦، ٣/٤٩٧ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [٣] حکم نمبر ١٧ تا ٢٠/١١٠١ ملاحظہ ہوں (مترجم) [٤] ھکذا فی فتاوی قاضیخان اور لکھا ہے کہ مذکورہ صورت میں وہ کہتا ہے کہ میں یہ تعویذ ہدیۃ اور ھبۃ دیتا ہوں تو اس پر مال لینا حلال نہ ہوگا اس لئے کہ ہدیہ پر مال لینا حرام ہے ـ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری ج ٣ ص ٤٢٦ نیز فتاوی قاضیخان میں مسجد کے احکام میں ہے کہ اگر کوئی شخص مسجد میں تعویذ یا کھانا وغیرہ بیچے تو یہ مکروہ ہوگا اور حلال نہ ہوگا ـ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان

دفعات شق نمبر	پندرہواں باب، کمانے کے احکام — کمانے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۶-	جب اس مال کا لینا مذکورہ شرط پر ہوا تو وہ مال معصیت کے بدلہ میں ہوا اس کا لینا بھی معصیت ہوا اور معصیت کے مال (سے نجات) کی راہ یہی ہوتی ہے کہ وہ اسے واپس کرے اور یہی حکم یہاں (یعنی اس مذکورہ صورت میں) ہوگا کہ لیے ہوئے مال کو واپس کردے اگر اس کا واپس کرنا ممکن ہو بایں طور کہ وہ اس کے مالک کو جانتا ہو اور اگر وہ اس کے مالک کو نہ جانتا ہو تو وہ مال اس کی طرف سے صدقہ کردے تاکہ اگر اس کے مالک کو اس کا عین مال نہیں پہنچ سکتا تو اسے اس کے مال کا نفع پہنچ جائے (ب) مگر جب اس مال کا لینا (مذکورہ کام بجالانے کی) شرط پر نہ ہوا تو اس کا لینا گناہ نہ ہوا اور مالک کی طرف سے اس مال کا دینا اس کی رضامندی سے ہوا پس وہ مال اس کا (یعنی اس عورت یا گویے کا) ہے اور اس کے لئے حلال قرار پاتا ہے ۱؎	محیط
۱۴	(د) امام محمدؒ سے گانے والی کی کمائی کے بارے میں مروی ہے کہ اگر اس نے اس مال سے قرض ادا کیا تو قرض خواہ وہ مال نہ لے البتہ ازروئے قضاء قاضی (یعنی حاکم مجاز کے فیصلہ میں) اسے وہ مال لینے پر مجبور کیا جاسکے گا (ب) اور سابقہ مسئلہ (مذکورہ ۱۳/۱۰۹۶) پر قیاس کی رو سے اس کے حکم میں یوں کہنا چاہئے کہ اگر وہ مال اس گائن نے بغیر شرط کے لیا (یعنی وہ مال پہلے سے گانے کے بدلہ میں طے نہیں کیا) تو قرضخواہ کو وہ مال لینے کی گنجائش ہوگی ۲؎	محیط
۱۵	امام محمدؒ نے الکسب کی بحث میں ذکر کیا ہے کہ خصی (کرنے) کی کمائی مکروہ ہے اور اس سے آپ کی مراد یہ نہیں ہے کہ خصی نے جو کمایا وہ مکروہ ہے بلکہ آپ نے اس سے یہ مراد لی ہے وہ مال جو خصی کرنے پر لے وہ مکروہ ہے اور (پھر) اس کا خصی کرنا مکروہ ہے ۳؎	محیط
۱۶	کوئی شخص جامع مسجد میں تعویذ بیچتا ہے وہ تعویذ میں توریت، انجیل، زبور یا قرآن مجید لکھتا اور اس پر مال لیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں یہ تعویذ ھدیۃ دیتا ہوں تو اس کے لئے وہ مال حلال نہ ہوگا ۴؎	کبری
۱۷	جب کسی شخص کی وفات ہوگئی اور اس کی کمائی خبیث (یعنی نجس یعنی حرام) تھی تو اس کے وارثوں کے لئے اولیٰ یہ ہے کہ وہ مال، اس مال کے مالکوں کو واپس کردیں اور اگر وہ اس مال کے مالکوں کو نہ پہچانیں تو اس مال کو صدقہ کردیں ۵؎	ینابیع
۱۸	اگر کسی شخص کی کمائی اس ذریعہ سے تھی جو حلال نہیں ہے اور اس کا بیٹا اس امر کو جانتا ہے پھر باپ کی وفات ہوگئی اور بیٹا اس (حرام) مال کو معین طور پر نہیں جانتا تو شرعی حکم کی رو سے وہ مال	

علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص۳۵۷۔ حکم نمبر ۵/۲۸۵ ، ۳۴ تا ۳۶/۱۰۸۳ ، ۱۳/۱۰۹۶ اور ۳۳ تا ۳۶/۱۰۹۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)
۵؎ حکم نمبر ۱۷ تا ۲۱/۱۰۹۶ اور ۱۳/۱۰۹۶ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	~~الباب الرابع عشر فی~~ اهل الذمة والاحکام التی تعود الیهم	حوالہ
۱۰۹۵-	بعينه فهو حلال له فی الشرع والورع ان يتصدق به بنية خصماء ابيه	كذا فی الينابيع
۱۹	وعن ابی يوسف رح فی قوم ورثوا خمرا وهم مسلمون لا يقسم الخمر بينهم ولكن يخلل ثم يقسم	كذا فی الخلاصة
۲۰	له مال فيه شبهة اذا تصدق به على ابيه يكفيه ذلك ولا يشترط التصدق على الاجنبی	كذا فی القنية
۲۱	وكذا اذا كان ابنه معه حين كان يبيع ويشتری وفيها بيوع فاسدة فوهب جميع ماله لابنه هذا خرج من العهدة	كذا فی القنية
۲۲	سئل الفقيه ابو جعفر رح عمن اكتسب مالا من أمر السلطان وجمع المال من أخذ الغرامات المحرمة وغير ذلك هل يحل لاحد عرف ذلك ان يأكل من طعامه قال احب الی فی دينه ان لا يأكل منه ويسعه أكله حكما ان كان ذلك الطعام لم يقع فی يد المطعم غصبا او رشوة	كذا فی المحيط
۲۳	الصبر على الفقر افضل من الشكر على الغنى	كذا فی السراجية
۲۴	الامتناع من الكسب اولى من الاشتغال به على قصد الانفاق على وجوه الخير	كذا فی السراجية
	والله اعلم	

ـــ۱ـــ ورع کے متعلق حکم نمبر ۴/۱۵۸ کا حاشیہ نیز حکم نمبر ۱۳/۱۰۹۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ـــ۲ـــ حکم نمبر ۸۵ ملاحظہ ہو (مترجم)

پندرہواں باب کمانے کے احکام۔

دفعات شق نمبر	~~چودھواں باب ذمی لوگ اور ان سے متعلقہ احکام~~ ذمی لوگ اور ان سے متعلقہ احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۵-	اس کے لئے حلال ہے اور ورع (یعنی پرہیزگاری) یہ ہے کہ وہ اپنے باپ کے خصوم (یعنی اس کے خلاف اپنے حق کے لئے جھگڑ سکنے والوں) کی طرف سے نیت کر کے اس مال کو صدقہ کر دے [1]	ینابیع
۱۹	امام ابو یوسفؒ سے ان لوگوں کے بارہ میں مروی ہے جنہوں نے ورثہ میں شراب پائی اور وہ وارث مسلمان ہیں تو وہ شراب تقسیم نہ کی جائے گی لیکن اسے سرکہ میں تبدیل کیا جائے پھر (وہ سرکہ وارثوں میں) تقسیم کر دیا جائے گا [2]	خلاصہ
۲۰	کسی شخص کے پاس ایسا مال ہے جس میں (ناجائز ہونے کا) شبہ ہے تو جب اس نے وہ مال اپنے باپ پر صدقہ کر دیا تو ایسا کرنا اسے کفایت کر جائے گا اور (ایسے مال کے صدقہ کرنے میں) یہ شرط نہیں ہے کہ وہ کسی اجنبی پر صدقہ ہو [3]	قنیہ
۲۱	اس (مذکورہ حکم کی) طرح (اس صورت کا حکم ہے کہ) جب کوئی شخص خرید و فروخت کرتا تھا تو اس کا بیٹا اس کے ساتھ ہوتا تھا اور اس تجارت میں کئی فاسد بیع بھی تھیں پھر اس نے وہ سارا مال اپنے اس بیٹے کو ہبہ کر دیا تو وہ ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو گیا [4]	قنیہ
۲۲	فقیہ ابو جعفرؒ سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ جس نے سلطان کے حکم سے مال حاصل کیا اور حرام تاوانوں وغیرہ سے مال جمع کیا تو کسی ایسے شخص کے لئے جو اس امر سے واقف ہو اس شخص کا کھانا حلال ہو گا؟ تو آپؒ نے فرمایا کہ (ا) میرے ہاں اس کے دین کے لئے پسندیدہ یہ ہے کہ وہ اس سے نہ کھائے (ب) اور از روئے حکم اسے اس کا کھانا کھانے کی گنجائش حاصل ہے بشرطیکہ کھلانے والے کے ہاتھ میں وہ کھانا غصب اور رشوت سے نہ آیا ہو [5]	محیط
۲۳	فقر (یعنی غریبی) پر صبر کرنا، مال پر شکر کرنے سے افضل ہے	سراجیہ
۲۴	کمانے سے رکنا (جبکہ وہ کمانا مباح درجہ میں ہو) اس سے اولیٰ ہے کہ وہ وجوہِ خیر میں خرچ کرنے کی نیت سے کمانے میں مشغول ہو [6]	سراجیہ
	واللہ اعلم	

[2] حکم نمبر $\frac{۱۳}{۱۰۹۶}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] حکم نمبر $\frac{۱۳}{۱۰۹۶}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] حکم نمبر $\frac{۴}{۱۰۹۳}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] حکم نمبر $\frac{۱ تا ۷}{۱۰۹۲}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس عشر فی زیارة القبور وقراءة القرآن فی المقابر زیارة القبور وقراءة القرآن فی المقابر	حوالہ

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیمؕ

الباب السادس عشر فی زیارة القبور وقراءة القرآن فی المقابر

دفعات ۱۰۹۷ تا ۱۰۹۷ ، عنوان ۱ تعداد شق ۲۷

۱۰۹۷- زیارة القبور وقراء القرآن فی المقابر تعداد شق ۲۷

۱ لا بأس بزیارة القبور وهو قول ابی حنیفةؒ وظاهر قول محمدؒ یقتضی الجواز للنساء ایضا لانه لم یخص الرجال وفی الاشربة واختلف المشایخؒ فی زیارة القبور للنساء قال شمس الائمة السرخسیؒ الاصح انه لا بأس بها وفی التهذیب یستحب زیارة القبور وکیفیة الزیارة کزیارة ذلک المیت فی حیاته من القرب والبعد — کذا فی خزانة الفتاوی

۲ واذا اراد زیارة القبور یستحب له ان یصلی فی بیته رکعتین یقرأ فی کل رکعة الفاتحة وآیة الکرسی مرة واحدة والاخلاص ثلاث مرات ویجعل ثوابها للمیت یبعث الله تعالی الی المیت فی قبره نورا ویکتب للمصلی ثوابا کثیرا ثم لا یشتغل بما لا یعنیه فی الطریق فاذا بلغ المقبرة یخلع نعلیه ثم یقف مستدبرا القبلة مستقبلا لوجه المیت ویقول" السلام علیکم یا اهل القبور یغفر الله لنا ولکم انتم لنا سلف ونحن بالاثر" — کذا فی الغرائب

واذا اراد الدعاء یقوم مستقبل القبلة — کذا فی خزانة الفتاوی

۳ وان کان شهیدا یقول" سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار" — کذا فی الغرائب

۴ واذا کان قبور المسلمین مختلطة بقبور الکفار یقول" السلام علی من اتبع الهدی" — کذا فی الغرائب

۱؎ حکم نمبر ۱/۱۰۸۶ کے باب کا حاشیہ ملاحظہ ہو نیز قبر سے متعلق مزید احکام حکم نمبر ۲۲۶، ۲۲۷ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۱/۲۲۰ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ یعنی اے قبروں والو تم پر سلام ہو اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے تم ہم سے پہلے چلے گئے اور ہم پیچھے آنے والے ہیں (مترجم)

دفعات شق نمبر	سولھواں باب، قبروں کی زیارت اور قبرستان میں قرآن مجید پڑھنے کے احکام قبروں کی زیارت اور قبرستان میں قرآن مجید پڑھنے کے احکام کا بیان	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	سولھواں باب، قبروں کی زیارت اور قبرستان میں قرآن مجید پڑھنے کے احکام [1]	
	دفعات ۱۰۹۷ تا ۱۰۹۷ عنوان ۱، تعداد شق ۲۷	
۱۰۹۷-	**قبروں کی زیارت اور قبرستان میں قرآن مجید پڑھنا** اور اسمیں ۲۷ شقیں ہیں	
۱	(ا) قبروں کی زیارت کرنے میں کوئی حرج نہیں امام ابو حنیفہؒ کا قول یہی ہے اور امام محمدؒ کا ظاہر قول عورتوں کے لئے بھی جواز کا تقاضا کرتا ہے اس لئے کہ آپ نے مردوں کی تخصیص نہیں فرمائی (ب) کتاب اشوبہ میں ہے کہ عورتوں کے لئے قبروں کی زیارت کے متعلق مشائخؒ کا اختلاف ہے شمس الائمہ السرخسیؒ کا قول ہے کہ اصح حکم یہ ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے (ج) اور التھذیب میں ہے کہ قبروں کی زیارت مستحب ہے اور زیارت کی کیفیت، قرب و بعد میں اس میت کی زندگی میں اس کی زیارت کی طرح ہے [۲]	خزانۃ الفتاوٰی
۲	(ا) جب کوئی شخص زیارتِ قبور کا ارادہ کرے تو اس کے لئے مستحب ہے کہ وہ اپنے گھر میں دو رکعتیں نفل پڑھے ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور آیۃ الکرسی ایک بار اور سورہ اخلاص تین بار پڑھ کر اس کا ثواب میت کو پہنچائے اس سے اللہ تعالیٰ اس میت کی قبر میں ایک نور بھیجتا ہے، اور اس نمازی کے لئے بہت سا ثواب لکھا جاتا ہے پھر وہ (قبرستان جاتے ہوئے) راستہ میں لایعنی کاموں میں مشغول نہ ہو اور جب قبر کی جگہ پہنچے تو اپنے جوتے اتار دے اور پھر قبلہ کی طرف پیٹھ کرکے اور میت کے چہرے کی طرف رُخ کرکے ٹھہرے اور یوں کہے "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ" [۳]	غرائب
	(ب) اور جب دعا مانگنے لگے تو قبلہ کی طرف رُخ کرکے کھڑا ہو [۴]	خزانۃ الفتاوٰی
۳	اور اگر صاحبِ قبر شہید شخص ہو تو یوں کہے "سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ" [۵]	غرائب
۴	اور جب مسلمانوں کی قبریں کافروں کی قبروں سے مختلط (یعنی گڈمڈ) ہوں تو یوں کہے "اَلسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى" [۶]	غرائب

۴ حکم نمبر ۱۹، ۲۵، ۳۰ / ۲۳۰ مع حواشی نیز حکم نمبر ۵۰، ۳۸ / ۲۲۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۵ یعنی تم پر سلام ہو اس لئے کہ تم نے صبر کیا پس عاقبت کا گھر بہت اچھا ہے (مترجم)، ۶ یعنی اس پر سلام ہو جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ اور اگر مسلمانوں اور کافروں کی میتیں ملی جلی ہوں تو اسکے متعلق حکم نمبر ۳۶، ۳۷ / ۲۲۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب السادس عشر فی زیارۃ القبور وقراءۃ القرآن فی المقابر زیارۃ القبور وقراءۃ القرآن فی المقابر	حوالہ
۵-۱۱۹۷	ثم يقرأ سورة الفاتحة وآية الكرسي ثم يقرأ سورة اذا زلزلت والهاكم التكاثر	كذا في الغرائب
	وحكي عن الشيخ الامام الجليل ابي بكر محمد بن الفضل رحمه الله ان قراءة القرآن في المقابر[1] اذا اخفى ولم يجهر لا تكره ولا بأس بها انما يكره قراءة القرآن في المقبرة جهرا اما المخافتة فلا بأس بها وان ختم وكان الصدر ابو اسحق الحافظ رحمه الله يحكي عن استاذه ابي بكر محمد بن ابراهيم رحمه الله لا بأس ان يقرأ على المقابر سورة الملك سواء اخفى او جهر واما غيرها فانه لا يقرأ في المقابر ولم يفرق بين الجهر والخفية	كذا في الذخيرة في فصل قراءة القرآن
۶	وان قرأ القرآن عند القبور ان نوى بذلك ان يؤنسه صوت القرآن فانه يقرأ وان لم يقصد ذلك فالله تعالى يسمع قراءة القرآن حيث كانت	كذا في فتاوى قاضيخان
۷	ولو مات رجل واجلس وارثه على قبره من يقرأ الاصح انه لا يكره وهو قول محمد رحمه الله	كذا في المضمرات
۸	وافضل ايام الزيارة اربعة يوم الاثنين والخميس والجمعة والسبت والزيارة يوم الجمعة بعد الصلوة حسن ويوم السبت الى طلوع الشمس ويوم الخميس في اول النهار وقيل في آخر النهار وكذلك في الليالي المتبركة لاسيما ليلة براءة وكذلك في الازمنة المتبركة كعشر ذي الحجة والعيدين وعاشوراء وسائر المواسم	كذا في الغرائب
۹	اذا مر بمقبرة وقرأ شيئاً من القرآن بنية من يمر عليهم لا بأس به	كذا في السراجية
۱۰	وحكي عن ابي بكر بن ابي سعيد رحمه الله انه قال يستحب عند زيارة القبور قراءة سورة الاخلاص سبع مرات فانه بلغني من قرأها سبع مرات ان كان ذلك الميت غير مغفور له يغفر له وان كان مغفورا له غفر لهذا القارى ووهب ثوابه للميت	كذا في الذخيرة في فصل قراءة القرآن

[1] نیچی آواز اور اونچی آواز سے پڑھنے کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۴۱ تا ۴۴ / ۱۱۹ ملاحظہ ہوں نیز حکم نمبر ۵ تا ۱۲ / ۱۱۹۷، ۳۵، ۳۶، ۳۸ / ۲۲۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	سولہواں باب، قبروں کی زیارت اور قبرستان میں قرآن مجید پڑھنے کے احکام — قبروں کی زیارت اور قبرستان میں قرآن مجید پڑھنے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۷-۵	(ا) (زیارت قبور میں مذکورہ ۱۰۹۷/۱ تا ۴ کے بعد) پھر سورۃ الفاتحہ اور آیۃ الکرسی پڑھے پھر سورہ اذا زلزلت اور (سورۃ) الھاکم التکاثر پڑھے	غرائب
	(ب) الشیخ الامام الجلیل ابوبکر محمد بن الفضل رح سے منقول ہے کہ قبرستان میں قرآن مجید پڑھنا جب نیچی آواز سے ہو اور اونچی آواز سے نہ ہو تو مکروہ نہیں ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ قبرستان میں اونچی آواز سے قرآن مجید پڑھنا مکروہ ہے اور نیچی آواز سے پڑھنا اس میں کوئی حرج نہیں خواہ (قرآن مجید کا) ختم کردے (ج) اور الصدر ابو اسحٰق الحافظ رح اپنے استاد ابوبکر محمد بن ابراہیم رح سے نقل فرماتے تھے کہ قبرستان میں سورۃ ملک پڑھے خواہ نیچی آواز سے پڑھے یا اونچی آواز سے پڑھے اور اس کے علاوہ قرآن مجید، قبرستان میں نہ پڑھے اور آپ نے (اس حکم میں) اونچی آواز سے پڑھنے اور نیچی آواز سے پڑھنے میں فرق نہیں کیا سلہ	ذخیرہ
۶	اگر کسی شخص نے قبرستان میں قرآن مجید پڑھا تو اگر ایسا کرنے میں اس نے نیت یہ کی کہ اسے قرآن مجید کی آواز موانست کرے (یعنی وحشت دور کرے) تو وہ پڑھے اور اگر اس نے یہ نیت نہ کی تو اللہ تعالیٰ قرآن مجید کی قراءت جہاں کہیں ہو سنتا ہے	قاضیخان
۷	اگر کسی آدمی کی وفات ہوگئی تو اس کے وارثوں نے اس کی قبر پر ایسے شخص کو بٹھایا جو (وہاں) قرآن مجید پڑھے تو زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ مکروہ نہ ہوگا اور یہ امام محمد رح کا قول ہے	مضمرات
۸	زیارت (قبور) کے لئے افضل ایام چار ہیں سوموار، جمعرات، جمعہ اور ہفتہ کا دن اور جمعہ کے دن نماز کے بعد، قبروں کی زیارت کرنا اچھا ہے ہفتہ کے دن سورج نکلنے تک، جمعرات کے روز دن کے پہلے حصہ میں اور بعض کے قول کے بموجب دن کے آخر حصہ میں، اسی طرح متبرک راتوں میں خصوصاً شب برأت میں، اسی طرح متبرک اوقات میں مثلاً (ماہ) ذی الحجہ کے پہلے دس دن، دونوں عیدین، عاشورہ اور سبھی خصوصی (اجتماعات کے) اوقات میں (قبروں کی زیارت کرنا اچھا ہے)	غرائب
۹	جب کسی شخص کا گذر قبر کی جگہ سے ہوا تو اس نے جن پر اس کا گذر ہو رہا ہو ان کی نیت سے (یعنی اہل قبور کی نیت سے) کچھ قرآن مجید پڑھا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے	سراجیہ
۱۰	شیخ ابوبکر ابن ابی سعید رح سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ زیارتِ قبور کے وقت (ایصال ثواب کے لئے) سات مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھنا مستحب ہے کیونکہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ اگر اس (مسلمان) میت کی مغفرت نہیں ہوئی ہے تو ایسا کرنے سے اس کی مغفرت کی جائے گی اور اگر وہ بخشا ہوا ہے تو اس تلاوت کرنے والے کی مغفرت کی جائے گی اور اس کا ثواب میت کے لئے ہبہ ہوگا۔	ذخیرہ

دفعات وشق نمبر	الباب السادس عشر فی زیارة القبور وقراءة القرآن فی المقابر / زیارة القبور وقراءة القرآن فی المقابر	حوالہ
۱۰۹۷- ۱۱	وان قرأها عشر مرات فهو احسن ومن اراد غاية الكمال فليزد عليها بالتضرع و الابتهال سور آخر	كذا فی الغرائب
۱۲	ومن قرأ على قبر بسم الله وعلى ملة رسول الله رفع الله العذاب والضيق و الظلمة عن صاحب القبر اربعين سنة	كذا فی الغرائب
۱۳	قال برهان الترجمانیؒ لانعرف وضع اليد على المقابر سنة ولا مستحسنا ولانرى به بأسا وقال عين الائمة الكرابیسیؒ هكذا وجدناه من غير نكير من السلف وقال شمس الائمة المكیؒ بدعة	كذا فی القنية
۱۴	ولا يمسح القبر ولا يقبله فان ذلك من عادة النصارى ولا بأس بتقبيل قبر والديه	كذا فی الغرائب
۱۵	فی اليتيمة سئل الخجندیؒ عن رجل تبر والديه بين القبور هل يجوز له ان يمر بين قبور المسلمين بالدعا والتسبيح ويزورهما فقال له ذلك ان امكنه ذلك من غير وطء القبور	كذا فی التتارخانية
۱۶	وسئل ايضا عمن له بقعة مملوكة بين المقابر يريد ان يتصرف فی تلك البقعة ولا طريق له الا على المقابر هل له ان يتخطى المقابر فقال ان كان الاموات فی التوابيت فلا بأس قال رضی الله عنه وكذلك ان كانوا فی غير التوابيت	كذا فی التتارخانية
۱۷	رجل وجد طريقا فی المقبرة يتحرى فان وقع فی قلبه ان هذا طريق احدثوه على القبور لا يمشی فيه وان لم يقع فی قلبه ذلك يمشی	كذا فی محيط السرخسی
۱۸	قال عين الائمة الكرابيسیؒ الاولى ان لا يصعد فی المقابر والو بریؒ كان يوسع فی ذلك ويقول سقوفها بمنزلة سقوف الدار فلا بأس بالصعود وقال شمس الائمة الحلوانیؒ يكره وقال ابن مسعود رضی الله عنه لان أطأ على جمر احب الی من ان أطأ	

ــه ۱ حکم نمبر $\frac{۱۴}{۱۰۹۷}$ نیز $\frac{۳۸}{۲۲۶}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ــه ۲ حکم نمبر $\frac{۱۳}{۱۰۹۷}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ــه ۳ حکم

دفعات و شق نمبر	سولہواں باب: قبروں کی زیارت اور قبرستان میں قرآن مجید پڑھنے کے احکام — قبروں کی زیارت اور قبرستان میں قرآن مجید پڑھنے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۷- ۱۱	(مذکورہ صورت میں) اگر اس نے (سورۃ اخلاص) دس بار پڑھی تو ایسا کرنا اچھا ہے اور جو شخص درجہ کمال کی حد کو پہنچنا چاہے تو وہ عاجزی اور انکساری کے ساتھ اس پر دوسری سورتوں کا اضافہ کرے	غرائب
۱۲	جس شخص نے کسی (مسلمان کی) قبر پر "بسم الله وعلى ملة رسول الله" پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس قبر والے سے عذاب، تنگی اور تاریکی چالیس سال کے لئے ہٹا دیتے ہیں۔	غرائب
۱۳	(ا) شیخ برھان الدین الترجمانی رح کا قول ہے کہ قبروں پر ہاتھ رکھنے کو ہم نہ سنت سمجھتے ہیں اور نہ مستحسن قرار دیتے ہیں اور نہ ایسا کرنے میں کوئی حرج سمجھتے ہیں۔ عین الائمہ الکرابیسی رح کا قول ہے کہ ہم نے اسلاف سے یوں ہی پایا ہے کہ وہ اس سے منع نہ کرتے تھے (ب) شمس الائمہ المکی رح کا قول ہے کہ (ایسا کرنا) بدعت ہے ۱ھ	قنیہ
۱۴	قبر پر ہاتھ نہ پھیرے اور نہ اسے چومے اس لئے کہ ایسا کرنا نصاریٰ کی عادت ہے (ب) اور والدین کی قبر چوم لینے میں کوئی حرج نہیں ہے ۲ھ	غرائب
۱۵	الیتیمۃ میں ہے کہ خجندی رح سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جس کے والدین کی قبر، قبروں کے درمیان ہے تو کیا اسے یہ جائز ہوگا کہ وہ مسلمانوں کی قبروں سے گذرے دعا و تسبیح کرے اور اپنے والدین کی قبروں کی زیارت کرے تو آپ نے فرمایا کہ وہ ایسا کر سکتا ہے بشرطیکہ دوسری قبروں کو روندے بغیر ایسا کرنا ممکن ہو ۳ھ	تتارخانیہ
۱۶	(ا) نیز آپ سے (یعنی شیخ خجندی رح سے) اس شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جس کی مملوکہ زمین کا قطعہ قبروں کے درمیان ہے وہ اس قطعہ میں تصرف کرنا چاہتا ہے اور اس کا راستہ قبروں پر سے ہی ہے تو اسے یہ جائز ہوگا کہ وہ قبروں پر سے چل کر گذرے تو آپ نے فرمایا کہ اگر وہ میتیں تابوتوں میں دفن کی گئی تھیں تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں (ب) اور مؤلف کا قول ہے کہ اگر وہ میتیں تابوتوں میں نہ تھیں تب بھی یہی حکم ہے	تتارخانیہ
۱۷	کسی شخص نے قبرستان میں راستہ دیکھا تو (اس سے گذرنے کے متعلق حکم یہ ہے کہ) وہ غور کرے پس اگر اس کے دل میں یہ واقع ہو کہ یہ راستہ لوگوں نے قبروں پر سے نکالا ہے تو اس راستہ میں نہ چلے اور اگر اس کے دل میں ایسا ہونا نہ واقع ہو تو اس راستہ میں چل سکتا ہے	محیط سرخسی
۱۸	عین الائمہ الکرابیسی رح کا قول ہے کہ اولیٰ یہ ہے کہ قبروں پر نہ چڑھے (ب) اور شیخ الوبری رح اس بارے میں گنجائش دیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ قبروں کی چھتیں، گھر کی چھتوں کے بمنزلہ ہیں پس ان پر چڑھنے میں کوئی حرج نہیں (ج) اور شمس الائمہ الحلوانی رح کا قول ہے کہ یہ (یعنی قبروں پر چڑھنا) مکروہ ہوتا ہے (د) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اگر میں انگارہ	

نمبر ۱۵ تا ۱۸ / ۱۰۹۷ نیز حکم نمبر ۲۹، ۵۰ / ۲۲۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب السادس عشر فی زیارۃ القبور وقراءۃ القرآن فی المقابر / زیارۃ القبور وقراءۃ القرآن فی المقابر	حوالہ
۱۰۹۷-	علی قبر قال علاء الترجمانی رح یأثم بوطء القبور لان سقف القبر حق المیت	کذا فی القنیۃ
	وعن شمس الائمۃ الحلوانی رح رخص بعض العلماء المشی علی القبور و قالوا یمشی علی سقف القبر	کذا فی خزانۃ الفتاوی
۱۹	ولا بأس بان یرفع ستر المیت لیری وجھہ وانما یکرہ ذلک بعد الدفن	کذا فی القنیۃ
۲۰	دفن فی ارض الغیر فالمالک ان شاء نبش او ترک او سوّی القبر و زرع فوقہ او ضمن الوارث قیمۃ الحفرۃ	کذا فی الوجیز للکردری
۲۱	حامل اتی علی حملھا سبعۃ اشھر وکان الولد یتحرک فی بطنھا ماتت فدفنت ثم رؤیت فی المنام انھا قالت ولدت لا ینبش القبر	کذا فی السراجیۃ
۲۲	یکرہ اتخاذ المقبرۃ فی السکک والاسواق	کذا فی القنیۃ
۲۳	ولو اتخذ کاشانۃ لیدفن فیھا موتی کثیرۃ یکرہ ایضا لان البناء علی المقابر یکرہ	کذا فی القنیۃ
۲۴	ویکرہ ان یتخذ لنفسہ تابوتا قبل الموت وتکرہ الصلوۃ فی التابوت	کذا فی القنیۃ
۲۵	وضع الورد والریاحین علی القبور حسن وان تصدق بقیمۃ الورد کان احسن	کذا فی الغرائب
۲۶	واخراج الشموع الی رأس القبور فی اللیالی الاول بدعۃ	کذا فی السراجیۃ
۲۷	ثوب الجنازۃ تخرق بحیث لا یستعمل فیما کان یستعمل فیہ لا یجوز للمتولی ان یتصدق بہ ولکن یبیعہ بثمن ویشتری بہ وبزیادۃ مال ثوبا آخر	کذا فی جواھر الفتاوی
	واللہ اعلم	

ؑ۱ حکم نمبر ۲۰/۱۰۹۷ مع حاشیہ، ۴۵ تا ۴۸/۲۲۶ نیز حکم نمبر ۶/۱۰۶، ۵۸/۲۲۲، ۲۳/۱۰۸۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ؑ۲ حکم نمبر ۱۹/۱۰۹۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
ؑ۳ حکم نمبر ۱۹/۱۰۹۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؑ۴ حکم نمبر ۳۴، ۴۳، ۴۴/۲۲۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) ؑ۵ حکم نمبر ۲۴/۱۰۹۷، ۲۴، ۲۹ تا ۳۴/۲۲۶ مع حواشی

دفعات شق نمبر	سولہواں باب؛ قبروں کی زیارت اور قبرستان میں قرآن مجید پڑھنے کے احکام — قبروں کی زیارت اور قبرستان میں قرآن مجید پڑھنے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۷-	روندکر چلوں تو یہ مجھے اس سے پسند ہے کہ میں قبر روند کر چلوں (س) شیخ علاءالترجمانی رح کا قول یہ ہے کہ قبر کو روندنے سے گنہگار ہوگا اس لئے کہ قبر کا چھت میت کا حق ہے	قنیہ
	(ش) شمس الائمۂ الحلوانی رح سے منقول ہے کہ بعض اہل علم نے قبروں پر چلنے میں رخصت دی ہے اوران کا قول ہے کہ قبر کی چھت پر چل سکتا ہے۔	خزانۃ الفتاویٰ
۱۹	اسمیں کوئی حرج نہیں کہ کوئی شخص میت کا چہرہ دیکھنے کے لئے پردہ اٹھائے البتہ دفن کر چکنے کے بعد ایسا کرنا مکروہ ہوتا ہے ؎۱	قنیہ
۲۰	کوئی (مردہ) شخص کسی دوسرے آدمی کی زمین میں دفن کر دیا گیا تو اس زمین کے مالک کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اس قبر کو اکھاڑ ڈالے یا رہنے دے یا قبر کو برابر کر کے اس پر کھیتی کر لے یا اس میت کا وارث اس قبر کے گڑھے کی قیمت کی ضمان دے ؎۲	وجیز للکردری
۲۱	کوئی (عورت) حاملہ تھی اس کے حمل کو سات ماہ ہو چکے تھے بچہ اس کے پیٹ میں حرکت کرتا تھا اس عورت کی موت واقع ہوگئی اور وہ دفن کر دی گئی پھر اسے خواب میں دیکھا گیا کہ وہ کہتی ہے کہ میں نے بچہ جنا ہے تو (اس خواب کی بنا پر) اس کی قبر کو اکھیڑا نہیں جائے گا ؎۳	سراجیہ
۲۲	گلیوں اور بازاروں میں مقبرہ (یعنی قبر کی جگہ) بنانا مکروہ ہوتا ہے ؎۴	قنیہ
۲۳	اگر کسی شخص نے کاشانہ (یعنی گھر) بنایا تاکہ اس میں بہت سے میت دفن کئے جائیں گے تو ایسا کرنا مکروہ ہے ؎۵	قنیہ
۲۴	(د) یہ مکروہ ہوتا ہے کہ کوئی شخص اپنے لئے موت سے پہلے تابوت تیار کرالے (ب) اور تابوت میں (میت رکھ کر) نماز (جنازہ) پڑھنا مکروہ ہوتا ہے ؎۶	قنیہ
۲۵	قبروں پر گلاب کے پھول یا ریحان رکھنا اچھا ہے اور اگر ان پھولوں کی قیمت صدقہ کر دے تو زیادہ اچھا ہے ؎۷	غرائب
۲۶	قبروں کے سرہانے (میت کی موت کے بعد کی) پہلی راتوں میں شمعوں کا اخراج بدعت ہے	سراجیہ
۲۷	جنازے کا (یعنی میت کا) کپڑا یوں پھاڑا گیا کہ جس حیثیت سے وہ استعمال ہوتا تھا اس میں وہ قابل استعمال نہ رہا تو متولی (یعنی جنازے کے ذمہ دار شخص) کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اسے صدقہ کر دے لیکن وہ اسے قیمتاً فروخت کرے گا اور اس قیمت سے اور کچھ مزید مال سے دوسرا کپڑا خریدے گا۔	جواہر الفتاویٰ
	واللہ اعلم	

ملاحظہ ہوں (مترجم)، ؎۶ حکم نمبر ۲۳/۱۰۹۷ ، ۲۹ تا ۳۴/۲۲۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎۷ حکم نمبر ۴۹/۲۲۶ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن عشر فی التداوی والمعالجات وفیہ العزل واسقاط الولد	التداوی والمعالجات	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب الثامن عشر فی التداوی والمعالجات وفیہ العزل واسقاط الولد

دفعات ۱۰۹۷ تا ۱۰۹۸ ، عنوانات ۲ ، تعداد شق ۴۷

۱۰۹۹- التداوی والمعالجات

تعداد شق ۴۲

۱ الاشتغال بالتداوی لا بأس بہ اذا اعتقد ان الشافی ھو اللہ تعالیٰ وانہ جعل الدواء سببا اما اذا اعتقد ان الشافی ھو الدواء فلا — کذا فی السراجیۃ

۲ وقال محمدؒ ولا بأس بالتداوی بالعظم اذا کان عظم شاۃ او بقرۃ او بعیر او فرس او غیرہ من الدواب الا عظم الخنزیر والآدمی فانہ یکرہ التداوی بھما فقد جوز التداوی بعظم ما سوی الخنزیر والآدمی من الحیوانات مطلقا من غیر فصل بینما اذا کان الحیوان ذکیا او میتا وبینما اذا کان العظم رطبا او یابسا وما ذکر من الجواب یجری علی اطلاقہ اذا کان الحیوان ذکیا لان عظمہ طاھر رطبا کان او یابسا یجوز الانتفاع بہ جمیع انواع الانتفاعات رطبا کان او یابسا فیجوز التداوی بہ علی کل حال واما اذا کان الحیوان میتا فانما یجوز الانتفاع بعظمہ اذا کان یابسا ولا یجوز الانتفاع اذا کان رطبا واما عظم الکلب فیجوز التداوی بہ ھکذا قال مشائخنا وقال الحسن بن زیادؒ لا یجوز التداوی بہ — کذا فی الذخیرۃ

۱؎ حکم نمبر $\frac{۱}{۱۰۸۶}$ کے باب کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر $\frac{۶}{۱۰۹۹}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

۳؎ چنانچہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے کہ زخم کے علاج کیلئے انسان اور خنزیر کی ہڈی کا استعمال کرنا مکروہ ہے اس لئے کہ ان دونوں سے نفع اٹھانا حرام ہے نیز فتاویٰ قاضیخان میں آدمی کے اکرام کے متعلق لکھا ہے کہ آں حضرت کے ایک ارشاد کا مفہوم یوں ہے کہ میت کی ہڈی توڑنا زندہ آدمی کی ہڈی توڑنے

دفعات و شق نمبر	اٹھارہواں باب علاج معالجہ اور عزل و اسقاط کے احکام — علاج و معالجہ کے احکام کا بیان	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	اٹھارہواں باب، علاج معالجہ اور عزل و اسقاط کے احکام [۱]	
	دفعات ۱۰۹۷ تا ۱۰۹۸، عنوانات ۲، تعداد شق ۴۷	
۱۰۹۹-	**علاج و معالجہ** اور اسمیں ۴۲ شقیں ہیں	
۱	علاج (ومعالجہ) کی مشغولیت میں کوئی حرج نہیں ہے جبکہ اس کا اعتقاد یہ ہو کہ شفا دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اس نے دوا کو بطور سبب بنایا ہے اور اگر کسی کا اعتقاد یہ ہو کہ دوا شفا دہندہ ہے تو پھر یہ حکم نہیں ہے [۲]	سراجیہ
۲	(۱) امام محمدؒ کا قول ہے کہ ہڈی سے علاج کرنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ وہ بکری، گائے اونٹ، گھوڑے یا اس کے علاوہ جانوروں میں سے کسی جانور کی ہڈی ہو لیکن خنزیر اور آدمی کی ہڈی کے متعلق یہ حکم نہیں ہے اس لئے کہ ان (مذکورہ) دونوں کی ہڈیوں سے علاج کرنا مکروہ ہے تو آپ نے (اپنے مذکورہ قول میں) خنزیر اور آدمی کے سوا تمام حیوانات کی ہڈی سے علاج کرنے کو مطلقاً جائز قرار دیا ہے (اور یہ جواب) اس تفصیل کے بغیر (ہے) کہ جب وہ جانور ذبح کردہ ہو یا مردار ہو اور جب وہ ہڈی تر ہو یا خشک ہو (ب)، اور مذکورہ جواب میں جب وہ جانور ذبح کردہ ہو تو مذکورہ جواب علی الاطلاق جاری ہوگا اس لئے کہ ذبح کردہ جانور کی ہڈی پاک ہوتی ہے خواہ تر ہو یا خشک ہو اس سے ہر قسم کے منافع حاصل کرنا جائز ہوتا ہے خواہ تر ہو یا خشک پس اس سے ہر حال میں علاج کرنا جائز قرار پائے گا مگر جب وہ جانور مردار ہو تو اس کی ہڈی سے نفع حاصل کرنا تب جائز ہوگا جب وہ خشک ہو اور جب وہ تر ہو تو اس سے نفع حاصل کرنا جائز نہ ہوگا (ج) اور کتے کی ہڈی سے (بھی) علاج کرنا جائز ہوگا ہمارے مشائخ رح کا قول یوں ہی ہے۔ اور حسن بن زیادؒ کا قول ہے کہ اس سے (یعنی کتے کی ہڈی سے) علاج کرنا جائز نہ ہوگا [۳]	ذخیرہ

کی طرح ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری ج ۶ ص ۳۶۵، ص ۳۵۸۔ حکم نمبر ۱ تا ۵، ۱۴ تا ۲۲، ۲۹ / ۱۰۹۹، ۴۲ / ۴۳، ۴۴، ۴۶، ۴۷ / ۱۰۹۲، ۳۰ / ۱۰۹۳ اور ۱ تا ۴ / ۱۱۷۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن عشر فی التداوی والمعالجات وفیہ العزل واسقاط الولد — التداوی والمعالجات	حوالہ
١٠٩٩-٣	الانتفاع باجزاء الآدمی لم یجز قیل للنجاسة وقیل للکرامة هو الصحیح	کذا فی جواهر الاخلاطی
٤	قال ابو حنیفة رح ولا ینتفع من الخنزیر بجلده وغیره الا الشعر للاساکفة وقال ابو یوسف رح یکره الانتفاع ایضا بالشعر وقول ابی حنیفة رح اظهر	کذا فی المحیط
٥	واذا کان برجل جراحة یکره المعالجة بعظم الخنزیر والانسان لانه یحرم الانتفاع به	کذا فی الکبری
٦	ولو ان رجلا ظهر به داء فقال له الطبیب قد غلب علیک الدم فاخرجه فلم یفعل حتی مات لا یکون آثما لانه لم یتیقن ان شفاءه فیه	کذا فی فتاوی قاضیخان
٧	وتستحب الحجامة لکل واحد	کذا فی الظهیریة
٨	لا ینبغی للحامل ان تحتجم ولا تفتصد مالم یتحرک الولد فاذا تحرک جاز مالم تقرب الولادة محافظة علی الولد الا اذا لحقها بترکه ضرر بین	کذا فی القنیة
٩	امراءة اُتی علی حملها شهر فارادت القاء العلق علی الظهر لاجل الدم تسأل اهل الطب فان قالوا یضر بالحمل لا تفعل	کذا فی الکبری
١٠	وان شربت المرأة دواء لتصح نفسها وهی حامل فلا بأس بذلک وهو اولی وان سقط الولد حیا او میتا فلا شیئ علیها	کذا فی الینابیع

ف١ حکم نمبر ٢/١٠٩٩ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ف٢ حکم نمبر ٢/١٠٩٩ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ف٣ حکم نمبر ٢/١٠٩٩ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ف٤ حکم نمبر ١٢،١،١٣/١٠٩٩ نیز ٣٥، ٣٨، ٤٨، ٤٩ تا ٥٣/١٠٩٢ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، ف٥ حکم نمبر ٧ تا ١١/١٠٩٩ نیز حکم نمبر ١١/٢٦٨، ٤/٢٧١ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ف٦ حکم نمبر ٧ تا ١١/١٠٩٩، مکمل/١١٠٠، ١٧ تا ٢٠/١١٨٠ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ف٧ حکم نمبر ٨/١٠٩٩ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ف٨ حکم نمبر ٨/١٠٩٩ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	اٹھارہواں باب، علاج معالجہ اور عزل واسقاط کے احکام — علاج ومعالجہ کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۹-۳	(علاج کے لئے) آدمی کے (جسم کے) اجزا سے انتفاع (یعنی نفع اٹھانا) جائز نہیں ہے یہ حکم بعض کے ہاں بوجہ نجاست کے ہے اور بعض کے ہاں بوجہ کرامت (یعنی تعظیم) کے ہے یہی حکم صحیح ہے [1]	جواہر الاخلاطی
۴	(ا) امام ابو حنیفہ رح کا قول ہے کہ خنزیر کی جلد وغیرہ سے فائدہ نہ اٹھایا جائے لیکن بالوں (سے فائدہ اٹھانے) کے متعلق موزہ دوزوں کے لئے یہ حکم نہیں ہے (ب) امام ابو یوسف رح کا قول (کہ خنزیر کے) بالوں سے فائدہ اٹھانا بھی مکروہ ہے (ج) اور امام ابو حنیفہ رح کا قول اظہر ہے [2]	محیط
۵	جب کسی شخص کو کوئی جراحت (یعنی زخم) ہو تو اس کا علاج، خنزیر اور انسان کی ہڈی سے کرنا مکروہ ہوتا ہے اس لئے کہ اس سے (یعنی خنزیر اور انسان کی ہڈی سے) فائدہ اٹھانا حرام ہوتا ہے [3]	کبریٰ
۶	اگر کسی شخص کو کوئی بیماری ظاہر ہوئی تو طبیب نے اسے کہا کہ تجھ پر غلبہ خون ہے اسے نکلوا دے تو اس شخص نے ایسا نہ کیا حتیٰ کہ اس کی موت واقع ہوگئی تو اس سے وہ گنہگار نہ ہوگا اس لئے کہ اس نے یہ یقین نہیں کیا کہ اس کی شفا ایسا کرنے میں ہے [4]	قاضیخان
۷	حجامت (یعنی پچھنے لگوا کر خون نکلوانا عام حالات میں) ہر شخص کے حق میں مستحب قرار پاتا ہے [5]	ظہیریہ
۸	(خون نکلوانے کے لئے) پچھنے لگوانے یا فصد کرانے (یعنی رگ چھڑانے) کا عمل حاملہ عورت کو نہیں کرنا چاہیے جب تک کہ بچہ (اس کے پیٹ میں) حرکت نہ کرے اور جب وہ بچہ حرکت کرنا شروع کردے تو جائز ہے جب تک ولادت کا وقت قریب نہ ہو اور یہ حکم بچہ کی حفاظت کے پیش نظر ہے لیکن جب اس عورت کو پچھنے لگانے یا فصد کرنے کے ترک کرنے کی صورت میں واضح ضرر لاحق ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر اسے پچھنے لگانا یا فصد کرانا جائز ہوگا) [6]	قنیہ
۹	کسی عورت کے حمل کو ایک ماہ ہوچکا ہے اس نے (خون نکلوانے کے لئے) پیٹھ پر جونک لگانے کا ارادہ کیا تو اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ وہ) اہل طب سے دریافت کرے پس اگر انہوں نے یہ کہا کہ ایسا کرنے سے حمل کو ضرر ہوگا تو ایسا نہ کرے [7]	کبریٰ
۱۰	اگر کسی حاملہ عورت نے اپنی صحت کے لئے دوا پی تو اس میں کوئی حرج نہیں اور یہ اولیٰ ہے اور اگر اس سے بچہ ساقط ہوگیا خواہ زندہ یا مردہ تو اس پر کوئی شئی لازم نہیں ہے [8]	ینابیع

دفعات و شق نمبر	الباب الثامن عشر فی التداوی والمعالجات وفیہ العزل و اسقاط الولد — التداوی والمعالجات	حوالہ
١٠٩٩ - ١١	الحجامة بعد نصف الشهر يوم السبت حسن نافع جدا ويكره قبل نصف الشهر	كذا فى الفتاوى العتابية
١٢	مرض او رمد فلم يعالج حتى مات لا يأثم	كذا فى الملتقط
١٣	والرجل اذا استطلق بطنه او رمدت عيناه فلم يعالج حتى اضعفه ذلك واضناه ومات منه لا اثم عليه فرق بين هذا وبينما اذا جاع ولم يأكل مع القدرة حتى مات حيث يأثم والفرق ان الأكل مقدار قوته مشبع بيقين فكان تركه اهلاكا ولا كذلك المعالجة والتداوى	كذا فى الظهيرية
١٤	وتكره البان الاتان للمريض وغيره وكذلك لحومها	كذا فى فتاوى قاضيخان
١٥	وكذلك التداوى بكل حرام	كذا فى فتاوى قاضيخان
١٦	وتكره ابوال الابل ولحم الفرس وقالا لا بأس بابوال الابل ولحم الفرس للتداوى	كذا فى الجامع الصغير
١٧	اعلم بان الاسباب المزيلة للضرر تنقسم الى مقطوع به كالماء المزيل لضرر العطش والخبز المزيل لضرر الجوع والى مظنون كالفصد والحجامة وشرب المسهل وسائر ابواب الطب اعنى معالجة البرودة بالحرارة ومعالجة الحرارة بالبرودة وهى الاسباب الظاهرة فى الطب والى	

۱ حکم نمبر ٧/١٠٩٩ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ حکم نمبر ٦، ١٣/١٠٩٩ نیز حکم نمبر ٣٥، ٣٨، ٤٨، ٤٩ ج/١٠٩٢ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ حکم نمبر ٦، ١٢/١٠٩٩ نیز حکم نمبر ٣٥، ٣٨، ٤٨، ٤٩ ج/١٠٩٢ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴ حکم نمبر ١٤ تا ٢٦، ٢٩/١٠٩٩ نیز حکم نمبر ٢، ٢٢/١٠٩٩ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵ حکم نمبر ١٤/١٠٠٠ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ٦ جیساکہ درمختار وردالمحتار ج ٥ ص ٢٣٩، ص ٢٤٠ میں ہے نیز درمختار میں ہے کہ لبن الرمکۃ یعنی گھوڑی کا دودھ پینا مکروہ ہے اور اس کی شرح ردالمحتار میں ہے کہ مصنف نے الذبائح کی بحث میں ذکر کیا ہے کہ الاوجہ حکم کے بموجب گھوڑی کا دودھ پینے میں کوئی

دفعات وشق نمبر	اٹھارھواں باب، علاج معالجہ اور عزل و اسقاط کے احکام　　علاج و معالجہ کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۹-۱۱	پچھنے لگوانا (قمری حساب سے، نصف ماہ گذرنے کے بعد بروز ہفتہ لگوانا اچھا ہے اور بہت مفید ہے اور نصف ماہ سے پہلے مکروہ ہے ؎۱	عنابیہ
۱۲	کوئی شخص بیمار پڑا یا اسے رمد (یعنی آنکھ کی ایک بیماری) لگی تو اس نے علاج نہ کیا حتی کہ (اس سے) اس کی موت واقع ہوگئی تو ایسا کرنے سے وہ گنہگار نہ قرار پائے گا ؎۲	ملتقط
۱۳	جب کسی شخص کو دست لگے یا اس کی آنکھوں کو رمد کی بیماری لگی تو اس نے علاج نہ کیا حتی کہ اس بیماری نے اسے ضعیف ونحیف کر دیا اور اس سے اس کی موت واقع ہوگئی تو ایسا کرنے میں اس پر گناہ نہیں ہے (ب) اس (مذکورہ) حکم میں اور اس (حکم نمبر $\frac{۴۸}{۱۰۹۴}$) حکم میں فرق کیا گیا ہے جبکہ کوئی شخص بھوکا ہو اس نے قدرت کے باوجود نہ کھایا حتی کہ اس کی موت واقع ہوگئی تو اس میں وہ گنہگار قرار پاتا ہے اور (وجہ) فرق یہ ہے کہ (بھوک کی صورت میں) بمقدار خوراک کھانا یقیناً سیر کرتا ہے پس اس کا ترک کرنا، ہلاکت میں ڈالنا قرار پاتا ہے اور علاج و معالجہ کی حیثیت یوں نہیں ہے ؎۳	ظہیریہ
۱۴	مریض کے لئے (بطور علاج) گدھی کا دودھ مکروہ ہے اور اسی طرح اس کے گوشت کے متعلق بھی یہی حکم ہے ؎۴	قاضیخان
۱۵	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح ہر حرام چیز سے علاج کرنے کے متعلق یہی حکم ہے (کہ مکروہ ہے) ؎۵	قاضیخان
۱۶	(علاج کے لئے اونٹ کا پیشاب اور گھوڑے کا گوشت مکروہ ہے اور صاحبینؒ (یعنی امام ابو یوسف رح اور امام محمدؒ) کا قول ہے کہ دوا کے لئے اونٹ کا پیشاب اور گھوڑے کے گوشت کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے ؎۶	جامع صغیر
۱۷	(و) جان لو کہ ضرر زائل کرنے والے اسباب کئی قسم کے ہیں (۱) وہ جو (بالعموم) یقینی ہوتے ہیں جیسا پانی جو پیاس کے ضرر کو زائل کنندہ ہے اور روٹی جو بھوک کے ضرر کو زائل کنندہ ہے (۲) وہ جو ظنی ہیں مثلاً فصد کرانا، پچھنے لگوانا، مسہل لینا اور طب کے سبھی ابواب یعنی ٹھنڈک کا علاج حرارت سے اور حرارت کا علاج ٹھنڈک سے کرنا اور طب میں یہی ظاہری اسباب ہیں (۳) وہ جو موہوم ہیں	

حرج نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس کے پینے میں آلہ جہاد کا کم ہونا نہیں ہے۔ مفہوم ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۵ ص ۲۳۹
"الاوجہ" کے متعلق حکم نمبر $\frac{۲ ب}{۴۹۷}$ کے حاشیہ کے ص ۱ کے ح ۳ کا ۱۱ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر $\frac{۱۴}{۱۰۹۹}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الثامن عشر فی التداوی والمعالجات وفیه العزل واسقاط الولد — التداوی والمعالجات	حوالہ
۱۰۹۹-	موهوم کالکی والرقیة اما المقطوع به فلیس ترکه من التوکل بل ترکه حرام عند خوف الموت واما الموهوم فشرط التوکل ترکه اذ به وصف رسول الله صلى الله عليه وسلم المتوکلین واما الدرجة المتوسطة وهی المظنونة کالمداواة بالاسباب الظاهرة عند الاطباء ففعله لیس مناقضا للتوکل بخلاف الموهوم وترکه لیس محظورا بخلاف المقطوع به بل قد یکون افضل من فعله فی بعض الاحوال وفی حق بعض الاشخاص فهو علی درجة بین الدرجتین	
		کذا فی الفصول العمادیة فی الفصل الرابع والثلاثین
۱۸	ولا بأس بان یسعط الرجل بلبن المرأة ویشربه للدواء	کذا فی القنیة
۱۹	وفی شرب لبن المرأة للبالغ من غیر ضرورة اختلاف المتأخرین	کذا فی القنیة
۲۰	ولو ان مریضا اشار الیه الطبیب بشرب الخمر روی عن جماعة من ائمة بلخ انه ینظر ان کان یعلم یقینا انه یصح حل له التناول وقال الفقیه عبد الملک حاکیا عن استاذه انه لا یحل له التناول	کذا فی الذخیرة
۲۱	ولا یجوز ان یداوی بالخمر جرحا او دبر دابة [5] ولا ان یسقی ذمیا ولا ان یسقی صبیا للتداوی والوبال علی من سقاه	کذا فی الهدایة
۲۲	یجوز للعلیل شرب الدم والبول وأکل المیتة للتداوی اذا اخبره طبیب مسلم ان شفاءه فیه ولم یجد من المباح ما یقوم مقامه وان قال الطبیب یتعجل شفاءک فیه وجهان	کذا فی التمرتاشی

[1] حکم نمبر 14/1099 مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] بعض اہل علم نے بنا بر ضرورتِ علاج، انجکشن کے ذریعہ انسانی جسم سے خون نکالنے اور دوسرے انسانی جسم میں ڈالنے کو دودھ پر قیاس کیا ہے جبکہ اسمیں انسانی اعضاء کی قطع برید کی ضرورت نہیں ہوتی کہ جسطرح عورت کا دودھ جزو انسانی ہونے کے باوجود بنا بر ضرورت جائز قرار پاتا ہے اسیطرح بنا بر ضرورت خون کے متعلق بھی جواز کی گنجائش ہونی چاہیے اور خون کا ناپاک ہونا، تداوی بالمحرم میں داخل قرار پائے گا۔ البتہ حکم نمبر 22/1099 نیز حکم نمبر 14، 19، 101/1099 تا 5، 4/1100 مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] حکم نمبر 18/1099 مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] حکم نمبر 14، 17، 22/1099 مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	اٹھارہواں باب علاج معالجہ اور عزل و اسقاط کے احکام — علاج و معالجہ کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۹-	مثلاً داغ دینا اور جھاڑ پھونک کرنا (ب) پس (مذکورہ) یقینی اسباب کا ترک کرنا توکل نہیں ہے بلکہ داگر ان کے ترک میں) موت کا خدشہ ہو تو ان کا ترک کرنا حرام ہے اور (مذکورہ) موہوم اسباب (کے متعلق حکم یہ ہے کہ ان) کو ترک کرنا توکل کی شرط ہے اس لئے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے متوکلین کی صفت یہی بیان فرمائی ہے اور (مذکورہ) درمیانہ درجہ یعنی وہ اسباب جو ظنی ہیں مثلاً طبیبوں کے ہاں اسباب ظاہرہ سے دوا کرنا تو (ان کے متعلق حکم یہ ہے کہ) موہوم اسباب کے حکم کے خلاف، ان پر (یعنی ظنی اسباب پر) عمل کرنا توکل کے منافی نہیں ہے اور ان کے (یعنی ظنی اسباب کے) ترک کرنے کے متعلق حکم یہ ہے کہ یقینی اسباب کے حکم کے خلاف، ان کو (یعنی ظنی اسباب کو) ترک کرنا ممنوع نہیں ہے بلکہ کبھی وہ بعض حالات میں اور بعض اشخاص کے حق میں (ان کا ترک کرنا) ان پر عمل کرنے سے افضل قرار پاتا ہے پس وہ دونوں درجوں کے مابین ایک درجہ پر ہے ۱؎	فصول عمادی
۱۸	کوئی مرد (دوا کے طور پر) کسی عورت کا دودھ بطور ناس لینے کے استعمال کرے (یعنی ناک میں چڑھائے) یا اسے بطور دوا پی لے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے ۲؎	قنیه
۱۹	بالغ مرد، کسی عورت کا دودھ بغیر ضرورت پیئے تو اس کے حکم میں متاخرین کا اختلاف ہے ۳؎	قنیه
۲۰	(د) اگر کسی مریض کو طبیب نے (بطور دوا) شراب پینے کا اشارہ کیا تو اس کے حکم کے متعلق ائمہ بلخ کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ دیکھا جائے گا کہ اگر وہ یقین سے (یعنی ظن غالب سے) جانتا ہے کہ (اس سے) وہ مریض اچھا ہو جائے گا تو اس کے لئے اس کا پینا حلال ہو گا (ب) اور فقیہ عبدالملکؒ نے اپنے استادؒ سے نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ (مذکورہ صورت میں) اس کے لئے اسکا پینا حلال نہ ہو گا ۴؎	ذخیره
۲۱	(د) یہ جائز نہ ہو گا کہ کوئی شخص زخم کا علاج یا کسی جانور کی پیٹھ لگنے کا علاج شراب سے کرے (ب) اور نہ یہ جائز ہے کہ وہ (مسلمان شخص) کسی ذمی کو شراب پلائے (ج) اور نہ یہ جائز ہے کہ وہ کسی بچہ کو بطور علاج شراب پلائے اور اس کا وبال اس پلانے والے پر ہو گا ۶؎	ہدایہ
۲۲	بیمار کے لئے بطور علاج، خون، پیشاب اور مردار کھانا جائز قرار پاتا ہے جبکہ اسے کوئی مسلمان طبیب یہ بتائے کہ اس کی صحت ایسی دوا کرنے میں ہے اور وہ اس دوا کے قائمقام کوئی مباح چیز نہ پائے۔ اور اگر طبیب یوں کہے کہ اس سے تجھے جلدی صحت ہو گی تو اس کے متعلق جواب دو قسم پر ہے ۷؎	تمرتاشی

۵؎ الدبر۔ زخمی پیٹھ والا جانور، پیٹھ لگا جانور ماخوذ از المنجد ص۳۶۵ (مترجم) ۶؎ حکم نمبر ۱۴، ۲۲ / ۱۰۹۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۷؎ یعنی مذکورہ حرام چیزوں کے استعمال کی اجازت محض عام ضرورت یا منفعت یا زینت کیلئے نہیں ہے بلکہ مریض کی جان بچانے کے لئے علاج کی ضرورت کے لئے ہے اور وہ بھی جبکہ معتمد مسلم طبیب تجویز کرے اور اسے عادۃً اس دوا سے صحت کا یقین ہو اور اس دوا کا قائمقام نہ ہو۔ حکم نمبر ۲۰، ۲۲، ۲ / ۱۰۹۹ مع حواشی ملاحظہ ہو اور حرام چیزوں سے علاج کے متعلق اختلاف بھی ہے اسکے متعلق ۱۴، ۱۵، ۲۱، ۲۳، ۲۴، ۲۵ / ۱۰۹۹ ملاحظہ ہو اور حالت اضطرار میں گنجائش کے متعلق حکم نمبر ۳۵، ۳۶، ۴۳، ۴۴ / ۱۰۹۲ مع حواشی نیز حکم نمبر ۳، ۲ / ۲ مع حواشی اور حکم نمبر ۵ / ۱۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثامن عشر فی التداوی و المعالجات وفیہ العزل و اسقاط الولد — التداوی والمعالجات	حوالہ
١٠٩٩-٢٣	هل يجوز شرب القليل من الخمر للتداوی اذا لم يجد شيئاً يقوم مقامه فيه وجهان	كذا فی التمرتاشی
٢٤	قال له الطبيب الحاذق علتك لا تندفع الا بأكل القنفذ او الحية او دواء يجعل فيه الحية لا يحل أكله	كذا فی القنية
٢٥	وأكل الترياق يكره اذا كان فيه شيئ من الحيات وان باع ذلك جاز وان لم يعلم ان فيه شيأ من الحيات لا بأس بشربه	كذا فی الخلاصة
٢٦	وأكل خرء الحمام للدواء لا بأس به	كذا فی خزانة الفتاوی
٢٧	مضغ العلك للنساء لا بأس به بلا خلاف واختلف فی مضغه للرجال قال شمس الأئمة الحلوانی رح لا بأس به فی حق الرجال والنساء جميعا اذا كان لغرض صحيح هو الصحيح	كذا فی الجواهر الاخلاطی
٢٨	وسئل ابو مطيع رح عن امرأة تأكل القبقبة واشباه ذلك تلتمس السمن قال لا بأس مالم تأكل فوق الشبع واذا أكلت فوق الشبع لا يحل لها	كذا فی الحاوی للفتاوی
	والمرأة اذا كانت تسمن نفسها لزوجها لا بأس به ويكره للرجل ذلك	كذا فی الظهيرية
٢٩	ادخل المرارة فی اصبعه للتداوی قال ابو حنيفة رح لا يجوز وعند ابی يوسف رح يجوز وعليه الفتوی	كذا فی الخلاصة
٣٠	العجين اذا وضع علی الجراح ان عرف فيه شفاء لا بأس به	كذا فی السراجية
٣١	ولا بأس بكی الصبيان اذا كان لداء اصابهم	كذا فی محيط السرخسی

؁١ حکم نمبر ١٤/١٠٩٩ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؁٢ حکم نمبر ١٤/١٠٩٩ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
؁٣ حکم نمبر ١٤/١٠٩٩ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؁٤ حکم نمبر ١٤/١٠٩٩ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
؁٥ حکم نمبر ١/٢٦٨ ملاحظہ ہو (مترجم) ؁٦ حکم نمبر ٤/١٠٩٢ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	اٹھارہواں باب: علاج معالجہ اور عزل واسقاط کے احکام　علاج ومعالجہ کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۹-۲۳	تھوڑی سی شراب، کیا بطور دوا پینا جائز ہوگا؟ جبکہ وہ اس کے قائمقام کوئی اور چیز نہ پائے تو اس کے متعلق جواب دو قسم پر ہے [۱]	تمرتاشی
۲۴	کسی بیمار کو طبیب حاذق نے یہ کہا کہ تیری بیماری سیہہ یا سانپ یا ایسی دوا جس میں سانپ ڈالا گیا ہو، اس کے کھائے بغیر دور نہ ہوگی تو اس صورت میں اس چیز کا کھانا حلال نہ ہوگا [۲]	قنیہ
۲۵	(د) تریاق کا کھانا مکروہ ہے جبکہ اس میں سانپوں کی کچھ جز موجود ہو (ب) اور اگر کسی شخص نے تریاق فروخت کیا تو جائز ہوگا (ج) اور اگر یہ نہ جانتا ہو کہ اس (تریاق) میں سانپوں کی کوئی جز ہے تو اس کے پینے میں کوئی حرج نہیں ہے [۳]	خلاصہ
۲۶	کبوتر کی بیٹ دوا کے طور پر کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے [۴]	خزانۃ الفتاویٰ
۲۷	(د) علک (یعنی گوند) چبانا اس میں عورتوں کے لئے بلا خلاف کوئی حرج نہیں ہے اور علک کو مرد چبائیں تو اس کے حکم میں اختلاف ہے (ب) شمس الائمہ الحلوانی رح کا قول ہے کہ مردوں اور عورتوں سبھی کے حق میں کوئی حرج نہیں ہے جبکہ کسی صحیح غرض کے لئے ہو یہی حکم صحیح ہے [۵]	جواہر الاخلاطی
۲۸	(د) شیخ ابو مطیع رح سے اس عورت کے بارے میں دریافت کیا گیا جو فربہ ہونے کے لئے قبقبہ (یعنی حریرہ وغیرہ کی ایک قسم) اور اس کی مانند چیز کھاتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں جب تک کہ وہ سیر ہونے سے زیادہ نہ کھائے اور اگر وہ سیر ہونے سے زیادہ کھائے تو پھر اس کے لئے وہ حلال نہ ہوگا [۶]	حاوی
	(ب) کوئی عورت جب اپنے شوہر کی (خوشنودی کی) خاطر اپنے آپ کو فربہ (کرنے کی کوشش) کرتی ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے (ج) اور مرد کے لئے ایسا کرنا مکروہ ہے [۷]	ظہیریہ
۲۹	کسی شخص نے علاج کے طور پر اپنی انگلی پر مرارہ (یعنی پِتّا) پہنا تو اس حکم کے متعلق (د) امام ابو حنیفہ رح کا قول یہ ہے کہ جائز نہ ہوگا (ب) اور امام ابو یوسف رح کے ہاں جائز ہے اور اس پر فتویٰ ہے [۸]	خلاصہ
۳۰	گوندھا ہوا آٹا جب زخم پر رکھا گیا تو اگر معلوم ہو کہ ایسا کرنے میں صحت ہوتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے	سراجیہ
۳۱	بچوں کو (علاج کے طور پر) داغنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ وہ اس بیماری کے (علاج کے) لئے ہو جو انہیں لگی ہو [۹]	محیط سرخسی

[۷] حکم نمبر ۶/۱۰۹۲ ملاحظہ ہو (مترجم)، [۸] حکم نمبر ۱۴/۱۰۹۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [۹] حکم نمبر ۱۷، ۳۲/۱۰۹۹ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن عشر فی التداوی والمعالجات وفیه العزل واسقاط الولد — التداوی والمعالجات	حوالہ
۱۰۹۹-۳۲	وکذا لا بأس بکی البهائم للعلامة ویکره الکی فی الوجه	کذا فی محیط السرخسی کذا فی الفتاوی العتابیة
۳۳	واختلف فی الاسترقاء بالقرآن نحو ان یقرأ علی المریض والملدوغ او یکتب فی ورق ویعلق او یکتب فی طست فیغسل ویسقی المریض فاباحه عطاء رح ومجاهد رح وابو قلابة رح وکرهه النخعی رح والبصری رح فقد ثبت ذلك فی المشاهیر من غیر انکار	کذا فی خزانة الفتاوی کذا فی خزانة المفتین
۳۴	والذی رعف فلا یرقأ دمه فاراد ان یکتب بدمه علی جبهته شیئاً من القرآن قال ابو بکر الاسکاف رح یجوز	کذا فی خزانة المفتین
۳۵	وکذا لو کتب علی جلد میتة اذا کان فیه شفاء	کذا فی خزانة المفتین
۳۶	ولا بأس بتعلیق التعویذ ولکن ینزعه عند الخلاء والقربان قال ان ارادت امرأة ان تضع التعویذ لیحبها زوجها بعد ما کان یبغضها ذکر فی الجامع الصغیر ان ذلك حرام لا یحل	کذا فی الغرائب کذا فی الحاوی للفتاوی
۳۷	ولو ولد ولد یکره ان یلطخ رأسه بدمه	کذا فی الفتاوی العتابیة

۱؎ حکم نمبر ۳۱/۱۰۹۹ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ چنانچہ رد المحتار میں ہے کہ تعویذوں میں جب قرآن مجید اور اللہ تعالیٰ کے نام لکھے جائیں تو کوئی حرج نہیں البتہ جب تعویذ عربی زبان کے علاوہ میں ہو اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کیا ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ جادو یا کفر وغیرہ ہو تو مکروہ ہے اور جو قرآن سے یا دعوات میں سے ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ۵ ص ۲۵۶، ص ۲۵۷ حکم نمبر ۳۳ تا ۴۲/۱۰۹۹ اور ۱۲/۱۰۹۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۳۳/۱۰۹۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۳۳/۱۰۹۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ رد المحتار میں ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ جنبی یا حائض بازو پر تعویذ باندھے جبکہ وہ تعویذ ملفوف یعنی کسی چیز میں لپیٹا ہوا ہو۔ مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ۵ ص ۲۵۷۔ حکم نمبر ۳۳/۱۰۹۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶؎ وھکذا فی فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری ج ۵ ص ۴۲۵ اور جیساکہ رد المحتار ج ۵ ص ۲۵۷ میں ہے نیز جیساکہ بحوالہ قاضیخان رد المحتار میں ہے

دفعات شق نمبر	اٹھارہواں باب، علاج و معالجہ اور عزل و اسقاط کے احکام — علاج و معالجہ کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۹-۳۲	(ل) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح نشان زدہ کرنے کے لئے جانوروں کو داغنے میں کوئی حرج نہیں ہے (ب) اور چہرے میں داغنا مکروہ ہوتا ہے ۔ لہ	محیط سرخسی فتاوی عتابیہ
۳۳	(ل) قرآن مجید سے جھاڑ پھونک کرنے کے حکم میں اختلاف ہے مثلاً کوئی شخص مریض پر یا جسے بچھو نے کاٹا اس پر قرآن مجید پڑھے یا کسی ورق پر لکھے اور (باندھ کر اس کی گردن وغیرہ میں) لٹکائے یا کسی طشت میں لکھے اور دھو کر مریض کو پلائے تو ایسا کرنے کو حضرت عطا رح مجاہد رح اور ابو قلابہ رح نے مباح قرار دیا ہے (ب) اور نخعی رح اور بصری رح نے مکروہ قرار دیا ہے (ج) اور یہ (یعنی مذکورہ طور پر جھاڑ پھونک کرنا) مشاہیر میں بلا انکار ثابت شدہ ہے ۔ ؎	خزانۃ الفتاوی خزانہ مفتین
۳۴	جب کسی شخص کی نکسیر پھوٹی اور اس کا خون بند نہ ہوا تو کسی نے (بطور علاج) یہ چاہا کہ اس کے خون سے اس کی پیشانی پر قرآن مجید میں سے کچھ لکھے تو اس (کے حکم) کے متعلق ابو بکر الاسکاف رح کا قول ہے کہ جائز ہوگا ۔ ؎	خزانہ مفتین
۳۵	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی شخص نے (قرآن مجید میں سے کچھ بطور جھاڑ پھونک) مردار کی جلد پر لکھا (تو جائز ہوگا) جبکہ ایسا کرنے میں صحت ہوتی ہو ۔ ؎	خزانہ مفتین
۳۶	(ل) تعویذ باندھنے میں کوئی حرج نہیں لیکن بیت الخلاء جانے وقت اور بیوی سے قرب (یعنی جماع) کے وقت اس تعویذ کو اتار دے ۔ ؎ (ب) آپ نے فرمایا کہ کسی عورت کا خاوند اسے مبغوض رکھتا ہو تو اگر وہ عورت یہ چاہے کہ وہ (قرب کے وقت) اپنے پاس تعویذ رکھے تاکہ اس کا خاوند اس سے محبت رکھے تو اس کے (حکم کے) متعلق الجامع الصغیر میں ہے کہ ایسا کرنا حرام ہے حلال نہیں ہے ۔ ؎	غرائب حاوی
۳۷	اگر کوئی بچہ پیدا ہوا تو یہ مکروہ ہے کہ اس کے سر کو اس کے خون سے لیپے ۔ ؎	عتابیہ

اور لکھا ہے کہ ابن وہبان رح نے اس کی توجیہ میں ذکر کیا ہے کہ یہ جادو کی قسم ہے اور جادو حرام ہے اھ اور اس کا مقتضا یہ ہے کہ مذکورہ ممانعت محض آیات کی کتابت سے نہیں بلکہ اس میں شئی زائد کی صورت میں ہے ۔ نیز صاحب رد المحتار نے منتر وغیرہ کی ممانعت اور اس کی گنجائش پر مشتمل روایات بھی درج کی ہیں جنمیں بحوالہ مسلم و ابوداؤد حضرت عروہ بن مالک رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بھی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمارے استفسار پر فرمایا کہ "تعویذ گنڈوں میں شرک نہ ہو تو حرج نہیں" مفہوم فی الجملہ ماخوذ از رد المحتار ج ۵ ص ۳۰۴ ۔ نیز عورت خاوند سے قرب کے وقت تعویذ رکھے تو حکم نمبر $\frac{۳۶}{۱۰۹۹}$ لہ مع حاشیہ نیز $\frac{۳۳}{۱۰۹۹}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎ حکم نمبر $\frac{۳۳}{۱۰۹۹}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن عشر فی التداوی والمعالجات وفیه العزل واسقاط الولد — التداوی والمعالجات	حوالہ
۱۰۹۹-۳۸	قال شهاب الدین الادامئ لا بأس باحراق الغثاء الملتقط من الطريق وادارته حول من اصابته العين ونظيره صب الشمع فوق الصبی الخائف قال الشيخ اللبادیؒ انما یباح اذا لم یرد الشفاء منه	کذا فی القنیة
۳۹	لا بأس بوضع الجماجم فی الزروع والمبطخة لدفع ضرر العين عرف ذلك بالآثار	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۰	کتابة الرقاع والزاقها علی الابواب ایام النيروز لاجل الهوام مکروه	کذا فی السراجية
۴۱	یکره کتابة الرقاع فی ایام النيروز والصاقها بالابواب حرام لان فیها اهانة اسم الله تعالے والتشبه بالمجمین	کذا فی خزانة المفتین
۴۲	اذا احرق الطيب او غيره افتی بعضهم ان هذا فعل العوام الجهال	کذا فی السراجية
۱۱۰۰-	**العزل واسقاط الولد** تعداد شق ۳	
۱	رجل عزل عن امرأته بغير اذنها لما يخاف من الولد السوء فی هذا الزمان فظاهر جواب الکتاب ان لا یسعه وذکر هنا یسعه لسوء هذا الزمان	کذا فی الکبریٰ
۲	وله منع امرأته من العزل	کذا فی الوجيز للکردری
۳	وان اسقطت بعد ما استبان خلقه وجبت الغرّة	کذا فی فتاوی قاضیخان
	العلاج لاسقاط الولد اذا استبان خلقه کالشعر والظفر ونحوهما لا یجوز وان کان غیر مستبین الخلق یجوز واما فی زماننا یجوز علی کل حال وعليه الفتوی	کذا فی جواهر الاخلاطی

ـــه ردّ المحتار میں ہے کہ شرح البخاری للامام العینیؒ میں باب العین حق (یعنی نظر لگنا حق ہے اس باب) میں لکھا ہے کہ ابوداؤد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ (نظر دور کرنے کیلئے) عائن (یعنی نظر لگانے والے) کو حکم دیا جاتا تھا پس وہ وضو کرتا تھا پھر اس (پانی) سے معین (یعنی جس کو نظر لگی ہے وہ) غسل کرتا تھا اھ اور قاضی عیاض کا قول ہے کہ بعض اہل علم کے ہاں اس شخص کو داخل ہونے سے روکا جا سکتا ہے جس کی نظر لگنا معروف ہو۔ اور نسائی کی روایت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہے کہ جب کوئی شخص یا اس کا مال یا اپنے بھائی کی چیز تمہیں اچھی لگے تو اسے برکت کی دعا دو اس لئے کہ نظر لگ جانا حق ہے اور برکت کی دعا میں یوں کہے کہ "تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِ (یعنی بڑی برکت اللہ تعالیٰ کی جو

دفعات و شق نمبر	اٹھارہواں باب: علاج ومعالجہ اور عزل واسقاط کے احکام — علاج ومعالجہ کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۹-۳۸	(ا) شیخ شہاب الدین ادامی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ راستہ میں پڑی ہوئی جھاگ کا کوڑا کرکٹ اٹھا کر اسے جلانے اور جسے نظر بد لگی ہو اس کے گرد پھرانے میں کوئی حرج نہیں ہے (ب) اور اسکی نظیر ڈرنے والے بچہ کے اوپر سے شمع (یعنی موم بتی) نیچے لانے کا عمل کرنا ہے شیخ اللبادی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ایسا کرنا تب مباح ہوگا کہ جب شفا دکا اعتقاد، اس سے نہ قرار دے [1]	قنیہ
۳۹	کھیتوں اور خربوزوں کی باڑ میں نظر لگنے سے بچنے کے لئے کھوپڑی رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے ایسا کرنا آثار سے معلوم ہے [2]	قاضیخان
۴۰	نوروز کے دنوں میں جنگلی چیزوں سے بچنے کے لئے پرچے لکھ کر دروازوں پر چپکانا مکروہ ہے [3]	سراجیہ
۴۱	نوروز کے دنوں میں پرچے لکھنا مکروہ ہے اور انہیں دروازوں پر لٹکانا حرام ہے اس لئے کہ ایسا کرنے میں اللہ تعالٰی کے نام کی اہانت اور نجومیوں سے مشابہت ہے [4]	خزانۃ المفتین
۴۲	(مذکورہ دنوں یعنی ایام نوروز میں) کسی نے خوشبو وغیرہ جلائی تو اس کے متعلق بعض کا قول یہ ہے کہ یہ جاہل عوام کا کام ہے [5]	سراجیہ
- ۱۱۰۰	**عزل واسقاط** اور اس میں [۵] شقیں ہیں	
۱	کسی شخص نے اپنی عورت کی اجازت کے بغیر اس لئے عزل کیا (یعنی جماع میں انزال الگ کیا تاکہ اولاد نہ ہو) کیونکہ وہ اس دور کی ناہنجار اولاد سے ڈرتا ہے تو الکتاب میں ظاہر جواب یہ ہے کہ اسے اس کی گنجائش نہیں ہے اور اس مقام پر یہ (بھی) مذکور ہے کہ اس زمانہ کی خرابی کی وجہ سے اسے ایسا کرنے کی گنجائش ہے [6]	کبریٰ
۲	اور خاوند کو اختیار ہے کہ وہ اپنی عورت کو عزل کرنے سے منع کر دے [7]	وجیز للکردری
۳	(ا) جب کسی عورت نے (رحم میں) بچہ کی تخلیق واضح ہونے کے بعد اسقاط کیا تو (اس پر) غرہ واجب ہوگا	قاضیخان
	(ب) جب (رحم میں) بچہ کے بال، ناخن اور ان کی مانند کی تخلیق واضح ہو جائے تو اس بچہ کے اسقاط کے لئے دوا کرنا جائز نہ ہوگا۔ اور اگر اس بچہ کی تخلیق واضح نہ ہوئی تھی تو (اسقاط) جائز ہوگا (ج) اور ہمارے زمانہ میں (مذکورہ) ہر حال میں جائز ہوگا اور اس پر فتویٰ ہے	جواہر الاخلاطی

سب سے بہتر بنانے والا ہے۔ اے اللہ اس میں برکت عطا فرما،، اور عائن (یعنی نظر لگانے والے کو) غسل کا حکم دیا جائے گا اور اگر وہ انکار کرے تو اس پر جبر کیا جائے گا۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از رد المحتار ج ۵ ص ۲۵۷۔ حکم نمبر ۳۲/۱۰۹۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] حکم نمبر ۲۳/۱۰۹۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر ۴۰ تا ۴۲/۱۰۹۹، ۲۳/۱۰۹۹، ۱۳/۵۰۲ مع حواشی نیز ۷ ج/۱۸۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] حکم نمبر ۳۳، ۴۰/۱۰۹۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] حکم نمبر ۴۰/۱۰۹۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] حکم نمبر ۱ تا ۳، ۵/۱۱۰۰ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [7] حکم نمبر ۱/۱۱۰۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن عشر فی التداوی والمعالجات وفیہ العزل واسقاط الولد — التداوی والمعالجات	حوالہ
۱۱۰۰ -	وفی الیتیمۃ سألت علی بن احمد عن اسقاط الولد قبل ان یصور فقال اما فی الحرۃ فلا یجوز قولا واحدا واما فی الامۃ فقد اختلفوا فیہ والصحیح ھو المنع	کذا فی التاتارخانیۃ
۴	ولا یجوز للمرضعۃ دفع لبنھا للتداوی ان اضر بالصبی	کذا فی القنیۃ
۵	امرأۃ مرضعۃ ظھر بھا حبل وانقطع لبنھا وتخاف علی ولدھا الھلاک ولیس لابی ھذا الولد سعۃ حتی یستأجر الظئر یباح لھا ان تعالج فی استنزال الدم مادام نطفۃ او مضغۃ او علقۃ لم یخلق لہ عضو وخلقہ لا یستبین الا بعد مائۃ وعشرین یوما اربعون نطفۃ واربعون علقۃ واربعون مضغۃ کذا فی خزانۃ المفتین وھکذا فی فتاوی قاضیخان	
	واللہ اعلم	

لہ حکم نمبر ۱ تا ۳، ۵ / ۱۱۰۰ ، ۱۹، ۱ / ۱۰۹۹ نیز ۱ تا ۷، ۱۹ تا ۱۹ / ۱۱۸۰ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ے حکم نمبر ۱۸، ۱۹ / ۱۰۹۹ مع حواشی نیز ۵ / ۱۱۰۰ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

۳ے یعنی مذکورہ صورت میں اس عورت کے رحم میں بچہ کی تخلیق واضح ہونے سے قبل مذکورہ گنجائش ہو سکتی ہے اور رحم میں بچہ کی تخلیق واضح ہونے کے بعد اسقاط کرنے کی صورت میں غرّہ، دیت اور کفارہ لازم آنے یا لازم نہ آنے کے متعلق حکم نمبر ۱۸۰ / ۱۱۰۰ ، ۱۱۰۰ اور ۱ / ۱۰۹۹ میں درج احکام ملاحظہ ہوں۔ نیز حکم ہے کہ حالتِ اضطرار میں بھی اپنی جان بچانے کے لئے دوسرے آدمی کی باحرمت جان ہلاک کرنا حلال نہیں اس لئے کہ باحرمت جانیں یکساں محترم ہیں البتہ حالت اضطرار میں دوسرے کا مال ہلاک کرکے اپنی جان بچالے گی گنجائش ہے اس لئے کہ مال کا بدل بذریعہ ضمان ہو سکتا ہے چنانچہ فتاوی قاضیخان میں ہے کہ جب کسی حاملہ عورت کے پیٹ میں بچہ چوڑائی میں ہوگیا اور اسے باہر نکالنے کے لئے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کاٹنے کے سوا کوئی سبیل نہ رہی اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو اس کی ماں کی ہلاکت کا خطرہ ہے تو اس کے حکم کے متعلق، مشائخ رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ اگر وہ بچہ پیٹ میں مردہ ہو تو ایسا کرنے میں (یعنی اس بچہ کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے نکالنے میں) کوئی حرج نہیں ہے اور اگر وہ بچہ (پیٹ میں) زندہ ہو تو اس بچے کے ٹکڑے کاٹنا جائز نہ ہوگا اس لئے کہ ایسا کرنا ایک باحرمت آدمی جس کی طرف سے کوئی تعدّی نہیں اس کو قتل کرکے دوسرے آدمی کو ہلاکت سے بچانا ہے اور یہ باطل ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ ص۴۱۰ وھکذا فی فتاوی عالمگیری عربی بحث ۳۳۸۔ باب ۱۲ وھکذا فی تکملۃ البحر الرائق من الخطر

دفعات و شق نمبر	اٹھارہواں باب؛ علاج و معالجہ اور عزل و اسقاط کے احکام — علاج و معالجہ کے احکام کا بیان	حوالہ
١١٠٠-	(د) اینیمہ میں ہے کہ میں نے شیخ علی بن احمدؒ سے (رحم میں) بچہ کی صورت بن جانے سے پہلے اس کے اسقاط کے متعلق حکم دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ آزاد عورت (کے بچہ) کی (مذکورہ) صورت میں اسقاط جائز نہ ہوگا (اس میں) قول واحد ہے (یعنی یہ حکم بالا تفاق ہے) (س) اور باندی (کے بچہ) کی (مذکورہ) صورت میں اس کے حکم میں مشائخ رحمہم اللہ نے اختلاف کیا ہے اور صحیح حکم یہ ہے کہ ممنوع ہے ۔ ١ھ	تتارخانیہ
٤	مرضعہ (یعنی بچہ کو دودھ پلانے والی) عورت اپنا دودھ کسی کو دوا کے لئے دے تو یہ جائز نہ ہوگا اگر (اس کا دودھ دینا دودھ پینے والے) بچہ کے لئے باعث ضرر ہو ۔ ٢ھ	قنیہ
٥	(د) کوئی عورت مرضعہ (یعنی بچہ کو دودھ پلاتی) ہے اس کا حمل ظاہر ہوا تو اس کا دودھ منقطع ہوگیا اور اس سے اس عورت کو اپنے (دودھ پینے والے) بچہ کی ہلاکت کا خطرہ ہوا اور اس بچہ کے باپ کو یہ گنجائش نہیں ہے کہ وہ (دودھ پلانے کے لئے) کوئی انا اُجرت پر رکھے تو اس (عورت) کے لئے مباح ہے کہ جب تک وہ حمل نطفہ ہے یا مضغہ یا علقہ ہے اس کا کوئی عضو نہیں بنا تو وہ اس خون کو (یعنی اس حمل کو) بہا دینے کے لئے کوئی دوا کرے (ب) اور (رحم میں) حمل کی تخلیق ایک سو بیس دن کے بعد ہی ظاہر ہوتی ہے چالیس دن تک نطفہ رہتا ہے پھر چالیس دن علقہ اور پھر چالیس دن مضغہ رہتا ہے ۔ ٣ھ واللہ اعلم	خزانۃ المفتین۔ قاضیخان

الاباحۃ اور لکھا ہے کہ اگر کسی حاملہ عورت کی موت واقع ہوگئی اور بچہ نے اس کے پیٹ میں حرکت کی تو اگر گمان غالب یہ ہو کہ وہ بچہ زندہ ہے تو (اسے نکالنے کے لئے) اس عورت کا پیٹ چاک کیا جاسکے گا اس لئے کہ ایسا کرنے میں میت کی تعظیم ترک کرنے کو، باحرمت جان کے بچانے کا سبب بنانا ہے پس اس کی جان بچانا اولی ہے ۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از تکملۃ البحر الرائق من الحظر والاباحۃ ج ٨ ص ٢٣٣ و مکذا فی فتاوی عالمگیری اور لکھا ہے کہ اس صورت میں اس مردہ عورت کے پیٹ کے بائیں جانب سے چیرا جائے گا یہ محیط میں ہے اور واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ سے فتوی کے بعد اس پر عمل کیا گیا تو وہ بچہ زندہ رہا یہ سراجیہ میں ہے ۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ٤٨ ۔ باب ٢١ ۔ حکم نمبر ٣/١١٠٠ اور ١ تا ٤/١١٧٩ مع حواشی ملاحظہ ہوں ۔ نیز انسان اور حیوانات پر عمل جراحی کے متعلق احکام، فتاوی عالمگیری کی بحث ٤٨ کتاب الکراھیۃ کے باب ٢١ فیما یسع من جراحات بنی آدم والحیوانات ،، میں ہیں نیز حکم نمبر ٥/١١٠٠ میں عبارت ترجمہ " اس بچہ کے باپ کو یہ گنجائش نہیں ہے ،، اس کی عربی عبارت، فتاوی عالمگیری مطبوعہ مطبع امیریہ مصر میں یوں درج ہے " لیس لابی ھذا الولد سعۃ ،، مگر اس کا مفہوم درست قرار نہیں پاتا البتہ درست مفہوم کے لئے یہ عبارت یوں ہونی چاہیے " لیس لاب ھذا الولد سعۃ ،، یعنی اس بچہ کے باپ کو یہ گنجائش نہیں ہے چنانچہ اردو ترجمہ میں یہی ملحوظ ہے واللہ اعلم بالصواب (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب التاسع عشر فی الختان و الخصاء و قلم الاظفار و قص الشعر وغیرہ الختان و الخصاء و قلم الاظفار و قص الشعر و غیرہ	حـــوالـــہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب التاسع عشر فی الختان و الخصاء و قلم الاظفار و قص الشارب و حلق الرأس وحلق المرأة شعرها و وصلها شعر غیرها[1]

دفعات ١١٠١ تا ١١٠١، عنوان ١، تعداد شق ٥٥

١١٠١- الختان والخصاء و قلم الاظفار و قص الشعر و حلقه و وصله تعداد شق ٥٥

شق	متن	حوالہ
١	واختلفوا فی الختان قیل انه سنة وهو الصحیح	کذا فی الغرائب
٢	ابتداء الوقت المستحب للختان من سبع سنین الی اثنتی عشرة سنة هو المختار	کذا فی السراجیة
٣	وقال بعضهم یجوز بعد سبعة ایام من وقت الولادة	کذا فی جواهر الفتاوی
٤	اختلفت الروایات فی ختان النساء ذکر فی بعضها انه سنة هکذا حکی عن بعض المشائخ رحمہ اللہ وذکر شمس الائمة الحلوانی رحمہ اللہ فی ادب القاضی للخصاف رحمہ اللہ ان ختان النسأ مکرمة	کذا فی المحیط
٥	غلام ختن فلم تقطع الجلدة کلها فان قطع اکثر من النصف یکون ختانا وان کان نصفا اودونه فلا	کذا فی خزانة المفتین

١ حکم نمبر ١/١٠٨٦ کے باب کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ٢ ختنہ اور پچھنے لگانے کے متعلق حکم نمبر ١ تا ١٤/١١٠١، کان چھدانے کے متعلق ١٢، ١٥/١١٠١، خصی کرنے کے متعلق ١٧ تا ٢٠/١١٠١، بالوں کے متعلق ٣٥ تا ٣٧، ٥٠ و/١١٠١، سر کے بالوں کے متعلق ٢١ تا ٢٥، ٣٢/١١٠١، گردن کے بالوں کے متعلق ٢٦/١١٠١، ناخنوں کے متعلق ٢٧، ٢٨، ٣٢ تا ٣٦، ٤٩، ٥٠ ب/١١٠١، بدن کی صفائی کے متعلق ٢٨/١١٠١، بغل کے بالوں کے متعلق ٢٩/١١٠١، عانہ یعنی زیر ناف بالوں کے متعلق ٢٨، ٣٠، ٣١/١١٠١، مونچھوں کے متعلق ٢٨، ٣٨ تا ٤١/١١٠١، داڑھی کے متعلق ٤٢، ٤٣/١١٠١، حلق کے بالوں کے متعلق ٤٤/١١٠١، بھوؤں کے متعلق ٤٥/١١٠١ فلیکین کے متعلق

دفعات شق نمبر	انیسواں باب ختنہ کرنے، خصی کرنے، ناخن کاٹنے اور بال کترنے وغیرہ کے احکام　ختنہ کرنے، خصی کرنے، ناخن اور بال کاٹنے وغیرہ کے احکام کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انیسواں باب ختنہ کرنے، خصی کرنے، ناخن کاٹنے، مونچھیں کترنے، سر منڈانے اور عورت کے سر کے بال منڈانے یا دوسروں کے بال ملا لینے کے احکام

دفعات ۱۱۰۱ تا ۱۱۰۱، عنوان ۱، تعداد شق ۵۵

دفعات شق نمبر	متن	حوالہ
۱۱۰۱-	ختنہ کرنا، خصی کرنا، ناخن کاٹنا، بال کترنا، منڈانا اور دوسروں کے بال ملانا اور اسمیں ۵۵ شقیں ہیں	
۱	ختنہ کے حکم کے متعلق مشائخ رح کا اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ یہ سنت ہے اور یہی حکم صحیح ہے ۲	غرائب
۲	ختنہ کے لئے مستحب وقت کا آغاز سات برس کی عمر سے ہے حتیٰ کہ (اس کا وقت) بارہ برس کی عمر تک ہے یہی حکم مختار ہے ۳	سراجیہ
۳	(مشائخ رح میں سے) بعض کا قول یہ ہے کہ ولادت کے وقت سے سات دن بعد کو ختنہ جائز ہو جاتا ہے ۴	جواہر الفتاویٰ
۴	(ا) عورتوں کے ختنہ کے متعلق روایات مختلف ہیں۔ ان میں سے بعض میں اسکا مسنون ہونا مذکور ہے یوں ہی بعض مشائخ رح سے منقول ہے (ب) اور شمس الائمہ الحلوانی رح نے ادب القاضی للخصاف میں ذکر کیا ہے کہ عورتوں کا ختنہ فعل خیر ہے	محیط
۵	کسی لڑکے کا ختنہ کیا گیا تو وہ کھال پوری نہ کٹی تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر وہ کھال نصف سے زائد کٹ گئی تو وہ ختنہ کردہ قرار پائے گا اور اگر وہ کھال نصف یا اس سے کم کٹی تو وہ ختنہ کردہ نہ قرار پائے گا۔	خزانہ مفتین

۴۶/۱۱۰۱، ناک کے بالوں کے متعلق ۴۷/۱۱۰۱، سینہ اور پیٹھ کے بالوں کے متعلق ۴۸/۱۱۰۱، عورت کے سر کے بال منڈانے کے متعلق ۵۱، ۵۲/۱۱۰۱ اور دوسرے کے بال ملانے کے متعلق حکم نمبر ۵۳ تا ۵۵/۱۱۰۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ حکم نمبر ۳/۱۱۰۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ حکم نمبر ۲/۱۱۰۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب التاسع عشر فی الختان و الخصاء و قلم الاظفار و قص الشعر و غیرہ الختان و الخصاء و قلم الاظفار و قص الشعر و غیرہ	حوالہ
۱۱۰۱- ۶	وفی صلوٰۃ النوازل الصبی اذا لم یختتن ولا یمکن ان یمد جلدتہ لتقطع الا بتشدید[1] وحشفتہ ظاھرۃ اذا رآہ انسان یراہ کانہ ختن ینظر الیہ الثقات واھل البصر من الحجامین فان قالوا ھو علی خلاف مایمکن الاختتان فانہ لا یشدد علیہ ویترک	کذا فی الذخیرۃ
۷	الشیخ الضعیف اذا اسلم ولا یطیق الختان ان قال اھل البصر لا یطیق یترک لان ترک الواجب بالعذر جائز فترک السنۃ اولی	کذا فی الخلاصۃ
۸	قیل فی ختان الکبیر اذا امکن ان یختتن نفسہ فعل والا لم یفعل الا ان یمکنہ ان یتزوج او یشتری ختانۃ فتختنہ وذکر الکرخی[2] فی الجامع الصغیر ویختنہ الحمامی	کذا فی الفتاوی العتابیۃ
۹	اختتن الصبی ثم طالت جلدتہ ان صار بحال تستر حشفتہ یقطع والا فلا	کذا فی المحیط
۱۰	وللاب ان یختن ولدہ الصغیر ویحجمہ ویداویہ وکذا وصی الاب	کذا فی السراج الوھاج
۱۱	ولیس لوصی الخال والعم ان یفعل ذلک الا ان یکون فی عیالہ فان مات فلا ضمان علیہ استحسانا وکذلک ان فعلت الام ذلک	کذا فی السراج الوھاج
	وفی واقعات الناطفی[3] لیس لوصی العم والخال شیٔ من ذلک وان کان فی حجرہ	کذا فی التمرتاشی
۱۲	والجد ووصی الجد بمنزلۃ الاب	کذا فی فتاوی قاضیخان والملتقط
۱۳	ولا یجوز ذلک لوصی الام وان کان فی حجرہ	کذا فی فتاوی قاضیخان والملتقط

ـــــــ

[1] حکم نمبر ۹/۱۱۰۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] حکم نمبر ۸/۱۱۰۸ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر ۲،۷،۱۰/۱۱۰۱، ۶،۸/۱۰۸۶، ۴۳/۱۰۸۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] حکم نمبر ۵/۱۱۰۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] حکم نمبر ۱۰تا۱۴/۱۱۰۱، ۱۰۹تا۱۱۳/۱۱۷۳، ۹۶/۱۱۷۷، ۲۶تا۲۸/۱۱۷۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [6] حکم نمبر ۱۰/۱۱۰۱ مع حاشیہ ملاحظہ

دفعات شق نمبر	انیسواں باب: ختنہ کرنے، خصی کرنے، ناخن کاٹنے اور بال کترنے وغیرہ کے احکام — ختنہ کرنے خصی کرنے، ناخن اور بال کاٹنے وغیرہ کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۰۱-۶	صلوٰۃ النوازل میں ہے کہ لڑکا جب ختنہ نہ کیا گیا ہو اور (برائے ختنہ اس کی جلد) کاٹنے کے لئے اس کی کھال کو کھینچنا سختی کئے بغیر ممکن نہ رہا ہو اور اس کا حشفہ (یعنی ذکر کا سر) اتنا ظاہر ہو کہ جب اسے کوئی انسان دیکھے تو اسے ختنہ شدہ گمان کرے تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اسے ثقہ لوگ اور سمجھدار حجام دیکھیں گے پس اگر وہ یہ کہیں کہ اس کی صورتِ حال ختنہ ممکن ہونے کے خلاف ہے تو اس پر (ختنہ کے لئے) سختی نہ کی جائے گی اور اسے (حسب حال) چھوڑ دیا جائے گا ؎۱	ذخیرہ
۷	ضعیف بوڑھا شخص جب اسلام لایا اور وہ ختنہ کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتا تو اگر صاحبِ دانش نے یہ کہا کہ وہ اس کی (برداشت کی) طاقت نہیں رکھتا تو اسے حسب حال چھوڑ دیا جائے گا اس لئے کہ عذر کی بنا پر واجب کا ترک جائز ہوتا ہے تو (اس صورت میں) سنت کا ترک بطریق اولی جائز ہوگا ؎۲	خلاصہ
۸	(ا) بڑے (یعنی بالغ) شخص کے ختنہ کے بارے میں بعض کا قول یہ ہے کہ اگر یہ ممکن ہو کہ وہ اپنا ختنہ خود کرے تو کر دے ورنہ اس کا ختنہ نہ کیا جائے گا لیکن اگر اس کے لئے یہ ممکن ہو کہ وہ ایسی عورت سے نکاح کرے یا ایسی باندی خریدے جو ختنہ کر سکے تو وہ اس کا ختنہ کر دے گی (ب) امام کرخی رحمہ نے الجامع الصغیر میں ذکر کیا ہے کہ حمامی (یعنی حمام میں کام کرنے والا) شخص اس کا ختنہ کر دے ؎۳	عتابیہ
۹	کسی لڑکے کا ختنہ کیا گیا پھر اس کی وہ کھال بڑھ گئی تو اگر وہ ایسی بڑھ گئی کہ وہ اس کے حشفہ (یعنی ذکر کے سر) کو چھپا لیتی ہے تو اسے قطع کیا جائے گا ورنہ نہیں ؎۴	محیط
۱۰	(ا) باپ کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنے نابالغ لڑکے کا ختنہ کرائے اسے پچھنے لگوائے اور اس کی دوا کرے (ب) اسی طرح باپ کے وصی (یعنی وصیت یافتہ) کے لئے بھی یہی حکم ہے ؎۵	سراج وہاج
۱۱	(ا) اور اس (یعنی مذکورہ) کام کے لئے ماموں یا چچا کے وصی کو یہ اختیار نہیں ہے لیکن اگر وہ لڑکا اس کے عیال میں ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر وہ مذکورہ کام کے لئے اختیار رکھتا ہے) پھر اگر (مذکورہ کام سے) اس لڑکے کی موت واقع ہو گئی تو از روئے استحسان اس پر ضمان لازم نہ ہوگی (ب) اسی طرح اگر ماں نے ایسا کیا تو یہی حکم ہے	سراج وہاج
	(ج) اور واقعات الناطفی میں ہے کہ یہ (یعنی مذکورہ) کام کرنے کے لئے ماموں اور چچا کے وصی کو کوئی اختیار نہیں ہے اگرچہ وہ لڑکا اس کی سرپرستی میں ہو ؎۶	تمرتاشی
۱۲	(مذکورہ کاموں میں) دادا اور دادا کا وصی (یعنی وصیت یافتہ) بمنزلہ باپ کے ہے ؎۷	قاضیخان، ملتقط
۱۳	یہ (یعنی مذکورہ) کام کے لئے ماں کے وصی کو اختیار نہیں ہے اگرچہ وہ (لڑکا) اس کی سرپرستی میں ہو ؎۸	قاضیخان، ملتقط

ہو (مترجم)، ؎۷ حکم نمبر ۱۰/۱۱۰۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ؎۸ حکم نمبر ۱۰/۱۱۰۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب التاسع عشر فی الختان والخصاء وقلم الاظفار وقص الشعر وغیرہ — الختان والخصاء وقلم الاظفار وقص الشعر وغیرہ	حوالہ
۱۱۰۱-۱۴	اذا جحمه او ختنه او ربط قرحته فهو ضامن لانه ليس بولى	كذا فى الحاوى للفتاوى
۱۵	ولا بأس بثقب آذان النسوان	كذا فى الظهيرية
۱۶	ولا بأس بثقب آذان الاطفال من البنات لانهم كانوا يفعلون ذلك فى زمان رسول الله صلى الله عليه وسلم من غير انكار	كذا فى الكبرى
۱۷	خصاء بنى آدم حرام بالاتفاق	كذا فى الذخيرة
۱۸	واما خصاء الفرس فقد ذكر شمس الائمة الحلوانى رح فى شرحه انه لا بأس به عند اصحابنا وذكر شيخ الاسلام رح فى شرحه انه حرام	كذا فى الذخيرة
۱۹	واما فى غيره من البهائم فلا بأس به اذا كان فيه منفعة واذا لم يكن فيه منفعة او دفع ضرر فهو حرام	كذا فى الذخيرة
۲۰	خصاء السنور اذا كان فيه نفع او دفع ضرر لا بأس به	كذا فى الكبرى
۲۱	وفى روضة الزندوسى رح ان السنة فى شعر الرأس اما الفرق واما الحلق وذكر الطحاوى رح الحلق سنة ونسب ذلك الى العلماء الثلاثة رح	كذا فى التاتارخانية
۲۲	يستحب حلق الرأس فى كل جمعة	كذا فى الغرائب
۲۳	ولا بأس للرجل ان يحلق وسط رأسه ويرسل شعره من غير ان يفتله وان فتله فذلك مكروه لانه يصير مشابها ببعض الكفرة والمجوس فى ديارنا يرسلون الشعر من غير فتل ولكن لا يحلقون وسط الرأس بل يجزون الناصية	كذا فى الذخيرة

ـــــه ۱ حکم نمبر ۱۰/۱۱۰۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــــه ۲ حکم نمبر ۱۶/۱۱۰۱ ملاحظہ ہو (مترجم)
ـــــه ۳ حکم نمبر ۱۵/۱۱۰۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــــه ۴ حکم نمبر ۱۷ تا ۲۰/۱۱۰۱ ، ۱۵/۱۰۹۶ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	انیسواں باب ختنہ کرنے خصی کرنے، ناخن کاٹنے اور بال کترنے وغیرہ کے احکام ختنہ کرنے خصی کرنے، ناخن اور بال کاٹنے وغیرہ کے احکام کا بیان	حوالہ
١١٠١ - ١٤	جب اس (مذکورہ یعنی ماں کے وصی) نے اس لڑکے کو پچھنے لگوائے یا اس کا ختنہ کرایا یا اس کا پھوڑا باندھ دیا اور اس سے اس کی موت واقع ہوگئی، تو وہ ضامن ہو گا اس لئے کہ ولی نہیں ہے لـه	حاوی
١٥	عورتوں کے کان چھدانے میں کوئی حرج نہیں ہے ٢ـه	ظہیریہ
١٦	بچوں میں سے لڑکیوں کے کان چھدانے میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگ ایسا کرتے تھے اور ممانعت نہیں پائی گئی ٣ـه	کبریٰ
١٧	بنو آدم کو خصی کر دینا بالاتفاق حرام ہے ٤ـه	ذخیرہ
١٨	(ل) گھوڑے کو خصی کرنے کے متعلق شمس الائمہ الحلوانی رحمہ نے اپنی شرح میں ذکر کیا ہے کہ ہمارے اصحاب کے ہاں ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں (ب)، اور شیخ الاسلام رحمہ نے اپنی شرح میں ذکر کیا ہے کہ ایسا کرنا حرام ہے	ذخیرہ
١٩	اس کے (یعنی گھوڑے کے) علاوہ چوپاؤں (کے خصی کرنے) میں کوئی حرج نہیں ہے جبکہ اس میں کوئی فائدہ ہو اور اگر ایسا کرنے میں کوئی فائدہ نہ ہو یا کسی ضرر کا ہٹانا نہ ہو تو پھر ایسا کرنا حرام ہے	ذخیرہ
٢٠	بلے کو خصی کرنے کے متعلق حکم یہ ہے کہ جب اس میں کوئی فائدہ ہو یا کسی ضرر کو ہٹانا ہو تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے	کبریٰ
٢١	(ل) روضۃ الزندوسی میں ہے کہ سر کے بالوں میں سنت طریقہ یہ ہے کہ یا تو مانگ دار (سیدھی) بال رکھے اور یا سر منڈا دے (ب) الطحاوی رحمہ نے ذکر کیا ہے کہ سر منڈانا سنت ہے اور آپ نے یہ حکم علماء ثلاثہ رحمہ (یعنی امام ابو حنیفہ رحہ امام ابو یوسف رحہ اور امام محمد رحہ) کی طرف منسوب کیا ہے ٥ـه	تتارخانیہ
٢٢	ہر جمعہ کو سر منڈانا مستحب ہے	غرائب
٢٣	مرد کے لئے اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ اپنا سر درمیان سے منڈوائے اور اپنے (بقیہ) بالوں کو فتل کئے بغیر (یعنی رسی کی طرح بٹے بغیر) لٹکتا چھوڑ دے اور اگر کسی نے (سر کو درمیان سے منڈائے بغیر) سر کے بالوں کا فتل کیا تو ایسا کرنا مکروہ ہے اس لئے کہ ایسا کرنا ہمارے ملک کے بعض کافروں اور مجوسیوں سے مشابہت قرار پاتی ہے جو فتل کئے بغیر، بال لٹکا دیتے ہیں لیکن وہ سر کو درمیان سے مونڈھتے نہیں بلکہ پیشانی پر سے (لمبے بال) کاٹ دیتے ہیں	ذخیرہ

ظه

٥ـه سر کے بالوں کے متعلق حکم نمبر ٢١ تا ٢٥، ٣٢ / ١١٠١ نیز ٣٥ تا ٣٧، ٥٠ / ١١٠١ لـه مع حواشی اور ١ / ١١٠١ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب التاسع عشر فی الختان والخصاء وقلم الاظفار وقص الشعر وغیرہ — الختان والخصاء وقلم الاظفار وقص الشعر وغیرہ	حوالہ
۱۱۰۱ - ۲۴	ویجوز حلق الرأس وترک الفودین ان ارسلهما وان شد هما علی الرأس فلا	کذا فی القنیة
۲۵	یکرہ القزع وھو ان یحلق البعض ویترک البعض قطعا مقدار ثلاثة اصابع	کذا فی الغرائب
۲۶	وعن ابی حنیفة رح یکرہ ان یحلق قفاہ الا عند الحجامة	کذا فی الینابیع
۲۷	وقلم الاظفار سنة الا فی دار الحرب فان ترکها مندوب الیه	کذا فی محیط السرخسی
۲۸	الافضل ان یقلم اظفارہ ویحفی شاربه ویحلق عانته وینظف بدنه بالاغتسال فی کل اسبوع مرة فان لم یفعل ففی خمسة عشر یوما ولا یعذر فی ترکه وراء الاربعین فالاسبوع ھو الافضل والخمسة عشر الاوسط والاربعون الابعد ولا عذر فیما وراء الاربعین ویستحق الوعید	کذا فی القنیة
۲۹	وفی الابط یجوز الحلق والنتف اولی	کذا فی الغرائب
۳۰	ویبتدئ فی حلق العانة من تحت السرة ولو عالج بالنورة فی العانة یجوز	کذا فی الغرائب
۳۱	فی جامع الجوامع حلق عانته بیدہ وحلق الحجام جائز ان غض بصرہ	کذا فی التتارخانیة
۳۲	رجل وقت لقلم اظافیرہ او لحلق رأسه یوم الجمعة قالوا ان کان یری جواز ذلک فی غیر یوم الجمعة وأخرہ الی یوم الجمعة تأخیرا فاحشا کان مکروها لان من کان ظفرہ طویلا یکون رزقه ضیقا وان لم یجاوز الحد وان أخرہ تبرکا بالاخبار فھو مستحب	کذا فی فتاوی قاضیخان

۱ گردن کے بالوں کے متعلق حکم نمبر ۳۵ تا ۳۷ / ۱۱۰۱ ، ۵۰ و / ۱۱۰۱ مع حواشی اور ۱ / ۱۱۰۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ ناخنوں کے متعلق حکم نمبر ۲۷، ۲۸، ۳۲ تا ۳۶، ۴۹، ۵۰ ب / ۱۱۰۱ مع حواشی اور ۱ / ۱۱۰۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ بغل کے بالوں کے متعلق حکم نمبر ۳۵ تا ۳۷، ۵۰ و / ۱۱۰۱ مع حواشی اور ۱ / ۱۱۰۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)
۴ عانہ یعنی زیر ناف بالوں کے متعلق حکم نمبر ۲۸، ۳۰، ۳۱، ۳۵ تا ۳۷، ۵۰ و / ۱۱۰۱ ، ۸ / ۱۰۸۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵ حکم نمبر ۸ / ۱۱۰۱ نیز ۶، ۸ / ۱۰۸۶ ، ۴۳ / ۱۰۸۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	انیسواں باب: ختنہ کرنے، خصی کرنے، ناخن کاٹنے اور بال کترنے وغیرہ کے احکام　ختنہ کرنے خصی کرنے ناخن اور بال کاٹنے وغیرہ کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۰۱-۲۴	سر منڈا دینا اور دونوں کنپٹیوں کے بال چھوڑ دینا جائز ہوتا ہے بشرطیکہ انہیں لٹکتا چھوڑ دے اور اگر ان دونوں کو (یعنی ان دونوں کنپٹیوں کے بالوں کو) سر پر باندھ دیا تو یہ جائز نہ ہو گا	قنیہ
۲۵	قزع مکروہ ہے اور قزع اسے کہتے ہیں کہ سر کا کچھ حصہ منڈا دے اور تین انگلیوں کے بقدر سر کے کچھ حصہ کے بال قطعاً چھوڑ دے (یعنی چٹیا رکھے)	غرائب
۲۶	امام ابو حنیفہ رح سے مروی ہے کہ یہ مکروہ ہے کہ کوئی شخص اپنی قفا (یعنی گردن کی پشت، گدی) کے بال منڈا دے لیکن پچھنے لگاتے وقت ایسا کرنے کے متعلق یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر مکروہ نہیں ہے) [1]	ینابیع
۲۷	ناخنوں کا کاٹنا سنت ہے لیکن دار الحرب (یعنی محارب سلطنتِ کفار) میں یہ حکم نہیں ہے اس لئے وہاں ناخن (نہ کاٹنا اور) چھوڑ دینا مندوب الیہ ہے (یعنی مرغوب ہے) [2]	محیط سرخسی
۲۸	افضل یہ ہے کہ ہر ہفتہ میں ایکبار، ناخن کاٹے، مونچھیں کترنے میں مبالغہ کرے، عانہ (یعنی زیرِ ناف بال) مونڈے اور اپنے بدن کو غسل کر کے صاف کرے اگر ایسا نہ کیا تو پھر پندرہ دن میں ایکبار ایسا کرے اور ایسا کرنا چھوڑ دینے میں چالیس دن بعد اس کا عذر قبول نہ ہو گا پس ہفتہ وار تو افضل ہے، پندرہ روز درمیانی مدت ہے اور (اس میں) چالیس روز سب سے زیادہ مدت ہے اور چالیس روز بعد اس کا عذر قبول نہ ہو گا اور وہ وعید (یعنی دھمکی) کا مستحق ہو گا	قنیہ
۲۹	بغل کے بالوں کے متعلق حکم یہ ہے کہ مونڈنا جائز ہے اور نوچنا اولیٰ ہے [3]	غرائب
۳۰	عانہ (یعنی زیر ناف بال) کے مونڈنے میں ناف کے نیچے سے شروع کرے اور اگر کسی شخص نے عانہ (کے بال دور کرنے کے لئے ان) میں چونہ (وغیرہ) کی دوا سے کام لیا تو جائز ہو گا [4]	غرائب
۳۱	جامع الجوامع میں ہے کہ عانہ (یعنی زیر ناف بال) خود مونڈے۔ اور حجام کا مونڈنا (بھی) جائز قرار پائے گا بشرطیکہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھے [5]	تتارخانیہ
۳۲	کسی شخص نے اپنے ناخن کاٹنے یا اپنا سر منڈانے کے لئے جمعہ کا دن مقرر کیا تو اس کے متعلق مشائخ کا قول یہ ہے کہ اگر وہ جمعہ کے علاوہ اور دنوں میں بھی اس کام کو جائز سمجھتا تھا البتہ اس نے جمعہ تک تاخیر کی اور یہ تاخیر حد سے بڑھ گئی (مثلاً یہ کہ اس کے ناخن بڑھے ہوئے تھے) تو مکروہ ہو گا۔ اس لئے کہ جس شخص کے ناخن بڑھے ہوں اس کی روزی تنگ ہو جاتی ہے اگرچہ وہ حد سے متجاوز نہ ہوں اور اگر اس نے (جمعہ کی فضیلت سے متعلق روایات سے تبرک حاصل کرنے کے لئے جمعہ کے دن تک) تاخیر کی تو یہ مستحب ہو گا [6]	قاضیخان

[1] تا [6] حکم نمبر $\frac{۲۲}{۱۱۰۱}$ ، $\frac{۸،۶}{۳۶}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع عشر في الختان والخصاء وقلم الاظفار وقص الشعر وغيره — الختان والخصاء وقلم الاظفار وقص الشعر وغيره	حـــوالـــه
۱۱۰۱-۳۳	وينبغي ان يكون ابتداء قص الاظافير من اليد اليمنى وكذا الانتهاء بها فيبدأ بسبابة اليد اليمنى ويختم بابهامها وفي الرجل يبدأ بخنصر اليمنى ويختم بخنصر اليسرى	كذا في الغرائب
۳۴	حكي ان هارون الرشيد رح سأل ابا يوسف رح عن قص الاظافير في الليل فقال ينبغي فقال ما الدليل على ذلك فقال قوله عليه السلام الخير لا يؤخر	كذا في الغرائب
۳۵	فاذا قلم اظفاره او جز شعره ينبغي ان يدفن ذلك الظفر والشعر المجزوز فان رمى به فلا بأس وان القاه في الكنيف او في المغتسل يكره ذلك لان ذلك يورث داء	كذا في فتاوى قاضيخان
۳۶	يدفن اربعة الظفر والشعر وخرقة الحيض والدم	كذا في فتاوى العتابية
۳۷	حلق شعره وهو مملوء قملا يدفنه	كذا في القنية
۳۸	ويأخذ من شاربه حتى يصير مثل الحاجب	كذا في الغياثية
۳۹	وكان بعض السلف يترك سباليه وهما اطراف الشوارب	كذا في الغرائب
۴۰	ذكر الطحاوي رح في شرح الآثار ان قص الشارب حسن وتقصيره ان يؤخذ حتى ينقص من الاطار وهو الطرف الاعلى من الشفة العليا قال والحلق سنة وهو احسن من القص وهذا قول ابي حنيفة رح وصاحبيه رح	كذا في محيط السرخسي
۴۱	قالوا لا بأس بطول الشارب للغزاة ليكون اهيب في عين العدو	كذا في الغياثية

ؔ فتاوی قاضیخان میں ہے کہ امام ابو حنیفہ رحؒ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے مکہ مکرمہ میں سر منڈایا تو حجام نے تین امور میں مجھے پچھاڑا ایک تو میں بیٹھنے میں قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھ گیا تو اس نے کہا کہ قبلہ رو بیٹھو۔ دوسرے یہ کہ میں نے اس کے سامنے سر کی بائیں جانب کی تو اس نے کہا کہ دائیں جانب سامنے کرو تیسرے یہ کہ سر منڈانے کے بعد میں نے جانا چاہا تو اس نے کہا کہ اپنے بال دفن کردو پس میں لوٹا اور بال دفن کئے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان

دفعات شق نمبر	انیسواں باب ختنہ کرنے خصی کرنے ناخن کاٹنے اور بال کترنے وغیرہ کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۰۱-۳۳	اور چاہیے کہ (ہاتھوں کے) ناخن کاٹنے میں دائیں ہاتھ سے شروع کرے پس دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت سے شروع کرے (پھر ہاتھوں کے سبھی ناخن کاٹے اور) دائیں ہاتھ کے انگوٹھے پر ختم کرے (ب) اور پاؤں (کے ناخن کاٹنے میں) دائیں پاؤں کی چھوٹی انگلی سے شروع کرے اور بائیں پاؤں کی چھوٹی انگلی پر ختم کرے	غرائب
۳۴	منقول ہے کہ خلیفہ ہارون الرشیدؒ نے امام ابو یوسفؒ سے دریافت کیا کہ رات کے وقت ناخن کاٹنے کا حکم کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ کاٹ لینے چاہئیں تو خلیفہ نے کہا کہ (اس حکم کی) دلیل کیا ہوگی تو آپ نے فرمایا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ "الخیر لا یؤخر" (یعنی بھلے ہم میں دیر نہیں کرنی چاہیے)	غرائب
۳۵	جب کسی شخص نے اپنے ناخن کاٹے یا بال کترے تو اسے چاہیے کہ وہ ان ناخنوں اور کترے ہوئے بالوں کو دفن کر دے اور اگر اس نے اسے پھینک دیا تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر اس نے اسے بیت الخلاء میں یا غسل خانہ میں ڈال دیا تو ایسا کرنا مکروہ ہے اس لئے کہ اس سے بیماری پیدا ہوتی ہے ۱ـہ	قاضیخان
۳۶	(منجملہ قابل دفن چیزوں سے یہ) چار چیزیں دفن کی جاتی ہیں ناخن، بال، خرقۂ حیض اور خون	عتابیہ
۳۷	کسی شخص نے اپنے بال منڈائے اور وہ جوؤں سے بھرے تھے تو وہ ایسے بالوں کو (بھی) دفن کر دے	قنیہ
۳۸	مونچھیں (کاٹنے میں) اتنی لے کہ وہ بھوؤں کی مانند ہو جائیں ۲ـہ	غیاثیہ
۳۹	بعض سلف (صالحینؒ) سبالین چھوڑ دیتے تھے (اور سبالین، مونچھوں کے دونوں (آخری) کناروں کو کہتے ہیں	غرائب
۴۰	امام الطحاویؒ نے شرح الآثار میں ذکر کیا ہے کہ (ا) مونچھوں کا چھوٹا کرنا یوں ہے کہ وہ اس قدر لی جائیں کہ وہ اطار سے کم ہو جائیں اور اطار سے مراد اوپر کے ہونٹ کا اونچا کنارہ ہے (ب) آپ کا قول ہے کہ (مونچھوں کا) مونڈنا سنت ہے اور وہ کترنے سے اچھا ہے یہ امام ابو حنیفہؒ اور آپ کے صاحبین (یعنی امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) کا قول ہے	محیط سرخسی
۴۱	مشائخؒ کا قول ہے کہ غازیوں کو مونچھیں بڑھانی چاہئیں تاکہ وہ دشمن کی آنکھ میں زیادہ ہیبتناک ہوں ۳ـہ	غیاثیہ

۱ـہ علی ہامش عالمگیری ج ۵ ص ۳۱۴ (مترجم) ۲ـہ مونچھوں کے متعلق حکم نمبر ۲۸، ۳۸ تا ۴۱ / ۱۱۰۱ نیز ۳۵ تا ۳۷، ۵۰ / ۱۱۰۱ مع حواشی اور ۱ / ۱۱۰۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ـہ حکم نمبر ۳۸ / ۱۱۰۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب التاسع عشر فی الختان و الخصاء و قلم الاظفار و قص الشعر وغیرہ للختان و الخصاء و قلم الاظفار و قص الشعر وغیرہ	حوالہ
۱۱۰۱-۴۲	ولا بأس اذا طالت لحیته ان یأخذ من اطرافها ولا بأس ان یقبض علی لحیته فان زاد علی قبضته منها شئ جزہ وان کان مازاد طویلة ترکه [۱]	کذا فی الملتقط
۴۳	والقص سنة فیها وھو ان یقبض الرجل لحیته فان زاد منها علی قبضته قطعه کذا ذکر محمد رح فی کتاب الآثار عن ابی حنیفة رح قال و به ناخذ	کذا فی محیط السرخسی
۴۴	ولا یحلق شعر حلقه وعن ابی یوسف رح لا بأس بذلك	کذا فی الینابیع
۴۵	ولا بأس بأخذ الحاجبین وشعر وجهه مالم یتشبه بالمخنث	کذا فی الینابیع
۴۶	ونتف الفنیکین بدعة وھما جانبا العنفقة وھی شعر الشفة السفلی	کذا فی الغرائب
۴۷	ولا ینتف انفه لان ذلك یورث الأكلة	کذا فی القنیة
۴۸	وفی حلق شعر الصدر والظهر ترک الادب	کذا فی القنیة
۴۹	قطع الظفر بالاسنان مکروہ یورث البرص	کذا فی الغرائب
۵۰	حلق الشعر حالة الجنابة مکروہ وکذا قص الاظافیر	کذا فی الغرائب
۵۱	ولو حلقت المرأة رأسها فان فعلت لوجع اصابها لا بأس به وان فعلت ذلك تشبها بالرجل فهو مکروہ	کذا فی الکبری

[۱] قوله وان کان مازاد طویلة ترکه کذا فی جمیع نسخ ھذا الکتاب فانظرہ اھ - یعنی یہ عبارت "وان کان مازاد طویلة ترکه" (ترجمہ) اور اگر وہ (حصہ) جو (مٹھی بھر سے) بڑھا ہوا ہے لمبا ہو تو اسے چھوڑ دے "، یہ عبـ کتاب کے سبھی نسخوں میں یونہی مذکور ہے پس اس میں غور کرلو۔ (مترجم) [۲] حکم نمبر ۴۳/۱۱۰۱ کے حاشیہ کا "د" و "س" ملاحظہ ہوں نیز ڈاڑھی کے متعلق حکم نمبر ۴۲، ۴۳/۱۱۰۱ مع حواشی، ۳۵ تا ۳۷، ۵۰/۱۱۰۱ مع حواشی اور ۱/۱۱۰۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۳] ڈاڑھی

دفعات/شق نمبر	انیسواں باب ختنہ کرنے خصی کرنے ناخن کاٹنے اور بال کترنے وغیرہ کے احکام ختنہ کرنے، خصی کرنے، ناخن اور بال کاٹنے وغیرہ کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۰۱-۴۲	(ا) اس میں کوئی حرج نہیں کہ جب کسی شخص کی داڑھی لمبی ہو جائے تو وہ اس کے (آخری) کناروں سے کتر دے اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ اپنی داڑھی کو مُٹھی میں لے تو اگر اس کی داڑھی کا کچھ حصہ اس کی مُٹھی سے بڑھا ہوا ہو تو وہ اس (حصہ) کو کتر دے۔ اور اگر وہ (حصہ) جو (مُٹھی بھر سے) بڑھا ہوا ہے لمبا ہو تو اسے چھوڑ دے [2]	ملتقط
۴۳	اور (مذکورہ صورت میں داڑھی کا) کترنا سنت ہے اور وہ (یعنی کترنا) یوں ہے کہ آدمی اپنی داڑھی کو مُٹھی میں لے تو اگر اس کی داڑھی کا کچھ حصہ، اس کی مٹھی سے بڑھا ہوا ہو تو وہ (حصہ) کاٹ دے امام محمد رحؒ نے کتاب الآثار میں امام ابو حنیفہ رحؒ سے یوں ہی ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ ہم اسی حکم کو لیتے ہیں [3]	محیط سرخسی
۴۴	(ا) حلق (یعنی گردن کے اگلے حصہ) کے بال نہ منڈائے (ب) اور امام ابو یوسف رحؒ سے مروی ہے کہ ایسا کرنے میں (یعنی گردن کے اگلے حصہ کے بال منڈانے میں) کوئی حرج نہیں ہے [4]	ینابیع
۴۵	بھوؤں اور چہرے کے بال اس قدر لے لینے میں کوئی حرج نہیں کہ وہ ہیجڑے کے مشابہ نہ ہو جائے [5]	ینابیع
۴۶	دونوں فنیکہ کے بال نوچنا بدعت ہے اور فنیکہ، عنفقہ کی دونوں طرفوں کو کہتے ہیں۔ اور عنفقہ نیچے کے ہونٹ کے بالوں کو کہتے ہیں (یعنی نچلے ہونٹ کے نیچے درمیان میں جو بال ہوتے ہیں ان کے دونوں طرف اگر بال ہوں تو وہ فنیکین ہیں ان کا نوچنا بدعت ہے) [6]	غرائب
۴۷	ناک کے بال نہ نوچے کیونکہ اس سے الاکلہ (یعنی عضو کو کھا جانے) کی بیماری پیدا ہوتی ہے [7]	قنیہ
۴۸	سینہ اور پیٹھ کے بال مونڈنے میں ترک ادب ہے (یعنی شائستگی کے خلاف ہے) [8]	قنیہ
۴۹	ناخن کو دانتوں سے کاٹنا مکروہ ہے اس سے برص کی بیماری پیدا ہوتی ہے [9]	غرائب
۵۰	(ا) جنابت کی حالت میں بال منڈانا مکروہ ہے (ب) اسی طرح (حالتِ جنابت میں) ناخن کاٹنے کا حکم ہے (یعنی مکروہ ہے) [10]	غرائب
۵۱	(ا) اگر کسی عورت نے اپنے سر کے بال منڈا دیئے تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر اس نے کوئی بیماری پیدا ہو جانے کی وجہ سے ایسا کیا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے (ب) اور اگر اس نے مرد سے مشابہت کے لئے ایسا کیا تو ایسا کرنا مکروہ ہے [11]	کبریٰ

رکھنے، منڈانے مٹھی بھر یعنی مقدار چار انگل سے کم کرانے، مٹھی بھر رکھنے، مٹھی بھر سے زائد رکھنے یا کاٹنے، داڑھی کے بال نوچنے اور چہرے کے بال لینے کے متعلق مندرجہ ذیل حوالہ جات ملاحظہ ہوں

(۱) **داڑھی رکھنا**:- قرآن مجید میں حضرت ہارون اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے واقعہ میں ہے کہ یَا ابنَ اُمَّ لَاتَاْخُذْ بِلِحْیَتِیْ وَلَا بِرَاْسِیْ الآیۃ سورۃ طٰہٰ آیت ۹۵ یعنی حضرت ہارون علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا (بقیہ حواشی ص۱۴۲، ص۱۴۳ پر)

بقیہ حاشیہ ۴۳/۱۱۰۱ الباب التاسع عشر فی الختان والخصاء وتلم الاظفار وقص الشعر وغیرہ الختان والخصاء وتلم الاظفار وقص الشعر وغیرہ	حوالہ

نہ پکڑ میری داڑھی اور نہ سر" اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی تھی اور قرآن مجید کا حکم کہ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ "سورہ انعام آیت ۹۰ یعنی" سو تو چل ان کی راہ" اور بحوالہ مسلم شریف حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "خالفوا المشرکین احفوا الشوارب واعفوا اللحیٰ" الحدیث یعنی مشرکین کی مخالفت کرو مونچھیں کترنے میں مبالغہ کرو اور داڑھیوں کو بڑھاؤ اور اسی طرح کے مفہوم پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث بھی ہیں (حکم ۴۱/۱۱۰۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو)

(ب) **داڑھی منڈانا**: داڑھی کے بال منڈانے کے متعلق صاحب منہل شارح ابو داؤد نے لکھا ہے کہ "فلذلک کان حلق اللحیۃ محرما عند ائمۃ المسلمین المجتھدین ابی حنیفۃ ومالک والشافعی واحمد وغیرھم"، یعنی اسی وجہ سے داڑھی کا منڈانا سب اماموں کے نزدیک حرام ہے امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل وغیرہ اھ چنانچہ فقہ حنفی کی کتاب درمختار میں ہے کہ لم یبحہ احد" یعنی داڑھی منڈانے کو کسی امام نے مباح نہیں کہا فقہ مالکی میں کتاب الابداع سے منقول، کتاب اللحیۃ فی الاسلام میں ہے کہ "وقد اتفقت المذاھب الاربعۃ علی وجوب توفیر اللحیۃ وحرمۃ حلقھا وقال ومذھب السادۃ المالکیۃ حرمۃ حلق اللحیۃ الخ"، یعنی بلاشک مذاہب اربعہ اس پر متفق ہیں کہ داڑھی بڑھانا واجب اور اس کا منڈانا حرام ہے اور حضرات مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ داڑھی منڈانا حرام ہے۔ فقہ شافعیہ کی کتاب العباب میں ہے کہ" قال ابن الرفعۃ ان الشافعی نص فی الام بالتحریم" یعنی امام ابن الرفعہ کا قول ہے کہ امام شافعی نے کتاب الام میں اس کے (یعنی داڑھی منڈانے کے) حرام ہونے کی تصریح کی ہے اور فقہ حنبلی کی کتاب شرح المنتھی اور شرح منظومۃ الآداب میں ہے کہ" المعتمد حرمۃ حلقھا ومنھم من صرح بالحرمۃ ولم یحک خلافا کصاحب الانصاف"، یعنی معتبر قول یہی ہے کہ داڑھی منڈانا حرام ہے اور بعض اہل علم مثلاً مؤلف الانصاف نے حرام ہونے تصریح کی ہے اور اس حکم میں کسی کا خلاف نقل نہیں کیا۔ چاروں اماموں کے علاوہ رسالہ الشیخ عبد الرحمن القاسم میں شیخ ابن تیمیہ کا قول بھی منقول ہے کہ" یحرم حلق اللحیۃ" یعنی داڑھی کا منڈانا حرام ہے اور ابو محمد ابن حزم نے بنا بر حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ اور بنا بر مرفوع حدیث بروایت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ، جسکے صحیح ہونے کی ترمذی نے تصریح کی ہے، آپ نے مونچھیں کاٹنے اور داڑھی بڑھانے کی فرضیت پر علماء کا اجماع نقل کیا ہے (نیز داڑھی جبراً مونڈ دینے کی سزا کے متعلق حکم نمبر ۱۳/۱۱۷۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو)

(ج) **داڑھی مٹھی بھر سے کم رکھنا**:۔ داڑھی کے بال قبضہ یعنی مٹھی بھر سے کم کرانے کے متعلق فقہ حنفی کی کتاب فتح القدیر الشیخ ابن ہمام میں ہے کہ "واما الاخذ منھا وھی دون القبضۃ کما یفعلہ بعض المغاربۃ ومخنثۃ الرجال فلم یبحہ احد" یعنی داڑھی کا کٹانا جبکہ وہ مقدار قبضہ سے کم ہو جیسا کہ بعض اہل مغرب اور مخنث قسم کے لوگ کرتے ہیں اسے کسی (امام) نے مباح قرار نہیں دیا

(د) **داڑھی مٹھی بھر رکھنا**:۔ حاشیہ ہذا کے مذکورہ (ا) میں مندرجہ آیت میں "لَا تَأْخُذْ" مذکور ہے اور "الاخذۃ" القبضۃ سے ہی ہو سکتا ہے یعنی داڑھی کی پکڑ اور گرفت ہونا، ہاتھ اور مٹھی سے ہوتا ہے اور یہ اشارہ ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی کم از کم مٹھی تھی اور حسب آیت "فبھداھم اقتدہ" کم از کم مٹھی بھر داڑھی سنت انبیاء ہے جسکی پیروی کا مذکورہ حکم ہے اور صاحب تنویر شارع شرعۃ الاسلام ص۲۹۸ میں بروایت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ مروی حدیث میں ہے کہ" انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یأخذ من لحیتہ طولا وعرضا علی قدر القبضۃ" الحدیث۔ یعنی حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں

بقیہ حاشیہ ٤٣/١١٠١	انیسواں باب، ختنہ کرنے، خصی کرنے، ناخن کاٹنے اور بال کترنے وغیرہ کے احکام ختنہ کرنے، خصی کرنے، ناخن اور بال کاٹنے، وغیرہ کے احکام کا بیان	حوالہ

کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم داڑھی کو طول وعرض سے تراشتے تھے مقدار قبضہ کی حد تک۔ یعنی مقدار قبضہ باقی رکھتے تھے اور اس سے زائد حصہ کاٹ دیتے تھے اس روایت سے معلوم ہوا کہ داڑھی بڑھانے کا حکم، مٹھی بھر سے زائد پر نہیں ہے چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہؒ میں سند کے ساتھ منقول ہے کہ "روی عن ابی هریرہ رضی الله عنه ایضا انه کان یقبض علی لحیته فیأخذ ما فضل عن القبضة" الخ یعنی حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی روایت کیا گیا ہے کہ وہ داڑھی کو مٹھی میں لیکر جو اس سے زائد ہوتی تھی اسے کاٹ دیتے تھے اور فقہ حنفی کی کتاب، کتاب الآثار لمحمدؒ میں ہے کہ "محمد قال اخبرنا ابو حنیفة عن الهیثم رح عن ابن عمر رضی الله عنه انه کان یقبض علی لحیته ثم یقص ما تحت القبضة قال محمدؒ وبه نأخذ وهو قول ابی حنیفة رح"، یعنی امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے امام ابو حنیفہ رح نے اور انہوں نے حضرت ہیثمؒ اور انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی داڑھی مٹھی میں لیکر، مٹھی بھر سے زائد کو (یعنی جو مٹھی سے نیچے لٹکی ہوئی باقی رہ جاتی اس کو) کتر دیتے تھے امام محمد نے فرمایا کہ ہم اسی حکم کو اختیار کرتے ہیں اور یہی قول امام ابو حنیفہ رح کا ہے اھ اور یونہی بحوالہ المحیط در مختار ورد المحتار ج ۵ ص٢٨٨ میں ہے (حکم نمبر ٤٢، ٤٣/١١٠١ مع حواشی ملاحظہ ہوں)

(ر) داڑھی مٹھی بھر سے زائد رکھنا:۔ مٹھی بھر سے زائد داڑھی رکھنے کے متعلق اوجز المسالک میں ہے کہ حضرات شافعیہؒ کا راجح اور پسندیدہ قول یہ ہے کہ اسے علی حالہ باقی رکھا جائے۔ حنابلہؒ کا ایک قول بھی یہی ہے اور مالکیہؒ کا مختار مذہب یہ ہے کہ جو داڑھی حد سے زیادہ بڑھ جائے اسے کم کیا جائے اور یہ ضروری نہیں کہ ایک مٹھی سے زائد نہ رکھی جائے اور حضرات حنفیہؒ کے ہاں مستحب یہ ہے کہ ایک مٹھی بھر سے جو زائد ہے اسے کاٹ دینا چاہیے چنانچہ فقہ حنفی کی کتاب درمختار میں ہے کہ " والحاصل ان عامة الکتب علی ان القدر المسنون هو القبضة ولا بأس بترکها ما فوقها ولکن الأخذ (ای بمازاد علی القبضة) اولی وکذا اجابنی بعض علماء مکة حین سألته عن هذه المسئله "، یعنی حاصل یہ ہے کہ عام کتب کے بموجب داڑھی میں قدر مسنون مقدار ایک مٹھی بھر ہے اور اس سے زائد چھوڑ دینے میں کوئی حرج نہیں البتہ اولی یہی ہے کہ جو مقدار مٹھی بھر سے زائد ہو اسے کاٹ دیا جائے یہی جواب مجھے بعض علماء مکہ مکرمہ نے دیا جب کہ میں نے ان سے اس مسئلہ کے بارے میں سوال کیا (درمختار) بحوالہ داڑھی کی شرعی حیثیت ص٦٧۔ حکم نمبر ٤٢، ٤٣/١١٠١ مع حواشی ملاحظہ ہوں)

(س) داڑھی کے بال نوچنا:۔ رسالہ الشیخ عبد الرحمن القاسمؒ میں ہے کہ "وقال القرطبیؒ لایجوز حلقها ولا نتفها ولا قصها" الخ یعنی شیخ عبد الرحمن القاسمؒ فرماتے ہیں کہ علامہ القرطبی کا قول ہے کہ داڑھی کا منڈانا، اسکا نوچنا اور کترنا (یعنی کتر کر مٹھی بھر سے کم کرنا) سب ناجائز ہے (حکم نمبر ٤٦/١١٠١ ملاحظہ ہو) اور درمختار ورد المحتار میں ہے کہ "ولا بأس بنتف الشیب" یعنی سفید بال کو اکھاڑنے میں حرج نہیں ہے۔ مفہوم ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۵ ص٢٨٨ اور حرج نہ ہونے کے عام مفہوم کے متعلق حکم نمبر ٤٢/٢٢٥ کے حاشیہ کے (د) میں رد المحتار ا ص٦١٦ سے ماخوذ حاشیہ ملاحظہ ہو

(ص) چہرے کے بال لینا:۔ چہرے اور بھوؤں کے بال لینے کے متعلق حکم نمبر ٤٥/١١٠١ نیز حکم نمبر ٣٨ تا ٤٧/١١٠١ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۵٤ حکم نمبر ٣٥ تا ٣٧، ٥٠/١١٠١ مع حواشی اور ١/١١٠١ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۵۵ حکم نمبر ٣٥ تا ٣٧، ٥٠/١١٠١ مع حواشی اور ١/١١٠١ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۵٦ حکم نمبر ٣٥ تا ٣٧، ٥٠/١١٠١ مع حواشی اور ١/١١٠١ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۵٧ حکم نمبر ٣٥ تا ٣٧، ٥٠/١١٠١ مع حواشی اور ١/١١٠١ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۵٨ حکم نمبر ٣٥ تا ٣٧، ٥٠/١١٠١ مع حواشی اور ١/١١٠١ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۵٩ حکم نمبر ٢٧/١١٠١ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ٦٠ حکم نمبر ١/١١٠١ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

٦١ عورت کے سر کے بال منڈانے کے متعلق حکم نمبر ٥٠، ٥١/١١٠١ نیز ٣٥ تا ٣٧، ٥٠/١١٠١ مع حواشی اور ١/١١٠١ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب التاسع عشر فی الختان و الخصاء و تقلیم الاظفار و قص الشعر و غیرہ الختان و الخصاء و تقلیم الاظفار و قص الشعر و غیرہ	حوالہ
۱۱۰۱–۵۲	مجنونة اصابها الاذی فی رأسها ولا ولی لها فمن حلق شعرها فهو محسن بعد ان یترک علامة فاصلة للنساء	کذا فی الملتقط
۵۳	ووصل الشعر بشعر الآدمی حرام سواء کان شعرها او شعر غیرها	کذا فی الاختیار شرح المختار
۵۴	لا بأس للمرأة ان تجعل فی قرونها و ذوائبها شیأ من الوبر	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۵	فی جواز صلوة المرأة مع شعر غیرها الموصول اختلاف بینهم والمختار انه یجوز [۲]	کذا فی الغیاثیة
	واللہ اعلم	

[۱] حکم نمبر ۵۳ تا ۵۵/۱۱۰۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۲] حکم نمبر ۵۵/۱۱۰۱ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] فتاوی عالمگیری مترجم اردو حامل المتن کی اشاعت ہذا میں اہل علم کے مشورہ کے بموجب، غلاموں سے متعلق خصوصی احکام اور ان کا ترجمہ، آجکل چنداں ضرورت نہ ہونے کی بنا پر قابل ترک ہے چنانچہ حکم نمبر ۵۵/۱۱۰۱ کے بعد تقریبا صد احکام کا اندراج متروک ہے (مترجم)

دفعات شق نمبر	انیسواں باب، ختنہ کرنے، خصی کرنے، ناخن کاٹنے اور بال کاٹنے وغیرہ کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۰۱-۵۲	کوئی عورت مجنونہ ہے اس کے سر (کے بالوں) میں کوئی بیماری پیدا ہو گئی اور اس عورت کا کوئی ولی نہیں ہے تو عورتوں اور مردوں میں تمیز کے لئے کوئی علامت چھوڑ دینے کے بعد، جس شخص نے اس کے سر کے بال مونڈ دیئے وہ احسان کنندہ ہے	ملتقط
۵۳	انسان کے بال میں بال جوڑنا حرام ہے خواہ وہ بال اسی عورت کے ہوں یا اس کے علاوہ کسی اور کے بال ہوں ؎	اختیار
۵۴	عورت کے لئے اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ اپنی چوٹیوں اور لٹوں میں کچھ وبر (یعنی پشم یا اونٹ کے بال) ڈال لے	قاضیخان
۵۵	جس عورت نے کسی اور (انسان) کے بال (اپنے بالوں کے ساتھ) جوڑ لئے ہوں تو ان بالوں کے ساتھ اس عورت کی نماز کے جواز کے متعلق مشائخ رح کا اختلاف ہے مختار حکم یہ ہے کہ جواز ہے ؎	غیاثیہ
	واللہ اعلم	

دفعات شق نمبر	الباب الثالث والعشرون فی الغیبة والحسد والنمیمة والمدح الغیبة والحسد والنمیمة والمدح	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب الثالث والعشرون فی الغیبة والحسد والنمیمة والمدح،

دفعات ۱۱۰۶ تا ۱۱۰۶ عنوان ۱ تعداد شق ۷

۱۱۰۶۔ الغیبة والحسد والنمیمة والمدح تعداد شق ۷

دفعات شق نمبر	متن	حوالہ
۱	رجل ذکر مساوی انسان علی وجه الاهتمام لا بأس به ویکره ان یکون مرید اللسب والنقص	کذا فی السراجیة
۲	ومن اغتاب اهل کورة او قریة لم تکن غیبة حتی یسمی قوما معروفین	کذا فی السراجیة
۳	الرجل اذا کان یصوم ویصلی ویضر الناس بالید واللسان فذکره بما فیه لایکون غیبة	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴	وان اخبر السلطان بذلك لیزجره فلا اثم علیه	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵	اعار ثوبا او اقرضه دراهم ثلاثة ایام فمنعه منه ایاما کثیرة وسوّفه فوصفه عند الناس بکونه خائنا وکذابا یعذر فی ذلك	کذا فی القنیة

۱؎ حکم نمبر $\frac{1}{1086}$ کے باب کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ غیبت، چغلی کے متعلق حکم نمبر $\frac{1 \text{ تا } 5}{1106}$، حسد کے متعلق $\frac{6}{1106}$ اور تعریف کے متعلق $\frac{7}{1106}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

تیئسواں باب، غیبت، حسد، چغلی اور تعریف کے احکام ؂۱

دفعات ۱۱۰۶ تا ۱۱۰۶ عنوان ۱ تعداد شق ۷

۱۱۰۶۔ غیبت، حسد، چغلی اور تعریف کرنا اور اسمیں ۷ شقیں ہیں

۱ کسی شخص نے کسی انسان کی برائیاں بطور اہتمام (یعنی غمخواری) کے ذکر کیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے (ب)، اور اگر ایسا کرنے میں وہ اسے گالی دینے (یعنی اس کی بے عزتی کرنے) اور اس کی عزت گھٹانے کے ارادے سے کرے تو پھر ایسا کرنا مکروہ ہوگا ؂۲ — سراجیہ

۲ جس شخص نے کسی ضلع یا گاؤں والوں کی غیبت کی تو ایسا کرنا (ممنوعہ) غیبت قرار نہیں پاتی جب تک کہ وہ (وہاں کی)، مخصوص قوم (یعنی جماعت)، کا نام نہ لے — سراجیہ

۳ جب کوئی شخص روزہ رکھتا ہو، نماز پڑھتا ہو اور لوگوں کو اپنے ہاتھ اور زبان سے ضرر دیتا ہو تو اس کے ان کاموں کا ذکر کرنا (ممنوعہ) غیبت نہ قرار پائے گا — قاضیخان

۴ اور (مذکورہ صورت میں)، اگر کسی شخص نے اس کے (مذکورہ امور کے متعلق سلطان (یعنی حاکم مجاز) کو اطلاع دی تاکہ [illegible] سے ڈانٹے (اور روکے)، تو اس اطلاع کنندہ پر کوئی گناہ نہ ہوگا — قاضیخان

۵ کسی شخص نے کسی آد[illegible] کے لئے مانگے کو کپڑا دیا یا کچھ درہموں کا قرضہ دیا تو اس نے بہت دنوں تک [illegible]) نہ دیا اور ٹال مٹول کیا تو (اس پر) اس سے لوگوں کے ہاں اس آدمی کے، خائن [illegible] جھوٹا ہونے کو بیان کیا تو ایسا کرنے میں وہ شخص معذور قرار پائے گا — قنیہ

دفعات شق نمبر	الباب الثالث والعشرون فی الغیبة والحسد والنمیمة والمدح — الغیبة والحسد والنمیمة والمدح	حوالہ
٦-١١٠٦	روی عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه انه صلی الله علیه وسلم، قال "لا حسد الا فی اثنین رجل آتاه الله تعالے مالا هو ینفقه فی طاعة ورجل آتاه الله تعالی علما فهو یعلم الناس ویقضی به" الحدیث بظاهره دلیل علی اباحة الحسد فی هذین لانه استثناء من التحریم والاستثناء من التحریم الاباحة قال شیخ الاسلام رحمه الله ولیس الامر کما یقتضیه ظاهر الحدیث والحسد حرام فی هذین کما هو حرام فی غیرهما وانما معنی الحدیث لاینبغی للانسان ان یحسد غیره ولو حسد فانما یحسد فی هذین لا تکون الحسد فیهما مباحا بل لمعنی آخر هو ان الانسان انما یحسد غیره عادة لنعمة یراها علیه فیتمنی تلک لنفسه وما عدا هذین من امور الدنیا لیس بنعمة لان مآل ذلک سخط الله تعالے والنعمة ما یکون مآله رضا الله تعالی وهذان مآلهما رضا الله تعالے فهما النعمة دون ما سواهما ثم بعض مشائخنا قالوا الحسد المذکور المذموم ان یری علی غیره نعمة فیتمنی زوال تلک النعمة عن ذلک الغیر وکینونتها لنفسه اما لو تمناها لنفسه فذلک لا یسمی حسدا بل یسمی غبطة وکان شیخ الاسلام رحمه الله یقول لو تمنی تلک النعمة بعینها لنفسه فهو حرام مذموم اما اذا تمنی مثل ذلک لنفسه فلا بأس به وذکر شمس الائمة السرخسی رحمه الله انه قال معنی الحدیث ان الحسد مذموم یضر الحاسد الا فیما استثنی فهو محمود فی ذلک فانه لیس بحسد علی الحقیقة بل غبطة والحسد ان یتمنی الحاسد ان تذهب نعمة المحسود عنه [illegible] لذلک ویعتقد ان تلک النعمة فی غیر موضعها ومعنی [illegible] ان یتمنی لنفسه مثل ذلک من غیر ان یتکلف ویتمنی ذ[illegible] عنه	کذا فی المحیط

دفعات شق نمبر	تئیسواں باب: غیبت، حسد، چغلی اور تعریف کرنے کے احکام　　غیبت، حسد، چغلی اور تعریف کرنے کے احکام کا بیان	حوالہ
۶-۱۱۰۶	(۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرمایا کہ "لاحسد الا فی اثنتین" الحدیث یعنی "حسد نہیں ہے مگر دو چیزوں میں ہے ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور وہ اسے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں خرچ کرتا ہے اور ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے علم (دین) دیا پس وہ لوگوں کو سکھاتا ہے اور اس کے مطابق حکم دیتا ہے"، یہ حدیث بظاہر اس کی دلیل ہے کہ ان (مذکورہ) دو امور میں حسد کرنا مباح ہے اس لئے کہ یہ حرام قرار دینے کے بعد استثناء ہے اور حرام قرار دینے کے بعد استثناء (مستثنیٰ) کے لئے اباحت قرار پاتی ہے تو اس (مذکورہ ظاہر دلیل) کے متعلق شیخ الاسلامؒ کا قول ہے کہ اس کا معنی وہ نہیں ہے جو حدیث کا بظاہر مقتضیٰ ہے بلکہ حسد ان (مذکورہ) دو امور میں بھی حرام ہے جیسا کہ ان کے علاوہ میں حرام ہے اور اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ انسان کو دوسرے شخص سے حسد نہیں کرنا چاہیے اور اگر حسد کرے تو ان دو میں کرے اور یہ حکم (بھی) اس لئے نہیں کہ ان دو امور میں حسد مباح قرار پاتا ہے بلکہ یہ حکم ایک اور معنی کی بنا پر ہے اور وہ یہ کہ انسان عادۃً دوسرے سے حسد اس لئے کرتا ہے کہ اس پر کوئی نعمت دیکھتا ہے تو وہ اس نعمت کی اپنے لئے تمنا کرتا ہے اور ان (مذکورہ) دونوں امور کے علاوہ دنیا کی کوئی چیز (حقیقی) نعمت نہیں ہے اس لئے کہ ان کا (یعنی مذکورہ دو امور کے علاوہ کا) مآل اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے اور نعمت وہ ہوتی ہے جس کا مآل اللہ تعالیٰ کی رضا ہو البتہ یہ (مذکورہ) دونوں امور ایسے ہیں جن کا مآل اللہ تعالیٰ کی رضا ہے پس یہ دونوں تو نعمت ہیں اور ان کے علاوہ دوسری چیزیں نعمت نہیں ہیں (ب) پھر [illegible] بعض مشائخ نے یہ (بھی) فرمایا ہے کہ حسد جس کی مذمت (مذکورہ) حدیث میں مذکور ہے وہ یوں ہے کہ کوئی شخص دوسرے [illegible] کوئی نعمت دیکھے تو یہ تمنا کرے کہ اس سے (یعنی اس دوسرے سے) وہ نعمت زائل ہو جائے اور وہ میرے [illegible] لئے ہو جائے مگر جب اس نے (صرف) یہ تمنا کی کہ وہ نعمت میرے [illegible] (بھی) ہو جائے تو اسے حسد نہیں [illegible] کہتے بلکہ اسے غبطہ کہا جاتا ہے (ج) اور شیخ الاسلا[illegible] [illegible] تھے کہ اگر کسی شخص نے یہ تمنا کی کہ [illegible] اس (دوسرے) کی وہ نعمت بعینہ میرے لئے [illegible] نے اس (دوسرے کی) نعمت کی مثل اپنے [illegible] [illegible] کو تین دن [illegible] حرام اور مذموم ہے مگر جب اس [illegible] [illegible] شمس الائمہ السرخسیؒ نے ذکر کیا ہے آپ نے فرمایا کہ (م[illegible] اسے (واپس [illegible]) کی حرج نہیں ہے [illegible] حسد کرنا مذموم ہے یہ (یعنی حسد کرنا) حسد کرنے والے کو مضر[illegible] ہونے [illegible] کا معنی یہ ہے کہ [illegible] گیا ہے ان میں محمود ہے اس لئے کہ درحقیقت وہ حسد نہیں [illegible] ہے۔ حسد تو یہ ہوتا ہے کہ حاسد یہ تمنا کرے کہ جس سے حسد کیا ہے اس سے	

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث والعشرون فی الغیبة والحسد والنمیمة والمدح — الغیبة والحسد والنمیمة والمدح	حــوالــه
۱۱۰۱-		
۷	مدح الرجل علی ثلاثة اوجه الاول ان یمدح فی وجهه وهذا الذی نهی عنه والثانی ان یمدحه بغیر حضرته ویعلم انه یبلغه فهذا ایضا منهی عنه والثالث ان یمدحه فی حال غیبته وهو لا یبالی ان یبلغه او لم یبلغه لا یمدحه[1] بما هو فیه فهذا لا بأس به	کذا فی الغرائب
	واللہ اعلم	

[1] حکم نمبر ۷/۱۱۰۱ میں عبارت ترجمہ "وہ اس کی تعریف اسی قدر کرے جو امراس ممدوح میں موجود ہو" اس کی عربی عبارت فتاوی عالمگیری کا عربی مطبوعہ مطبع امیریہ، میمنیہ مصر میں یوں درج ہے "لا یمدحه بما هو فیه"، جس کا اردو ترجمہ یوں قرار پاتا ہے کہ "وہ اسکی تعریف اس قدر نہ کرے جو امراس ممدوح میں موجود ہو" مگر اس سے مفہوم درست نہیں قرار پاتا البتہ درست مفہوم کے لئے یہ عربی عبارت یوں ہونی چاہیے "لا یمدحه الا بما هو فیه" یعنی وہ اسکی تعریف اسی قدر کرے جو امراس ممدوح میں موجود ہو، چنانچہ اردو ترجمہ میں یہی ملحوظ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب والیه المرجع والمآب (مترجم)

ضمیمہ تصحیح اغلاط

نمبر شمار	نمبر	صفحہ	متعلقہ حوالہ — دفعات وشق نمبر وغیرہ	سطر	غلط	صحیح
۱						
۲			۱/۲۶۸		العا[illegible]	العلك
۳			کی طرف آخری سطر		ذلك	
۴			سطر			

دفعات وشق نمبر	تیسواں باب؛ غیبت، حسد، چغلی اور تعریف کرنے کے احکام کا بیان ۔ غیبت، حسد، چغلی اور تعریف کرنے کے احکام	حوالہ
۱۱۰-	وہ وہ نعمت زائل ہو جائے اور وہ اس کے لئے تکلف کرے اور یہ اعتقاد کرے کہ (اس پر) وہ نعمت بے موقع ہے اور غبطہ کا معنی یہ ہے کہ وہ تکلف کئے بغیر اور اس (دوسرے) سے اس نعمت کے جاتے رہنے کی تمنا کئے بغیر، اپنے لئے اس نعمت کی مثل کی تمنا کرے	محیط
۷	کسی شخص کی تعریف کرنا تین طرح پر ہے پہلی قسم یہ ہے کہ کوئی آدمی اس کے روبرو (اس کی) تعریف کرے اور یہ وہ قسم ہے جس کی ممانعت کی گئی ہے ۔ دوسری قسم یہ ہے کہ وہ اس کی تعریف اس کے روبرو نہ کرے البتہ وہ یہ جانتا ہو کہ وہ تعریف اس (ممدوح) کو پہنچے گی تو یہ قسم بھی ایسی ہے جس کی ممانعت کی گئی ہے ۔ تیسری قسم یہ ہے کہ وہ اس کی تعریف اس کے (سامنے کی بجائے) اس کے غائب ہونے کی حالت میں (یعنی اس کی غیر حاضری میں) کرے اور تعریف کرنے والے کو یہ پرواہ نہ ہو کہ وہ تعریف اس (ممدوح) کو پہنچے یا نہ پہنچے اور وہ اس کی تعریف اسی قدر کرے جو امر اس ممدوح میں موجود ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے [۱] واللہ اعلم	غرائب

مترجم ابو السعید محمد صادق مغل بن حافظ رح القادری

اللھم انا نسئلك الاخلاص فی القول والعمل وحسن الختام عند انتھاء الأجل والعون علی الاتمام، یا ذا الجلال والاکرام، والحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات، اللھم تقبلہ واغفر لمؤلفہ، ولمترجمہ، ولسامعہ، ولمعاونہ ولمحبہ، اللھم اغفر لنا ولآبائنا ولامھاتنا ولاساتذتنا ولمشائخنا ولعشائرنا، ولقبائلنا ولاولادنا ولمن لہ حق علینا ولجمیع المومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات الاحیاء منھم والاموات ونسئل اللہ العافیۃ فی الدنیا والآخرۃ ویرحم اللہ عبدا قال آمین یا ارحم الراحمین وصلی اللہ تعالے علی سیدنا محمد و[illegible] آلہ واصحابہ [illegible]

[illegible] نے اس (دو[illegible]
[illegible] سے تمنا کی ت[illegible] [illegible]س الائمہ السرخسی رح
نے فرمایا کہ (مذکورہ) حد[illegible] حسد کرنا مذموم ہے یہ (یعنی حسد کرنے
والے کو مضر ہے لیکن جن [illegible] گیا ہے ان میں محمود ہے اس لئے
وہ حسد نہیں بلکہ غبطہ ہے ۔ حسد تو یہ ہوتا ہے کہ حاسد یہ تمنا کرے کہ جس سے

حرفِ آخر

جلد ۱۸ بفضلہ تعالیٰ اشاعت پذیر ہوئی و للہ الحمد

قارئین کرام

فتاوی ہٰذا کی اس اشاعت میں جملہ احکام بعینہ حسب سابق ہیں۔ اشاعت کا اسلوب جدید تعارفی کتاب میں ملاحظہ ہو۔ مجلس نے اس عظیم کام کی نزاکت، عظمت اور اہمیت کے پیشِ نظر بساط بھر کوشش کی ہے کہ عربی عبارت صحیح ہو۔ اردو میں اسکے مفہوم کی ترجمانی محتاط ہو۔ سابقہ متعین شدہ عنوانات اور انکی شقوں میں نکھار ہو۔ حوالہ جات میں وضاحت و موزونیت ہو۔ کاغذ اور طباعت معیاری ہو۔ نیز استفادہ میں آسانی بہم پہنچانے کیلئے اہم مقامات میں علماء کرام و مفتی صاحبان سے مشورہ کے بعد حسب ضرورت حاشیہ پر ایسے معلوماتی، تائیدی اور وضاحتی مستند نوٹ بھی دیئے گئے ہیں جن سے دوسرے نسخوں کی عبارت کی نشاندہی۔ مندرجہ حکم سے ملتے جلتے دوسرے احکام کی طرف اشارہ۔ مذکورہ حکم کی مثال۔ اسکی نوعیت وحیثیت کی وضاحت میں مدد ملتی ہے۔ اور اس مختصر فتاوی ہٰذا کے دیگر نسخوں۔ فقہ و فتاوی کی کئی دوسری کتابوں۔ قدیم تراجم اور مستند عربی لغات سے بھی استفادہ بھی کیا گیا ہے۔

سیعرف قدر الترجمان وجهده ... ومحنته من يبتلى ببلائها

اعتذار واستدعا

تاہم مجلس سہو وخطا سے مبرا نہیں ہے۔ ہمیں اپنی بے بضاعتی، تہی دستی اور علمی فرومائیگی کا احساس ہے۔ اہلِ علم حضرات اگر کہیں کوئی غلطی ملاحظہ فرمائیں تو درست فرماکر [illegible] فرمائیں۔ اور اگر اپنے زرین مشوروں سے سرفراز فرمانا چاہیں تو ناظم مجلس کو مطلع فرماکر عند اللہ ماجور ہ۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم [illegible] علينا انك انت [illegible] اب الرحيم۔ ربنا لا تؤاخذنا ان نسينا او اخطأنا وكف عنه لسان [illegible] حادلين الا [illegible] م هذا امنك و [illegible] فتقبله واج [illegible] ه ذخيرة [illegible] اتى وثقلا فى ميزانى واغفر لى ولوالدى ولجميع اساتذتى [illegible] نبى [illegible] لون [illegible] محمد صلى الله عليه [illegible] آل واصحابه اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين۔ آمین [illegible] انکسار [illegible] التجا [illegible] ہ قبو [illegible] کا وٹوں کو [illegible] اور مشکلات کو حل فرمائے [illegible] کام کو اس گنہ [illegible] ت بنا [illegible] ورا [illegible] کرام [illegible]

اسلامی قوانین کا شہرۂ آفاق اور مایۂ ناز مجموعہ

۴۸ ب

فتاویٰ عالمگیریہ

تالیف

نامور علماء اسلام کی عظیم تر جماعت

اہتمام

سلطان ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ

نگرانی

الشیخ نظام الدین برہانپوری رحمۃ اللہ علیہ صدر مجلس علماء

معاون نظر ثانی

حضرت شاہ عبد الرحیم والد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہما

عربی متن مع اردو ترجمہ نمبروار احکام کے ساتھ

پیشکش: مجلس منتظمہ اشاعت فتاویٰ عالمگیریہ

اسلامی قوانین کا شہرۂ آفاق اور مایۂ ناز مجموعہ

جلد ۴۸ ب

فتاویٰ عالمگیریہ

تالیف

نامور علماءِ اسلام کی عظیم ترجماعت

اہتمام

سلطان ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ

نگرانی

الشیخ نظام الدین برہانپوری رحمۃ اللہ علیہ صدر مجلس علماء

معاونِ نظرثانی

حضرت شاہ عبدالرحیم والد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہم اللہ

عربی متن مع اردو ترجمہ [illegible] کے ساتھ

پیشکش: مجلسِ منتظمہ اشاعت [illegible]

کتاب الکراھیۃ، جلد ۴۸ ب

خبر واحد، سلام، ملاقات، لباس، سونے چاندی کے استعمال، گانے اور امر بالمعروف وغیرہ کے احکام

مترجم :- ابو السعید قاضی محمد صادق بن حافظ القادری۔ نظر ثانی، اراکین مجلس منتظمہ ممتاز علماء کرام و مفتیان عظام

★ - کتابت :- راجہ محمد اکرم، محمد سعید، میانوالہ تحصیل پنڈیگھیب
★ - طباعت :- عکسی
★ - تعداد اشاعت :- ایک ہزار
★ - ناشر :- ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیریہ

کاغذ، اعلیٰ سفید
تاریخ اشاعت : اگست ۱۹۸۸ء بمطابق ذوالحجہ ۱۴۰۸ھ
مطبع :- فضل ربی پریس - صدر راولپنڈی
مقامِ اشاعت :- اعوان ٹاؤن، گرجا روڈ، راولپنڈی

طبع شدہ کی فہرست (اگست ۱۹۸۸ء)

علمی شاہکار، (تعارفی و سوانحی کتاب)

جلد ۲، نماز کی بحث ۲۶۱۹۰ احکام
جلد ۴، روزہ کی بحث، ۵۱۰۰ احکام

جلد ۱، طہارت کی بحث، ۱۲۳۶ احکام
جلد ۳، زکوٰۃ کی بحث، ۵۳۱ احکام
جلد ۵، حج و زیارت کی بحث، ۱۰۱۹ احکام

جلد ۶، نکاح کے پانچ ابواب، ۵۰۷ احکام
جلد ۱۳، عقائد سے متعلق احکام المرتدین، ۳۹۰ احکام
جلد ۲۵، شہادتوں کی بحث، ۸۱۱ احکام
جلد ۴۸، ذکر و مصحف اور مسجد کے بعض احکام، ۱۹۵ احکام
جلد ۵۵، قصاص و دیت کی بحث، ۹۸۸ احکام

جلد ۱۱، ۱۲ حدود و سرقہ کی بحث، ۸۵۵ احکام
جلد ۱۴ تا ۱۷، ۱۹ ب، لقیط، لقطہ، مفقود مجموعی احکام ۲۲۲ احکام
جلد ۴۶، ۴۷، ذبح اور قربانی کی بحثیں، ۴۰۱ احکام
جلد ۴۸ و، نظر کھانے اور زیارۃ القبور کے احکام، ۴۴۴ احکام
جلد ۴۸ ب، خبر واحد، سلام، گانے، اور امر بالمعروف وغیرہ کے احکام ۶۴۱ احکام

سکولوں اور کالجوں کی لائبریریوں کیلئے منظور شدہ

منظوری برائے متعلقہ کتب بموجب چٹھی نمبر ۱۰۰۱۷/۲-GM/۹۷۰۰۹/۹۶۹۰۴ - ایجوکیشن ڈائریکٹر ریجن راولپنڈی پنجاب۔
منظوری برائے متعلقہ کتب بموجب [illegible] ۱۲/A.D.S.C/2-M/۲۸۳۷۶/۲۸۰۵۶ - ڈائریکٹر محکمہ تعلیم پشاور، صوبہ سرحد
منظوری برائے متعلـ[illegible] ۱۶/۱۹۶۵۰/B-11/F.P.U.B - ایجوکیشن ڈائریکٹر ریجن کراچی سندھ
منظوری [illegible] ۲۲۱۴۰/۳۳۰۲۵/ ناظم تعلیمات مظفر آباد، حکومت آزاد کشمیر

[illegible] جامعہ قومی شرعیہ ریسرچ راولپنڈی

اسلامی احکام کا مستند و مرتب مجموعہ زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی اور حنفیوں کے ہر مکتب فکر میں مقبول

فتاویٰ عالمگیریہ

المعروفة بين الناس بالفتاوى الهندية، في مذهب الامام الاعظم، ابي حنيفة النعمان رضي الله عنه صاحب القدر، الافخم تاليف جماعة من علماء الهند الاعلام رحمهم الله، وكان رئيسهم في تاليفها العلامة الهمام مولانا الشيخ نظام رحمه الله، وذلك بأمر السلطان ابي المظفر محي الدين محمد اورنگزيب بهادر عالمگير عليه وعليهم رحمة المولى اللطيف الخبير. آمين.

جلد ۴۸ ب

معنى المكروه والعمل بخبر الواحد وبغالب الرأي
الرجل رأى رجلا يقتل اباه وما يتصل بذلك والمسابقة
السلام وتشميت العاطس واللبس واستعمال الذهب والفضة
النهبة والغناء واللهو وسائر المعاصي والامر بالمعروف
الزينة واتخاذ الخادم وما يسع من جراحات والتسمية والعقيقة
دخول الحمام والبيع والاستيام على سوم الغير والمنع من السفر
القرض وملاقات الملوك والتواضع وتقبيل الايدي والوجه
الانتفاع بالاشياء المشتركة والمتفرقات

ابواب ۱۹، عنوانات ۲۲

مکروہ کا معنی، خبر واحد پر اور ظن غالب پر عمل کے احکام
جس شخص نے دیکھا کہ ایک آدمی اس کے باپ کو قتل کر رہا ہے وغیرہ اور مقابلے کے احکام
سلام، تشمیت العاطس، لباس اور سونے چاندی کے استعمال کے احکام
لٹانے، گانے، لہو، معاصی اور امر بالمعروف کے احکام
زینت کرنے، خادم رکھنے، زخم کرنے کی گنجائش، نام رکھنے اور عقیقہ کے احکام
حمام داخل ہونے، بیع اور دوسرے کے مول ٹھہرانے پر سودا کرنے اور سفر سے منع کرنے کے احکام
قرض اور دَین، حکام کی ملاقات، تواضع اور ہاتھ منہ چومنے کے احکام
مشترکہ اشیا، سے فائدہ اٹھانے اور متفرق امور کے احکام

تعداد شق ۱۴۴۶

پیشکش: ابو السعید قاضی محمد صادق مغل بن حافظ رحمہ اللہ القادری، فاضل درس نظامی
فاضل عربی، فاضل فارسی، فاضل اردو، ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاویٰ زرکی بحث
المتوطن میانہ موہڑہ ڈاکخانہ فریال ضلع راولپنڈی (حال) اعوان ٹاؤن گرہ ا
۷۱ ۲

مجلس منتظمہ اشاعتِ فتاوٰی عالمگیریہ کے زیرِ اہتمام فتاوٰی عالمگیریہ مترجم (عربی متن مع اردو ترجمہ نمبر وار احکام کیسا) کی اشاعت

اہلِ علم حضرات کے تبصروں کا خلاصہ

سلطنت مغلیہ کے درویش صفت سلطان، حافظ قرآن، عالم دین۔ محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر ؒ نے اپنے دور میں شیخ نظام الدین برہانپوری ؒ کی زیرِ نگرانی اور علماءِ ربانی کی عظیم جماعت کی وساطت سے مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی ضرورت کے پیشِ نظر فقہ اسلامی کی ترتیب کا جو سنہری کارنامہ

فتاوٰی عالمگیریہ

کے نام سے سرانجام دیا ہے وہ زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی اور اسلام کے تفصیلی احکام کا ایسا بے نظیر مجموعہ ہے جس سے امت محمدیہ ہر دور میں رہنمائی حاصل کرتی رہی ہے۔ اسلامی احکام کا یہ شہرۂ آفاق مجموعہ فقہ حنفی کا ایسا جامع معتمد اور مستند فتاوٰی ہے کہ اس کا نام آتے ہی سب قیل و قال دھری رہ جاتی ہے۔

اس فتاوٰی کے متعلق ایک عرصہ سے یہ ضرورت شدت سے محسوس کی جارہی تھی کہ اس کا ترجمہ موجودہ سلیس اردو میں عمدہ طباعت کے ساتھ ہو۔ اللہ تعالیٰ عزّ برہانہ نے اس اہم اور مہتم بالشان کام کے لئے مجلسِ منتظمہ اشاعتِ فتاوٰی عالمگیریہ کو اپنے خصوصی فضل وکرم سے اس گرانمایہ خدمت کے آغاز کی توفیق عطا فرمائی۔ مجلس کے ناظم فاضل عالم محقق حضرت مولانا ابو السعید محمد صادق بن حافظ قادری ؒ نے دینی جذبہ کے عزم کے ساتھ کافی محنت، تندہی اور سعی سے اس عظیم کام کو شروع کیا ہے۔

انہوں نے دین کے انمول موتیوں کو نکھار نکھار کر پیش کرنے اور اس کی افادیت عام کرنے کے لئے ایک طرف عربی عبارت اور دوسری طرف سلیس اردو میں ترجمہ پیش کیا ہے۔ نمبروار عنوانات اور باحوالہ شقیں سونے پر سہاگہ ہیں۔ ترجمہ محتاط انداز میں اور عام فہم ہے۔ اور اردو ایسی شگفتہ ہے کہ یہ ترجمہ ایک علیحدہ کتاب میں بھی مفید ہو سکتا ہے۔ عربی اور اردو یک جا ہونے سے ائمہ مساجد اور اردو دان سبھی اربابِ ذوق فقہ کے تفصیلی مسائل خود معلوم کر سکتے ہیں۔ اور یہ کتاب تمام مسلمانوں کے لئے ہر لحاظ سے مفید ہے۔

اس اشاعت میں کاغذ اعلیٰ سفید، دیدہ زیب ٹائیٹل اور طباعت آفسٹ ہے۔ اور بایں ہمہ اس حسین وجمیل مرقع کی قیمت بھی مناسب رکھی گئی ہے۔ اس فتاوٰی کی ہمہ گیر مقبولیت تو پہلے ہی بین الاقوامی ہے۔ اور اب مذکورہ خصوصیات کے ساتھ منظرِ عام پر آنے سے اس کی افادیت بھی عام ہوگئی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اس نادر تحفہ سے ہزاروں، لاکھوں مسلمان فائدہ اٹھائیں گے۔ ہمارے تعلیمی ادارے اور لائبریریاں مستفید ہوں گی۔ اور یہ اشاعت پاکستان کی جدید اسلامی مملکت کے لئے دلیلِ راہ ثابت ہوگی۔

مجلسِ منتظمہ اشاعتِ فتاوٰی عالمگیریہ کا یہ کام ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ یہ کوشش دنیائے علم اور دنیائے اسلام کی عظیم خدمت ہے۔ اس کی یہ محنت پوری قوم کے شکریہ اور حوصلہ افزائی کی مستحق ہے۔ اور یہ کوشش سعی مشکور کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ مترجم کو ہمت، فرصت صحت اور اسباب بخشے۔ مجلسِ منتظمہ کو توفیق اور ذرائع مہیا کرے۔ اور جملہ رفقاء و معاونین کے لئے اس دینی خدمت کے صدقۂ جاریہ کو شرفِ قبولیت عطا فرما کر سب کے لئے سعادتِ دارین کا ذریعہ بنا دے۔ آمین۔

ناظم نشر و اشاعت مجلس منتظمہ اشاعت فتاوٰی عالمگیریہ

فہرست فتاوی عالمگیری مترجم حامل المتن جلد ۴۸ ب مکروہ (وغیر مکروہ) امور کی بحث

جس میں

مکروہ امر کے معنی، دینی امور اور معاملات میں خبر واحد پر عمل، خبروں کے تعارض اور ظنِ غالب پر عمل، جس نے دیکھا کہ ایک آدمی اس کے باپ کو قتل کر رہا ہے اور اس سے ملتے جلتے مسائل، مقابلہ اور آپس میں شرط و انعام، سلام کہنے اور چھینکنے والے کے جواب، لباس، سونے چاندی کے استعمال، دراہم اور مٹھائی لٹانے، گانا، لہو، معاصی اور امر بالمعروف، زینت کرنے اور خادم رکھنے، انسانوں اور جانوروں میں زخم کرنے اور جانوروں کو قتل کرنے کی گنجائش، اولاد کا نام اور کنیت رکھنے اور عقیقہ، حمام میں داخل ہونے، بیع کرنے اور دوسرے کے مول ٹھہرانے پر سودا کرنے، سفر پر جانے سے والدین، قرض خواہ یا خاوند کے منع کرنے، قرض اور دَین، حکام وغیرہ سے ملاقات کرنے، تواضع کرنے، ان کے اور ران کے علاوہ کے ہاتھ اور چہرہ چومنے اور ران سے ملتے جلتے مسائل، مشترکہ چیزوں سے فائدہ اٹھانے اور متفرق امور کے متعلق مکروہ وغیر مکروہ امور کے احکام کا بیان ہے۔

ابواب ۱۹، دفعات ۱۰۷۷ تا ۱۰۸۱، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۴، ۱۰۹۸، ۱۱۰۲ تا ۱۱۰۵، ۱۱۰۷ تا ۱۱۱۳

عنوانات ۲۲، تعداد شق ۱۴۶

دفعات نمبر	عنوانات عربی	اردو عنوانات	تعداد شق	صفحہ نمبر
۱۰۷۷	الجلد الثامن والاربعون کتاب المکروھات الجلد الثامن والاربعون (ب) معنی المکروہ	اڑتالیسویں جلد، مکروہ (وغیر مکروہ) امور کی بحث جلد ۴۸ ب، عنوانات ۲۲ مکروہ کا معنی	۱۲۸۰ ۰۰.۷۱ ۲	[illegible]

حوالہ	معنی المکروہ	دفعات وشق نمبر معنی المکروہ

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی سیدنا محمد سید المرسلین و علی آله واصحابه وعلی عباد الله الصالحین، اجمعین

کتاب الکراهیة

ابواب ۳۰، دفعات ۱۰۷۷ تا ۱۱۱۳، عنوانات ۳۷، تعداد شق ۱۲۸۰

جلد ۴۸ ب

ابواب ۱۹ دفعات {۱۰۷۷ تا ۸۱، ۸۴، ۸۵، ۹۰، ۹۱، ۹۴، ۹۸، ۱۱۰۲ تا ۱۱۰۵، ۱۱۰۷ تا ۱۱۱۳} عنوانات ۲۲ تعداد شق ۱۳۱۴

۱۰۷۷ معنی المکروہ

تعداد شق ۲

۱ تکلموا فی معنی المکروہ والمروی عن محمد نصا ان کل مکروہ حرام الا انه لما لم یجد فیه نصا قاطعا لم یطلق علیه لفظ الحرام وعن ابی حنیفة وابی یوسف انه الی الحرام اقرب　　کذا فی الهدایة

وهو المختار　　هکذا فی شرح ابی المکارم

هذا هو المکروہ کراهة تحریم واما المکروہ کراهة تنزیه فالی الحلال اقرب کذا فی شرح الوقایة

ـــــــــــــــــــ

لہ حکم نمبر ۱/۱۰۸۲ کے باب کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ نیز کتاب الکراهیة کو فتاوی قاضیخان، التحفة اور رد المحتار میں کتاب الحظر والاباحة سے اور المبسوط اور الذخیرة میں الاستحسان (یعنی استخراج المسائل الحسان) سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور الجامع الصغیر، فتاوی البزازیة اور هدایة میں کتاب الکراهیة سے تعبیر کیا گیا ہے۔ مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ۵ ص ۲۳۶ اور فتاوی عالمگیری جس کے مقدمہ میں الشیخ نظام الدین برہانپوری نے لکھا ہے کہ "واختاروا فی ترتیب کتبها ترتیب الهدایة" یعنی فتاوی عالمگیری کی مباحث ہدایہ کی ترتیب پر ہیں۔ چنانچہ اس میں بھی اس بحث کو کتاب الکراهیة سے تعبیر کیا گیا ہے۔ نیز کتاب الکراهیة مکمل میں المکروہ کے معنی کے بیان کے علاوہ یہ تیس (۳۰) ابواب ہیں۔

دفعات وشق نمبر	مکروہ کا معنی	مکروہ کے معنی کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جو پالنے والا ہے سارے جہانوں کا اور درود وسلام ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، جو سب رسولوں کے سردار ہیں اور ان کی آل پر، ان کے اصحاب پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سب پر ہو

مکروہ (وغیر مکروہ) امور کی بحث

ابواب ۳۰، دفعات ۱۰۷۷ تا ۱۱۱۳، عنوانات ۳۷۰ تعداد شق ۱۲۸۰

جلد ۴۸ ب

ابواب ۱۹، دفعات { ۱۰۷۷ تا ۱۰۸۱، ۸۴، ۸۵، ۹۰، ۹۱ / ۹۴، ۹۸، ۱۱۰۲ تا ۵، ۷ تا ۱۱۱۳ } عنوانات ۲۲، تعداد شق ۶۴۱

۱۰۷۷ مکروہ کا معنی لہ

اور اس میں ۲ شقیں ہیں

۱ (۱) مکروہ کے معنی میں اہل علم نے کلام کیا ہے (۱) امام محمدؒ سے بطور نص (یعنی صراحتاً) مروی ہے کہ ہر مکروہ حرام ہے لیکن جس (مکروہ امر) میں آپ نے نص قطعی نہ پائی اس پر حرام کا لفظ اطلاق نہ کیا (۲) امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح سے مروی ہے کہ مکروہ امر، حرام کے زیادہ قریب ہوتا ہے — ہدایہ

(ب) اور یہی (مذکورہ) حکم مختار ہے ۲ـہ — شرح ابی المکارم

(ج) یہ (مذکورہ) حکم اس مکروہ کے متعلق ہے جو مکروہ تحریمی ہو اور جو مکروہ تنزیہی ہے وہ حلال کے زیادہ قریب ہوتا ہے ۳ـہ — شرح وقایہ

(۱) دینی امور اور معاملات سے متعلق خبر واحد پر عمل کے احکام (۲) غالب رائے یعنی ظن غالب پر عمل کے احکام (۳) جس نے دیکھا کہ کوئی آدمی اس کے باپ کو قتل کر رہا ہے اور اس سے ملتے جلتے مسائل کے احکام (۴) نماز، تسبیح، تلاوت، ذکر، دعا اور اونچی آواز سے تلاوت کرنے کے احکام (۵) مسجد، قبلہ، مصحف اور جس میں کچھ قرآن مجید یا اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہو، اس کے متعلق احکام (۶) مقابلہ اور اس میں شرط و انعام کے احکام (۷) سلام کہنے اور چھینکنے والے کے جواب کے احکام (۸) آدمی کے لئے جس شخص کو دیکھنا اور چھونا حلال ہے اور جو حلال

دفعات و شق نمبر	مکروہ کا معنی	مکروہ کے معنی کا بیان	حوالہ

۱۰۷۷/۱ ہیں اس کے احکام (۹) لباس سے متعلق احکام (۱۰) سونا چاندی استعمال کرنے کے احکام (۱۱) کھانا کھانے وغیرہ کے احکام (۱۲) تحفوں اور ضیافتوں کے متعلق احکام (۱۳) دراہم اور مٹھائی وغیرہ لٹانے کے احکام (۱۴) ذمی لوگوں کے متعلق احکام (۱۵) کھلنے سے متعلق احکام (۱۶) قبروں کی زیارت اور قبرستان میں قرآن مجید پڑھنے کے احکام (۱۷) گانا، لہو، معاصی اور امر بالمعروف کے احکام (۱۸) علاج و معالجہ اور عزل و اسقاط کے احکام (۱۹) ختنہ کرنے، خصی کرنے، ناخن کاٹنے مونچھیں کترنے، سر منڈانے، عورت کے سر کے بال منڈانے یا ملانے کے احکام (۲۰) زینت کرنے اور خادم رکھنے کے احکام (۲۱) انسانوں اور جانوروں میں زخم کرنے اور جانوروں کو قتل کرنے کی گنجائش کے احکام (۲۲) اولاد کا نام اور کنیت رکھنے اور عقیقہ کے احکام (۲۳) غیبت، حسد، چغلی اور تعریف کرنے کے احکام (۲۴) حمام میں داخل ہونے کے متعلق احکام (۲۵) بیع کرنے اور دوسرے کے مول ٹھہرانے پر سودا کرنے کے احکام (۲۶) سفر پر جانے سے والدین اقارب، قرضخواہ، آقا اور خاوند کے منع کرنے کے متعلق احکام (۲۷) قرض اور دَین سے متعلق احکام (۲۸) حکام وغیرہ سے ملاقات کرنے، ان سے تواضع کرنے، ان کے اور ان کے علاوہ کے ہاتھ چومنے اور دوسرے کا منہ چومنے اور ان سے ملتے جلتے مسائل کے احکام (۲۹) مشترکہ چیزوں سے فائدہ اٹھانے کے احکام (۳۰) اور متفرق امور کے متعلق مکروہ امور کے احکام کا بیان ہے اس میں کل ۳۰ ابواب، ۳۷ عنوانات اور ۱۲۸۰ شقیں ہیں ان میں سے ۱۱ منتخبہ ابواب اور متعلقہ دفعات جلد ۴۸ اور ۴۸ الف میں شائع ہو چکے ہیں اور بقیہ ۱۹ ابواب یعنی باب ۱ تا ۳ (دفعات ۱۰۷۷ تا ۱۰۸۱)، باب ۶، ۷، (دفعات ۱۰۸۴، ۱۰۸۵)، باب ۹، ۱۰ (دفعات ۱۰۹۰، ۱۰۹۱)، باب ۱۳ (دفعات ۱۰۹۴)، باب ۱۷ (دفعات ۱۰۹۸)، باب ۲۰ تا ۲۲ (دفعات ۱۱۰۲ تا ۱۱۰۵)، باب ۲۴ تا ۳۰ (دفعات ۱۱۰۷ تا ۱۱۱۳) ان ۱۹ ابواب میں عنوانات ۲۲ اور تعداد شق ۱۴۱۶ ہے اور یہ اردو مع عربی کی اس اشاعت میں بطور جلد ۴۸ ب اشاعت پذیر ہیں (مترجم)

۲ے المختار کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۹۴۷/۲ب کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کے ۱۰ کے ج کے (۳) کا ۱۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

۳ے مکروہ تحریمی اور مکروہ تنزیہی میں فرق کے متعلق حکم نمبر ۱۰۷۷/۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	معنی المکروہ	حوالہ
۲/۱۰۷۷	والاصل الفاصل بینھما ان ینظر الی الاصل فان کان الاصل فی حقہ اثبات الحرمۃ وانما سقطت الحرمۃ لعارض ینظر الی العارض ان کان مما تعم بہ البلوی وکانت الضرورۃ قائمۃ فی حق العامۃ فھی کراھۃ تنزیہ وان لم تبلغ الضرورۃ ھذا المبلغ فھی کراھۃ تحریم فصار الی الاصل وعلی العکس ان کان الاصل الاباحۃ ینظر الی العارض فان غلب علی الظن وجود المحرم فالکراھۃ للتحریم والا فالکراھۃ للتنزیہ نظیر الاول سؤر الھرۃ ونظیر الثانی لبن الاتان ولحومھا ونظیر الثالث[1] سؤر البقرۃ الجلالۃ وسباع الطیر	ھکذا فی خزانۃ الفتاوی

[1] یہاں عبادت الثالث کے بعد الرابع (یعنی اور چوتھی قسم) کا کلمہ ہونا چاہیے واللہ اعلم بالصواب۔ حکم ۲/۱۰۷۷ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[2] چنانچہ رد المحتار میں ہے کہ دو مکروہوں (یعنی مکروہ تحریمی اور مکروہ تنزیہی) میں فرق کنندہ امر، کے متعلق جیسا کہ القہستانی اور المنیح میں الجواہر سے منقول ہے کہ اگر اس میں اصل حکم حرمت کا ہو البتہ عموم بلوی کی بناپر حرمت ساقط ہو تو وہ مکروہ تنزیہی ہے مثلاً بلی کا جھوٹا ورنہ (یعنی عموم بلوی نہ ہو تو) وہ مکروہ تحریمی ہے مثلاً گدھے کا گوشت اور اگر اس میں اصل حکم اباحت کا ہو اور کسی عارض نے اسے اباحت سے خارج کر دیا ہو تو اگر ظنِ غالب، وجودِ محرّم کا ہو تو وہ مکروہ تحریمی ہے مثلاً جلالہ (یعنی نجاست خور) گائے کا جوٹھا ورنہ (یعنی عموم بلوی نہ ہو تو) وہ مکروہ تحریمی ہے مثلاً گدھے کا گوشت اور اگر اس میں اصل حکم اباحت کا ہو اور کسی عارض نے اسے اباحت سے خارج کر دیا ہو تو اگر ظنِ غالب، وجودِ محرّم کا ہو تو وہ مکروہ تحریمی ہے مثلاً جلالہ (یعنی نجاست خور) گائے کا جوٹھا ورنہ (یعنی ظنِ غالب وجودِ محرّم کا نہ ہو) تو وہ، مکروہ تنزیہی ہے مثلاً درندہ پرندوں کا جوٹھا۔ مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج۵ ص۲۳۶ حکم نمبر ۱/۱۰۸۲ کا حاشیہ اور ۱۴۰۸/۴۲ ملاحظہ ہوں۔ نیز رد المحتار میں ہے کہ (شرعی) سماعی دلیلیں چار قسم قرار پاتی ہیں (۱) جس کا ثبوت قطعی ہو اور (معنی پر) دلالت بھی قطعی ہو جیسا کہ قرآن مجید کی وہ نصوص جو مفسرہ یا محکمہ ہیں اور سنت متواترہ جن کا مفہوم قطعی ہو (۲) جس کا ثبوت قطعی اور (اس مفہوم پر) دلالت ظنی ہو مثلاً وہ آیات جن میں تاویل کی جاتی ہے (۳) اس (مذکورہ) کا عکس (یعنی جس کا ثبوت ظنی اور (اس مفہوم پر) دلالت قطعی ہو) مثلاً وہ خبر واحد جن کا مفہوم قطعی ہو (۴) ان دونوں میں ظنی ہو (یعنی اس کا ثبوت بھی ظنی اور اس مفہوم پر دلالت بھی ظنی ہو) مثلاً وہ خبر واحد جن کا مفہوم ظنی ہو۔ پس پہلی قسم کی دلیل سے فرض قرار پانا اور حرام قرار پانا ثابت

دفعات وشق نمبر	مکروہ کامعنی — مکروہ کے معنی کا بیان	حوالہ
۲/۱۰۷۷	(د) اور ان (مذکورہ) دونوں (یعنی مکروہ تحریمی اور مکروہ تنزیہی) میں فرق کنندہ اصول یہ ہے کہ اس (مکروہ) کے اصل پر نظر کی جائے گی (۱) اگر اس کے حق میں اصل حکم اثبات حرمت (یعنی حرام ہونا) ہو البتہ وہ حرمت کسی عارض کی وجہ سے ساقط ہو تو اس عارض کو دیکھا جائے گا اگر وہ عارض عموم بلوی ہو (یعنی اس میں عام لوگوں کو مبتلا ہونا پڑتا ہو) اور عام لوگوں کے حق میں ضرورت قائم ہو تو وہ کراہت، کراہت تنزیہی ہے (۲) اور اگر وہ عارض ایسا ہو کہ وہ ضرورت، مذکورہ حد تک نہ ہوتی ہو تو وہ کراہت، کراہت تحریمی ہے اور وہ (اپنے حکم میں) اصل (یعنی اثبات حرمت) کی طرف قرار پائے گا۔ (۳) اور اس (مذکورہ) کے الٹ کی صورت میں اگر (اس کے حق میں) اصل حکم اباحت (یعنی مباح ہونا) ہو (اور وہ اباحت کسی عارض کی وجہ سے ساقط ہو) تو اس عارض کو دیکھا جائے گا اگر ظنِ غالب یہ ہو کہ حرام (کا عارض) موجود ہے تو وہ کراہت، کراہت تحریمی ہے (۴) ورنہ وہ کراہت تنزیہی ہے (ب) پہلی قسم (یعنی جس میں اصل حکم حرمت ہو اور عموم بلوی کے عارض سے حرمت ساقط ہو کر مکروہ تنزیہی ہو) کی مثال بلی کا جوٹھا ہے اور دوسری قسم (یعنی جس میں اصل حکم حرمت ہو اور عارض عموم بلوی کی حد تک نہ ہونے سے وہ مکروہ تحریمی ہو اس) کی مثال گدھی کا دودھ اور اس کا گوشت ہے اور تیسری قسم (یعنی جس میں اصل حکم اباحت ہو اور ظنِ غالب کے بموجب عارض موجود ہونے سے وہ مکروہ تحریمی ہو اس) کی مثال بقرہ جلالہ (یعنی نجاست خور گائے) کا جوٹھا اور چوتھی قسم یعنی جس میں اصل حکم اباحت ہو اور ظن غالب کے بموجب عارض موجود نہ ہونے کی بنا پر وہ مکروہ تنزیہی ہو (مثلاً) اور درندہ پرندوں کا جوٹھا ہے۔ [۲]	خزانہ فتاوی

ہوتا ہے اور دوسری اور تیسری قسم کی دلیل سے واجب قرار پاتا اور مکروہ تحریمی قرار پانا ثابت ہوتا ہے اور چوتھی قسم کی دلیل سے سنت قرار پانا اور مستحب قرار پانا ثابت ہوتا ہے۔ الخ - مفہوم فی الجملہ ماخوذ از ردالمحتار ج ۵ ص ۲۳۷ حکم نمبر ۲/۱۰۷۷ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو نیز کسی شرعی دلیل سے ثابت شدہ امر دین سے انکار کی صورت میں ارتکابِ کفر کے لزوم وعدم لزوم کے متعلق حکم نمبر ۳۰/۴۹۶ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی العمل بخبر الواحد — الفصل الاول فی الاخبار عن امر دینی	حوالہ

بسم الله الرحمن الرحیم

(وهذا الكتاب مشتمل على ثلاثين بابا)[1]

(الباب الاول فی العمل بخبر الواحد)

وهذا الباب مشتمل على فصلين

فصول ۲، دفعات ۱۰۷۸ تا ۱۰۷۹، عنوانات ۲ تعداد شق ۴۶

الفصل الاول فی الاخبار عن امر دینی نحو الاخبار عن نجاسة الماء وطهارته والاخبار عن حرمة المحل واباحته ومايتصل بذلك من تعارض الخبرين فی نجاسة الماء وطهارته وفی حرمة العين واباحته

دفعات ۱۰۷۸ تا ۱۰۷۸، عنوان ۱، تعداد شق ۲۵

۱۰۷۸ خبر الواحد عن امر دینی تعداد شق ۲۵

۱ خبر الواحد يقبل فی الديانات كالحل والحرمة والطهارة والنجاسة اذا كان مسلما عدلا ذكرا او انثى حرا او عبدا محدودا او لا ولا يشترط لفظ الشهادة والعدد

كذا فی الوجيز للكردری وهكذا فی محيط السرخسی والهداية

---

۱ کتاب الکراهیة یعنی مکروہ (وغیر مکروہ) امور کی بحث کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پہلا باب، خبر واحد پر عمل کے احکام / پہلی فصل، دینی امر میں خبر واحد پر عمل کے احکام کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(اور یہ بحث تیس ابواب پر مشتمل ہے) ؎۱

پہلا باب، خبر واحد پر عمل کے احکام

اور یہ باب دو فصلوں پر مشتمل ہے

فصول ۲، دفعات ۱۰۷۸ تا ۱۰۷۹، عنوانات ۲، تعداد شق ۴۶

پہلی فصل، دینی امر کے متعلق (واحد شخص کا) خبر دینا مثلاً پانی کے ناپاک اور پاک ہونے کے متعلق خبر دینا، کسی محل کے حرام اور مباح ہونے کے متعلق خبر دینا اور اس سے ملتے جلتے امر مثلاً پانی کے ناپاک اور پاک ہونے اور کسی عین کے حرام اور مباح ہونے کے متعلق باہم دو متعارض خبر واحد کے احکام کا بیان

دفعات ۱۰۷۸ تا ۱۰۷۸، عنوان ۱، تعداد شق ۲۵

دفعات وشق نمبر		حوالہ
۱۰۷۸	**دینی امر میں خبر واحد** تعداد شق ۲۵	
۱	دینی امور میں، واحد شخص کی خبر مثلاً حلال، حرام، طہارت و نجاست کے متعلق مقبول ہوتی ہے جبکہ وہ شخص مسلمان اور عادل ہو خواہ مذکر ہو یا مؤنث ہو، خواہ آزاد ہو یا غلام ہو اسپر حد لگی ہو یا ایسا نہ ہو اور اس میں شہادت کا لفظ اور تعداد شرط نہیں ہے ؎۲،	ذخیرہ للکردری، محیط سرخسی، ہدایہ

؎۲ حکم نمبر ۷/۲۶۷ کے تیسرے حاشیہ کا "ج" ملاحظہ ہو۔ نیز عادل قرار پانے کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۶/۷۱۵ مع حاشیہ اور معاملات میں خبر واحد پر عمل کرنے کے متعلق حکم نمبر ۱۰۷۹ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی العمل بخبر الواحد — الفصل الاول فی الاخبار عن امر دینی	حوالہ
۱۰۷۸ ۲	ولا یقبل قول الکافر فی الدیانات الا اذا کان قبول قول الکافر فی المعاملات یتضمن قبوله فی الدیانات فحینئذ تدخل الدیانات فی ضمن المعاملات فیقبل قوله فیها ضرورة	هکذا فی التبیین
۳	من ارسل اجیرا له مجوسیا او خادما فاشتری لحما فقال اشتریته من یهودی او نصرانی او مسلم وسعه اکله وان کان غیر ذلک لم یسعه ان یأکل منه معناه اذا کان ذبیحة غیر الکتابی والمسلم لانه لما قبل قوله فی الحل اولی ان یقبل فی الحرمة	کذا فی الهدایة
۴	ولا یقبل قول المستور فی الدیانات فی ظاهر الروایات وهو الصحیح	هکذا فی الکافی
۵	خبر منادی السلطان مقبول عدلا کان او فاسقا	کذا فی جواهر الاخلاطی
۶	قال محمدؒ واذا حضر المسافر الصلوة فلم یجد ماء الا فی اناء فاخبره رجل انه قذر وهو عنده مسلم مرضی لم یتوضأ به وکذلک اذا کان المخبر عبدا او امة او امرأة حرة هذا اذا کان المخبر عدلا وان کان المخبر فاسقا او مستورا نظر فیه فان کان اکبر رأیه انه صادق یتیمم ولا یتوضأ به وان اراقه ثم تیمم بعد ذلک کان احوط وان کان اکبر رأیه انه کاذب توضأ به ولم یلتفت الی قوله واجزأه ذلک ولا تیمم علیه هذا هو جواب الحکم فاما فی الاحتیاط فالافضل له ان یتیمم بعد الوضوء	کذا فی المحیط

سلہ حکم نمبر ۲۶۷ کے تیسرے حاشیہ کا "ج" ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پہلا باب، خبر واحد پر عمل کے احکام — پہلی فصل، دینی امر میں خبر واحد پر عمل کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۷۸ / ۲	دینی امور میں کافر شخص کا قول قبول نہیں کیا جاتا لیکن جب صورت حال یوں ہو کہ معاملات میں کافر کا قول قبول ہونا دینی امور میں اس کے قول کے قبول ہونے کو متضمن ہو تو پھر وہ دینی امور معاملات کے ضمن میں قرار پائیں گے اور پھر ان دینی امور میں بھی اس کا وہ قول ضرورۃ قبول قرار پائے گا	تبیین
۳	(ا) جس شخص نے اپنے مجوسی مزدور یا خادم کو بھیجا، اس نے گوشت خریدا اور کہا کہ میں نے یہ گوشت یہودی یا نصرانی یا مسلمان سے خریدا ہے تو اس شخص کے لئے وہ گوشت کھانے کی گنجائش ہے (ب) اور اگر اس (مجوسی مزدور یا خادم) نے اس (مذکورہ) کے علاوہ سے خریدنا بیان کیا تو اس شخص کے لئے یہ گنجائش نہیں ہے کہ وہ اس گوشت سے کھائے یعنی جب اہل کتاب اور مسلم کے علاوہ کا ذبیحہ ہو (تو اسے کھانے کی گنجائش نہیں ہے) اس لئے کہ جب حلال ہونے میں اس کا قول قبول ہوا تو حرام ہونے میں بطریق اولی قبول ہوگا	ہدایہ
۴	دینی امور میں مستور (یعنی جس کا عادل ہونا غیر واضح ہو اس) شخص کا قول ظاہر روایات کے بموجب قبول نہ ہوگا اور یہی حکم صحیح ہے	کافی
۵	سلطان (یعنی حاکم مجاز کی ولایت کی حدود میں اس) کے منادی کی خبر مقبول قرار پاتی ہے وہ منادی عادل ہو یا فاسق ہو ؎۱	جواہر الاخلاطی
۶	(و) امام محمدؒ نے فرمایا کہ جب مسافر شخص کو نماز پڑھنے کا وقت آیا تو اس نے ایک برتن میں پانی کے سوا اور پانی نہ پایا پھر ایک آدمی نے اسے خبر دی کہ (اس برتن والا) وہ پانی ناپاک ہے اور اس (مسافر) کی رائے میں وہ آدمی پسندیدہ مسلمان (یعنی عادل مسلمان) ہے تو وہ اس سے وضو نہ کرے۔ اس طرح اگر وہ خبر دینے والا غلام تھا یا باندی تھی یا آزاد عورت تھی (تو یہی حکم ہے) یہ حکم اس صورت میں ہے کہ وہ خبر دینے والا عادل ہو (ب) اور اگر وہ خبر دینے والا فاسق یا مستور الحال تھا تو وہ مسافر اس کے متعلق غور و فکر کرے گا (۱) پس اگر اس کا ظنِ غالب یہ ٹھہرا کہ وہ (اس خبر میں) سچ کہہ رہا ہے تو وہ تیمم کرے اور اس پانی سے وضو نہ کرے اور اگر وہ مسافر اس پانی کو بہا دے اور اس کے بعد تیمم کرے تو اس میں احتیاط زیادہ ہے (۲) اور اگر اس کا ظن غالب یہ ہو کہ وہ جھوٹ کہہ رہا ہے تو وہ اس پانی سے وضو کرے اور اس کی بات پر توجہ نہ دے وہ وضو اسے کفایت کر جائے گا اور اس پر تیمم کرنا لازم نہیں یہ جواب از روئے حکم ہے اور از روئے احتیاط جواب یہ ہے کہ اس کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ (اس صورت میں) اس وضو کے بعد تیمم بھی کرے ؎۲	محیط

؎۱-۲ عادل اور فاسق شخص کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۴، ۱۴ تا ۱۸ / ۱۵ مع حواشی اور مستور شخص کے مفہوم کے متعلق ۲۶ / ۳۴ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وحکم نمبر	الباب الاول فی العمل بخبر الواحد — الفصل الاول فی الاخبار عن امر دینی	حوالہ
۱۰۶۸/۷	وان کان المخبر بنجاسۃ الماء رجلا من اهل الذمۃ لا یقبل قوله فان وقع فی قلبه انه صادق فی هذا الوجه قال فی الکتاب احب الی ان یریق الماء ثم یتیمم ولو توضا به وصلی جازت صلوته	ھکذا فی فتاوی قاضیخان
۸	ولو کان المخبر بنجاسۃ الماء صبیا او معتوها یعقلان ما یقولان فالاصح ان خبرهما فی هذا کخبر الذمی لانه لیس لهما ولایۃ الالزام	ھکذا فی فتاوی قاضیخان
۹	رجل اشتری لحما فلما قبضه فاخبره مسلم ثقۃ انه قد خالطه لحم الخنزیر لم یسعه ان یأکله	کذا فی التاتارخانیۃ
۱۰	مسلم اشتری لحما وقبضه فاخبره مسلم ثقۃ انه ذبیحۃ المجوسی فانه لا ینبغی للمشتری ان یأکل ولا یطعم غیره لان المخبر اخبره بحرمۃ العین وبطلان الملک وحرمۃ العین حق الله تعالی فیثبت بخبر الواحد واما بطلان الملک لا یثبت بخبر الواحد ولیس من ضرورۃ ثبوت الحرمۃ بطلان الملک واذا ثبتت الحرمۃ مع بقاء ملک العین ههنا لا یمکنه الرد علی بائعه ولا ان یحبس الثمن عن البائع اذ لم یبطل البیع ولو انه لم یشتر اللحم ولکن الذی کان اللحم فی یده اذن له بالتناول فاخبره مسلم ثقۃ انه ذبیحۃ مجوسی لا یحل له ان یأکل ولو انه اذن له بالتناول ثم باعه منه بعد الاذن او ملکه بسبب آخر بمیراث او هبۃ ثم اخبره مسلم ثقۃ انه حرام العین لا یحل تناوله	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۱	اشتری رجل طعاما او جاریۃ او ملک ذلک بمیراث او هبۃ او صدقۃ او وصیۃ فجاء مسلم ثقۃ نشهد ان هذا لفلان الفلانی غصبه منه البائع او الواهب او المیت فاحب الینا ان یتنزه عن اکله وشربه ووطء الجاریۃ وان لم یتنزه کان فی سعۃ	کذا فی العینی شرح الهدایۃ

۱؎ حکم نمبر ۸/۱۰۶۸ ملاحظہ ہو اور ذمی لوگوں کے مفہوم کے متعلق نمبر ۷/۱۸۱ کا حاشیہ و حکم نمبر ۱۰۹۵ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۲؎ حکم نمبر ۹/۱۰۶۸ ملاحظہ ہو اور معتوہ کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲۸/۲۴۹ ۳/۲۹۱ کے حواشی نیز ۶۵/۲۵۹، ۷/۳۴۹ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۳؎ حکم نمبر ۱۱/۱۰۶۸ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پہلا باب، خبر واحد پر عمل کے احکام — پہلی فصل، دینی امر میں خبر واحد پر عمل کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۷۸، ۷	(۱) اگر پانی کے ناپاک ہونے کے متعلق خبر دینے والا آدمی ذمی لوگوں میں سے ہو تو اس کا وہ قول قبول نہ ہوگا پھر اگر (مذکورہ، صورت میں) اس کے دل میں یہ واقع ہو کہ وہ (ذمی) شخص اس جہت میں (یعنی اس خبر میں) سچ کہہ رہا ہے تو میرے ہاں پسندیدہ یہ ہے کہ وہ اس پانی کو بہا دے پھر تیمم کرے (ب) اور اگر اس نے اس پانی سے وضو کر کے نماز پڑھ لی تو اس کی وہ نماز جائز قرار پاتی ہے [1]	قاضیخان
۸	اگر پانی کے ناپاک ہونے کے متعلق خبر دینے والا ایسا نابالغ (لڑکا) یا ایسا معتوہ (یعنی مدہوش) شخص ہو جو اپنے کہے کو سمجھتے ہیں تو زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اس میں ان دونوں کی خبر، ذمی شخص کے خبر دینے کی طرح ہے اس لئے کہ ان دونوں کو دوسرے پر لازم کرنے کی ولایت حاصل نہیں ہے [2]	قاضیخان
۹	کسی (مسلمان) شخص نے گوشت خریدا تو جب اس نے اس گوشت پر قبضہ کر لیا تو اسے ایک ثقہ (یعنی عادل) مسلمان نے یہ خبر دی کہ اس نے اس میں خنزیر کا گوشت ملایا ہے تو اس (خریدار) شخص کو وہ گوشت کھانے کی گنجائش نہیں ہے [3]	تاتارخانیہ
۱۰	(۱) کسی مسلمان شخص نے گوشت خریدا اور اس پر قبضہ کر لیا تو اسے ایک ثقہ مسلمان نے خبر دی کہ وہ گوشت مجوسی کا ذبیحہ ہے تو خریدار کو نہ اسے خود کھانا چاہیئے اور نہ کسی اور کو کھلانا چاہیئے اس لئے کہ خبر دینے والے نے حرمۃ العین (یعنی اس عین چیز کے حرام ہونے) اور اس کی ملکیت باطل ہونے کی خبر دی ہے اور حرمۃ العین اللہ تعالیٰ کا حق ہے پس وہ خبر واحد سے ثابت قرار پائے گا البتہ ملکیت کا بطلان خبر واحد سے ثابت نہیں ہوتا اور (حرام کے اثبات کے لئے ملکیت کا بطلان ضروری نہیں ہوتا اور جب اس صورت میں اس عین شئی کی ملکیت باقی رہنے کے باوجود اس کا حرام ہونا ثابت ہوا تو وہ اس بیچنے والے پر واپس نہیں کر سکتا اور نہ بیچنے والے سے اس کی قیمت روک سکتا ہے اس لئے کہ وہ بیع باطل نہیں ہوئی (ب) اور اگر اس شخص نے ابھی گوشت نہ خریدا تھا لیکن وہ شخص جس کے قبضہ وہ گوشت تھا اس نے اس (خریدار) کو اس کے کھانے کی اجازت دی تو اس (خریدار) کو کسی ثقہ مسلمان نے یہ خبر دی کہ وہ مجوسی کا ذبیحہ ہے تو اسے اس کا کھانا حلال نہ ہوگا (ج) اور اگر اس نے اسے کھانے کی اجازت دی پھر اس اجازت کے بعد اس کے ہاتھ وہ گوشت فروخت کیا یا وہ کسی اور سبب سے مثلاً میراث یا ہبہ کی وجہ سے وہ اس کا مالک ہوا پھر اسے ثقہ مسلمان نے خبر دی کہ وہ عین حرام ہے تو اسے اس کا کھانا حلال نہ ہوگا [4]	قاضیخان
۱۱	(۱) کسی شخص نے طعام یا باندی خریدی یا وہ ان (مذکورہ) کا بوجہ میراث یا ہبہ یا صدقہ یا وصیت کے مالک ہوا تو ایک ثقہ مسلمان نے آکر یہ گواہی دی کہ یہ چیز فلاں (قبیلہ) کے فلاں کی ہے اس کے بیچنے والے نے یا اس کے ہبہ کرنے والے نے یا اس میت نے اس (فلاں) سے غصب کی تھی تو (اس کے حکم کے متعلق) ہمارے ہاں پسندیدہ یہ ہے کہ وہ شخص اس طعام کے کھانے، اس کے پینے اور اس باندی سے وطی کرنے سے پرہیز کرے (ب) اور اگر اس نے (مذکورہ) پرہیز نہ کیا تو اسے اس کی گنجائش ہے [5]	عینی

[4] حکم نمبر ۹/۱۰۷۸ ملاحظہ ہو اور کافروں میں سے غیر اہل کتاب مثلاً مجوسی وغیرہ کے ذبیحہ کے متعلق حکم نمبر ۵/۱۰۵۵ اور ۱۳/۱۰۵۶ ملاحظہ ہوں (مترجم)
[5] حکم نمبر ۲۳/۱۰۳۵ نیز ۱۱ تا ۲۵/۱۰۰۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی العمل بخبر الواحد — الفصل الاول فی الاخبار عن امر دینی	حوالہ
۱۰۷۸ ۱۲	وکذلك طعام او شراب فی ید رجل اذن له فی اکله وشربه وقال له مسلم ثقة هذا غصب فی یدیه من فلان والذی فی یدیه یکذبه ویزعم انه له وهو متهم غیر ثقة فاحب الینا ان یتنزه عنه فان اکله او شربه او توضأ به کان فی سعة وان لم یجد وضوءاً غیره وهو فی سفر توضأ ولم یتیمم	کذا فی العینی شرح الهدایة
۱۳	ولم یذکر محمد رحمه الله فی الاصل ما اذا کان صاحب الید الذی اذن لغیره فی اکل الطعام او شرب الماء ثقة عدلا وقد اخبر انه ملکه لم یغصبه من احد وقد اختلف المشائخ رحمهم الله فیه قال الفقیه ابو جعفر الهندوانی رحمه الله لا یتنزه لان الخبرین تساقطا بحکم التعارض فتعتبر الاباحة الاصلیة بخلاف ما اذا کان فاسقا وغیره من المشائخ رحمهم الله قال یتنزه وهو الصحیح	کذا فی المحیط
۱۴	فعلی هذا اذا اراد ان یشتری لحما فقال له خارج عدل لا تشتر فانه ذبیحة مجوسی وقال القصاب اشتر فانه ذبیحة مسلم والقصاب ثقة فانه تزول الکراهة بقول القصاب علی قول ابی جعفر رحمه الله وعلی قول غیره من المشائخ رحمهم الله لا تزول	کذا فی المحیط
۱۵	رجل دخل علی قوم من المسلمین یأکلون الطعام ویشربون شرابا فدعوه الیه فقال له رجل مسلم ثقة قد عرفه هذا اللحم ذبیحة المجوسی وهذا الشراب قد خالطه الخمر وقال الذین دعوه الی ذلك لیس الامر کما قال بل هو حلال فانه ینظر فی حالهم فان کانوا عدولا ثقات لم یلتفت الی قول ذلك الرجل الواحد وان کانوا متهمین اخذ بقوله ولم یسعه ان یقرب شیئاً من ذلك الطعام والشراب	کذا فی المبسوط

۱ حکم نمبر ۱۱/۱۰۷۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ اباحت اصلیہ کے متعلق جیسا کہ ردالمحتار میں ہے کہ التحریر میں تصریح ہے کہ جمہور حنفیہ اور شافعیہ کے ہاں، چیزوں میں اصل اباحت ہے۔ مفہوم ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۸۷ ۔ حکم نمبر ۱۱/۱۰۷۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات دستی نمبر	پہلا باب، خبر واحد پر عمل کے احکام — پہلی فصل، دینی امر میں خبر واحد پر عمل کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۷۸ ۱۲	(۱) اسی (مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ کسی شخص کے قبضہ میں کھانے یا پینے کی چیز ہو اس نے کسی آدمی کو اسے کھا لینے یا پی لینے کی اجازت دی تو اس (آدمی) کو ایک ثقہ مسلمان شخص نے یہ کہا کہ یہ اس کے قبضے میں فلاں شخص سے غصب ہے اور جس آدمی کے قبضہ میں ہے وہ اس کی تکذیب کرتا ہے اور وہ یہ گمان کرتا ہے کہ وہ چیز اُس کی ہے اور وہ آدمی متہم اور غیر ثقہ ہے۔ تو (اس کے حکم کے متعلق) مجھے زیادہ پسندیدہ یہ ہے کہ وہ آدمی اس طعام سے پرہیز کرے۔ (ب) پھر اگر اس نے وہ (طعام) کھا لیا یا وہ (پانی) پی لیا یا اس سے وضو کیا تو اسے گنجائش ہے (ج) اور اگر اس نے اس (پانی) کے سوا وضو کے لئے پانی نہ پایا اور وہ سفر میں ہے تو وہ اس سے وضو کرے اور تیمم نہ کرے[۱]	عینی شرح ہدایہ
۱۳	(۱) اور (مذکورہ صورت میں) امام محمدؒ نے الاصل میں یہ ذکر نہیں کیا کہ جب اس صاحب الید (یعنی جس شخص کے قبضہ میں وہ طعام ہے اور) جس نے دوسرے آدمی کو اس طعام کے کھانے یا اس پانی کے پینے کی اجازت دی وہ ثقہ اور عادل ہو اور اسی نے یہ خبر دی کہ وہ چیز اس کی ملکیت ہے اور اس نے اسے کسی سے غصب نہیں کیا (اور ایک مسلمان ثقہ نے یہ کہا کہ وہ چیز غصب ہے) تو اس (صورت کے حکم) کے متعلق مشائخؒ نے اختلاف کیا ہے۔ فقیہ ابو جعفر الهندوانیؒ کا قول یہ ہے کہ وہ اس (کے استعمال) سے پرہیز نہ کرے اس لئے کہ دونوں خبریں تعارض کے حکم سے ساقط قرار پائیں گی پس اباحت اصلیہ کا اعتبار ہوگا۔ بخلاف اس صورت کے کہ وہ (صاحب الید) فاسق ہو۔ (ب) اور آپ کے علاوہ مشائخؒ کا قول یہ ہے کہ وہ (اس کے استعمال سے) پرہیز کرے اور یہی حکم صحیح ہے[۲]	محیط
۱۴	اور اس (مذکورہ اختلافی حکم مندرجہ ۱۲/۱۰۷۸) کے بموجب (اس صورت کا حکم ہے کہ) جب کسی شخص نے گوشت خریدنے کا ارادہ کیا تو اسے باہر کے ایک عادل آدمی نے یہ کہا کہ "مت خرید" اسلئے کہ یہ گوشت مجوسی کا ذبیحہ ہے اور اس (گوشت والے) قصاب نے یہ کہا کہ "خرید لے" اس لئے کہ یہ گوشت مسلمان کا ذبیحہ ہے اور وہ قصاب ثقہ آدمی ہے تو شیخ ابو جعفرؒ کے قول کی بنا پر کراہت زائل قرار پائے گی اور آپ کے علاوہ مشائخؒ کے قول کی بنا پر (کراہت) زائل نہ ہوگی[۳]	محیط
۱۵	(۱) کوئی شخص مسلمانوں کے ایسے لوگوں کی جماعت پر داخل ہوا جو کھانا کھا رہے اور مشروب پی رہے تھے انہوں نے اسے اس طرف دعوت دی تو ایک ثقہ مسلمان نے، جسے وہ پہچانتا تھا، یہ کہا کہ یہ گوشت مجوسی کا ذبیحہ ہے اور یہ مشروب خمر (یعنی شراب) سے مخلوط ہے اور جن لوگوں نے اسے اس کی دعوت دی تھی انہوں نے کہا کہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ یہ کہتا ہے بلکہ وہ (کھانا اور مشروب) حلال ہے تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) وہ ان لوگوں کی حالت پر غور کرے اگر وہ لوگ عادل اور ثقہ ہوں تو وہ اس ایک آدمی کی بات پر توجہ نہ دے (ب) اور اگر وہ لوگ متہم (یعنی غیر عادل) ہوں تو وہ اس آدمی کی بات کو اختیار کرے اور (پھر) اسے اس کھانے یا پینے کی کسی چیز کے قریب ہونے (یعنی استعمال کرنے) کی گنجائش نہیں ہے[۴]	مبسوط

[۳] حکم نمبر ۱۱/۱۰۷۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] حکم نمبر ۱۱/۱۰۷۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی العمل بخبر الواحد — الفصل الاول فی الاخبار عن امر دینی	حوالہ
۱۰۷۸ ۱۶	قال ویستوی ان یکون المخبر بالحرمۃ مسلما حرا کان او مملوکا ذکرا او انثی فان کان فی القوم رجلان ثقتان اخذ بقولهما وان کان فیهم واحد ثقۃ عمل فیه باکبر رأیه فان لم یکن فیه رأی واستوی الحالان عنده فلا بأس باکل ذلک وشربه وکذلک الوضوء منه فان لم یکن له رأی تمسك باصل الطهارة	كذا في المبسوط
۱۷	وان کان الذی اخبره بانه حلال مملوکین ثقتین والذی زعم انه حرام واحدا حرا فلا بأس باکله	كذا في المبسوط
۱۸	وان کان الذی زعم انه حرام مملوکین ثقتین والذی زعم انه حلال حرا واحدا ثقۃ ینبغی له ان لا یأکل	كذا في المبسوط
۱۹	وکذلك لو اخبر باحد الامرین عبد ثقۃ وبالآخر حر ثقۃ عمل باکبر رأیه فیه	كذا في المبسوط
۲۰	وان اخبره باحد الامرین مملوکان ثقتان وبالامر الآخر حران ثقتان أخذ بقول الحرین	كذا في المبسوط
۲۱	ولو کان من احد الجانبین حران عدلان ومن جانب الآخر ثلاثۃ اعبد فانه یؤخذ بقول العبید	كذا في الذخيرة
۲۲	ولو کان المخبر من احد الجانبین حرین عدلین ومن الجانب الآخر اربعۃ اعبد یترجح خبر الاربعۃ	كذا في الذخيرة

۱؎ حکم نمبر ۱۰۷۸/۱۱ مع حاشیہ اور اصل طہارت کے متعلق حکم نمبر ۱۰۷۸/۱۲ کا حاشیہ، نیز حکم نمبر ۱۰۷۹/۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۲؎ حکم نمبر ۱۰۷۸/۱۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

۳؎ حکم نمبر ۱۰۷۸/۱۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

۴؎ حکم نمبر ۱۰۷۸/۱۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پہلا باب، خبر واحد پر عمل کے احکام کا بیان — پہلی فصل دینی امور میں خبر واحد پر عمل کے احکام	حوالہ
۱۰۷۸ ۱۶	(ا) (مذکورہ صورت کے متعلق) آپ نے فرمایا کہ حرام ہونے کی خبر دینے والے میں یہ برابر ہے کہ وہ مسلمان آزاد ہو یا مملوک ہو، مذکر ہو یا مونث ہو پس اگر (مذکورہ صورت میں) ان لوگوں میں دو آدمی ثقہ ہوں تو ان دو کے قول کو اختیار کرے (اور اس ایک آدمی کی بات پر توجہ نہ دے) (ب) اور اگر ان لوگوں میں سے ایک آدمی ثقہ ہو (جس نے حلال ہونے کی خبر دی اور ایک ثقہ مسلمان نے حرام ہونے کی خبر دی) تو وہ اپنی غالب رائے پر عمل کرے۔ اور اگر (اس صورت میں) اس کی غالب رائے نہ ہو اور اس کے ہاں دونوں حال برابر ہوں تو اس کے کھانے اور پینے میں کوئی حرج نہیں اور اسی طرح اس سے وضو کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں پس اگر اسے غالب رائے (قائم) نہ ہوئی تو وہ اصل طہارت (کے حکم) کو اختیار کرے گا [1]	مبسوط
۱۷	اور (مذکورہ صورت میں) اگر اس چیز کے حلال ہونے کی خبر دینے والے دو مملوک ہوں اور جس کا یہ گمان ہے کہ وہ حرام ہے وہ ایک آزاد شخص ہو تو اس چیز کے کھا لینے میں کوئی حرج نہیں [2]	مبسوط
۱۸	اور (مذکورہ صورت میں) اگر اس چیز کے حرام ہونے کا گمان رکھنے والے دو ثقہ مملوک ہوں اور جس کا یہ گمان ہے کہ وہ حلال ہے وہ ایک آزاد ثقہ شخص ہو تو اسے وہ چیز نہیں کھانی چاہیئے [3]	مبسوط
۱۹	اور اسی (مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح (اس صورت کا حکم ہے کہ) اگر (اس چیز کے حلال یا حرام) دونوں امور میں سے کسی ایک امر کے متعلق ایک ثقہ غلام نے خبر دی اور دوسرے امر کے متعلق ایک آزاد ثقہ شخص نے خبر دی تو (برابر اور تعارض ہونے کی وجہ سے) وہ اس میں اپنی غالب رائے پر عمل کرے [4]	مبسوط
۲۰	اور (مذکورہ صورت میں) اگر (اس چیز کے حلال یا حرام) دونوں امور میں سے کسی ایک امر کے متعلق دو ثقہ غلاموں نے خبر دی اور دوسرے امر کے متعلق دو آزاد ثقہ شخصوں نے خبر دی تو وہ دو آزاد شخصوں کے قول کو اختیار کرے [5]	مبسوط
۲۱	اور (مذکورہ صورت میں) اگر (حلال یا حرام) دونوں جانبوں میں سے ایک جانب دو آزاد عادل شخص ہوں اور دوسری جانب تین غلام ہوں تو ان غلاموں کے قول کو اختیار کیا جائے گا [6]	ذخیرہ
۲۲	اور (مذکورہ صورت میں) اگر (حلال یا حرام) دونوں جانبوں میں سے ایک جانب خبر دینے والے دو آزاد مرد ہوں اور دوسری جانب چار غلام ہوں تو چار کی خبر ترجیح پائے گی [7]	ذخیرہ

[5] جیسا کہ رد المحتار میں ہے کہ اگر (حلال یا حرام پاک یا ناپاک) دونوں امروں میں سے ایک کے متعلق دو آزاد ثقہ شخصوں نے خبر دی اور دوسرے امر کے متعلق دو مملوک ثقہ شخصوں نے خبر دی تو وہ آزاد شخصوں کے قول کو اختیار کرے اسلئے کہ ان دونوں (یعنی دو آزاد ثقہ شخصوں) کا قول (اور گواہی) از روئے دیانت اور از روئے حکم سبھی میں حجت ہوتا ہے پس ان دونوں کے قول کو ترجیح ہوگی۔ مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ۵ ص ۲۴۴
حکم نمبر ۲۳/۱۰۷۸ ملاحظہ ہو اور غلاموں کی گواہی کے متعلق حکم نمبر ۱۶/۱۰۷۸ نیز حکم نمبر ۱۱/۱۰۴۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[6] حکم نمبر ۱۱/۱۰۷۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[7] حکم نمبر ۱۱/۱۰۷۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الاول فی العمل بخبر الواحد — الفصل الاول فی الاخبار عن امر دینی	حوالہ
۱۰۷۸ ۲۳	فالحاصل ان خبر المملوک و الحر فی الامر الدینی علی السواء بعد الاستواء فی العدالة فیطلب الترجیح اولا من حیث العدد فاذا استوی العدد ان یطلب الترجیح لکونه حجة فی الاحکام فی الجملة واذا استویا یطلب الترجیح من حیث التحری	کذا فی الذخیرة
۲۴	وکذلك اذا اخبر باحد الامرین رجلان وبالآخر رجل و امرأتان یؤخذ بخبر رجل و امرأتین لما فیه من زیادة العدد	کذا فی الذخیرة
۲۵	ولو ان رجلا مسلما شهد عند رجل ان هذه الجاریة التی هی فی ید فلان وهی مقرة له بالرق امة لفلان غصبها والذی هی فی یده یجحد ذلك وهو غیر مامون فاحب الی ان لا یشتریها وان اشتراها ووطئها فهو فی سعة من ذلك فلو اخبر انها حرة الاصل او انها کانت امة لهذا الذی فی یدیه فاعتقها وهو مسلم ثقة فهذا والاول سواء والله اعلم	کذا فی المبسوط

ؔ۱ جیسا کہ حکم نمبر ۲۰/۱۰۷۸ کے حاشیہ میں بحوالہ ردالمحتار مذکور ہے نیز حکم نمبر ۱۱/۱۰۷۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
ؔ۲ حکم نمبر ۱۱/۱۰۷۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
ؔ۳ حکم نمبر ۱۱/۱۰۷۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات	شق نمبر	پہلا باب، خبر واحد پر عمل کے احکام — پہلی فصل دینی امر میں خبر واحد پر عمل کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۷۸	۲۳	اور (مذکورہ صورتوں کے احکام مندرجہ ۱۰ تا ۲۲ / ۱۰۷۸ میں) حاصل یہ ہے کہ دینی امر میں (حلال یا حرام و پاک یا ناپاک کے متعلق) مملوک شخص اور آزاد شخص کی خبر برابر ہے اس کے بعد کہ وہ عادل ہونے میں برابر ہوں پس ترجیح پہلے تو تعداد کے لحاظ سے طلب کی جائے گی جب (دونوں جانب) تعداد برابر ہو تو ترجیح احکام میں فی الجملہ حجت قرار پانے سے ہوگی اور جب اس میں برابر ہوں تو ترجیح تحری (یعنی غالب رائے قائم کرنے) سے ہوگی ۱ے	ذخیرہ
	۲۴	اور (اسی مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب (اس چیز کے حلال یا حرام) دونوں امروں میں سے ایک امر کے متعلق دو مردوں نے خبر دی اور دوسرے امر کے متعلق ایک مرد اور دو عورتوں نے خبر دی تو (اس میں) ایک مرد اور دو عورتوں کی خبر کو اختیار کیا جائے گا ۲ے	ذخیرہ
	۲۵	(الف) اور اگر کسی شخص کے ہاں کسی مسلمان آدمی نے یہ گواہی دی کہ یہ باندی جو فلاں کے قبضہ میں ہے اور وہ اس کی باندی ہونے کا اقرار کرتی ہے یہ دوسرے فلاں کی باندی ہے اس نے اُس سے غصب کی ہے اور وہ غیر مامون (یعنی غیر ثقہ) ہے تو (اس کے حکم کے متعلق) (۱) میرے ہاں زیادہ پسندیدہ یہ ہے کہ وہ شخص اس باندی کو نہ خریدے (۲) اور اگر اس شخص نے اس باندی کو خرید لیا اور اس سے وطی کی تو اسے اس کی گنجائش قرار پاتی ہے۔ (ب) اور اگر (اس شخص کے ہاں) اس آدمی نے یہ خبر دی کہ یہ (باندی) اصل میں آزاد ہے یا یہ (خبر دی) کہ یہ اس قابض کی باندی تھی۔ پھر اس نے اسے آزاد کر دیا تھا اور یہ خبر دینے والا ثقہ مسلمان ہے تو یہ صورت اور (مذکورہ) پہلی صورت (از روئے حکم) برابر ہے ۳ے واللہ اعلم	مبسوط

دفعات و شق نمبر	الباب الاول فی العمل بخبر الواحد — الفصل الثانی فی العمل بخبر الواحد فی المعاملات	حوالہ
	الفصل الثانی فی العمل بخبر الواحد فی المعاملات دفعات ۱۰۷۹ تا ۱۰۷۹، عنوان ۱، تعداد شق ۲۱	
۱۰۷۹	**خبر الواحد فی المعاملات** تعداد شق ۲۱	
۱	یقبل قول الواحد فی المعاملات عدلا کان او فاسقا حرا کان او عبدا ذکرا کان او انثی مسلما کان او کافرا دفعا للحرج و الضرورۃ ومن المعاملات الوکالات والمضاربات والرسالات فی الھدایا والاذن فی التجارات	کذا فی الکافی
	واذا صح قول الواحد فی اخبار المعاملات عدلا کان او غیر عدل فلا بد فی ذلک من تغلیب رأیہ فیہ ان اخبرہ صادق فان غلب علی رأیہ ذلک عمل علیہ والا فلا	کذا فی السراج الوھاج

لے حکم نمبر ۱ تا ۷ / ۱۰۷۹ ملاحظ ہوں، عادل کے مفہوم کے متعلق ۱۴۷۴ تا ۱۸ / ۷۱۵ مع حواشی اور دیانات میں خبر واحد پر عمل کے متعلق حکم ۱۰۷۸ ملاحظ ہوں (مترجم)

دوسری فصل، معاملات میں خبر واحد پر عمل کے احکام کا بیان

دفعات ۱۰۷۹ تا ۱۰۷۹، عنوان ۱، تعداد شق ۲۱

۱۰۷۹ **معاملات میں خبر واحد پر عمل**　　اور اسمیں ۲۱ شقیں ہیں

۱ (ا) معاملات میں ایک شخص کا قول قبول کیا جاسکتا ہے خواہ وہ عادل ہو یا فاسق ہو، آزاد ہو یا غلام ہو، مذکر ہو یا مؤنث ہو، مسلمان ہو یا کافر ہو تاکہ حرج اور ضرورت دور ہو۔ اور معاملات میں سے (مثلاً) وکالتیں، مضاربتیں، تحفوں کے قاصد اور تجارت کی اجازت (وغیرہ) ہے [1]　　کافی

(ب) اور جب معاملات کی خبروں میں ایک شخص کا قول صحیح قرار پایا ہے۔ خواہ وہ عادل ہو یا غیر عادل ہو تو اس میں ضروری ہے کہ اس میں اس کی غالب رائے یہ ہو کہ اسے (اسمیں) سچ کہنے والے نے خبر دی ہے پس اگر اس کی رائے میں یہ (مذکورہ) امر غالب ہو تو اسپر عمل کرے ورنہ نہیں　　سراج وہاج

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی العمل بخبر الواحد — الفصل الثانی فی العمل بخبر الواحد فی المعاملات	حوالہ
۱۰۷۹ ۲	اذا کانت الجاریة لرجل فاخذها رجل آخر واراد ان یبیعها فانه یکره لمن عرفها للاول ان یشتریها من هذا مالم یعلم انه ملکها من جهة المالک بسبب من الاسباب او اذن له ان یبیعها وان اشتراها جاز ویکون مکروها وان علم ان المالک اذن له بالبیع او ملکها بوجه من الوجوه فلا بأس بان یشتریها بها منه ویکون الشراء جائزا من غیر کراهة وان قال الذی فی یدیه الی اشتریتها او وهبها لی او تصدق بها علی او وکلنی ببیعها حل له ان یشتری منه اذا کان عدلا مسلما ثم ان محمدا شرط فی هذه المسئلة ان یکون صاحب الید مسلما عدلا والعدالة شرط اما الاسلام لیس بشرط والحاکم الشهید ذکر فی مختصره العدالة ولم یذکر الاسلام وتبین بما ذکر الحاکم ان ذکر الاسلام من محمد اتفاقی لا ان یکون شرطا وان کان الذی فی یدیه الجاریة فاسقا لا تثبت اباحة المعاملة معه بنفس الخبر بل یتحری فی ذلک فان وقع تحریه علی انه صادق حل له الشراء منه وان وقع تحریه علی انه کاذب لا یحل ان یشتریها منه وان لم یکن له رأی یبقی ما کان علی ما کان کما فی الدیانات	کذا فی الذخیرة

ل حکم نمبر ۱/۱۰۷۹ و ۱۳/۱۰۷۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پہلا باب خبر واحد پر عمل کے احکام — دوسری فصل، معاملات میں خبر واحد پر عمل کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۷۹ ۲	(۱) جب (مثلاً) ایک باندی کسی آدمی کی تھی پھر اسے ایک آدمی نے لیا اور فروخت کرنے کا ارادہ کیا تو جو شخص اس باندی کو پہلے کے لئے پہچانتا ہو اس کے لئے مکروہ ہے کہ وہ، اس دوسرے آدمی سے وہ باندی خریدے جب تک کہ وہ یہ نہ جان لے کہ وہ (پہلے) مالک کی طرف سے اسباب میں سے کسی سبب کے ذریعے اس باندی کا مالک ہوا ہے یا اس نے اسے اس باندی کے فروخت کرنے کی اجازت دی ہے اور اگر اس شخص نے وہ باندی خرید لی تو جائز ہے البتہ مکروہ قرار پائے گا۔ (ب) اور اگر اس شخص نے یہ جان لیا کہ (پہلے) مالک نے اسے فروخت کرنے کی اجازت دی ہے یا وہ وجوہ میں سے کسی وجہ سے اس کا مالک ہوا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ اس سے وہ باندی خریدے اور یہ خریداری بغیر کراہت کے جائز ہوگی۔ (ج) اور اگر اس آدمی نے جس کے قبضہ میں وہ باندی ہے یہ کہا ہے کہ میں نے یہ باندی اس سے (پہلے) مالک سے خریدی ہے یا (یہ کہا کہ) اس نے مجھے ہبہ کی ہے یا اس نے مجھے بطور صدقہ دی ہے یا اس نے مجھے اس کی فروخت کا وکیل بنایا ہے تو اس شخص کے لئے حلال ہے کہ وہ اس (قابض) سے وہ باندی خریدے جبکہ وہ (قابض یعنی بیچنے والا) عادل مسلمان ہو پھر امام محمدؒ نے اس مسئلہ میں یہ شرط کیا ہے کہ وہ قابض عادل مسلمان ہو حالانکہ (اسمیں) عادل ہونا شرط ہے مسلمان ہونا شرط نہیں ہے اور الحاکم الشہیدؒ نے اپنی مختصر میں (صرف) عادل ہونا ذکر کیا ہے اسلام کا ذکر نہیں کیا۔ اور الحاکم الشہیدؒ نے جو ذکر کیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ (اسمیں) امام محمدؒ کا اسلام کا ذکر کرنا بطور اتفاق ہے بطورِ شرط نہیں ہے (د) اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ شخص جس کے قبضہ میں وہ باندی ہے فاسق ہو تو محض اس کی خبر سے معاملہ کی اباحت ثابت نہ ہوگی بلکہ (تحری یعنی غور وفکر کر کے ظنِ غالب کے بموجب عمل) کرے گا۔ پس اگر اس کی تحری اس پر واقع ہوئی کہ وہ (اسمیں) سچ کہہ رہا ہے تو اسے اس سے خریدنا حلال ہے اور اگر اس کی تحری اس پر واقع ہوئی کہ وہ (اسمیں) جھوٹ کہہ رہا ہے تو اسے اس سے وہ باندی خریدنا حلال نہ ہوگا اور اگر (اسمیں) اس کی رائے کسی طرف واقع نہ ہوئی تو وہ چیز جس حال پر تھی اس حال پر باقی رہے گی۔ جیسا کہ دیانات میں حکم ہے۔ ؎	

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی العمل بخبر الواحد — الفصل الثانی فی العمل بخبر الواحد فی المعاملات	حوالہ
۳|۱۰۷۹	وکذلك لو ان هذا الرجل لم یعرف کون هذه الجاریة لغیر صاحب الید حتی اخبره الذی فی یدیه الجاریة ان هذه الجاریة ملك فلان وان فلانا وکله ببیعها لا یسعه ان یشتریها منه مالم یعلم ان فلانا ملکها من صاحب الید او اذن له ببیعها وان لم یعلم هو ان الجاریه ملك الغیر ولم یخبره صاحب الید بذلك لا بأس بان یشتری من ذی الید وان کان ذوالید فاسقا الا ان یکون مثله لا یملك ذلك الشیٔ فی الغالب وذلك کدرة نفیسة فی ید فقیر لا یملك قوت یومه وکتاب فی ید جاهل لم یکن فی آبائه من هو اهل لذلك فحینئذ یستحب له ان یتنزه ولا یتعرض له بشراء ولا قبول هدیة ولا صدقة وان کان الذی اتاه بذلك امرأة حرة کان الجواب فیها کالجواب فی الرجل وان کان الذی اتی به عبدا او امة فلیس ینبغی له ان یشتری منه شیاء وکذلك لا ینبغی ان یقبل منه هبة ولا صدقة حتی یسأله عن ذلك فان سأله عن ذلك فاخبره العبد ان مولاه اذن له فی بیعه وهبته وصدقته فان کان العبد ثقة لا بأس بان یشتری ذلك منه واما اذا کان فاسقا فانه یتحری فی ذلك فان لم یقع تحریه علی شیٔ یبقی ماکان علی ماکان کما فی المحر	

۱ـه اور آزاد شخص کی صورت میں اس کے حکم کے متعلق حکم نمبر ۲/۱۰۷۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پہلا باب، خبرِ واحد پر عمل کے احکام — دوسری فصل، معاملات میں خبرِ واحد پر عمل کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۷۹ ۳	(۱) اور (اسی مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح یہی حکم اسی صورت میں ہے کہ اگر (مذکورہ صورت میں) وہ (خریدار) شخص، وہ باندی، قابض کے علاوہ کے لئے ہونے کے متعلق نہیں پہچانتا تھا کہ اس باندی کے قابض نے اسے خبر دی کہ یہ باندی فلاں آدمی کی ملک ہے اور اس نے اسے وہ باندی فروخت کرنے کے لئے وکیل کیا ہے تو خریدار کے لئے یہ گنجائش نہیں ہے کہ وہ اس باندی کو اس سے خریدے جب تک کہ وہ یہ جان لے کہ اس فلاں نے (یعنی پہلے مالک نے) اس قابض کو مالک بنایا ہے یا اس نے اسے اسکی فروخت کی اجازت دی ہے۔ (ب) (۱) اور اگر اس (خریدار) نے یہ نہ جانا کہ وہ باندی غیر کی ملکیت ہے اور نہ اس کے متعلق قابض نے اسے خبر دی تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ قابض سے خریدے خواہ وہ قابض آدمی فاسق ہو (۲) لیکن اگر (اسمیں) صورتِ حال ایسی ہو کہ ایسا شخص بالعموم ایسی چیز کا مالک نہیں ہوتا اور یہ مثلاً ایک بڑا قیمتی موتی جو کسی ایسے فقیر کے قبضہ میں ہو جو اپنے روزینہ کا مالک نہیں ہوتا یا مثلاً کسی ایسے جاہل کے پاس ایسی کتاب ہو جس کے باپ دادا میں اس لیاقت کا نہ گزرا ہو تو پھر (ان صورتوں میں) اس کے لئے مستحب ہے کہ وہ (اس کے خریدنے سے) پرہیز کرے اور اس کے خریدنے کا تعرض نہ کرے اور نہ اس سے وہ چیز بطور ہدیہ اور نہ بطور صدقہ قبول کرے (۳) اور اگر جس نے وہ چیز لائی وہ آزاد عورت ہو تو اسمیں اس کا جواب، مرد کے متعلق جواب کی طرح ہے (۴) اور اگر جس نے وہ چیز لائی وہ غلام یا باندی ہو تو اس (خریدار) کو اس سے وہ چیز نہ خریدنی چاہیے اور نہ اس سے بطور ہبہ یا صدقہ قبول کرنی چاہیے حتیٰ کہ اس سے اس کے متعلق دریافت کرے پس اگر اس نے اس سے دریافت کیا اور اس غلام نے اسے یہ خبر دی کہ اس کے آقا نے اسے اس چیز کے فروخت کرنے یا اس کے ہبہ کرنے یا اسکے صدقہ کرنے کی اجازت دی ہے تو اگر وہ غلام ثقہ شخص ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ (خریدار شخص) اس سے خریدے اور اگر وہ غلام فاسق ہو تو وہ (خریدار شخص) اس بارے میں تحری کرے (اور غور و فکر کے بعد ظن غالب پر عمل کرے) اور اگر اس کا ظن غالب کسی امر پر واقع نہ ہوا تو جو چیز جس حال پر تھی اس حال پر باقی رہے گی۔ جیسا کہ آزاد شخص کی صورت میں (اسکا) حکم ہے[1]	

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی العمل بخبر الواحد — الفصل الثانی فی العمل بخبر الواحد فی المعاملات	حوالہ
۱۰۷۹	ولو کان الذی اتی بہ غلاما صغیرا او جاریۃ صغیرۃ حرا او مملوکا لم یسعہ ان یشتری منہ قبل السوال فان قال انہ ماذون لہ فی التجارۃ فانہ یتحری وان کان الصبی عدلا فان لم یقع تحریہ علی شئ یبقی ما کان علی ما کان قبل التحری وکذلک لو کان ھذا الصغیر اراد ان یھب ما اتی بہ من رجل او یتصدق بہ علیہ فینبغی لذلک الرجل ان لا یقبل ھدیتہ ولا صدقتہ حتی یسئل عنہ فان قال انہ ماذون فی الھبۃ والصدقۃ فالقابض یتحری ویبنی الحکم علی ما یقع تحریہ علیہ فان لم یقع تحریہ علی شئ یبقی ما کان علی ما کان قبل التحری قال محمدؒ وانما یصدق الصغیر فیما یخبر بعد ما تحری ووقع تحریہ انہ صادق اذا قال ھذا المال مال ابی او مال فلان الاجنبی او مال مولای وقد بعث بہ الیک ھدیۃ او صدقۃ فاما اذا قال ھو مالنا وقد اذن لنا ابونا ان نتصدق بہ علیک او نھبہ لک لا ینبغی لہ ان یقبل ذلک	کذا فی الذخیرۃ
۴	والفقیر اذا اتاہ عبد او امۃ بصدقۃ من مولاہ یتحری	کذا فی المحیط

لہ حکم نمبر $\frac{۱،۵،۶}{۱۰۷۹}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)
لہ چنانچہ ردالمحتار میں بحوالہ الاتقانی لکھا ہے کہ اس میں اصل یہ ہے کہ وہ محجور علیہ (یعنی تصرفات سے منع شدہ) ہے اور اجازت ہونا طاری ہے پس شک کے ساتھ ثابت نہ ہوگا۔ مفہوم ماخوذ از ردالمحتار ج ۵ صـ ۲۴۳۔ حکم نمبر $\frac{۱ تا ۷}{۱۰۷۹}$ مع حواشی اور فقیر شخص کے مفہوم کے متعلق $\frac{۱}{۲۵۳}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پہلا باب: خبر واحد پر عمل کے احکام — دوسری فصل، معاملات میں خبر واحد پر عمل کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۷۹	(۵) اور اگر جس نے وہ چیز لائی چھوٹا (یعنی نابالغ) بچہ یا چھوٹی (یعنی نابالغہ) جاریہ ہو آزاد ہو یا مملوک ہو تو اس خریدار کے لئے یہ گنجائش نہیں ہے کہ وہ (اس سے) دریافت کرنے سے پہلے اس سے (وہ چیز) خریدے پس اگر اس نے یہ کہا کہ وہ تجارت کے لئے اجازت یافتہ ہے تو خواہ وہ بچہ عادل ہو وہ (خریدار) تحری سے کام لے (اور اس کے موجب عمل کرے) اور اگر اس کی تحری کسی شئی پر واقع نہ ہو تو وہ چیز جس حال میں تحری سے قبل تھی اسی پر رہے گی (۶) اور اسی طرح وہ چھوٹا جو چیز لایا اس نے ارادہ کیا کہ وہ اس شخص پر ہبہ کرے یا وہ چیز اس پر صدقہ کرے تو اس شخص کے لئے چاہیے کہ وہ نہ اسکا وہ ہدیہ قبول کرے اور نہ اس کا وہ صدقہ قبول کرے حتیٰ کہ وہ اس سے دریافت کرے پس اگر اس نے یوں کہا کہ وہ اس ہبہ اور صدقہ کرنے میں اجازت یافتہ ہے تو قبضہ کرنے والا اس میں تحری کرے اور جس پر اس کی تحری واقع ہو اس پر اس کا حکم مبنی ہوگا اور اگر اس کی تحری کسی شئی پر واقع نہ ہو تو وہ چیز جس حال پر تحری سے قبل تھی اس حال پر رہے گی۔ امام محمدؒ کا قول ہے کہ (اس صورت میں) اس نے تحری کی اور اس کی تحری اس پر واقع ہوئی کہ وہ اس میں سچ کہہ رہا ہے تو اس کے بعد اس بچہ کی (اس) خبر کی تصدیق تب کی جائے گی کہ جب اس نے یوں کہا کہ یہ مال میرے باپ کا مال ہے یا (یوں کہا کہ) فلاں اجنبی کا مال ہے یا یہ میرے آقا کا مال ہے اور اس نے یہ مال تیری طرف بطور ہدیہ یا بطور صدقہ بھیجا ہے پس اگر اس نے یوں کہا کہ یہ ہمارا مال ہے اور ہمیں ہمارے باپ نے یہ اجازت دی ہے کہ ہم اسے تجھ پر صدقہ کریں یا اسے تیرے لئے ہبہ کریں تو اسے وہ چیز قبول نہ کرنی چاہیئے [۱]	ذخیرہ
۴	فقیر (یعنی نادار) شخص کے ہاں جب کوئی غلام یا باندی اپنے آقا سے صدقہ لیکر آئے تو (آقا کی اجازت سے ہونے نہ ہونے کے متعلق) تحری کرے (یعنی ظن غالب میں جو امر واقع ہو اس پر عمل کرے) [۲]	محیط

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی العمل بخبر الواحد — الفصل الثانی فی العمل بخبر الواحد فی المعاملات	حوالہ
١٠٧٩ / ٥	ولو اذن فی دخول الدار عبد رجل او ابنه الصغير فالقياس ان يتحرى الا انه جرت العادة من الناس المهم لا يمتنعون عن ذلك فيجوز لاجل ذلك	هكذا فی السراج الوهاج
٦	الصبی العاقل اذا اتی بقالا او نحوه يشتری منه شيئاً واخبره ان امه امرته بذلك قال الشيخ الامام الحلوانی رح ان طلب الصابون ونحو ذلك لا بأس ببيعه منه وان طلب الزبيب والباقلا والقبيطاء مما يأكله الصبيان عادة لا ينبغی ان يبيعه منه	كذا فی السراجية
٧	جارية قالت لرجل بعثنی مولای اليك هدية وسعه ان يأخذها لان قول الواحد فی المعاملات مقبول علی ای صفة كان بعد ان كان عاقلا وعليه الاجماع[٣]	كذا فی الجامع الصغير وهكذا فی السراج الوهاج والعينی شرح الهداية
٨	ولو قال انا وكيل فلان وقد زوجتك ابنته هذه بمحضر من الشهود وهی صغيرة او مجنونة له ان يطأها ولو مات الاب وهی فی حجر اخيها فلا حتی يقر الاخ	كذا فی الفتاوی العتابية

۱ حکم نمبر ۳۰۶ ب / ۱۰۷۹ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۲ جیسا کہ درمختار و ردالمحتار میں ہے نیز ردالمحتار میں ہے کہ یہ سب بچوں میں ظاہر نہیں اس لئے کہ غنی لوگوں میں یہ عادت جاری ہے کہ وہ اپنے بچوں پر وسعت کرتے ہیں اور انہیں اپنی خواہش کے مطابق خریدنے کے لئے عطیہ دیتے ہیں اور اسی طرح اکثر فقراء لوگ بھی کرتے ہیں۔ اور لکھا ہے کہ مدار غلبہ ظن پر ہے پس قرائن کو دیکھ لینا چاہیئے۔ مفہوم ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۵ ص ۲۴۳
حکم نمبر ۳۰۵ ب / ۱۰۷۹ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۳ حکم نمبر ۷ / ۱۰۷۹ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پہلا باب، خبر واحد پر عمل کے احکام — دوسری فصل، معاملات میں خبر واحد پر عمل کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۷۹ ۵	اگر کسی شخص کے غلام یا چھوٹے (یعنی نابالغ) بیٹے نے (اس شخص کے) گھر میں داخلہ کی اجازت دی تو از روئے قیاس حکم یہ ہے کہ وہ تحری کرے (یعنی اس شخص کی طرف سے اجازت ہونے یا نہ ہونے کے متعلق اس کے ظن غالب میں جو امر واقع ہو اس پر عمل کرے) لیکن لوگوں میں یہ عادت جاری ہے کہ اس سے منع نہیں کرتے پس اس وجہ سے (بغیر تحری بھی نابالغ کی اجازت کے بعد داخلہ) جائز ہوگا [۱]	سراج وہاج
۶	(الف) عاقل بچہ (یعنی سوجھ بوجھ رکھنے والا نابالغ بچہ) جب کسی بقال وغیرہ کے ہاں آیا تاکہ اس سے کوئی چیز خریدے اور اس (بچہ) نے اسے خبر دی کہ اس کی ماں نے اسے حکم دیا ہے تو اس کے (حکم کے) متعلق الشیخ الامام الحلوانی رح کا قول ہے کہ اگر اس نے (مثلاً) صابون یا اس قسم کی چیز طلب کی تو اس کے ہاتھ اس کی بیع میں کوئی حرج نہیں (ب) اور اگر اس نے کشمکش یا لوبیا قبیطا (حلوا) کی قسم سے جسے عادۃً بچے کھاتے ہیں، طلب کیا تو اس بقال کو اس کے ہاتھ بیع نہ کرنی چاہیے [۲]	سراجیہ
۷	ایک باندی ایک شخص کے پاس آئی اور کہا کہ مجھے میرے آقا نے تیری طرف ہدیۃً بھیجا ہے تو اس شخص کو یہ گنجائش حاصل ہے کہ وہ اسے لے لے اس لئے کہ معاملات میں ایک شخص کا قول مقبول قرار پاتا ہے خواہ وہ جس صفت پر ہو بشرطیکہ وہ عاقل ہو اور اس پر اجماع ہے۔ [۴] [۵]	جامع صغیر، سراج وہاج، عینی شرح ہدایہ
۸	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ میں فلاں شخص کا وکیل ہوں اور میں نے اس کی یہ بیٹی گواہوں کی موجودگی میں تیرے نکاح میں دے دی اور وہ لڑکی صغیرہ (یعنی نابالغہ) یا مجنونہ ہے تو اسے (یعنی جس آدمی سے اس کا نکاح ہوا اسے) جائز ہے کہ وہ اس سے (یعنی اس منکوحہ سے) وطی کرے اور اگر اس لڑکی کا باپ وفات پا گیا ہو اور وہ اپنے بھائی کی سرپرستی میں ہو تو (پھر) جائز نہیں ہے حتیٰ کہ وہ بھائی (اس نکاح کا) اقرار کرے۔ [۶]	فتاوی عتابیہ

[۴] جیسا کہ بحوالہ الجامع الصغیر ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ اس میں کوئی فرق نہیں کہ جب اس باندی نے اپنے آقا کی طرف سے اپنے علاوہ کے متعلق یا خود اپنے متعلق تحفہ کی خبر دی اور تحفہ دینے میں ان لوگوں کا قول اس لئے قبول کیا جاتا ہے کہ تحفے عادۃً ان کے ہاتھوں بھیجے جاتے ہیں۔ نیز یونہی درمختار میں ہے۔ مفہوم ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۵ ص ۲۴۳ حکم ۱تا۷/۱۰۷۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

[۵] فتاوی عالمگیری مترجم اردو مع عربی متن کی اس اشاعت میں کئی اہل علم کے مشورہ کے بموجب غلاموں سے متعلق خصوصی احکام اور ان کا ترجمہ آج کل چنداں ضرورت نہ ہونے کی بنا پر قابل ترک ہے چنانچہ حکم نمبر ۷/۱۰۷۹ کے بعد تقریباً ۳۰ احکام، ۹/۱۱۰۸ کے بعد ۳۰ احکام کا اندراج متروک ہے (مترجم)

[۶] حکم نمبر ۴/۳۴۹ نیز ۵۱/۳۴۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی العمل بخبر الواحد الفصل الثانی العمل بخبر الواحد فی المعاملات	حوالہ
۱۰۷۹ و	ولو ان رجلا تزوج امرأة فلم يدخل بها حتى غاب عنها واخبر مخبر انها قد ارتدت فان كان المخبر عنده ثقة وهو حر او مملوك او محدود فی قذف[1] وسعه ان يصدق المخبر ويتزوج اربعا سواها وان لم يكن المخبر ثقة وفی اكبر رأيه انه صادق فكذلك وان كان فی اكبر رأيه انه كاذب لم يتزوج اكثر من ثلاث ولو ان مخبرا اخبر المرأة ان زوجها قد ارتد ذكر فی الاستحسان من الاصل ان لها ان تتزوج بزوج آخر وسوّى بين الرجل والمرأة وذكر فی السير ليس لها ان تتزوج بزوج آخر حتى يشهد عندها رجلان او رجل وامرأتان وذكر شمس الائمة السرخسیؒ الصحيح ان لها ان تتزوج لان المقصود من هذا الخبر وقوع الفرقة بين الزوجين وفی هذا لا فرق بين ردة المرأة والزوج	كذا فی فتاوى قاضيخان

[1] حد قذف کے متعلق حکم نمبر ۲۶۶/۴ ، چار عورتوں کے جمع کے متعلق حکم نمبر ۳۴۱/۲ اور مرتد کے نکاح کی عصمت زائل ہونے کے متعلق حکم نمبر $\frac{۱۴}{۴۹۳}$ کا حاشیہ ، $\frac{۲۲}{۳۴۳}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پہلا باب، خبر واحد پر عمل کے احکام — دوسری فصل، معاملات میں خبر واحد پر عمل کے احکام کا بیان	حوالہ
۹۱۰۷۹	(د) (۱) اگر کسی شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا اس سے دخول نہیں کیا حتی کہ غائب ہو گیا اور ایک خبر دینے والے نے یہ خبر دی کہ وہ عورت مرتد ہو گئی ہے تو اگر وہ خبر دہندہ اس شخص کے ہاں ثقہ (یعنی عادل) ہو اور وہ خواہ آزاد ہو یا مملوک ہو یا اس پر حد قذف لگی ہو تو اس شخص کو یہ گنجائش ہے کہ وہ اس خبر دہندہ کی تصدیق کرے اور اس عورت کے علاوہ چار عورتوں سے نکاح کرے (۲) اور اگر اس کے ہاں وہ خبر دہندہ ثقہ نہ ہو اور اس کی غالب رائے یہ ہو کہ وہ (اس خبر میں) سچ کہہ رہا ہے تو بھی یوں ہی حکم ہے (۳) اور اگر اس کی غالب رائے یہ ہو کہ وہ جھوٹ کہہ رہا ہے تو وہ شخص (اس عورت کے علاوہ) تین عورتوں سے زائد سے نکاح نہ کرے (ب) (۱) اگر (مذکورہ صورت میں یعنی قبل دخول) اس عورت کو اس خبر دہندہ نے خبر دی کہ اس کا خاوند مرتد ہو گیا ہے تو کتاب الاصل کے الاستحسان میں مذکور ہے کہ اس عورت کے لئے جائز ہے کہ وہ عورت کسی اور سے نکاح کرے اور آپ نے (اس میں) مرد اور عورت کا حکم ایک جیسا ذکر کیا ہے (۲) اور السیر میں مذکور ہے کہ اس عورت کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی اور سے نکاح کرے حتی کہ اس کے ہاں دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں (اس کے خاوند کے مرتد ہونے کے متعلق) گواہی دیں (۳) اور شمس الائمہ السرخسیؒ نے ذکر کیا ہے کہ صحیح حکم یہ ہے کہ اس عورت کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ (کسی اور سے) نکاح کرے اس لئے کہ اس خبر سے مقصود یہ ہے کہ زوجین میں تفریق ہو گئی ہے (یعنی نکاح جاتا رہا) اور اس میں عورت اور خاوند کے مرتد ہونے میں کوئی فرق نہیں [۱]	قاضیخان

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی العمل بخبر الواحد — الفصل الثانی فی العمل بخبر الواحد فی المعاملات	حوالہ
۱۰۷۹ ۱۰	وكذا لو كانت المرأة صغيرة فاخبره انسان انها ارتضعت من امه او اخته صح هذا الخبر ولو اخبره انسان انه تزوجها وهي مرتدة يوم تزوجها او كانت اخته من الرضاعة والمخبر ثقة لا ينبغي له ان يتزوج اربعا سواها ما لم يشهد بذلك عنده شاهدا عدل لانه اخبر بفساد عقد كان محكوما بصحته ظاهرا فلا يبطل ذلك بخبر الواحد بخلاف الاول فان شهد عنده شاهدا عدل بذلك وسعه ان يتزوج اربعا سواها ولو اتاها رجل فاخبرها ان اصل نكاحها كان فاسدا او ان زوجها كان اخاها من الرضاعة او كان مرتدا لم يسعها ان تتزوج بقوله وان كان ثقة	كذا فی فتاوی قاضیخان
۱۱	اذا كانت الزوجة مشتهاة فاخبره رجل ان ابا الزوج او ابنه قبلها بشهوة ووقع فی قلبه انه صادق له ان يتزوج باختها او اربعا سواها بخلاف ما لو اخبره بسبق الرضاع والمصاهرة على النكاح لان الزوج ثمة ينازعه وفی العارض لا ينازعه لعدم العلم فان وقع عنده صدقه وجب قبوله	هكذا فی الوجيز للكردری

۱؎ حکم نمبر ۱۱، ۲۰، ۲۱ / ۱۰۷۹ ملاحظہ ہوں اور رضاعت سے نکاح حرام ہونے کے متعلق حکم نمبر ۳۴۰ ملاحظہ ہو (مترجم)
۲؎ حکم نمبر ۱۰، ۲۰، ۲۱ / ۱۰۷۹ ملاحظہ ہوں اور حرمت مصاہرہ کے متعلق حکم نمبر ۳۳۸، ۲۰ / ۱۱۱ اور ایک مرد کے نکاح میں دو بہنوں کے جمع کرنے کے متعلق حکم نمبر ۳۴۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات	دفتق نمبر	پہلا باب، خبر واحد پر عمل کے احکام — پہلی فصل، دینی امر میں خبر واحد پر عمل کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۷۹	۱۰	(ل) اسی (مذکورہ صورت کے حکم کی طرح اگر وہ عورت صغیرہ (یعنی نابالغہ) تھی اسے ایک آدمی نے یہ خبر دی کہ اس نے اس (کے خاوند) کی ماں یا اس کی بہن کا دودھ پیا ہے (یعنی وہ اس پر بوجہ رضاعت حرام ہے) تو یہ خبر صحیح قرار پاتی ہے۔ (ب) اور اگر ایک شخص کو کسی آدمی نے یہ خبر دی کہ اس نے اس عورت سے نکاح کیا حالانکہ وہ نکاح کے دن ہی مرتدہ تھی یا وہ اس کی رضاعی بہن قرار پاتی تھی اور خبر دہندہ ثقہ آدمی ہے تو اس شخص کو اس بیوی کے علاوہ چار عورتوں سے نکاح نہیں کرنا چاہیئے جب تک کہ اس کے متعلق اس کے ہاں دو عادل گواہ گواہی نہ دیں اس لئے کہ اس نے ایسے نکاح کے فاسد ہونے کی خبر دی ہے جس پر ظاہراً صحیح ہونے کا حکم تھا پس وہ نکاح خبر واحد سے باطل نہ ہوگا اور پہلی خبر (مذکورہ $\frac{۱۰/۱}{۱۰۷۹}$) کا حکم اس کے خلاف ہے پس اگر اس کے ہاں دو عادل گواہوں نے گواہی دی تو اسے گنجائش حاصل ہے کہ وہ اس عورت کے سوا چار عورتوں سے نکاح کرے (ج) اگر کسی عورت کے ہاں کسی شخص نے آکر یہ خبر دی کہ اس عورت کا نکاح اصل سے فاسد ہے یا اس کا خاوند اس کا رضاعی بھائی تھا یا مرتد تھا تو اس عورت کے لئے یہ گنجائش نہیں ہے کہ وہ اس ایک خبر دہندہ کے کہنے سے خواہ وہ ثقہ ہو، کسی اور سے نکاح کرے[۱]	قاضیخان
	۱۱	(ا) اگر کسی شخص کی بیوی مشتہاۃ (یعنی قابل شہوت و رغبت) تھی تو اس شخص کو (یعنی اس کے خاوند کو) ایک آدمی نے خبر دی کہ اس کے (یعنی خاوند کے) باپ یا اس کے بیٹے نے اسے شہوت سے بوسہ دیا ہے اور اس شخص کے دل میں یہ واقع ہوا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے تو اس شخص کے لئے جائز قرار پاتا ہے کہ وہ (اس (بیوی) کی بہن سے نکاح کرلے یا اس عورت کے علاوہ چار عورتوں سے نکاح کرے (ب) اور اس حکم کے خلاف اس صورت کا حکم ہے کہ اگر اس شخص کو کسی آدمی نے (اس کی بیوی کے متعلق) یہ خبر دی کہ نکاح سے قبل وہ اس پر رضاعت یا مصاہرت (کی وجہ) سے حرام تھی اسلیئے کہ اس صورت میں خاوند اس سے نزاع کنندہ ہے (کیونکہ اس نے بظاہر صحیح نکاح کیا تھا) اور (مذکورہ مصاہرت عارض ہونے میں شوہر عدم علم کی وجہ سے نزاع کنندہ نہیں ہے۔ پس (مذکورہ عارضہ کی صورت میں) اگر اس کے دل میں یہ واقع ہو کہ وہ سچ کہہ رہا ہے تو اسے اس خبر کا قبول کرنا واجب ہوا[۲]	وجیز للکردری

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی العمل بخبر الواحد — الفصل الثانی فی العمل بخبر الواحد فی المعاملات	حوالہ
۱۰۶۹ ۱۲	امرأة غاب زوجها فأتاها مسلم غير ثقة بكتاب الطلاق من زوجها ولا تدرى انه كتابه ام لا الا ان اكبر رأيها انه حق فلا بأس ان تعتد ثم تتزوج	كذا فی محیط السرخسی
۱۳	اذا غاب الرجل عن امرأته فأتاها مسلم عدل فاخبرها ان زوجها طلقها ثلاثا اومات عنها فلها ان تعتد وتتزوج بزوج آخر وان كان المخبر فاسقا تتحرى ثم اذا اخبرها عدل مسلم انه مات زوجها انما تعتمد على خبره اذا قال عاينته ميتا اوقال شهدت جنازته اما اذا قال اخبرني مخبر لا تعتمد على خبره	كذا فی المحیط
۱۴	وان اخبرها واحد بموته ورجلان آخران اخبرا بحياته فان كان الذى اخبرها بموته قال عاينته ميتا اوشهدت جنازته حل لها ان تتزوج وان كان اللذان اخبرا بحياته ذكرا تاريخا لاحقا فقولهما اولى ولو شهد اثنان بموته اوقتله وشهد آخران انه حى فشهادة الموت اولى	كذا فی المحیط
۱۵	واذا شهد عدلان للمرأة ان زوجها طلقها ثلاثا وهو يجحد ثم غابا اوماتا قبل الشهادة عند القاضى لم يسع المرأة ان تقيم معه وان تدعه ان يقربها ولا يسعها ان تتزوج	كذا فی محیط السرخسی
۱۶	واذا شهد شاهدان عند المرأة بالطلاق فان كان الزوج غائبا وسعها ان تعتد وتتزوج بزوج آخر وان كان حاضرا ليس لها ذلك ولكن ليس لها ان تمكن من زوجها	كذا فی المحیط

۱ مفقود شخص کے احکام کے متعلق حکم نمبر ۵۰۷ ملاحظہ ہو (مترجم)
۲ حکم نمبر ۱۴/۱۰۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم)
۳ حکم نمبر ۱۳/۱۰۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات	ذیلی نمبر	پہلا باب، خبر واحد پر عمل کے احکام — پہلی فصل دینی امر میں خبر واحد پر عمل کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۷۹	۱۲	کسی عورت کا خاوند غائب ہوگیا تو اس عورت کے پاس ایک غیر ثقہ مسلمان، اس کے خاوند کی طرف سے طلاق نامہ لایا اور وہ نہیں جانتی کہ وہ تحریر اس کی ہے یا نہ لیکن اس کا ظن غالب یہ ہے کہ وہ حق ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ عدت گزارے اور دوسرا نکاح کرے لہ	محیط السرخسی
	۱۳	(ا) جب کوئی شخص اپنی عورت سے غائب ہوگیا تو اس عورت کے پاس ایک عادل مسلمان آیا اور اسے یہ خبر دی کہ اس کے خاوند نے اسے تین طلاقیں دے دیں یا یہ (خبر دی) کہ وہ وفات پا گیا تو اس عورت کے لئے جائز ہے کہ وہ عدت گزارے اور نئے شوہر سے نکاح کرے (ب) اور اگر وہ خبر دینے والا فاسق تھا تو وہ عورت تحری کرے (یعنی غور وفکر وقرائن کے بموجب ظن غالب سے کام لیکر اس کے بموجب عمل کرے) البتہ (مذکورہ صورت میں یہ حکم بھی ہے کہ) وہ عورت اس (عادل مسلمان کی) اس خبر پر (یعنی خاوند کی وفات سے متعلق خبر پر) تب اعتماد کرے گی جب اس نے یوں کہا کہ میں نے اس کی میت دیکھی یا یہ کہا کہ میں اس کے جنازہ میں حاضر ہوا اور اگر اس نے یوں کہا کہ مجھے خبر دینے والے نے (اس کی وفات کی) خبر دی ہے تو (پھر) وہ عورت اس کی خبر پر اعتماد نہ کرے گی ۲ه	محیط
	۱۴	اگر (مذکورہ صورت میں) اس عورت کو ایک شخص نے اس (کے خاوند) کی وفات کی خبر دی اور دوسرے دو مردوں نے یہ خبر دی کہ وہ زندہ ہے تو اگر وہ شخص جس نے اس کی وفات کی خبر دی اس نے یوں کہا کہ میں نے اس کی میت دیکھی یا میں اس کے جنازہ میں حاضر ہوا تو اس عورت کے لئے حلال ہے کہ وہ (عدت کے بعد اور) نکاح کرے اور اگر وہ آدمی جنہوں نے اس کے زندہ ہونے کی خبر دی انہوں نے (اس کی مبینہ وفات کی تاریخ سے) بعد کی تاریخ ذکر کی تو (پھر) ان دونوں کا قول مقدم ہے۔ اور اگر دو مردوں نے اس کی وفات کی یا اس کے قتل ہونے کی خبر دی اور دو آدمیوں نے یہ خبر دی کہ وہ زندہ ہے تو موت کی خبر مقدم ہے ۳ه	محیط
	۱۵	جب دو عادل گواہوں نے کسی عورت کے متعلق یہ گواہی دی کہ اس کے خاوند نے اسے تین طلاقیں دیں اور اس کا خاوند (اس سے) انکار کرتا ہے پھر وہ دونوں گواہ قاضی کے ہاں گواہی دینے سے پہلے غائب ہو گئے یا وفات پا گئے تو (اس صورت میں) اس عورت کے لئے یہ گنجائش نہیں کہ وہ اس خاوند کے ساتھ رہے اور اسے اپنا قرب کرنے دے اور نہ اسے یہ گنجائش ہے کہ وہ (کسی اور سے) نکاح کرے ۴ه	محیط سرخسی
	۱۶	(ا) جب کسی عورت کے سامنے دو گواہوں نے (اس کی) طلاق کی گواہی دی تو اگر اس کا خاوند غائب ہو تو اس عورت کو یہ گنجائش ہے کہ وہ عدت گزارے اور دوسرا خاوند کرے (ب) اور اگر اس کا خاوند حاضر ہو تو اس عورت کے لئے ایسا کرنا یعنی دوسرا خاوند کرنا جائز نہیں ہے اور اسے یہ بھی جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے خاوند کو اپنے پر (جماع کی) قدرت دے	محیط

۴ه اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۵۲/۶۸ نیز حکم نمبر ۱۵ تا ۱۹/۱۰۷۹ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی العمل بخبر الواحد — الفصل الثانی فی العمل بخبر الواحد فی المعاملات	حوالہ
۱۰۶۹ / ۱۷	وكذلك ان سمعت انه طلقها ثلاثا وجحد الزوج ذلك وحلف فردها عليه القاضى لم يسعها المقام معه وينبغى لها ان تفتدى بمالها او تهرب منه وان لم تقدر على ذلك قتلته واذا هربت منه لم يسعها ان تعتد وتتزوج بزوج آخر قال شمس الائمة السرخسیؒ ما ذكر انها اذا هربت ليس لها ان تعتد وتتزوج بزوج آخر جواب القضاء واما فيما بينها وبين الله تعالى فلها ان تتزوج بزوج آخر بعدما اعتدت	كذا فى المحيط
۱۸	ولو ان امرأة قالت لرجل ان زوجى طلقنى ثلاثا وانقضت عدتى فان كانت عدلة وسعه ان يتزوجها وان كانت فاسقة تحرى وعمل بما وقع تحريه عليه	كذا فى الذخيرة
۱۹	المطلقة ثلاثا اذا قالت انقضت عدتى وتزوجت بزوج آخر ودخل بى ثم طلقنى وانقضت عدتى فلا بأس على زوجها الاول ان يتزوجها اذا كانت عنده ثقة اووقع فى قلبه انها صادقة وفى هذا بيان انها لو قالت لزوجها حللت لك لا يحل له ان يتزوجها مالم يستفسرها للاختلاف بين الناس فى حلها له بمجرد العقد قبل الدخول فلا يكون له ان يعتمد بمطلق خبرها بالحل	كذا فى المبسوط

دفعات وشق نمبر	پہلا باب خبر واحد پر عمل کے احکام — دوسری فصل معاملات میں خبر واحد پر عمل کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۷۹ — ۱۷	(ا) اور اسی (مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اس عورت نے خود سُنا کہ اس کے خاوند نے اسے تین طلاقیں دیں اور خاوند نے اس سے انکار کیا اور قسم کھا گیا اور قاضی نے اس عورت کو اس کے خاوند کے ہاں واپس کر دیا تو (اس صورت میں) اس عورت کے لئے اس خاوند کے ساتھ رہنے کی گنجائش نہیں ہے اور اسے چاہیے کہ وہ اپنا مال دے کر اپنے آپ کو اس سے چھڑائے یا وہ عورت اس سے بھاگ جائے اور اور اگر وہ عورت اس پر قادر نہ ہو تو وہ اسے قتل کر سکتی ہے (ب) اور جب وہ اس سے بھاگ جائے تو اس عورت کے لئے گنجائش نہیں ہے کہ وہ عدت گزار کر کسی اور سے نکاح کرے شمس الائمہ السرخسیؒ کا قول ہے کہ جو ذکر کیا گیا ہے کہ وہ عورت جب اس سے بھاگ جائے تو اسے عدت گزار کر کسی اور سے نکاح کرنے کی گنجائش نہیں یہ جواب قضا ہے لیکن فیما بینھا وبین اللہ تعالیٰ اس عورت کے لئے گنجائش ہے کہ وہ عدت گزارنے کے بعد کسی اور سے نکاح کرے	محیط
۱۸	(ا) اگر کسی عورت نے ایک مرد سے یوں کہا کہ میرے خاوند نے مجھے تین طلاقیں دیں اور میری عدت گزر گئی تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر وہ عورت عادلہ ہو تو اس مرد کے لئے یہ گنجائش ہے کہ وہ اس سے نکاح کرے (ب) اور اگر وہ عورت فاسقہ ہو تو وہ مرد تحری کرے تو جو امر (غور و فکر و قرائن کے بعد) اس کے ظن غالب میں واقع ہو اس پر عمل کرے	ذخیرہ
۱۹	(ا) تین طلاق یافتہ عورت نے جب یوں کہا کہ میرے خاوند سے میری عدت گزر گئی اور میں نے ایک اور آدمی سے نکاح کیا اس نے مجھ سے دخول کیا پھر اس نے مجھ کو طلاق دے دی اور میری (وہ) عدت (بھی) گزر گئی تو (اس صورت میں) اس کے پہلے خاوند پر کوئی حرج نہیں کہ وہ اس عورت سے (پھر) نکاح کرے بشرطیکہ وہ عورت اس کے ہاں ثقہ ہو یا اس (مرد) کے دل میں یہ واقع ہو کہ وہ عورت (اس میں) سچ کہتی ہے (ب) اور اس میں اس کا بیان یہ ہے کہ (مذکورہ صورت میں) اگر اس عورت نے (صرف) یوں کہا کہ میں تیرے حلال ہو گئی تو اس سے اس (پہلے خاوند) کے لئے حلال نہیں ہوتا کہ وہ اس سے نکاح کرے جب تک کہ وہ اس عورت سے وضاحت نہ لے اس لئے کہ (اس صورت میں) اس کے لئے بلا دخول محض (دوسرے کے) نکاح سے (پہلے کے لئے) وہ عورت حلال ہونے میں لوگوں کا اختلاف ہے پس اس سے پہلے خاوند کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ (اپنے سے نکاح) حلال ہونے کے متعلق اس عورت کی مطلق خبر پر اعتماد کرے	مبسوط

دفعات وتشریح نمبر	الباب الاول فی العمل بخبر الواحد — الفصل الثانی فی العمل بخبر الواحد فی المعاملات	حوالہ
۱۰۷۹ ۲۰	ولو ان جاریۃ صغیرۃ لا تعبر عن نفسها فی ید رجل یدعی انها له فلما کبرت لقیها رجل فی بلد آخر فقالت انا حرۃ الاصل لم یسعه ان یتزوجها وان قالت کنت امۃ للذی کنت عندہ فاعتقنی وکانت عندہ ثقۃ او وقع فی قلبه انها صادقۃ لم أر بأسا ان یتزوجها	کذا فی المبسوط
۲۱	المرأۃ الحرۃ اذا تزوجت رجلا ثم قالت لرجل آخر ان نکاحی کان فاسدا لما ان زوجها کان علی غیر الاسلام لا یسع لهذا ان یقبل قولها ولا ان یتزوجها لانها اخبرت بأمر مستنکر وان قالت طلقنی بعد النکاح او ارتد عن الاسلام وسعه ان یعتمد علی خبرها ویتزوجها لانها اخبرت بخبر محتمل و اذا اخبرت ببطلان النکاح الاول لا یقبل قولها وان اخبرت بالحرمۃ بأمر عارض بعد النکاح من رضاع طارئ او غیر ذلك فان کانت ثقۃ عندہ او لم تکن ثقۃ و وقع فی قلبه انها صادقۃ فلا بأس بان یتزوجها والله اعلم	کذا فی فتاوی قاضیخان

لـه غالبا یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب اس دوسرے آدمی کو یہ معلوم ہو کہ وہ پہلے شہر میں ایسے آدمی کے قبضہ میں تھی جو اسے اپنی جاریہ کہنے کا مدعی تھا واللہ اعلم۔ حکم نمبر ۲،۱ / ۱۰۷۹ ملاحظہ ہوں (مترجم)۔

ـــه حکم نمبر ۱۰، ۱۱، ۲۱ / ۱۰۷۹ نیز حکم نمبر ۱۳۲ / ۱۱۱۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

ـــه حکم نمبر ۱۰، ۱۱، ۲۰ / ۱۰۷۹ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پہلا باب، خبر واحد پر عمل کے احکام — دوسری فصل معاملات میں خبر واحد پر عمل کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۷۹ ۲۰	(ا) اگر چھوٹی (یعنی نابالغہ) جاریہ جو اپنے متعلق بیان نہیں کر سکتی کسی ایسے شخص کے قبضہ میں ہو جو یہ دعوی کرتا ہے کہ وہ جاریہ اس کی ہے پھر جب وہ بڑی (یعنی بالغہ) ہو گئی تو اسے ایک آدمی، ایک اور شہر میں ملا تو اس نے کہا کہ میں دراصل آزاد ہوں تو اس دوسرے آدمی کے لئے یہ گنجائش نہیں ہے کہ وہ اس سے نکاح کرے[1] (ب) اور اگر اس جاریہ نے یوں کہا کہ میں جس کے پاس تھی اس کی باندی تھی پھر اس نے مجھے آزاد کر دیا اور اس دوسرے آدمی کے ہاں وہ ثقہ ہو یا اس کے دل میں یہ واقع ہو کہ وہ (اس میں) سچ کہتی ہے تو میں اسمیں کوئی حرج نہیں سمجھتا کہ وہ (دوسرا) اس سے نکاح کرے[2]	مبسوط
۲۱	(ا) جب آزاد عورت نے کسی شخص سے نکاح کیا پھر اس نے ایک اور آدمی سے کہا کہ میرا وہ نکاح فاسد تھا اس لئے کہ اس کا (وہ) خاوند غیر مسلم تھا تو اس (دوسرے) آدمی کے لئے یہ گنجائش نہیں ہے کہ وہ اس عورت کا وہ قول قبول کرے اور نہ اسے یہ گنجائش ہے کہ وہ اس عورت سے نکاح کرے اسلئے کہ اس عورت نے ایک ایسے امر کی خبر دی ہے جو مستنکر (یعنی ناپسندیدہ) ہے (ب) اور اگر عورت نے یوں کہا کہ اس خاوند نے نکاح کے بعد مجھے طلاق دی تھی یا (یہ) کہ وہ اسلام سے مرتد ہو گیا تھا تو اس (دوسرے) آدمی کے لئے یہ گنجائش ہے کہ وہ اس عورت کی (اس) خبر پہ اعتماد کرے اور اس سے نکاح کرے اسلئے کہ اس عورت نے ایک ایسے امر کی خبر دی ہے جس کا احتمال ہے (ج) اور جس صورت میں اس عورت نے پہلے نکاح کے باطل ہونے کی خبر دی اسمیں اس کا قول قبول نہ ہوگا (د) اور جس صورت میں اس عورت نے نکاح کے بعد کسی عارض سے حرام ہونے مثلا رضاعت طاری ہونے وغیرہ کی خبر دی تو اگر وہ عورت اس آدمی کے ہاں ثقہ ہو یا ثقہ نہ ہو البتہ اس کے دل میں یہ واقع ہو کہ وہ (اسمیں) سچ کہتی ہے تو اسمیں کوئی حرج نہیں کہ وہ آدمی اس سے نکاح کرے[3] واللہ اعلم	قاضیخان

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فی العمل بغالب الرأی	العمل بغالب الرأی	حوالہ

بسم الله الرحمٰن الرحیم

الباب الثانی فی العمل بغالب الرأی

دفعات ۱۰۸۰ تا ۱۰۸۰، عنوان ۱، تعداد شق ۱۲

۱۰۸۰ العمل بغالب الرأی تعداد شق ۱۲

۱ یجب ان یعلم بان العمل بغالب الرأی جائز فی باب الدیانات وفی باب المعاملات وکذلك العمل بغالب الرأی فی الدماء جائز — کذا فی المحیط

۲ ان دخل رجل علی غیره لیلا وهو شاهر سیفه اوماد رمحه یشد نحوه ولایدری صاحب المنزل انه لص اوهارب من اللصوص فانه یحکم برأیه فان کان اکبر رأیه انه لص قصده لیأخذ ماله ویقتله ان منعه وخاف انه ان زجره اوصاح به ان یبادره بالضرب فلا بأس بان یشد علیه صاحب البیت بالسیف لیقتله وان کان اکبر رأیه انه هارب من اللصوص لم یسع له ان یعجل علیه ولا یقتله — کذا فی المبسوط

ـلـه الرأی یعنی رائے، اعتقاد، نصیحت، تجویز، سوچ، ماخوذ از المنجد ۴۲۴ (مترجم)

ـه غالب رائے تک پہنچنے کی بعض صورتوں کے متعلق حکم ۳/۱۰۸۰ نیز حکم ۱، ۴، ۱۰۶۸/۱۰۸۰، ۵۰۳/۴۶۷، ۶۳ تا ۷۱/۴۶۸، ۴۲/۴۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دوسرا باب، غالب رائے پر عمل کے احکام

دفعات ۱۰۸۰ تا ۱۰۸۰، عنوان ۱، تعداد شق ۱۲

۱۰۸۰ **غالب رائے (یعنی ظن غالب) پر عمل** اور اس میں ۱۲ شقیں ہیں

۱ یہ جاننا ضروری ہے کہ دینی امور اور معاملات میں غالب رائے (یعنی غالب سوچ اور ظنِ غالب) کے بموجب عمل کرنا جائز قرار پاتا ہے اسی طرح خون (کے حقوق) میں بھی غالب رائے کے بموجب عمل کرنا جائز قرار پاتا ہے ؎ — محیط

۲ (ا) اگر کوئی شخص رات کے وقت دوسرے آدمی پر داخل ہوا درآنحالیکہ وہ شخص اپنی تلوار سونتے ہوئے، اپنا نیزہ تانے ہوئے اس آدمی کی طرف حملہ کنندہ ہے اور گھر والے اس آدمی کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ شخص چور ہے یا چوروں سے بھاگا ہوا ہے تو اسکے متعلق اسکی غالب رائے کے بموجب حکم ہوگا اگر اسکی غالب رائے یہ ہو کہ وہ چور ہے اس نے اس کا (یعنی صاحب خانہ کا) قصد کیا ہے تاکہ اس کا مال لے اور اگر وہ اسے منع کرے گا تو وہ (یعنی چور) اسے قتل کردے گا اور اسے (یعنی صاحب خانہ کو) یہ ڈر ہو کہ اگر اس نے اس (چور) کو ڈانٹا یا اس کے متعلق چلایا تو وہ (چور) اسے مارنے میں جلدی کرے گا تو اس صورت میں کوئی حرج نہیں کہ صاحب خانہ تلوار لیکر اسے قتل کرنے کے لئے اس پر حملہ کردے (ب) اور اگر اس کی غالب رائے یہ ہو کہ وہ چوروں سے بھاگ کر آیا ہے تو اس (صاحب خانہ) کے لئے اس پر جلدی کرنے کی گنجائش نہیں ہے اور وہ اسے قتل نہ کرے ؎ — مبسوط

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فی العمل بغالب الرأی / العمل بغالب الرأی	حوالہ
١٠٨٠ ٣	وانما يتوصل الى اكبر رأيه فی حق الداخل عليه ان يحكم زيه وهيئته او كان قد عرفه قبل ذلك بالجلوس مع اهل الخير ليستدل به على انه هارب من اللصوص وان عرفه بالجلوس مع اهل السراق استدل به على انه سارق	كذا فی المبسوط
٤	قالوا فيما اذا استقبل المسلمين جماعة فی دار الحرب فاشكل على المسلمين حالهم انهم اعداء او مسلمون فانهم يتحرون	كذا فی المحيط
٥	وسئل الفقيه ابوجعفرؒ عن رجل وجد رجلا مع امرأته أيحل له قتله قال ان كان يعلم انه ينزجر عن الزنا بالصياح او بالضرب بما دون السلاح فانه لا يقتله ولا يقاتل معه بالسلاح وان علم انه لا ينزجر الا بالقتل والمقاتلة معه بالسلاح حل له القتل	كذا فی الذخيرة
٦	اذا وجد الرجل مع امرأته او جاريته رجلا يريد ان يغلبها على نفسها فيزنی بها قال له ان يقتله	كذا فی خزانة الفتاوی
٧	فان راه مع امرأته او مع محرم له وهی تطاوعه على ذلك قتل الرجل والمرأة جميعا	كذا فی خزانة الفتاوی
٨	وكذلك اذا عرض الرجل فی الصحراء يريد اخذ ماله ان كان ماله عشرة او اكثر فله قتله وان كان اقل من عشرة يقاتله ولا يقتله	كذا فی خزانة الفتاوی

ؔ١ حکم نمبر ١، ٢ / ١٠٨٠ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

ؔ٢ حکم نمبر ١، ٢ / ١٠٨٠ ، ٣، ٧ / ١١٧١ ملاحظہ ہوں (مترجم)

ؔ٣ حکم نمبر ٥ تا ٧، ٩ تا ١٢ / ١٠٨٠ ، ٣٠، ٤٣، ٥٦ / ٤٦٧ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب: غالب رائے پر عمل کرنے کے احکام — غالب رائے پر عمل کرنے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۸۰ ۳	اس (گھر والے) پر داخل ہونے والے کے حق میں گھر والے کی غالب رائے حاصل ہونے کی صورت یہ ہے کہ (مثلاً) وہ اس کے لباس اور اس کی ہیبت پر حکم کرے گا یا (مثلاً) اس نے اسے اس سے پہلے نیک لوگوں کی مجلس میں بیٹھنے سے پہچانا ہو تو وہ (صاحب خانہ) اس سے یہ دلیل لے گا کہ وہ چوروں سے بھاگا ہوا ہے۔ اور اگر اس نے اسے چوروں کے ساتھ بیٹھنے سے پہچانا ہو تو وہ (صاحب خانہ) اس سے یہ دلیل لے گا کہ وہ چور ہے[1]	مبسوط
۴	مشائخ رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ اگر دار الحرب میں ایک جماعت نے مسلمانوں کا سامنا کیا اور مسلمانوں پر ان کا حال مشتبہ ہو گیا کہ وہ دشمن ہیں یا مسلمان ہیں تو وہ مسلمان تحری کریں گے (یعنی غور و فکر کے بعد ظن غالب کے بموجب عمل کریں گے)[2]	محیط
۵	(ا) فقیہ ابو جعفرؒ سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جس نے کسی آدمی کو اس شخص کی عورت کے ساتھ (بدکاری میں) پایا تو اس شخص کے لئے یہ حلال ہو گا کہ وہ اس آدمی کو قتل کر دے گا تو آپ نے فرمایا کہ اگر وہ یہ جانے کہ وہ شور کرنے سے یا بغیر ہتھیار ضرب سے زنا سے باز رہے گا تو وہ اسے قتل نہ کرے اور نہ اس کے ساتھ ہتھیار سے لڑے (ب) اور اگر وہ یہ جانے کہ وہ قتل یا ہتھیار کے ساتھ لڑے بغیر باز نہیں آئے گا تو اس کے لئے اس کا قتل کرنا حلال ہے[3]	ذخیرہ
۶	جب کسی شخص نے اپنی عورت یا باندی کے ساتھ کسی آدمی کو (اس حال میں) پایا کہ وہ یہ ارادہ کر رہا ہے کہ وہ اس عورت پر غلبہ حاصل کر کے اس سے زنا کرے تو آپ نے فرمایا کہ اس شخص کے لئے جائز ہے کہ وہ اس آدمی کو قتل کر دے[4]	خزانہ فتاوی
۷	اور (مذکورہ صورت میں) اگر اس شخص نے اس مرد کو اپنی عورت کے ساتھ یا اپنی محرم کے ساتھ (بدکاری میں) پایا اور وہ عورت بھی اس سے مطیع تھی تو اسے جائز ہے کہ وہ اس مرد اور اس عورت سبھی کو قتل کر دے[5]	خزانہ فتاوی
۸	(ا) اسی (مذکورہ صورت کی) طرح جب کسی شخص سے صحرا میں کوئی آدمی در پے ہو وہ اس کا مال لینا چاہتا ہو تو اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ اگر اس کا وہ مال دس (درہم) یا اس سے زیادہ کی مالیت کا ہو تو اس شخص کے لئے جائز ہے کہ اسے قتل کر دے (ب) اور اگر وہ دس (درہم) سے کم ہو تو اس سے لڑائی کرے البتہ اسے قتل نہ کرے[6]	خزانہ فتاوی

[4] حکم نمبر ۵/۱۰۸۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] حکم نمبر ۵/۱۰۸۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[6] چوری میں قابل حد مال کا نصاب دس درہم ہونے کے متعلق حکم ۴/۴۶۸ نیز حکم نمبر ۲/۱۰۸۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی العمل بغالب الرأی — العمل بغالب الرأی	حوالہ
۱۰۸۰ ۹	ولو رأی رجلا یزنی مع امرأته او امرأة آخر وهو محصن فصاح به فلم یذهب ولم یمتنع عن الزنا حل له قتله ولا قصاص علیه	کذا فی خزانة الفتاوی
۱۰	وکذا رجل رأی من یسرق ماله فصاح به ولم یذهب او رأی رجلا ینقب حائطه او حائطا آخر وهو معروف بالسرقة فصاح به ولم یذهب حل قتله ولا قصاص علیه	کذا فی خزانة الفتاوی
۱۱	ولو اراد ان یکره غلاما او امرأة علی فاحشة علیهما ان یقاتلا فان قتله فدمه هدر اذا لم یستطع منعه الا بالقتل	کذا فی خزانة الفتاوی
۱۲	ولو ان رجلا تزوج امرأة لم یرها فادخلها علیه انسان واخبره انها امرأته وسعه ان یقبل قوله ویطأها اذا کان ثقة عنده او کان فی اکبر رأیه انه صادق واللہ اعلم	کذا فی فتاوی قاضیخان

۱؎ محصن ہونے کے متعلق حکم نمبر ۲/۴۶۲ نیز حکم ۵/۱۰۸۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

۲؎ حکم نمبر ۲/۱۰۸۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

۳؎ غلام یعنی نوجوان، غلام، مزدور۔ اس کی جمع غِلْمانٌ، غِلْمَةٌ اور اَغْلِمَةٌ ہے۔ ماخوذ از المنجد ص۸۸۶ چنانچہ حکم نمبر ۸/۱۰۹۰ میں ہے کہ وما یکرہ للرجال لبسه یکرہ للغلمان والصبیان الخ نیز حکم نمبر ۵/۱۰۸۰ مع حاشیہ اور ۶۸ تا ۷۰/۴۶۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۴؎ حکم نمبر ۷۱ تا ۷۴/۴۶۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

حوالہ	دوسرا باب، غالب رائے پر عمل کرنے کے احکام — غالب رائے پر عمل کرنے کے احکام کا بیان	دفعات وشق نمبر	
خزانہ فتاوی	اگر کسی شخص نے دیکھا کہ ایک آدمی اس کی عورت سے زنا کر رہا ہے اور وہ محصن ہے تو اس نے شور کیا تو وہ نہ گیا اور زنا سے نہ رکا تو اس شخص کے لئے حلال ہے کہ اسے قتل کر دے اور اس پر (اس کا) قصاص لازم نہیں [1]	۹	۱۰۸۰
خزانہ فتاوی	اسی (مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ ایک شخص نے کسی آدمی کو دیکھا جو اس کا مال چرا رہا ہے اس نے اس کے متعلق شور کیا تو وہ نہ گیا یا اس شخص نے کسی آدمی کو اس کی حویلی یا کسی اور کی حویلی میں نقب لگاتے دیکھا اور وہ آدمی چوری میں مشہور ہے تو اس شخص نے شور کیا تو وہ نہ گیا تو اس شخص کے لئے جائز ہے کہ اسے قتل کر دے اور اس پر (اس کا) قصاص لازم نہیں ہے [2]	۱۰	
خزانہ فتاوی	اگر کسی شخص نے یہ ارادہ کیا کہ وہ غلام (یعنی لڑکے یا غلام) یا عورت کو فحش امر پر مجبور کرے تو ان دونوں پر لازم ہے کہ وہ اس (جبر کرنے والے) سے لڑیں پس اگر اس نے (یعنی مذکورہ دونوں میں سے کسی نے) اس کو (یعنی فحش امر پر مجبور کرنے والے کو) قتل کر دیا تو اس کا خون رائیگاں ہے (یعنی اس مقتول کا قصاص لازم نہیں ہے بشرطیکہ وہ قتل کے بغیر اسے نہ روک سکے [3]	۱۱	
قاضیخان	اگر کسی شخص نے کسی ایسی عورت سے نکاح کیا جسے اس نے دیکھا نہ تھا پس کسی آدمی نے وہ عورت اس پر داخل کی اور اسے خبر دی کہ یہ اس کی بیوی ہے تو اسے یہ گنجائش ہے کہ وہ اس کا قول قبول کرے اور اس عورت سے وطی کر لے بشرطیکہ اس شخص کے ہاں وہ آدمی ثقہ ہو یا اس کی غالب رائے یہ ہو کہ وہ (اس میں) سچ کہہ رہا ہے [4] واللہ اعلم	۱۲	

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث، فی الرجل رأی رجلا یقتل اباه ومایتصل به الرجل رأی رجلا یقتل اباه ومایتصل به	حوالہ

بسم الله الرحمن الرحیم

الباب الثالث فی الرجل رأی رجلا یقتل اباه ومایتصل به

دفعات 1081 تا 1081، عنوان 1، تعداد شق 9

1081	**الرجل رأی رجلا یقتل اباه ومایتصل به** تعداد شق 9 1 اذا رأی الرجل رجلا یقتل اباه متعمدا ا نکر القاتل ان یکون قتله اوقال لابنه فیما بینه وبینه انی قتلته لانه قتل والدی فلانا عمدا او لانه ارتد عن الاسلام ولا یعلم الابن شیأ مما قال القاتل ولا وارث للمقتول غیره فالابن فی سعة من قتله واذا اقام الابن البینة علی رجل بانه قتل اباه فقضی له القاضی بالقود فهو فی سعة من قتله واذا شهد عند الابن شاهدا عدل ان هذا الرجل قتل اباه فلیس له ان یقتله بشهادتهما لان الشهادة لاتوجب الحق مالم یتصل بها قضاء القاضی	هکذا فی المبسوط

سه حکم نمبر 1 تا 5 / 1081 اور قتل عمد کے متعلق حکم نمبر 1169 ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب جسنے دیکھا کہ ایک آدمی اس کے باپ کو قتل کر رہا ہے اور اس سے ملتے جلتے مسائل کے احکام	جس نے دیکھا کہ ایک آدمی اس کے باپ کو قتل کر رہا ہے اور اس سے ملتے جلتے مسائل کے احکام کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

تیسرا باب، جس شخص نے دیکھا کہ ایک آدمی اسکے باپ کو قتل کر رہا ہے اور اس سے ملتے جلتے مسائل کے احکام

دفعات ١٠٨١ تا ١٠٨١، عنوان ١، تعداد شق ٩

١٠٨١ جس شخص نے دیکھا کہ ایک آدمی اسکے باپ کو قتل کر رہا ہے اور اس سے ملتے جلتے مسائل

اور اس میں ٩ شقیں ہیں

١ (١) (ا) جب کسی شخص نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اس کے باپ کو عمداً قتل کر رہا ہے (اور گواہ نہیں ہیں) اور (قاتل) نے اس سے انکار کیا کہ اس نے اسے قتل کیا ہے یا اس (قاتل) نے اس کے (یعنی اس مقتول کے) بیٹے سے تنہائی میں یہ کہا کہ میں نے اسے اس لئے قتل کیا ہے کہ اس نے میرے والد فلاں شخص کو عمداً قتل کیا تھا یا اس لئے کہ وہ اسلام سے مرتد ہوگیا تھا اور (مقتول) کا بیٹا قاتل کے کہے ہوئے امور میں سے کچھ نہیں جانتا اور اس بیٹے کے سوا مقتول کا کوئی وارث نہیں ہے تو اس بیٹے کیلئے اس قاتل کو قتل کرنے کی گنجائش ہے (٢) اور (اسیطرح) جب بیٹے نے (قاضی کے ہاں) کسی آدمی پر یہ گواہی قائم کی کہ اس نے اس کے باپ کو قتل کیا ہے تو قاضی نے اس کے لئے قصاص کا حکم کیا تو اس بیٹے کے لئے اس قاتل کو قتل کرنے کی گنجائش ہے (ب) اور جب دو عادل گواہوں نے بیٹے کے ہاں یہ گواہی دی کہ اس آدمی نے اس کے باپ کو قتل کیا ہے تو (اس سے) اس بیٹے کے لئے یہ گنجائش نہیں ہے کہ وہ ان دو گواہوں کی گواہی کی بنا پر اس قاتل کو قتل کر دے اس لئے کہ گواہی اس وقت تک حق کو واجب نہیں کرتی جب تک کہ اس کے ساتھ قاضی (یعنی حاکم مجازہ) کا فیصلہ متصل نہ ہو۔ له

حوالہ: مبسوط

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث، فی الرجل رأی رجلا یقتل اباه فما یتصل به الرجل رأی رجلا یقتل اباه ومایتصل به	حوالہ
۱۰۸۱ ۲	والذی بینا فی الابن کذلک فی غیره اذا عاین القتل او سمع اقرار القاتل به او عاین قضاء القاضی به کان فی سعة من ان یعین الابن فی قتله واذا شهد عنده بذلک شاهدان لم یسعه ان یعینه علی قتله بشهادتهما حتی یقضی القاضی للابن بذلک	هکذا فی المبسوط
۳	وان اقام القاتل عند الابن شاهدین عدلین ان اباه کان قتل اباهذا الرجل عمدا فقتلته لم ینبغ للابن ان یعجل بقتله حتی ینظر فیما شهدا به وکذلک لا ینبغی لغیره ان یعینه علی ذلک اذا شهد عنده عدلان بما قلنا او بانه کان مرتدا حتی یتثبت فیه وان شهد بذلک عنده محدودون فی قذف او عبدان او نسوة عدول لا رجل معهن او فاسقان فهو فی سعة من قتله وان تثبت فیه فهو خیر له وان شهد بذلک عنده شاهد عدل ممن تجوز شهادته فقال القاتل عندی شاهد آخر مثله ففی الاستحسان لا یعجل بقتله حتی ینظر أیأتیه بآخر ام لا	هکذا فی المبسوط

لہ حکم نمبر $\frac{\text{۱ تا ۵}}{\text{۱۰۸۱}}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)
۲لہ حکم نمبر $\frac{\text{۱ تا ۵}}{\text{۱۰۸۱}}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب، جسنے دیکھا کہ ایک آدمی اس کے باپ کو قتل کر رہا ہے اور اس سے ملتے جلتے مسائل کے احکام	جس نے دیکھا کہ ایک آدمی اس کے باپ کو قتل کر رہا ہے اور اس سے ملتے جلتے مسائل کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۸۱ ۲	(۱) اور (مذکورہ صورت میں) ہم نے بیٹے کے متعلق جو حکم (مذکورہ ۱/۱۰۸۱) بیان کیا ہے وہ اسی طرح بیٹے کے غیر میں بھی ہے جبکہ اس نے قتل کرتے دیکھا یا اس نے اس قتل کے متعلق قاتل کے اقرار کو سنا یا اس کے قاتل قرار پانے کے متعلق قاضی (یعنی حاکم مجاز) کا فیصلہ معائنہ کیا تو اس غیر (وارث) کو یہ گنجائش حاصل ہے کہ وہ اس قاتل کے قتل میں اس کے بیٹے کی مدد کرے (ب) اور جب اس غیر کے ہاں دو گواہوں نے اس کے متعلق (یعنی اس کے متعلق کہ اس آدمی نے اس کے باپ کو قتل کیا ہے) گواہی دی تو (اس سے) اس غیر کو یہ گنجائش نہیں ہے کہ وہ ان دونوں کی گواہی کی بنا پر اس قاتل کے قتل کرنے میں، اس (بیٹے) کی مدد کرے حتیٰ کہ قاضی (یعنی حاکم مجاز) اس کے متعلق بیٹے کے لئے فیصلہ کرے [1]		مبسوط
۳	(۱) اور (مذکورہ صورت میں) اگر قاتل نے (مقتول) کے بیٹے کے ہاں اس پر دو عادل گواہ قائم کئے کہ اس (مقتول) کے باپ نے اس آدمی (یعنی قاتل) کا باپ عمداً قتل کیا تھا پس (اسلیئے) میں نے اسے قتل کیا تو اس صورت میں (۱) اس کو (یعنی مقتول کے بیٹے کو) اس (قاتل) کے قتل کرنے میں جلدی نہیں کرنی چاہیے حتیٰ کہ جس بارے میں ان دو (عادل گواہوں) نے گواہی دی ہے اس میں نظر کرے (۲) اور اسی طرح جب اس بیٹے کے غیر کے ہاں دو عادل گواہوں نے مذکورہ گواہی دی یا یہ گواہی دی کہ وہ مرتد ہوگیا تھا تو اس (غیر) کو اس قاتل کے قتل کرنے میں اس (مقتول) کے بیٹے کی مدد نہیں کرنی چاہیئے حتیٰ کہ وہ اس میں خود چھان بین کرے (ب) (۱) اور اگر اس (مذکورہ امر) کے متعلق اس کے ہاں (یعنی اس مقتول کے بیٹے کے ہاں) حد قذف لگے ہوئے گواہوں یا دو غلاموں یا عورتوں نے جو عادل ہیں اور ان عورتوں کے ساتھ (گواہی میں) کوئی مرد نہیں ہے یا دو فاسقوں نے گواہی دی تو اس (یعنی مقتول کے بیٹے) کے لئے اس قاتل کے قتل کی گنجائش ہے اور اگر اسمیں چھان بین کرے تو اس کے لئے بہتر ہے (۲) اور اگر اس (مذکورہ امر) کے متعلق اس کے ہاں (یعنی مقتول کے بیٹے کے ہاں) ایک ایسے عادل گواہ نے گواہی دی جس کی گواہی جائز قرار پاتی ہے پھر قاتل نے یہ کہا کہ میرے پاس اس کی مانند ایک گواہ اور بھی ہے تو (اس صورت میں) از روئے استحسان حکم یہ ہے کہ وہ (یعنی مقتول کا بیٹا) اس (قاتل) کے قتل کرنے میں جلدی نہ کرے حتیٰ کہ وہ (یعنی اس مقتول کا بیٹا) یہ دیکھ لے کہ وہ (یعنی قاتل) دوسرا گواہ لاتا ہے یا نہیں [2]		مبسوط

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث، فی الرجل رأی رجلا یقتل اباه ومایتصل به — الرجل رأی رجلا یقتل اباه ومایتصل به	حوالہ
١٠٨١/٤	وان شهد عند الابن عدلان بالقتل او باقرار القاتل فلیس له ان یقتله ولا لآخران یعینه الا اذا قضی به القاضی واذا قضی ثم شهد به عدلان ان اباه قتل ولیه عمدا او کان مرتدا فلیس له ان یعجل بقتله فی الدیانة	کذا فی محیط السرخسی
٥	مال فی ید رجل شهد عدلان عند رجل ان هذا المال کان لابیک غصبه هذا الرجل منه ولا وارث لاب غیره فله ان یدعی بشهادتهم ولیس له ان یأخذ ذلک المال مالم یقم البینة عند القاضی ویقضی له بذلک وکذلک لایسع لغیر الوارث ان یعین الوارث علی اخذه بهذه الشهادة مالم یتصل بها القضاء وان کان الوارث عاین اخذه من ابیه وسعه اخذه منه وکذلک ان اقر الآخذ عنده بالاخذ وکذلک یسع من عاین ذلک اعانته علیه وانّ[2] ابی ذلک علی نفسه اذا امتنع وهو فی موضع لا یقدر فیه علی سلطان یأخذ له حقه	کذا فی المبسوط
	ولو شهد شاهدان باقراره بالغصب من ابیه لم یأخذه حتی یثبته عند القاضی	کذا فی الغیاثیة

[1] حکم نمبر $\frac{١ \text{ تا } ٥}{١٠٨١}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)۔

[2] فتاویٰ عالمگیری نسخہ مطبوعہ مطبع الامیریہ مصر، میں مبسوط سے ماخوذ اس عبارت میں "و" درج ہے جس سے معنی میں الجھن سی ہے ممکن ہے سہوِ کتابت ہو کیونکہ "و" کے بغیر مفہوم زیادہ واضح ہے واللہ اعلم بالصواب (مترجم)۔

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب: جس نے دیکھا کہ ایک آدمی اس کے باپ کو قتل کر رہا ہے اور اس سے ملتے جلتے مسائل کے احکام / جس نے دیکھا کہ ایک آدمی اس کے باپ کو قتل کر رہا ہے اور اس سے ملتے جلتے مسائل کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۸۱ ۴	(ا) اور (مذکورہ صورت میں) اگر (مقتول کے) بیٹے کے ہاں اس کے (باپ کے) قتل یا اس کے قاتل کے اقرار کے متعلق دو عادل گواہوں نے گواہی دی تو اس (بیٹے) کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اس قاتل کو قتل کرے اور نہ اس دوسرے (یعنی اس بیٹے کے غیر) کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ (اس قاتل کے قتل کرنے میں) اس (مقتول کے بیٹے) کی مدد کرے لیکن جب قاضی (یعنی حاکم مجاز) نے اس (کے قصاص) کا فیصلہ دے دیا تو پھر یہ حکم نہیں ہے (ب) اور جب (اس کے قصاص کے متعلق) قاضی فیصلہ دے چکا پھر دو عادل گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس (بیٹے) کے (مقتول) باپ نے اس (قاتل) کے ولی کو عمداً قتل کیا تھا یا یہ (گواہی دی) کہ وہ (یعنی اس بیٹے کا باپ) مرتد ہو گیا تھا تو از روئے دیانت اس (بیٹے) کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اس (قاتل) کے قتل کرنے میں جلدی کرے[1]	محیط سرخسی
۵	(ا) (۱) کسی شخص کے قبضہ میں کچھ مال ہے دو عادل گواہوں نے ایک آدمی کے ہاں یہ گواہی دی کہ یہ (مذکورہ) مال تیرے باپ کا ہے اس سے اس شخص نے غصب کیا تھا اور اس آدمی کے سوا اس کے باپ کا کوئی وارث نہیں تو اس (آدمی) کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ ان (گواہوں) کی گواہی سے (قاضی کے ہاں) دعویٰ کرے اور اسے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اس (سے) اس مال کو لے لے جب تک کہ قاضی (یعنی حاکم مجاز) کے ہاں گواہی قائم نہ کرے اور وہ قاضی اس آدمی کے لئے اس مال کا فیصلہ کرے (۲) اسی طرح غیر وارث کے لئے یہ گنجائش نہیں ہے کہ وہ اس گواہی کی بنا پر اس مال کے لینے میں اس وارث کی مدد کرے جب تک کہ اس گواہی کے ساتھ قاضی (یعنی حاکم مجاز) کا فیصلہ متصل نہ ہو (ب) (۱) اور اگر اس وارث نے اس کے باپ سے اس غاصب کا لینا خود دیکھا ہو تو اسے اس سے لے لینے کی گنجائش ہے (۲) اس طرح اگر لینے والے (یعنی غاصب) نے اس وارث کے ہاں (وہ مال) لینے کا اقرار کیا ہو تو یہی حکم ہے (یعنی اسے اس سے لے لینے کی گنجائش ہے) (۳) اسی طرح جس (غیر وارث) شخص نے (اس کے باپ سے) اس (غاصب) کا لینا دیکھا ہو اسے گنجائش ہے کہ وہ (اس غاصب سے وہ مال لینے میں) اس (وارث) کی مدد کرے اگر اس (غاصب) نے اپنے متعلق اس غصب سے انکار کیا جبکہ اس نے (وہ مال) روک لیا ہو اور وہ ایسی جگہ میں ہو جہاں پر ایسا کوئی حاکم نہیں پاتا جو اس کے لئے اس کا حق لے سکے (ج) اور اگر دو گواہوں نے (وہ مال) اسکے باپ سے غصب کرنے کے متعلق غاصب کے اقرار پر گواہی دی تو وہ (یعنی وارث بیٹا) وہ مال نہ لے حتی کہ اسے قاضی کے ہاں ثابت کرے[2]	مبسوط غیاثیہ

[1-2] حکم نمبر ۱ تا ۵ / ۱۰۸۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث، فی الرجل رائ رجلا یقتل اباہ ومایتصل بہ الرجل رائ رجلا یقتل اباہ ومایتصل بہ	حوالہ
١٠٨١ ٦	ومن سمع اقرار رجل بمال ثم اخبرہ عدلان ان المقربہ صارھبۃ لہ فان شاء شھد علیہ بالمال وان شاء لم یشھد	کذا فی الغیاثیۃ
٧	ولوکان شاھدا بالنکاح اوالرق ثم اخبرہ عدلان بالطلاق او العتاق لم یشھد بالنکاح والرق	کذا فی الغیاثیۃ
٨	وکذا العفوعن القصاص	کذا فی الغیاثیۃ
٩	وعن الحسن بن زیاد ان الوارث اذا علم علی مورثہ دینا لرجل فاخبرہ عدلان بالقضاء لم یسعہ ان یحلف علی العلم وکذا اذا کان اخبرہ المیت بالقضاء او اخبرہ مع عدل اوامرأۃ فالافضل ان لا یحلف ثمۃ ٢ واللہ اعلم	کذا فی الغیاثیۃ

١ حکم نمبر $\frac{٦ \text{ تا } ٩}{١٠٨١}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)

٢ حکم نمبر $\frac{٩}{١٠٨١}$ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	تیسرا باب، جس نے دیکھا کہ ایک آدمی اس کے باپ کو قتل کررہا ہے اور اس سے ملتے جلتے مسائل کے احکام — جس نے دیکھا کہ ایک آدمی اس کے باپ کو قتل کررہا ہے اور اس سے ملتے جلتے مسائل کے احکام کا بیان	حوالہ
١٠٩١ ٦	جس شخص نے کسی کے مال کے متعلق کسی آدمی کا اقرار سنا پھر اسے دو عادل شخصوں نے یہ خبر دی کہ جس مال کا اس آدمی نے اقرار کیا وہ اسے ہبہ ہوگیا تو (پھر) اس شخص کو اختیار ہے کہ چاہے تو اس آدمی پر اس مال کے متعلق (اس کے اقرار پر) گواہی دے اور چاہے تو وہ گواہی نہ دے [1]	غیاثیہ
٧	اگر کوئی شخص نکاح پر یا غلام ہونے پر گواہ ہو پھر اسے دو عادل شخصوں نے گواہی دی کہ (اس نکاح پر) طلاق ہوگئی ہے یا یہ کہ (وہ غلام) آزاد ہوگیا ہے تو (پھر) وہ شخص اس نکاح پر اور اس کے غلام ہونے پر گواہی نہ دے	غیاثیہ
٨	اور (اسی مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح یہی حکم قصاص معاف کرنے کی صورت میں ہے (کہ قتل کے گواہ کو دو عادل شخصوں نے یہ خبر دی کہ وارثوں نے اس قتل کا قصاص معاف کردیا ہے تو وہ قتل کی گواہی نہ دے)	غیاثیہ
٩	(۱) حسن بن زیادؒ سے مروی ہے کہ جب وارث شخص کو اپنے مورث پر کسی آدمی کے قرض کا علم ہو پھر اسے دو عادل شخصوں نے اسے وہ قرض ادا ہونے کی خبر دی تو اس وارث کے لئے یہ گنجائش نہیں ہے کہ وہ اپنے اس علم پر قسم کھائے (ب) اور اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب وفات یافتہ شخص نے اس وارث کو وہ قرض ادا ہونے کی خبر دی تھی یا اس نے (یعنی وفات یافتہ نے) ایک عادل مرد یا ایک عورت کے ساتھ اسے یہ (مذکورہ) خبر دی تھی تو افضل یہ ہے کہ وہ اس صورت میں (اپنے اس علم پر) قسم نہ کھائے [3] واللہ اعلم	غیاثیہ

[3] فتاوی عالمگیری کتاب الکراھیۃ بحث ۴۸ کے ابواب ۴، ۵، فتاوی ھذا کے ترجمہ مع عربی متن کی اشاعت، جلد ۴۸ میں شائع ہوچکے ہیں، لہذا اس کے بعد باب ۵ بطور عنوان ۱۰۸۵ شروع ہے، اس کے متعلق ۱۰۷۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی المسابقة — المسابقة	حوالہ
	بسم الله الرحمن الرحيم	
	# الباب السادس فی المسابقة	
	دفعات ١٠٨٤ تا ١٠٨٤ ، عنوان ١ ، تعداد شق ٧	
١٠٨٤	## المسابقة تعداد شق ٧	
١	السباق يجوز فی اربعة اشياء فی الخف يعنی البعير و فی الحافر يعنی الفرس والبغل وفی النصل يعنی الرمی وفی المشی بالاقدام يعنی العدو وانما يجوز ذلك اذا كان البدل معلوما فی جانب واحد بات قال ان سبقتنی فلك كذا وان سبقتك لا شئ لی عليك اوعلی القلب	كذا فی الخلاصة
٢	اما اذا كان البدل من الجانبين فهو قمار حرام الا اذا ادخلا محللا بينهما فقال كل واحد منهما ان سبقتنی فلك كذا وان سبقتك فلی كذا وان سبق الثالث لا شئ له والمراد من الجواز الحل لا الاستحقاق	كذا فی الخلاصه
	ثم اذا كان المال مشروطا من الجانبين فادخلا بينهما ثالثا وقالا للثالث ان سبقتنا فالمالان لك وان سبقناك فلا شئ لنا يجوز استحسانا ثم اذا ادخلا ثالثا فان سبقهما الثالث استحق	

١ه حکم نمبر $\frac{9}{1081}$ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

٢ه حکم نمبر ١ تا ٧ [illegible] ملاحظہ ہوں (مترجم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

چھٹا باب، مقابلہ (میں شرط و انعام) کے احکام

دفعات ۱۰۸۴ تا ۱۰۸۴ ، عنوان ۱ ، تعداد شق ۷

مقابلہ (میں شرط و انعام) اسمیں ۷ شقیں ہیں

۱۰۸۴ ۱ (ا) مقابلہ (و شرط لگانا) چار چیزوں میں جائز (مروی) ہے۔ الخف یعنی اونٹ میں، الحافر میں گھوڑے اور خچر میں، النصل یعنی تیر اندازی میں اور قدموں سے چلنے یعنی دوڑ لگانے میں؛ اور اس (مقابلہ) میں (شرط و انعام) کا جواز تب ہے کہ جب (اس کا) بدل معلوم؛ ایک ہی طرف سے ہو مثلاً اس نے یوں کہا کہ اگر تو مجھ سے جیت گیا تو تیرے لئے اتنا (مال) ہوگا اور اگر میں تجھ سے جیت گیا تو میرے لئے تجھ پر کچھ نہ ہوگا یا اس کے الٹ کہا۔ ط — خلاصہ

۲ (ا) اور اگر دونوں طرف سے بدل کی شرط لگی تو یہ جوا ہے (ب) لیکن اگر ان دونوں نے (تیسرے) محلّل کو (یعنی حلال قرار پانے کی تدبیر کے لئے تیسرے محلّل کو) شامل کیا اور ان دونوں میں سے ہر ایک نے یہ کہا کہ اگر تو مجھ سے جیت گیا تو تیرے لئے اتنا (مال) ہوگا اور اگر میں تجھ سے جیت گیا تو میرے لئے اتنا (مال) ہوگا اور وہ تیسرا جیت گیا تو اس کے لئے کوئی شئے نہ ہوگی تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر یہ جائز ہے)۔ اور (اس میں) جائز ہونے سے مراد اس بدل کا حلال قرار پانا ہے اس کا استحقاق مراد نہیں ہے — خلاصہ

(ج) پھر (مذکورہ صورت میں) جب (مقابلہ میں) دونوں جانبوں سے مال شرط ہوا اور ان دونوں نے باہم تیسرے کو شامل کیا اور ان دونوں نے تیسرے سے کہا کہ اگر تو ہم سے جیت گیا تو دونوں مال تیرے لئے ہوں گے اور اگر ہم دونوں تجھ سے جیت گئے تو ہمارے لئے کوئی شئے نہ ہوگی تو یہ صورت ازروئے استحسان جائز قرار پاتی ہے پھر (اس صورت میں) جب ان دونوں نے تیسرے کو شامل کر لیا تو اگر وہ ان دونوں سے جیت گیا تو وہ ان دونوں مالوں (کے لینے کے جواز) کا حقدار ہوگا اور

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی المسابقة — فی المسابقة	حوالـه
۱۰۸۴	المالین وان سبقا الثالث ان سبقاه معا فلا شئی لو احد منهما علی صاحبه وان سبقاه علی التعاقب فالذی سبق صاحبه لیتحق المال علی صاحبه وصاحبه لایستحق المال علیه قال محمدؒ فی الکتاب ادخال الثالث انما یکون حیلة للجواز اذا کان الثالث یتوهم منه ان یکون سابقا ومسبوقا فاما اذا کان یتیقن انه یسبقهما لا محالة او یتیقن انه یصیر مسبوقا فلا یجوز	کذا فی المحیط
٣	وحکی عن الشیخ الامام الجلیل ابی بکر محمد بن الفضلؒ انه اذا وقع الاختلاف بین المتفقهین فی مسألة واراد الرجوع الی الاستاذ وشرط احدهما لصاحبه انه ان کان الجواب کما قلت اعطیتک کذا وان کان الجواب کما قلت فلا اُخذ منک شیأ ینبغی ان یجوز علی قیاس الاستباق علی الافراس	کذا فی المحیط
۴	وکذلک اذا قال واحد من المتفقهة لمثله تعال حتی نطارح المسائل فان اصبت واخطأت اعطیتک کذا وان اصبت واخطأت فلا اُخذ منک شیأ یجب ان یجوز وبه اَخذ الشیخ الامام الاجل شمس الائمة الحلوانیؒ	کذا فی المحیط
٥	ومایفعله الامراء فهو جائز ایضا بان یقولوا لاثنین ایکما سبق فله کذا	کذا فی فتاوی قاضیخان

دفعات وشق نمبر	چھٹا باب، مقابلہ (میں شرط و انعام) کے احکام — مقابلہ (میں شرط و انعام) کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۸۴	اگر یہ دونوں اس سے جیت گئے تو اگر وہ دونوں اس سے ایک ساتھ جیتے تو ان دونوں کے لئے (حسب شرط) کوئی شئے نہ ہوگی اور اگر وہ دونوں (اس سے مقابلہ میں) آگے پیچھے جیتے تو جو اپنے ساتھی سے جیتا ہے وہ اپنے ساتھی پر اس مال (کے لینے کے جواز) کا حق رکھے گا اور اس کا ساتھی اس پر اس مال کا حق نہ رکھے گا (د) امام محمدؒ نے الکتاب میں فرمایا ہے کہ (مسابقہ) میں تیسرے شخص کا شامل کرنا اس (شرط کے مال) کے جواز کے لئے بطور حیلہ تب ہی جائز قرار پاتا ہے جب کہ وہ تیسرا ایسا ہو کہ اس کے جیتنے اور نہ جیتنے کا گمان ہو سکتا ہو اور اگر یہ امر یقینی ہو کہ وہ ان دونوں سے لامحالہ جیت جائے گا یا یہ امر یقینی ہو کہ وہ (لامحالہ) ہار جائے گا تو پھر (یہ حیلہ) جائز نہ قرار پائے گا	محیط
۳	شیخ ابوبکر محمد بن الفضلؒ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب فقہ سیکھنے والے دو شخصوں کے مابین کسی مسئلہ کے متعلق اختلاف ہو گیا اور ان دونوں نے استاد صاحب کی طرف رجوع کیا اور ان دونوں میں سے ایک نے دوسرے سے یہ شرط کی کہ اگر درست جواب ایسا ہی ہوا جیسا کہ تو نے کہا تو میں تجھے اتنا مال دوں گا اور اگر درست جواب ایسا ہوا جیسا کہ میں نے کہا تو میں تجھ سے کوئی چیز نہ لوں گا تو (اسے) گھڑ دوڑ کے مقابلہ میں شرط کے حکم پر قیاس کی بنا پر جائز ہونا چاہیئے	محیط
۴	اور اسی (مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب فقہ سیکھنے والے سے ایک نے اپنے جیسے سے یوں کہا کہ آؤ ہم ایک دوسرے سے مسائل دریافت کریں پس اگر تو نے ٹھیک جواب دیا اور میں نے خطا کی تو میں تجھے اتنا (مال) دوں گا اور اگر میں نے ٹھیک جواب دیا اور تو نے خطا کی تو میں تجھ سے کوئی چیز نہ لوں گا تو ضروری ہے کہ یہ جائز ہو اور الشیخ الاسلام الاجل شمس الائمۃ الحلوانیؒ نے اسی حکم کو اختیار کیا ہے	محیط
۵	اور حکام لوگ جو کیا کرتے ہیں (مثلاً) دو شخصوں کو یوں کہتے ہیں کہ (اس جائز کام میں) تم میں سے جو بڑھ جائے گا اس کے لئے اتنا (مال) ہوگا تو یہ بھی جائز قرار پاتا ہے	قاضیخان

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی المسابقة / المسابقة	حوالہ
١٠٨٤ ٦	طلبة العلم اذا اختصموا فی السبق فمن کان اسبق یقدم سبقه وان اختلفوا فی السبق ان کان لاحدهم بینة تقام ببینته وان لم تکن یقرع بینهم ویجعل کانهم قدموا معا کما فی الحرقی والغرقی اذا لم یعرف الاول یجعل کانهم ماتوا معا	کذا فی فتاوی قاضیخان
٧	والجوز الذی یلعب به الصبیان یوم العید یؤکل منه اذا لم یکن علی سبیل المقامرة اما اذا کان بهذا الصنیع حرام والله اعلم	کذا فی خزانة المفتین

له حکم نمبر $\frac{١٩،١٨}{٢٠}$ ، $\frac{١٣،١٢}{١٠٩٨}$ ملاحظه ہوں (مترجم)

دفعات	شق نمبر	چھٹا باب، مقابلہ میں شرط و انعام کے احکام — مقابلہ میں شرط و انعام کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۸۴	۶	(ا) طالب علموں نے جب سبق پڑھنے (کی باری) میں جھگڑا کیا تو جو پہلے آئے اس کا سبق پہلے ہوگا (ب) اور اگر انہوں نے پہلے آنے میں باہم اختلاف کیا تو اگر ان میں سے کسی کے پاس بینہ (یعنی دلیل و گواہی) ہو تو وہ بینہ قائم کی جائے گی اور اگر (کسی کے ہاں ایسی کوئی بینہ) نہ ہو تو ان میں قرعہ اندازی سے کام لیا جائے گا اور یوں قرار دیا جائے گا کہ گویا وہ سب ایک ساتھ آئے (ج) جیسا کہ جل مرنے والوں اور ڈوب مرنے والوں میں جب یہ معلوم نہ ہو سکے کہ (ان میں سے) پہلے کس کی وفات ہوئی تو یوں قرار دیا جاتا ہے کہ گویا ان سب کی وفات ایک ساتھ ہوئی ہے	قاضیخان
	۷	وہ اخروٹ جس سے بچے عید (وغیرہ) کے دن کھیلتے ہیں انہیں کھانا جائز ہوتا ہے اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب وہ (یعنی ایکدوسرے سے جیتنا) جوئے کے طور پہ نہ ہو اور اگر ایسا ہو تو پھر یہ فعل حرام ہے لہ	خزانۃ المفتین

واللہ اعلم

حوالہ	الباب السابع فی السلام وتشمیت العاطس — السلام وتشمیت العاطس	دفعات وشق نمبر
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	# الباب السابع فی السلام وتشمیت العاطس	
	دفعات ۱۰۸۵ تا ۱۰۸۵، عنوان ۱، تعداد شق ۵۹	
	السلام وتشمیت العاطس تعداد شق ۵۹	1-85
كذا فی فتاوی قاضیخان	اذا اتی الرجل باب دار انسان یجب ان یستأذن قبل السلام ثم اذا دخل یسلم اولا ثم یتکلم وان کان فی الفضاء یسلم اولا ثم یتکلم	۱
كذا فی المحیط	واختلفوا فی ایهما افضل اجرا قال بعضهم الراد افضل اجرا وقال بعضهم المسلم افضل اجرا	۲
كذا فی السراجیة	ینبغی لمن یسلم علی احد ان یسلم بلفظ الجماعة وكذلك الجواب	۳
كذا فی المحیط	والافضل للمسلم ان یقول "السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته" والمجیب كذلك یرد ولا ینبغی ان یزاد علی البرکات شئ قال ابن عباس رضی الله عنهما لکل شئ منتهی ومنتهی السلام البرکات	۴
كذا فی التاتارخانیة	ویأتی بواو العطف فی قوله "وعلیکم السلام" وان حذف واو العطف فقال "علیکم السلام" اجزأه	۵
كذا فی التاتارخانیة	ولو قال المبتدی "سلام علیکم" او قال "السلام علیکم" فللمجیب ان یقول فی الصورتین "سلام علیکم" وله ان یقول "السلام علیکم" ولکن الالف واللام اولی	۶

۱ سلام کے متعلق حکم نمبر ۱ تا ۸، ۱۰ تا ۴۸، ۵۰ / 1-85 ۱۱۱ تا ۱۱۳ / ۱۱۱۲ نیز نماز کے دوران سلام وجواب کے متعلق حکم نمبر ۱ تا ۱۲ / ۱۲۸ نیز مصافحہ کے متعلق ۲۱ / ۱۱۱۱ اور معانقہ کے متعلق حکم ۱۶ / ۱۱۱۱

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب، سلام اور چھینکنے والے کے جواب کے احکام — سلام اور چھینکنے والے کے جواب کے احکام کا بیان	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	ساتواں باب' سلام اور چھینکنے والے کے جواب کے احکام	
	دفعات ۱۰۸۵ ، تا ۱۰۸۵ عنوان ۱، تعداد شق ۵۹	
۱۰۸۵	**سلام اور چھینکنے والے کا جواب** اور اسمیں ۵۹ شقیں ہیں	
۱	(ا) جب کوئی شخص کسی آدمی کے ہاں (اسکے) گھر کے دروازے پر آئے تو ضروری ہے کہ سلام کہنے سے پہلے اجازت طلب کرے پھر جب (اجازت حاصل ہونے کے بعد گھر میں) داخل ہو تو پہلے سلام کہے پھر کلام کرے (ب) اور اگر (گھر کی بجائے) فضا (یعنی کھلی جگہ) ہو تو پہلے سلام کہے پھر کلام کرے[1]	قاضیخان
۲	(ا) مشائخ رح نے اسمیں اختلاف کیا ہے کہ اجر کے لحاظ سے (سلام کہنے والے اور اس کا جواب دینے والے) دونوں میں سے کون افضل ہے بعض کا قول یہ ہے کہ اجر (یعنی ثواب) کے لحاظ سے (سلام کا) جواب دینے والا افضل ہے (ب) اور بعض کا قول یہ ہے کہ از روئے اجر سلام کہنے والا افضل ہے	محیط
۳	(ا) جو شخص کسی ایک آدمی کو سلام کہے اسے چاہیے کہ وہ جمع کے لفظ سے سلام کہے (ب) اور اسی طرح جواب کہنے والے کے لئے یہی حکم ہے (کہ جمع کے صیغہ سے کہے)	سراجیہ
۴	(ا) سلام کہنے والے کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ یوں کہے کہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ" (یعنی تم پر سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو اور اس کی برکات ہوں) اور جواب دینے والا (بھی) اسی طرح (سلام) لوٹائے (ب) اور اسے "برکاتہ" (کے لفظ) پر کسی شئے کا اضافہ نہ کرنا چاہیئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے کہ ہر شئی کی انتہا ہوتی ہے اور سلام کہنے کی انتہا "برکاتہ" کہنا ہے	محیط
۵	(ا) اور سلام کا جواب دینے والا اپنے قول میں واو عطف کے ساتھ "وعلیکم السلام" کہے (ب) اور اگر اس نے واو عطف حذف کردی اور کہا "علیکم السلام" تو اسے کفایت کرجائے گا	تتارخانیہ
۶	(ا) اگر ابتداء میں سلام کہنے والے نے یوں کہا کہ "سلام علیکم" یا اس نے یوں کہا "السلام علیکم" تو دونوں صورتوں میں جواب دینے والے کیلئے جائز ہے کہ وہ یوں کہے کہ "السلام علیکم" اور اسے یہ بھی جائز ہے کہ "سلام علیکم" (ب) لیکن الف لام کے ساتھ کہنا (یعنی السلام کہنا) اولی ہے	تتارخانیہ

[1] ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب السابع فی السلام وتشمیت العاطس — السلام وتشمیت العاطس	حوالہ
۱۰۸۵ ، ۷	قال الفقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ اذا دخل جماعة علی قوم فان ترکوا السلام فکلهم آثمون فی ذلک وان سلم واحد منهم جاز عنهم جمیعا وان سلم کلهم فهو افضل وان ترکوا الجواب فکلهم آثمون وان رد واحد منهم اجزأهم وبه ورد الاثر وهو اختیار الفقیہ ابی اللیث رحمہ اللہ وان اجاب کلهم فهو افضل	کذا فی الذخیرة
۸	(وفی فتاوی آهو) رجل اتی قوما فسلم علیهم وجب علیهم رده فان سلم ثانیا فی ذلک المجلس لم یجب علیهم ثانیا	کذا فی التاتارخانیة
۹	وکذلک التشمیت لم یجب ثانیا ویستحب	کذا فی التاتارخانیة
۱۰	وفی النوازل رجل جالس مع قوم سلم علیهم رجل فقال السلام علیک فرد[1] بعض القوم ینوب ذلک عن الذی سلم علیه المسلم ویسقط عنه الجواب یرید به اذا اشار الیهم ولم یسم لان قصده التسلیم علی الکل ویجوز ان یشار الی الجماعة بخطاب الواحد هذا اذا لم یسم ذلک الرجل فاما اذا سماه فقال السلام علیک یا زید فاجاب غیر زید لا یسقط الفرض عن زید وان لم یسم واشار الی زید یسقط لان قصده التسلیم علی الکل	کذا فی المحیط
۱۱	مر علی قوم یاکلون ان کان محتاجا وعرف انهم یدعونه سلم والا فلا	کذا فی الوجیز للکردری
۱۲	السائل اذا سلم لا یجب رد سلامه	کذا فی الخلاصة

[1] چھینکنے والے کے جواب کے متعلق حکم نمبر $\frac{۹، ۳۵، ۳۶، ۴۹، ۵۱ تا ۵۹}{۱۰۸۵}$ نیز $\frac{۱۱، ۱۲}{۹۷}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وختی نمبر		ساتواں باب، سلام اور چھینکنے والے کے جواب کے احکام — سلام اور چھینکنے والے کے جواب کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۸۵	۷	(۱) فقیہ ابو اللیثؒ نے فرمایا کہ جب ایک جماعت کچھ لوگوں کے ہاں گئی تو (ا) اگر جماعت کے سب لوگوں نے سلام کہنا ترک کیا تو اس میں وہ سب گنہگار رہیں (۲) اور اگر اس جماعت میں سے ایک شخص نے سلام کہہ دیا تو ان سب کی طرف سے جائز قرار پایا (۳) اور اگر اس جماعت کے سب لوگوں نے سلام کہا تو ایسا کرنا افضل ہے (ب) اور (سلام کے جواب میں) (۱) اگر ان سب لوگوں نے (سلام کا) جواب کہنا ترک کیا تو وہ سب گنہگار ہیں (۲) اور اگر ان لوگوں میں سے ایک نے سلام کا جواب دے دیا تو وہ سب کی طرف سے کفایت کر جائے گا یوں ہی ماثور ہے اور اسی حکم کو فقیہ ابو اللیثؒ نے اختیار کیا ہے (۳) اور اگر ان سب لوگوں نے (سلام کا) جواب دیا تو ایسا کرنا افضل ہے	ذخیرہ
	۸	فتاوی آہو میں ہے کہ کچھ لوگوں کے پاس ایک آدمی آیا اور انہیں سلام کہا تو ان پر اس کا جواب دینا لازم ہے پھر اگر اس نے اس مجلس میں دوبارہ سلام کہا تو ان پر دوبارہ جواب دینا لازم نہیں	تاتارخانیہ
	۹	اس (مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح یہی حکم چھینکنے والے کا جواب دینے میں ہے کہ (اگر اسے اسی مجلس میں دوبارہ چھینک آئے تو) دوبارہ جواب لازم نہیں ہوتا ؎	تاتارخانیہ
	۱۰	(ا) النوازل میں ہے کہ ایک شخص کچھ لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا انہیں ایک آدمی نے سلام کہا تو یوں کہا کہ "السلام علیک"، تو ان لوگوں میں سے بعض نے اس کا جواب دیا تو (اس صورت میں) وہ جواب اس شخص کی طرف سے قائم مقام ہو جائے گا جس پر سلام کہنے والے نے سلام کہا اور خود اس شخص سے اس (سلام) کا جواب دینا ساقط ہو جائے گا اور اس (صورت) میں مراد یہ ہے کہ جب اس سلام کہنے والے نے (سلام کہتے ہیں) سب کی طرف اشارہ کیا اور اس (ایک شخص) کا نام نہ لیا اس لیے کہ (اس میں) اس کا مقصد ان سب پر سلام کہنا ہے اور یہ جائز قرار پایا ہے کہ ایک کو خطاب کر کے اس جماعت کو اشارہ کرے اور یہ (مذکورہ حکم) اس صورت میں ہے کہ جب اس (سلام کہنے والے) نے اس ایک آدمی کا نام نہ لیا ہو (ب) (۱) اگر اس نے (سلام کہنے میں) اس ایک آدمی کا نام لیا اور یوں کہا کہ "السلام علیک یا زید" پھر زید کے علاوہ نے (اس سلام کا) جواب دیا تو (اس صورت میں) زید سے اس کا جواب دینے کا فریضہ ساقط نہ ہوگا (۲) اور اگر اس نے (سلام کہتے میں) اس کا نام نہ لیا تھا اور زید کی طرف (صرف) اشارہ کیا تھا (اور ان لوگوں میں سے بعض نے اس کا جواب دے دیا) تو (جواب دینے کا فریضہ زید سے بھی) ساقط قرار پائے گا اس لیے کہ (اس سے) اس کا مقصد سب پر سلام کہنا قرار پاتا ہے	محیط
	۱۱	کوئی شخص کچھ لوگوں پر گزرا جو کھانا کھا رہے تھے پس اگر سلام کہنے والا (کھانے والا) محتاج ہوا اور اسے معلوم ہو کہ وہ اسے دعوت دیں گے تو انہیں سلام کہے ورنہ نہیں ؎	وجیز للکردری
	۱۲	سائل شخص نے اگر سلام کہا تو اس کے سلام کا جواب دینا واجب نہیں ہوتا	خلاصہ

؎ جیساکہ درمختار میں ہے کہ جو شخص کھانے میں مشغول ہو اسے سلام کہنا مکروہ ہے لیکن اگر سلام کہنے والا بھوکا ہو اور اسے یہ معلوم ہو کہ وہ اسے (کھانے سے) منع نہ کرے گا تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر اسے سلام کہنا جائز ہے) مفہوم فی الجملہ ماخوذ از درمختار علی رد المحتار ج ا ص ۴۵۶ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی السلام وتشمیت العاطس — السلام وتشمیت العاطس	حوالہ
۱۰۸۵ ۱۳	السائل اذا اتی باب دار انسان فقال "السلام علیک" لایجب رد السلام علیه	کذافی فتاوی قاضیخان
۱۴	وکذا اذا سلم علی القاضی فی المحکمة ؎	کذافی فتاوی قاضیخان
۱۵	واختلف الناس فی المصری والقروی قال بعضهم یسلم الذی جاء من المصر علی الذی یستقبله من القری وقال بعضهم علی القلب	کذافی الخلاصة
۱۶	ویسلم الراکب علی الماشی	کذافی الخلاصة
۱۷	والقائم علی القاعد	کذافی الخلاصة
۱۸	والقلیل علی الکثیر	کذافی الخلاصة
۱۹	والصغیر علی الکبیر	کذافی الخلاصة
۲۰	ویسلم الماشی علی القاعد	کذافی المحیط
۲۱	ویسلم الذی یأتیک من خلف	کذافی المحیط
۲۲	الرجل مع المرأة اذا التقیا سلم الرجل اولا	کذافی فتاوی قاضیخان
۲۳	استقبله رجال ونساء یسلم علیهم فی الحکم لا فی الدیانة	کذافی الوجیز للکردری
۲۴	اذا التقیا فافضلهما اسبقهما	کذافی الغیاثیة
۲۵	فان سلما معا یرد کل واحد	کذافی الغیاثیة
۲۶	ویستحب الرد مع الطهارة ویجزئه التیمم	کذافی الغیاثیة
۲۷	اذا دخل الرجل فی بیته یسلم علی اهل بیته وان لم یکن فی البیت احد یقول السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین	کذافی المحیط
۲۸	ویسلم فی کل دخلة	کذافی التاتارخانیة نقلا عن الصیرفیة
۲۹	اختلف المشائخ رح فی التسلیم علی الصبیان قال بعضهم لایسلم علیهم وهو قول الحسن رح وقال بعضهم التسلیم علیهم افضل وهو قول شریح رح وبه اخذ الفقیه ابو اللیث رح	کذافی الذخیرة

؎ اور ردالمحتار میں ہے کہ اگر قاضی زیارت کیلئے بیٹھا ہو تو پھر اصحاب خصومت اسے سلام کہہ سکتے ہیں کیونکہ سلام تحیۃ الزائرین ہے الخ
مفہوم ماخوذ از ردالمحتار ج ۱ ص ۴۵۶ حکم نمبر ۳۲، ۳۶ / ۱۰۸۵ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات دفتی نمبر	ساتواں باب، سلام اور چھینکنے والے کے جواب کے احکام — سلام اور چھینکنے والے کے جواب کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۸۵ ۱۳	سائل شخص جب کسی آدمی کے گھر کے دروازے پر آیا تو کہا "السلام علیک" تو اس آدمی پر اس کے سلام کا جواب دینا واجب نہیں ہوتا	قاضیخان
۱۴	اسی (مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب کسی شخص نے کچہری میں قاضی (یعنی حاکم مجاز) پر سلام کہا تو اس قاضی پر اس کے سلام کا جواب دینا واجب نہیں ہوتا)	قاضیخان
۱۵	(ا) سلام کہنے کے متعلق (مشائخؒ نے شہری اور دیہاتی کے بارے میں اختلاف کیا ہے ان میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ جو شخص شہر سے آیا ہو وہ اس آدمی پر سلام کہے جو اس بستی والوں سے اس کے سامنے آئے (ب) اور بعض کے ہاں حکم اس کے برعکس ہے	خلاصہ
۱۶	اور سوار شخص پیدل چلنے والے کو سلام کہے	خلاصہ
۱۷	اور کھڑا شخص بیٹھے ہوئے کو سلام کہے	خلاصہ
۱۸	اور قلیل لوگ کثیر لوگوں کو سلام کہیں	خلاصہ
۱۹	اور چھوٹا بڑے کو سلام کہے	خلاصہ
۲۰	اور پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کہے	محیط
۲۱	اور جو شخص تیرے پیچھے سے آتا ہے وہ (آگے والے کو) سلام کہے	محیط
۲۲	مرد مع عورت جب (کسی سے) ملاقات کریں تو مرد سلام میں پہل کرے	قاضیخان
۲۳	کسی شخص کے سامنے بہت سے مرد اور عورتیں آئیں تو وہ شخص انہیں سلام کہے یہ جواب از روئے حکم ہے اور از روئے دیانت (یعنی بینہ وبین اللہ تعالیٰ) یہ حکم نہیں ہے	وجیز للکردری
۲۴	جب دو شخص باہم ملیں تو (سلام میں) ان دونوں میں افضل وہ ہے جو پہل کرے	غیاثیہ
۲۵	اگر دو شخصوں نے (ایک دوسرے کو) ایک ساتھ سلام کہا تو (ان میں سے) ہر ایک سلام کا جواب دے	غیاثیہ
۲۶	(ا) سلام کا جواب کہنے میں یہ مستحب ہے کہ طہارت سے ہو (یعنی باوضو ہو) (ب) اور اس میں تیمم بھی کفایت کر جاتا ہے	غیاثیہ
۲۷	(ا) جب کوئی شخص اپنے گھر داخل ہو تو اپنے اہل خانہ کو سلام کہے (ب) اور اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو یوں کہے "السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین" (یعنی ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلام ہو)	محیط
۲۸	اور (باہر سے گھر داخل ہونے میں) ہر داخلہ کے وقت (اہل خانہ پر) سلام کہے	تتارخانیہ
۲۹	(ا) مشائخؒ نے بچوں پر سلام کہنے میں اختلاف کیا ہے ان میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ ان پر سلام نہ کہے اور یہ قول حسنؒ کا ہے (ب) اور ان میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ انہیں سلام کہنا افضل ہے اور یہ قول شریحؒ کا ہے اور اسی قول کو فقیہ ابو اللیثؒ نے اختیار کیا ہے	ذخیرہ

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی السلام وتشمیت العاطس — اسلام وتشمیت العاطس	حوالہ
۱۰۸۵ ۳۰	واما التسلیم علی اهل الذمة فقد اختلفوا فیه قال بعضهم لا بأس بان یسلم علیهم وقال بعضهم لا یسلم علیهم وهذا اذا لم یکن للمسلم حاجة الی الذمی واذا کان له حاجة فلا بأس بالتسلیم علیه ولا بأس برد السلام علی اهل الذمة ولکن لا یزاد علی قوله وعلیکم	کذا فی الذخیرة
۳۱	قال الفقیه ابو اللیثؒ ان مررت بقوم وفیهم کفار فانت بالخیار ان شئت قلت "السلام علیکم" وتريد المسلمین وان شئت قلت "السلام علی من اتبع الهدی"	کذا فی الذخیرة
۳۲	السلام تحیة الزائرین والذین جلسوا فی المسجد للقرأة والتسبیح او لانتظار الصلوة ما جلسوا فیه لدخول الزائرین علیهم فلیس هذا اوان السلام فلا یسلم علیهم ولهذا قالوا لو سلم علیهم الداخل وسعهم ان لا یجیبوا	کذا فی القنیة
۳۳	یکره السلام عند قراءة القرآن جهرا وکذا عند مذاکرة العلم وعند الاذان والاقامة والصحیح انه لا یرد فی هذه المواضع ایضا	کذا فی الغیاثیة
	ان سلم فی حالة التلاوة المختار انه یجب الرد	کذا فی الوجیز للکردری
	وهو اختیار الصدر الشهیدؒ وهکذا اختیار الفقیه ابی اللیثؒ	هکذا فی المحیط
۳۴	ولا یسلم عند الخطبة یوم الجمعة والعیدین واشتغالهم بالصلوة لیس فیهم احد لا یصلی	کذا فی الخلاصة
۳۵	وفی الاصل ولا ینبغی للقوم ان یشمتوا العاطس ولا ان یردوا السلام یعنی وقت الخطبة (فی صلوة الاثر) روی عن محمدؒ عن ابی یوسفؒ انهم یردون السلام ویشمتون العاطس وتبین بما ذکر فی صلوة الاثر ان ما ذکر فی الاصل قول محمدؒ قالوا الخلاف بین ابی یوسفؒ ومحمدؒ فی هذا بناء علی انه اذا لم یرد السلام فی الحال هل یرد بعد الفراغ من الخطبة علی قول محمدؒ یرد وعلی قول ابی یوسفؒ لا یرد	کذا فی الذخیرة

۱ حکم نمبر ۱۴/۱۰۸۵ ۳۰ تا ۳۸ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ جیسا کہ درمختار میں ہے کہ تلاوت الخ میں مصروف کو سلام کہنا مکروہ ہے اور ردالمحتار میں ہے کہ تلاوت الخ میں مصروف پر سلام کا جواب دینا واجب نہیں ہے مفہوم ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۵ ص ۴۵۶، ص ۴۵۷ (مترجم) ۳ حکم نمبر ۱۴/۱۴۸ ۱۰ تا ۱۲، ۲۲/۲۱۲، ۳۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴ یعنی غالباً اس لئے کہ جب امام ابو یوسفؒ کے ہاں دوران خطبہ، جواب سلام اور تشمیت عاطس کے جواز کی بنا پر ایک بار جواب ہو گیا تو پھر بعد الخطبہ تکرار

دفعات و شق نمبر	ساتواں باب، سلام اور چھینکنے والے کے جواب کے احکام — سلام اور چھینکنے والے کے جواب کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۸۵ ۳۰	(ا) ذمی لوگوں کو سلام کہنے میں مشائخ رح نے اختلاف کیا ہے ان میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ ان کو سلام کہنے میں حرج نہیں اور ان میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ ان کو سلام نہ کہے اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اس مسلمان کو ذمی سے کوئی حاجت (یعنی کام) متعلق نہ ہو (ب) اور جب اس مسلمان کو ذمی سے کوئی حاجت متعلق ہو تو اسے سلام کہنے میں کوئی حرج نہیں (ج) اور ذمی لوگوں کے سلام کا جواب دینے میں لفظ) "وعلیکم" (اور تم پر بھی) کہنے پر اضافہ نہ کرے	ذخیرہ
۳۱	(ا) فقیہ ابو اللیث رح کا قول ہے کہ اگر تیرا گزر ایسے لوگوں پر ہو جن میں (مسلمانوں کے علاوہ) کافر لوگ بھی ہوں تو تجھے اختیار ہے کہ اگر تو چاہے تو یوں کہے " السلام علیکم "، اور یوں کہنے میں تیرا ارادہ ان مسلمانوں کو سلام کہنا ہو (ب) اور اگر تو چاہے تو یوں کہے "اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی" (یعنی سلامتی اس پر ہو جس نے ہدایت کی پیروی کی)	ذخیرہ
۳۲	(ا) سلام کہنا زائرین (یعنی زیارت کنندگان) کا تحیہ ہے اور وہ لوگ جو مسجد میں تلاوت کرنے، تسبیح کہنے اور نماز کے انتظار میں بیٹھے ہوں اور وہاں اسلئے نہ بیٹھے ہوں کہ زیارت کنندگان (یعنی ملاقات کے لئے آنے والے) ان پر داخل ہوں تو یہ سلام کہنے کا وقت نہیں ہے پس ان پر سلام نہ کہے (ب) اور اسی لئے مشائخ رح نے فرمایا ہے کہ اگر (وہاں) داخل ہونے والے نے ان پر سلام کہا تو ان (مذکورہ لوگوں) کو یہ گنجائش ہے کہ وہ اس سلام کا جواب نہ دیں [1]	قنیہ
۳۳	(ا) قرآن مجید کی جہراً تلاوت، اسی طرح علمی مذاکرہ، اذان اور اقامت کے دوران (انہیں) سلام کہنا مکروہ ہے (ب) اور صحیح حکم یہ ہے کہ ان موقعوں پر سلام کا جواب بھی نہ دے (ج) اگر کسی شخص نے تلاوت کنندہ کو سلام کہا تو مختار حکم یہ ہے کہ اس (سلام) کا جواب دینا واجب ہے (د) یہی (مذکورہ) حکم الصدر الشہید رح نے اختیار کیا ہے اور اسی طرح فقیہ ابو اللیث نے اختیار کیا ہے [2]	غیاثیہ وجیز للکردری محیط
۳۴	جمعہ اور عیدین کے دن خطبہ کے وقت اور جب لوگ نماز میں مصروف ہوں اور ان میں کوئی شخص ایسا نہ ہو جو نماز میں مشغول نہ ہو (اس وقت) سلام نہ کہے [3]	خلاصہ
۳۵	(ا) اور (مذکورہ صورت کے متعلق کتاب) الاصل میں ہے کہ (اس وقت یعنی خطبہ کے دوران) لوگوں کو یہ نہ کرنا چاہیئے کہ وہ چھینکنے والے کو جواب دیں (یعنی وہ لوگ اسے جواب میں یرحمک اللہ نہ کہیں) اور نہ سلام کا جواب دیں یعنی خطبہ کے وقت (یہ امور نہ کریں) (ب) صلوٰۃ الاثر میں ہے کہ امام محمد رح نے امام ابو یوسف رح سے روایت کیا ہے کہ وہ لوگ سلام کا جواب دیں۔ اور چھینکنے والے کا جواب (بھی) (ب) اور صلوٰۃ الاثر میں جو منقول ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ الاصل میں منقول (قول)، امام محمد رح کا قول ہے (ج) مشائخ رح نے فرمایا کہ امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح میں (مذکورہ) اختلاف اس میں ہے کہ جب وہ فی الحال (یعنی دوران خطبہ وغیرہ) جواب نہ دے تو کیا وہ خطبہ سے فراغت کے بعد جواب دے امام محمد رح کے قول کے بموجب (بعد میں) جواب دے اور امام ابو یوسف رح کے قول کے بموجب (جب دوران خطبہ سلام کا جواب دینا ہوگیا تو بعد میں) جواب نہ دے گا [4]	

جواب کی ضرورت نہیں واللہ اعلم بالصواب - نیز حکم نمبر ۳۲/۱۰۸۵ مع حاشیہ اور ۹/۱۰۸۵ ملاحظہ ہوں (مترجم)

تعاون شق نمبر	الباب السابع فی السلام وتشمیت العاطس — السلام وتشمیت العاطس	حوالہ
۱۰۸۵ ۳۶	ولا یسلم علی قوم هم فی مذاکرة العلم او احدهم وهم یستمعون وان سلم فهو آثم	کذا فی التتارخانیة
۳۷	ولا یسلم المتفقهة علی استاذه ولو فعل لا یجب رد سلامه[1]	کذا فی القنیة
۳۸	حکی عن الشیخ الامام الجلیل ابی بکر محمد بن الفضل البخاری رح انه کان یقول فیمن جلس للذکر ای ذکر کان فدخل علیه داخل وسلم علیه وسعه ان لا یرد[2]	کذا فی المحیط
۳۹	ولا یسلم علی الشیخ الممازح او الرند[3] او الکذاب او اللاغی ومن یسب الناس وینظر الی وجوه النسوان فی الاسواق ولا یعرف توبتهم[4]	کذا فی القنیة
۴۰	ولا یسلم علی الذی یتغنی والذی یبول والذی یطیر الحمام ولا یسلم فی الحمام ولا علی العاری اذا کان متزرا[5] ولا یجب علیهم الرد	کذا فی الغیاثیة
۴۱	واختلف فی السلام علی الفساق فی الاصح انه لا یبدأ بالسلام	کذا فی التمرتاشی
	ولو کان له جیران سفهاء ان سالمهم یترکون الشر حیاء منه وان اظهر خشونة یزیدون الفواحش یعذر فی هذه المسالمة ظاهرا	کذا فی القنیة فی المتفرقات

[1] حکم نمبر ۱۴، ۳۲ / ۱۰۸۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] چنانچہ ردالمحتار میں ہے کہ جب وہ استاد صاحب تعلیم میں مشغول ہوں تو انہیں سلام کہنا مکروہ ہے نیز لکھا ہے کہ فقیہ استاد صاحب پر، جب اس کے شاگرد یا اس کے غیر نے درس کے وقت سلام کہا تو اس کا جواب دینا واجب نہیں مفہوم ماخوذ از ردالمحتار ج ا ص ۴۵۶، ص ۴۵۷۔ حکم نمبر ۳۲ / ۱۰۸۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر ۳۲ / ۱۰۸۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[4] قوله الرند کذا فی جمیع النسخ وکذا رأیته فی القنیة والذی فی رد المحتار من مفسدات الصلوٰة الزندیق تأمل عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی قولہ الرند الخ یوں ہی سب نسخوں میں ہے اور یونہی میں نے اسے القنیہ میں دیکھا ہے اور جو ردالمحتار میں مفسدات الصلوٰۃ سے ہے وہ لفظ "الزندیق" ہے تامل۔ جیسا کہ ردالمحتار میں ہے کہ "وزدعد زندیق وشیخ ممازح الخ ماخوذ از ردالمحتار ص ۲۵۶ / ج ۱ اور زندیق کے مفہوم کے حکم نمبر ۳۶ / ۵۰۲ کے پہلے حاشیہ کا "ا" ملاحظہ ہو (مترجم)

[5] جیسا کہ ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ قولہ "ان کا توبہ کر لینا معلوم نہ ہو" اس کے ظاہر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب وہ اس گناہ میں مشغول نہ ہوں تو انہیں سلام کہنا مکروہ ہے اور اگر وہ اس گناہ میں مشغول ہوں تو (انہیں سلام کہنے میں)

دفعات و شق نمبر	ساتواں باب، سلام اور چھینکنے والے کے جواب کے احکام　سلام اور چھینکنے والے کے جواب کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۸۵ ۳۶	ایسے لوگوں پر سلام نہ کہے جو علمی مذاکرہ میں ہوں یا ان میں سے ایک مذاکرہ کر رہا ہو اور باقی سنتے ہوں اور اگر کسی نے (انہیں) سلام کہا تو وہ گنہگار ہے ۔ ؎۱	تتارخانیہ
۳۷	فقہ سیکھنے والا (فقہ میں مشغول) اپنے استاد صاحب کو سلام نہ کہے اور اگر اس نے سلام کہا تو اس کے سلام کا جواب دینا واجب نہیں ہوتا ؎۲	قنیہ
۳۸	الشیخ الامام الجلیل ابوبکر محمد بن الفضل البخاریؒ سے منقول ہے کہ آپ اس شخص کے بارے میں فرماتے تھے جو ذکر کے لئے بیٹھا خواہ کسی قسم کا ذکر تھا پھر کوئی داخل ہونے والا اس پر داخل ہوا اور اسے سلام کہا تو اسے گنجائش حاصل ہے کہ وہ اس (کے سلام) کا جواب نہ دے ؎۳	محیط
۳۹	ایسا بوڑھا شخص جو مزاح (اور دل لگی) کرنے والا ہو اور رند (یعنی دین میں آزاد منش) شخص، جھوٹ کہنے والا، لغوگو، جو لوگوں کو گالی دیتا ہو اور جو بازار میں عورتوں کے چہروں کو گھورتا ہو اور (ان مذکورہ امور سے) ان کا توبہ کر لینا معلوم نہ ہو تو ان کو سلام نہ کہے ؎۵	قنیہ
۴۰	جو شخص گا رہا ہو، جو پیشاب کر رہا ہو، جو کبوتر اڑانے کا مشغلہ کر رہا ہو انہیں سلام نہ کہے اور حمام میں سلام نہ کہے اور نہ ایسے شخص کو سلام کہے جو ننگا (یعنی مکشوف العورۃ) جب کہ اس نے ازار باندھ رکھی ہو اور ان سب پر سلام کا جواب دینا بھی واجب نہیں ؎۷	غیاثیہ
۴۱	(ا) فاسق لوگوں میں سلام کہنے میں اختلاف ہے اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ انہیں سلام کہنے میں پہل نہ کرے	تمرتاشی
	(ب) اور اگر کسی شخص کے ایسے بے وقوف پڑوسی ہوں کہ اگر یہ شخص انہیں سلام کہتا ہو تو وہ اس سے حیا کر کے وہ برائی چھوڑ دیتے ہیں اور اگر وہ (شخص ان پر) سختی ظاہر کرے تو وہ فواحش میں اضافہ کر دیتے ہیں تو وہ شخص اس سلام کہنے میں بظاہر معذور قرار پاتا ہے	قنیہ

اختلاف مذکورہ ہے ۔مفہوم ماخوذ از رد المحتارہ ۴۵۶/۱۲ اور اس اختلاف کے متعلق حکم ۴۱/۱۰۸۵ ملاحظہ ہو نیز حکم نمبر ۳۲/۱۰۸۵ مع حاشیہ اور حکم نمبر ۴۲ تا ۴۴/۱۰۸۵ ملاحظہ ہوں (مترجم)

؎۶ قولہ " ولاعلی العاری اذا کان متنزرا " یعنی نہ ایسے شخص کو سلام کہے جو ننگا (یعنی مکشوف العورۃ) ہو جب کہ اس نے ازار باندھ رکھی ہو) فتاوی عالمگیری عربی کے نسخہ مطبوعہ مطبع الامیریہ مصر اور مطبع مجیدی کانپور انڈیا میں یونہی ہے اور ممکن ہے یہ عبارت یوں ہو " ولاعلی العاری الا اذا کان متنزرا " یعنی نہ ایسے شخص کو سلام کہے جو ننگا یعنی مکشوف العورۃ ہو لیکن اگر اس نے ازار باندھ رکھی ہو تو پھر یہ حکم نہیں واللہ اعلم بالصواب۔ حکم نمبر ۴۰/۱۰۸۵ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۷ گانے کے متعلق حکم نمبر ۳/۴۹۷ مع حواشی، ۲۲، ۲۳، ۳۷ تا ۴۰/۲۰۷ مع حواشی پیشاب کے وقت سلام کے متعلق حکم نمبر ۱۲/۹۷، کبوتر رکھنے اور ان سے کھیلنے کے متعلق ۶۵ تا ۶۹/۵۰۵ ، ۲۱/۲۰۷ اور ۱۳۸/۱۱۱۳ (اور حمام کے متعلق حکم غالباً اس لئے ہے کہ حمام محل سلام نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ حکم نمبر ۴۰/۱۰۸۵ کا پہلا حاشیہ نیز حکم نمبر ۲۰۱/۱۱۰۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی السلام وتشمیت العاطس — السلام وتشمیت العاطس	حوالہ
۱۰۸۵	ولا بأس بالسلام على الذين يلعبون الشطرنج للتلهی وان ترک ذلک بطريق التأديب والزجر لهم حتى لا يفعلوا مثل ذلک فلا بأس به وان كان لتشحيذ الخاطر لا بأس بالتسليم عليهم وكتب فی المستزاد لم ير ابوحنيفةؒ بالتسليم على من يلعب بالشطرنج بأسا يشغله ذلک عما هو فيه وكره ابويوسفؒ ذلک تحقيرا لهم	کذا فی الذخیرة
۴۲	رجل سلم على من كان فی الخلاء يتغوط ويبول لا ينبغی له ان يسلم عليه فی هذه الحالة فان سلم عليه قال ابوحنيفةؒ يرد عليه السلام بقلبه لا بلسانه وقال ابويوسفؒ لا يرد عليه لا بالقلب ولا باللسان ولا بعد الفراغ ايضا وقال محمدؒ يرد عليه السلام بعد الفراغ من الحاجة	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۳	واذا سلمت المرأة الاجنبية على رجل ان كانت عجوزا رد الرجل عليها السلام بلسانه بصوت تسمع وان كانت شابة رد عليها فی نفسه	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۴	والرجل اذا سلم على امرأة اجنبية فالجواب فيه على العكس	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۵	واذا امر رجلا ان يقرأ سلامه على فلان يجب عليه ذلک	کذا فی الغیاثیہ

ۂ فسق اور فاسق کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲۰/۷ ، ۱۶، ۱۷/۷۱۵ ، شطرنج وغیرہ کے متعلق حکم نمبر ۱۶ تا ۱۹/۷۲۰ ، ۱۳/۱۰۹۸ نیز حکم نمبر ۳۲، ۴۰/۱۰۸۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

ۂ ردالمحتار میں ہے کہ (ان احکام سے) یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ ہر وہ محل جس میں سلام کہنا مشروع نہیں ہے اس کا جواب دینا بھی واجب نہیں ہے اور شرح الشرعۃ میں ہے کہ بعض مواضع میں سلام کا جواب دینا واجب نہ ہونے کی فقہاؒ نے تصریح کی ہے۔ نیز لکھا ہے کہ فاسق کو سلام کہنے کی صورت میں، اس فاسق پر اس سلام کا جواب دینا واجب ہونا چاہیئے اس لئے کہ اس پر سلام نہ کہنا زجر کے طور پر ہے پس یہ جواب کے وجوب کے منافی نہیں ہے۔ تأمل۔ مفہوم مأخوذ

حوالہ	ساتواں باب، سلام اور چھینکنے والے کے جواب کے احکام سلام اور چھینکنے والے کے جواب کے احکام کا بیان	دفعات وشق نمبر
ذخیرہ	(ج) (۱) جو لوگ بطور لہو شطرنج کھیلتے ہوں انہیں سلام کہنے میں کوئی حرج نہیں (۲) اور اگر کسی شخص نے انہیں تادیب اور زجر کے طور پر سلام نہ کہا تاکہ وہ ایسا کام نہ کریں تو اس میں کوئی حرج نہیں (۳) اور اگر وہ (یعنی شطرنج کھیلنا) ذہن کی تیزی کے لئے ہو تو اس کے کھیلنے والوں کو سلام کہنے میں کوئی حرج نہیں (۴) اور بطور المستزاد لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے ہاں حکم یہ ہے کہ جو شخص شطرنج کھیل رہا ہو اسے اس کھیل سے دوسری طرف مشغول کرنے کے لئے اسے سلام کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے (۵) اور امام ابویوسفؒ نے ان کی تحقیر کے لئے انہیں سلام کہنا مکروہ قرار دیا ہے [1]	۱۰۸۵
قاضیخان	(د) کسی شخص نے ایسے شخص کو سلام کہا جو بیت الخلاء میں پاخانہ یا پیشاب کر رہا تھا تو اس حالت میں اس کو سلام کہنا نہیں چاہیئے اور اگر اس نے اسے سلام کہا تو (اس کے جواب کے متعلق) امام ابوحنیفہؒ کا قول یہ ہے کہ وہ اس کا جواب دل میں دے زبان سے نہ دے (ب) اور امام ابویوسفؒ کا قول یہ ہے کہ وہ اس کا جواب نہ دل سے دے نہ زبان سے دے اور نہ (وہاں سے) فراغت کے بعد دے (ج) اور امام محمدؒ کا قول یہ ہے کہ وہ اس حاجت سے فارغ ہونے کے بعد اس (کے سلام) کا جواب دے [2]	۴۲
قاضیخان	(۱) جب کسی اجنبیہ عورت نے کسی مرد کو سلام کہا تو اگر وہ بوڑھی ہو تو وہ مرد اس کے سلام کا جواب ایسی آواز سے دے کہ وہ عورت سن لے (ب) اور اگر وہ عورت جوان ہو تو وہ مرد اس کے سلام کا جواب اپنے دل میں دے [3]	۴۳
قاضیخان	اور مرد جب کسی اجنبیہ عورت کو سلام کہے تو اس کے متعلق جواب (مذکورہ جواب کے) برعکس ہے (یعنی وہ عورت بوڑھی ہو تو اس سلام کا جواب ایسی آواز سے دے کہ وہ مرد سن لے اور اگر وہ عورت جوان ہو تو سلام کا جواب دل میں دے) [4]	۴۴
غیاثیہ	جب کسی شخص نے کسی آدمی کو حکم کیا کہ وہ اس کا سلام فلاں کو پہنچائے تو اس پر ایسا کرنا (یعنی اس کا سلام پہنچانا) واجب ہوتا ہے [5]	۴۵

[1] از ردالمحتار ص ۲۵۷ ج ۱ ۔ حکم نمبر ۴۰٬۳۲ / ۱۰۸۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

[3] حکم نمبر ۲۳٬۲۲٬۱۴ / ۱۰۸۵ نیز ۲۳ تا ۵۲ / ۱۰۸۹ ، ۵۶ / ۴۶۷ اور ۲۰۴ / ۲۰۳ مع حواشی اور اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۵۵ تا ۵۷ / ۱۰۸۵ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[4] حکم نمبر ۴۳ / ۱۰۸۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[5] حکم نمبر ۴۶ / ۱۰۸۵ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب السابع فی تشمیت العاطش والسلام — تشمیت العاطش والسلام	حواله
۱۰۸۵ ۴۶	ذکر محمدؒ فی باب الجعائل من السیر حدیثا یدل علی ان من بلغ انسانا سلاما من غائب کان علیه ان یرد الجواب علی المبلغ اولا ثم علی ذلک الغائب	کذا فی الذخیرة
۴۷	لا یسقط فرض جواب السلام الا بالاسماع کما لا یجب الا بالاسماع	کذا فی الغیاثیة
۴۸	ولو کان المسلم اصم ینبغی ان یریه تحریک شفتیه	کذا فی الکبری
۴۹	وکذلک جواب العطسة	کذا فی الکبری
۵۰	ویکره السلام بالسبابة	کذا فی الغیاثیة
۵۱	تشمیت العاطس واجب ان حمد العاطس فیشمته الی ثلث مرات وبعد ذلک هو مخیر	کذا فی السراجیة
۵۲	وینبغی لمن یحضر العاطس ان یشمت العاطس اذا تکرر عطاسه فی مجلس الی ثلاث مرات فان عطس اکثر من ثلاث مرات فالعاطس یحمد الله فی کل مرة فمن کان بحضرته ان شمته فی کل مرة فحسن وان لم یشمت بعد الثلاث فحسن ایضا	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۳	وعن محمدؒ ان من عطس مرارا یشمت فی کل مرة فان آخر کفاه مرة واحدة	کذا فی التاتارخانیة

۱ حکم نمبر $\frac{۴۵}{۱۰۸۵}$ ملاحظہ ہو (مترجم)
۲ حکم نمبر $\frac{۴۷ تا ۵۰}{۱۰۸۵}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)
۳ حکم نمبر $\frac{۴۷}{۱۰۸۵}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
۴ حکم نمبر $\frac{۴۷}{۱۰۸۵}$ مع حاشیہ اور حکم نمبر $\frac{۹}{۱۰۸۵}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)
۵ حکم نمبر $\frac{۴۷}{۱۰۸۵}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
۶ حکم نمبر $\frac{۵۱ تا ۵۳}{۱۰۸۵}$ اور $\frac{۹}{۱۰۸۵}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	ساتواں باب، سلام اور چھینکنے والے کے جواب کے احکام　　سلام اور چھینکنے والے کے جواب کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۸۵ ۴۶	امام محمدؒ نے کتاب السیر کے باب الجعائل میں ایک حدیث روایت کی ہے کہ غائب شخص کی طرف سے جس آدمی نے کسی انسان کو سلام پہنچایا یا تو اس پر لازم ہے کہ وہ سلام پہنچانے والے کو سلام کا جواب پہلے کہے اور پھر اس غائب کو سلام کا جواب دے [۱]	ذخیرہ
۴۷	(و) سلام کا جواب دینے کا فریضہ تب ہی ساقط ہوتا ہے کہ سلام کہنے والے (حاضر) کو (جواب) سنائے (ب) جیسا کہ سلام کا جواب دینا تب واجب ہوتا ہے کہ جس (حاضر) کو سلام کہا ہے اسے سنائے [۲]	غیاثیہ
۴۸	اگر سلام کہنے والا بہرہ ہو تو جواب دینے والے کو چاہیئے کہ وہ جواب دینے میں اسے اپنے ہونٹوں کی جنبش دکھائے [۳]	کبریٰ
۴۹	اسی (مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح یہی حکم چھینکنے والے کو جواب دینے کی صورت میں ہے (یعنی اگر چھینکنے والا بہرہ ہو تو جواب دینے والے کو چاہیئے کہ وہ جواب دینے میں اسے اپنے ہونٹوں کی جنبش دکھائے) [۴]	کبریٰ
۵۰	انگشت شہادت (کے اشارے) سے سلام کہنا مکروہ ہے [۵]	غیاثیہ
۵۱	چھینکنے والے کا جواب دینا واجب ہے جب کہ اس چھینکنے والے نے چھینک آنے پر الحمد (للہ رب العالمین وغیرہ) کہا پس تین مرتبہ تک اسے جواب دے اور اس کے بعد اس (جواب دینے والے) کو (جواب دینے یا نہ دینے میں) اختیار ہے [۶]	سراجیہ
۵۲	جو شخص چھینکنے والے کے ہاں حاضر ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ چھینکنے والے کو اگر اسے ایک ہی مجلس میں بار بار چھینک آئے تو تین بار تک جواب دے (یعنی تین چھینکوں تک ہر چھینک کے جواب میں یرحمک اللہ وغیرہ کہے) پھر اگر وہ تین بار سے زیادہ چھینکا تو چھینکنے والا ہر بار الحمدللہ (وغیرہ) کہے اور جو شخص اس کے پاس ہے اگر اس نے ہر بار اسے جواب دیا (یعنی ہر بار یرحمک اللہ وغیرہ کہا) تو حسن ہے اور اگر اس نے تین بار کے بعد چھینکنے والے کو جواب نہ دیا تو بھی) حسن ہے [۷]	قاضیخان
۵۳	امام محمدؒ سے مروی ہے کہ اگر کسی شخص کو بار بار چھینک آئے تو وہ ہر بار چھینک کا جواب دے پھر اگر اس نے (چھینکوں کا جواب دینا) مؤخر کیا (یعنی آخر میں یرحمک اللہ وغیرہ کہا) تو (اس صورت میں) اسے ایک بار جواب دینا کفایت کر جائے گا [۸]	تتارخانیہ

۷ حکم نمبر ۵۱/۱۰۸۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
۸ حکم نمبر ۵۱/۱۰۸۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی السلام وتشمیت العاطس — السلام وتشمیت العاطس	حواله
۱۰۸۵ ۵۴	اذا عطس الرجل خارج الصلوٰة فینبغی ان یحمد الله تعالی فیقول "الحمد لله رب العالمین"[۱] او یقول "الحمد لله علی کل حال"[۲] ولا یقول غیر ذلک وینبغی لمن حضره ان یقول "یرحمك الله"[۳] ویقول له العاطس "یغفر الله لنا ولکم"[۴] او یقول "یهدیکم الله ویصلح بالکم"[۵] ولا یقول غیر ذلک	کذا فی المحیط
۵۵	امرأة عطست ان کان عجوزا یرد علیها وان کانت شابة یرد علیها فی نفسه	کذا فی الخلاصة
۵۶	واذا عطس الرجل تشمته المرأة فان کانت عجوزا یرد الرجل علیها وان کانت شابة یرد فی نفسه	کذا فی الذخیره
۵۷	شابة جمیلة عطست لا یشمتها غیر المحرم جهرا[۷]	کذا فی الغرائب
۵۸	اذا عطس رجل حال الاذان یحمد ویشمته غیره وقال القاضی عبد الجبار[۸] لا یحمد	کذا فی القنیة
۵۹	ولو عطس المصلی فقال رجل "یرحمك الله" ثم قال المصلی "غفر الله لی ولک" کان جوابا تفسد صلوٰته[۶]	کذا فی فتاوی قاضیخان
	والله اعلم	

[۱] یعنی سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے (مترجم)
[۲] یعنی سب تعریفیں ہر حال میں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں (مترجم)
[۳] یعنی اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے (مترجم)
[۴] یعنی اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے (مترجم)
[۵] یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت دے اور تمہاری حالت درست کرے (مترجم)
[۶] نماز کے دوران چھینکنے اور جواب دینے کے متعلق حکم نمبر ۵۸، ۵۹ / ۱۰۸۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)
[۷] حکم نمبر ۵۵ تا ۵۷ / ۱۰۸۵ ملاحظہ ہوں اور اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۴۳، ۴۴ / ۱۰۸۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)
[۸] حکم نمبر ۵۵ / ۱۰۸۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	ساتواں باب، سلام اور چھینکنے والے کے جواب کے احکام — سلام اور چھینکنے والے کے جواب کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۸۵ ۵۴	(ا) جب کسی شخص کو نماز کے باہر چھینک آئے تو اسے اللہ تعالیٰ کی حمد کہنی چاہیئے پس وہ یوں کہے کہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ" [۱] اور یا یوں کہے "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ" [۲] اور اس کے علاوہ (مزید الفاظ) نہ کہے (ب) اور جو شخص چھینکنے والے کے پاس حاضر ہو اسے یوں کہنا چاہیئے "یَرْحَمُکَ اللّٰہُ" [۳] (ج) اور (پھر) اس (جواب دینے والے کو) چھینکنے والا یوں کہے کہ "یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ" [۴] یا یوں کہے کہ "یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ" [۵] اور اس کے علاوہ (مزید الفاظ) نہ کہے [۶]	محیط
۵۵	(ا) کسی اجنبیہ عورت کو چھینک آئی تو اگر وہ بوڑھی ہو تو اس کے چھینکنے کا جواب (جہراً) دے (ب) اور اگر وہ عورت جوان ہو تو اس کے چھینکنے کا جواب دل میں دے [۷]	خلاصہ
۵۶	(ا) جب کسی مرد کو چھینک آئی تو عورت اس کی چھینک کا جواب دے پس اگر وہ عورت (اجنبیہ اور) اور بوڑھی ہو تو مرد اس کو (جہراً) جواب دے (ب) اور اگر وہ (اجنبیہ عورت) جوان ہو تو مرد اس کا جواب دل میں دے [۸]	ذخیرہ
۵۷	کوئی عورت جوان اور جمیلہ ہے اسے چھینک آئی تو (اس کے) محرم کے سوا اس کی چھینک کا جواب جہراً نہ دے [۹]	غرائب
۵۸	(ا) جب کسی شخص کو اذان کے دوران چھینک آئی تو وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ (یعنی مذکورہ دعا) کہے اور اس کا غیر اس کے چھینکنے کا جواب دے (یعنی یَرْحَمُکَ اللّٰہ وغیرہ کہے) (ب) اور قاضی عبد الجبار کا قول ہے کہ وہ (یعنی اذان کی حالت میں چھینکنے والا) الحمد نہ کہے [۱۰]	قنیہ
۵۹	اگر نماز پڑھنے والے کو چھینک آئی تو ایک آدمی نے کہا کہ "یَرْحَمُکَ اللّٰہُ" پھر نمازی نے کہا کہ "غَفَرَ اللّٰہُ لِیْ وَلَکَ" [۱۱] تو یہ جواب قرار پاتا ہے (اس سے) اس کی وہ نماز فاسد قرار پائے گی [۱۳] [۱۴] واللہ اعلم	قاضیخان

[۹] حکم نمبر ۵۵/۱۰۸۵ مع حاشیہ اور جہر اور مخافت کی حد کے متعلق حکم نمبر ۴۱ تا ۴۴/۱۱۹ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[۱۰] حکم نمبر ۵۴، ۵۹/۱۰۸۵ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[۱۱] یعنی اللہ تعالیٰ میری اور تیری مغفرت فرمائے (مترجم)

[۱۲] حکم نمبر ۵۹/۱۰۸۵ کا چوتھا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[۱۳] نماز کے علاوہ چھینک آنے اور اذان کے دوران چھینک آنے کے متعلق حکم نمبر ۵۴، ۵۸/۱۰۸۵ اور نماز کے دوران چھینک آنے اور اس کے جواب کے متعلق مزید احکام حکم ۱۳ تا ۲۰، ۱۶۸/۱۲۸ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

[۱۴] جلد ۴۸، مکروہ امور کی بحث کا باب ۷ مکمل ہوا اس کے بعد باب نمبر ۸ فتاوی ہذا کے ترجمہ مع عربی متن کی اشاعت جلد ۴۲ میں شائع ہو چکے ہیں لہٰذا اس کے بعد باب نمبر ۹ بطور عنوان ۱۰۹۰ شروع ہوتے ہیں اس کے متعلق عنوان ۱۰۷۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب التاسع فی اللبس مایکرہ من ذلك ومالایکرہ اللبس مایکرہ من ذلك ومالا	حـوالـہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	الباب التاسع فی اللبس مایکرہ من ذلكُ ومالایکرہ	
	دفعات ۱۰۹۰ تا ۱۰۹۰، عنوان ۱، تعداد شق ۶۰	
۱۰۹۰	**اللبس مایکرہ ومالا** تعداد شق ۶۰	
۱	ندب لبس السواد	كذا فی الکنز
۲	وارسال ذنب العمامة بین الکتفین الی وسط الظهر	كذا فی الکنز
	واختلفوا فی مقدار ماینبغی من ذنب العمامة منهم من قدر بشبر ومنهم من قال الی وسط الظهر ومنهم من قال الی موضع الجلوس	كذا فی الذخیرة
۳	واذا اراد ان یجدد لف العمامة نقضها کما لفها	كذا فی خزانة المفتین
۴	ولا یلقیها علی الارض دفعة واحدة	كذا فی خزانة المفتین
۵	ولا بأس بلبس القلانس وقد صح ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یلبسها	كذا فی الوجیز للکردری

ـہ۱ حکم نمبر ۵۹/۱۰۸۵ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

ـہ۲ حکم نمبر ۳۱، ۳۶/۱۰۹۰ نیز ۱۵/۲۲۷ ملاحظہ ہوں (مترجم)

ـہ۳ ذنب یعنی عمامہ کا شملہ چھوڑنا، تذنب یعنی پگڑی کا شملہ لٹکانا۔ ماخوذ از المنجد ص۲۱۷ نیز حکم نمبر ۲ تا ۴/۱۰۹۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	نواں باب، اللباس میں جو مکروہ ہے اور جو نہیں، اسکے احکام — لباس میں جو مکروہ ہے اور جو نہیں اسکے احکام کا بیان	حوالہ
	بسم اللہ الرحمن الرحیم	
	نواں باب، لباس میں جو مکروہ ہے اور جو نہیں اسکے احکام [۱]	
	دفعات ۱۰۹۰ تا ۱۰۹۰ ، عنوان ۱ ، تعداد شق ۶۰	
۱۰۹۰	لباس میں جو مکروہ ہے اور جو نہیں اور اس میں ۶۰ شقیں ہیں	کنز
۱	یہ مستحب ہے کہ (آدمی) سیاہ رنگ کا لباس پہنے [۲]	کنز
۲	(ا) اور دونوں کندھوں کے درمیان آدھی پیٹھ تک ، عمامہ کا سر (یعنی شملہ، لڑ) لٹکانا (بھی مستحب ہے) (ب) مشائخ رح نے اسمیں اختلاف کیا ہے کہ عمامہ کے لڑ کی مقدار کیا ہونی چاہیئے ان میں سے بعض نے ایک بالشت، بعض نے آدھی پیٹھ تک اور بعض نے بیٹھنے کے مقام کی حد تک مقدار بتائی ہے [۳]	ذخیرہ
۳	جب کوئی شخص عمامہ کو از سر نو لپیٹنا (یعنی باندھنا) چاہیئے تو اس کو (یعنی اس کے پیچوں کو) اسطرح کھولے جیسا کہ اس نے لپیٹا تھا	خزانہ مفتین
۴	اور وہ عمامہ کو یک بارگی زمین پر نہ پھینکے	خزانہ مفتین وجیز للکردری
۵	(ا) ٹوپی پہننے میں کوئی حرج نہیں (ب) اور یہ صحیح ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ٹوپی پہنتے تھے	

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی اللبس مایکرہ من ذلک وما لا یکرہ — اللبس مایکرہ من ذلک وما لا	حوالہ
۱۰۹۰ ۲	یجب ان یعلم ان لبس الحریر وهو ما کانت لحمته حریر او سداه حریرا حرام علی الرجال فی جمیع الاحوال عند ابی حنیفة وقال ابو یوسف ومحمد لا یکرہ فی حالة الحرب ویکرہ فی غیر حالة الحرب ومن العلماء من قال لا یکرہ ذلک فی الاحوال کلها وفی شرح القاضی الامام الاسبیجابی ان عند ابی یوسف ومحمد انما لا یکرہ لبس الحریر للرجال فی حالة الحرب اذا کان صفیقا یدفع معرة السلاح[1]	کذا فی المحیط
	واما اذا کان رقیقا لا یصلح لذلک فان ذلک مکروہ بالاجماع	کذا فی المضمرات
	اما ما کان سداه حریرا ولحمته غیر حریر فلا بأس بلبسه بلا خلاف بین العلماء وهو الصحیح وعلیه عامة المشائخ ذکر شیخ الاسلام فی شرح السیر الثوب اذا کانت لحمته من قطن وکان سداه من ابریسم فان کان الابریسم یری کرہ للرجال لبسه وان کان لا یری لا یکرہ لهم لبسه هذا هو الکلام فی غیر حالة الحرب (رجعنا الی حالة الحرب) فنقول لا شک ما کان لحمته غیر حریر وسداه حریرا یباح لبسه فی حالة الحرب لانه یباح لبسه فی غیر حالة الحرب فلان یباح لبسه فی حالة الحرب والامر فیه واسع کان اولی واما ما کان لحمته حریرا وسداه غیر حریر فانه یباح لبسه فی حالة الحرب بالاجماع	کذا فی المحیط
	یکرہ لبس الدیباج للرجال ولا بأس بتوسده والنوم علیه وقال محمد یکرہ وقول ابی یوسف مثل قول محمد ذکرہ الصدر الشهید	کذا فی الخلاصة
	وفی المنتقی ابن سماعة عن محمد ولبس القعود علی الحریر والدیباج کاللبس فی الکراهة فان اراد بقوله لبس القعود علیها کاللبس نفی الکراهة اصلا صار عن محمد فی القعود علی الدیباج روایتان فان ظاهر مذهبه ان القعود علی الدیباج مکروہ وان اراد به اثبات التفاوت فی الکراهة لا یصیر فی المسئلة روایتان بل کل واحد منهما مکروہ الا ان اللبس اشد کراهة	کذا فی الذخیرة

[1] قوله معرة السلاح بالعین المهملة ثم الراء المشددة ای مضرته کما فی الاتقانی اه مصححه۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی المعرة السلاح سے مراد ہتھیار کی مضرت ہے۔ جیسا کہ الاتقانی میں ہے (مترجم)

دفعات دشتی نمبر	نواں باب، لباس میں جو مکروہ ہے اور جو نہیں اسکے احکام　لباس میں جو مکروہ ہے اور جو نہیں اس کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۰ ۶	(۱) یہ جاننا ضروری ہے کہ مردوں پر ایسے حریر (یعنی ریشم) کا پہننا جس کا لحمہ (یعنی بانا) اور سدا (یعنی تانا) (بھی) ریشم کا ہو امام ابوحنیفہؒ کے ہاں جمیع احوال میں حرام ہے (ب) اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ نے فرمایا ہے کہ حالت جنگ میں مکروہ نہیں ہے اور غیر حالت جنگ میں مکروہ ہے (ج) اور اہل علم میں سے بعض نے یہ (بھی) فرمایا ہے کہ یہ سبھی احوال میں مکروہ نہیں ہے (د) اور شرح القاضی الامام الاسبیجابیؒ میں ہے کہ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں مردوں کے لئے حالت جنگ میں ریشم پہننا تب مکروہ نہیں ہے کہ جب وہ ایسا گف (موٹا اور رگھنا) ہو کہ ہتھیار کی مضرت کا دفاع کر سکے	محیط
	(ہ) اور (مذکورہ صورت میں) اگر وہ ریشمی لباس ایسا پتلا ہو کہ وہ (مذکورہ دفاعی) صلاحیت نہ رکھتا تو اسے پہننا بالاجماع مکروہ ہے	مضمرات
	(س) ایسا کپڑا جس کا تانا ریشم کا ہو اور اس کا بانا غیر ریشم کا ہو تو علماءؒ میں بلاخلاف اس کے پہننے میں کوئی حرج نہیں یہی حکم صحیح ہے اور عام مشائخؒ اسی پر ہیں (ص) شیخ الاسلامؒ نے شرح السیر میں ذکر کیا ہے کہ جب کسی کپڑے کا بانا روئی کا ہو اور اس کا تانا ابریشم کا ہو تو اگر ابریشم دکھائی دیتا ہو تو مردوں کے لئے اس کا پہننا مکروہ ہے اور اگر وہ ابریشم دکھائی نہ دیتا ہو تو مردوں کے لئے اس کا پہننا مکروہ نہیں ہے یہ کلام حالت جنگ کے علاوہ کے متعلق ہے (ط) اور ہم اس میں حالت جنگ کے متعلق حکم بیان کرتے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ جس کا بانا ریشم کے علاوہ کا ہو اور اس کا تانا ریشم کا ہو تو حالت جنگ میں اس کا پہننا مباح ہوتا ہے اسلئے کہ غیر حالت جنگ میں اس کا پہننا مباح ہوتا ہے تو حالت جنگ جس میں وسعت کا امر ہے اس میں اس کا پہننا بطریق اولیٰ مباح ہے اور وہ لباس جس کا بانا ریشم کا ہو اور اس کا تانا ریشم کے علاوہ کا ہو تو حالت جنگ میں اس کا پہننا بالاجماع مباح ہوتا ہے	محیط
	(ع) (۱) دیباج ریشم کا پہننا مردوں کے لئے مکروہ ہے (۲) البتہ اس کا تکیہ بنانے اور اس پر سونے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس کے متعلق) امام محمدؒ کا قول ہے کہ مکروہ ہے اور امام ابو یوسفؒ کا قول امام محمدؒ کے قول کی طرح ہے اسے الصدر الشہیدؒ نے ذکر کیا ہے	خلاصہ
	(۳) المنتقی ابن سماعہؒ میں امام محمدؒ سے مروی ہے کہ حریر اور دیباج ریشم پر بیٹھنا (انہیں) پہننے کی طرح مکروہ نہیں ہے پس اگر آپ کے اس قول سے کہ "ان پر بیٹھنا کراہت میں انہیں پہننے کی طرح نہیں ہے" اس سے کراہت کی بالکل نفی مراد ہو تو امام محمدؒ سے دیباج ریشم پر بیٹھنے کے حکم میں دو روایتیں قرار پائیں گی۔ اس لئے کہ آپ کا ظاہر مذہب یہ ہے کہ دیباج ریشم پر بیٹھنا مکروہ ہے۔ اور اگر آپ کے اس (مذکورہ) قول سے کراہت میں فرق ثابت کرنا مراد ہو تو پھر اس مسئلہ میں (آپ سے) دو روایتیں نہ قرار پائیں گی بلکہ (مذکورہ) دونوں صورتوں (یعنی اسے پہننے اور اس پر بیٹھنے) میں سے ہر ایک مکروہ قرار پائے گی البتہ (اسے) پہننے کی کراہت زیادہ شدید ہوگی	ذخیرہ

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی اللبس مایکره من ذلك ومالا یکره — اللبس مایکره من ذلك وما لا	حوالہ
۱۰۹۰	ولا بأس بلبس الحرير والديباج فى الحرب وقيل يكره وهو الاصح	كذا فى خزانة المفتين
۷	فى العيون ابوحنيفة رح لا يرى بأسا بلبس الخز للرجال وان كان سداه ابريسما وحريرا	كذا فى الخلاصة
	ومما كان من الثياب الغالب عليه القز كالخز ونحوه لا بأس ويكره ما كان ظاهره القز وكذا اذا كان خط منه خز وخط منه قز وهو ظاهر لا خير فيه	كذا فى القنية
	وكان ابوحنيفة رح لا يرى بأسا بلبس الخز للرجال وان كان سداه حريرا (وقال العبد) الخز فى زمانهم كان من اوبار ذلك الحيوان المائى الذى يسمى بالعربية خزا وقضاعة وبالتركية (قندر) واليوم يتخذ من الحرير العفن فيجب ان يكره كالقز	كذا فى الملتقط
	قال محمد رح لا بأس بالخز اذا لم يكن فيه شهرة وان لا فلا خير فيه	كذا فى الغياثية
۸	ومايكره للرجال لبسه يكره للغلمان والصبيان لان النص حرم الذهب والحرير على ذكور امته بلا قيد البلوغ والحرية والاثم على من البسهم لانا امرنا بحفظهم	كذا فى التمرتاشى
۹	استعمال اللحاف من الابريسم لا يجوز لانه نوع لبس	كذا فى القنية
۱۰	لا بأس بملاءة حرير توضع على مهد الصبى لانه ليس بلبس	كذا فى القنية
۱۱	وكذا الكلة من الحرير للرجال لانها كالبيت	كذا فى القنية
۱۲	فى الاسبيجابى رح لا بأس بجعل اللفافة من الحرير	كذا فى التمرتاشى
	وفى فتاوى العصر وفتاوى ابى الفضل الكرمانى رح يكره جعل اللفافة من الحرير للرجال فقال عين الائمة الكرابيسى رح لا يجوز	كذا فى القنية

سدٰه السدی یعنی کپڑے کا تانا۔ ماخوذ از المنجد ص۵۵۴، اللحمة یعنی کپڑے کا بانا۔ ماخوذ از المنجد ص۱۱۴۷، الحریر یعنی ریشم کا بنا ہوا کپڑا۔ ماخوذ از المنجد ص۲۳۶، الابریسم یعنی ریشم۔ ماخوذ از المنجد ص۵۶۔ القز یعنی ریشم کا کویہ۔ ماخوذ از المنجد ص۹۹۲۔ الدیباج یعنی وہ کپڑا جس کا تانا بانا ریشم کا ہو۔ ماخوذ از المنجد ص۳۶۴۔ الخز یعنی ریشم اور اون کا بنا ہوا کپڑا۔ ماخوذ از المنجد ص۳۱۸۔ حکم نمبر ۶ تا ۳۰ / ۱۰۹۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	نواں باب: اللباس میں جو مکروہ ہے اور جو نہیں اسکے احکام — لباس میں جو مکروہ ہے اور جو نہیں اسکے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۰	(ف) حریر اور دیباج ریشم کو جنگ میں پہننے میں کوئی حرج نہیں اور بعض کا قول یہ ہے کہ مکروہ قرار پاتا ہے اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے ۱؎	خزانۃ المفتین
۷	(ا) العیون میں ہے کہ امام ابو حنیفہؒ مردوں کے لئے الخز (یعنی ریشم اور اون کے بنے ہوئے کپڑے) کے پہننے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے اگرچہ اس کا تانا ابریشم یا حریر کا ہو	خلاصہ
	(ب) کپڑوں میں سے ایسے کپڑے جنمیں القز (یعنی ریشم) غالب ہو جیسا کہ الخز (یعنی ریشم اور اون سے بنا ہوا کپڑا) اور اس کی مانند تو انمیں کوئی حرج نہیں اور جسمیں القز (یعنی ریشم) ظاہر ہو اس کا پہننا مکروہ ہے اس طرح ایسا کپڑا جسمیں ایک تکیہ خز (یعنی اون اور ریشم) کی ہو اور ایک تکیہ القز (یعنی ریشم) کی ہو اور القز ظاہر ہو تو اس میں کوئی خیر نہیں ہے	قنیہ
	(ج) امام ابو حنیفہؒ مردوں کے لئے الخز کے پہننے میں حرج نہیں سمجھتے تھے اگرچہ اس کا تانا حریر ریشم کا ہو مگر یہ بندہ کہتا ہے کہ ان کے زمانہ میں الخز (یعنی ریشم اور اون سے بنا ہوا کپڑا) اس آبی جانور کے اون سے بنایا جاتا تھا جسے عربی میں الخز اور قضاعہ اور ترکی میں قندر کہتے ہیں اور آج کل اس کی بجائے خراب شدہ حریر (یعنی خراب شدہ ریشم) سے بنایا جاتا ہے پس واجب ہے کہ ایسا الخز القز (یعنی ریشم سے بنے ہوئے کپڑے) کی طرح مکروہ ہو ۲؎	ملتقط
	(د) امام محمدؒ کا قول ہے کہ الخز (یعنی ریشم اور اون سے بنے ہوئے کپڑے) کے پہننے میں کوئی حرج نہیں جبکہ اس میں شہرت (کی نیت) نہ ہو ورنہ اس میں کوئی خیر نہیں	غیاثیہ
۸	جس لباس کا پہننا مردوں کے لئے مکروہ ہوتا ہے اس کا پہننا غلاموں اور بچوں کے لئے بھی مکروہ ہوتا ہے اس لئے کہ نص (یعنی شریعت کے صریح حکم) کی رو سے سونا اور ریشم آپ (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت کے مذکروں پر بلوغت اور حریت (یعنی آزاد ہونے) کی قید کے بغیر حرام ہے اور (انہیں پہنانے کا گناہ) اس پر ہے جو انہیں پہنائے اس لئے کہ ان کی حفاظت پر ہم مامور ہیں ۳؎	تمرتاشی
۹	ریشمی لحاف کا استعمال (مردوں) کے لئے جائز نہیں ہوتا اسلئے کہ لحاف ایک قسم کا لباس ہے ۴؎	قنیہ
۱۰	بچہ کے پنگھوڑے پر ریشمی چادر ڈالنے میں حرج نہیں ہے اسلئے کہ وہ پہننا نہیں ہے	قنیہ
۱۱	اسی (مذکورہ صورت) کے حکم کی طرح مردوں کے لئے ریشمی کلہ (یعنی ریشمی مچھردانی) کا حکم ہے (یعنی اس میں کوئی حرج نہیں) اسلئے کہ وہ (لباس کی طرح نہیں) گھر کی طرح ہے	قنیہ
۱۲	(ا) الاسبیجابیؒ میں ہے کہ (مردوں کے لئے) ریشمی لفافہ (یعنی ریشمی خول) بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے	تمرتاشی
	(ب) اور فتاوی العصر اور فتاوی ابو الفضل الکرمانیؒ میں ہے کہ مردوں کے لئے ریشمی لفافہ (یعنی خول) بنانا مکروہ قرار پاتا ہے پس عین الائمہ الکرابیسیؒ نے فرمایا ہے کہ (یہ) جائز نہیں ہوتا ہے	قنیہ

۱؎ حکم نمبر ۳۳/۱۰۹ کا عربی حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۱۱/۱۰۸۰ ملاحظہ ہو اور اس کی نظیر کے متعلق ۳۲/۱۰۹۱ ملاحظہ ہو (مترجم)
۴؎ حکم نمبر ۹ تا ۱۲/۱۰۸۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب التاسع فی اللبس مایکرہ من ذلک وما لا یکرہ — اللبس مایکرہ من ذلک وما لا یکرہ	حوالہ
۱۰۹۰ ۱۳	ولا بأس بستر الحریر وتعلیقه علی الباب و قالا یکرہ	کذا فی الاختیار شرح المختار
۱۴	دلال یلقی ثوب الدیباج علی منکبیه للبیع یجوز اذا لم یدخل یدیه فی الکمین قال عین الائمة الکرابیسیؒ فیه کلام بین المشائخ رحم	کذا فی القنیة
۱۵	قال[1] عامه العلماء یحل لهن لبس الحریر الخالص	کذا فی المحیط
۱۶	واما لبس ما علمه حریر او مکفوف به فمطلق عند عامة الفقهاءؒ	کذا فی الذخیرة
	وروی بشرؒ عن ابی یوسفؒ انه لا بأس بالعلم من الحریر فی الثوب اذا کان اربعة اصابع او دونها ولم یحک فیه خلافا وذکر شمس الائمة السرخسیؒ فی السیر انه لا بأس بالعلم لانه تبع ولم یقدر	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۷	عمامة طرتها قدر اربع اصابع من ابریسم من اصابع عمر رضی الله عنه وذلک قیس شبرنا یرخص فیه قال نجم الائمة البخاریؒ المعتبر فی الرخصة اربع اصابع لا مضمومة کل الضم ولا منشورة کل النشر قال ظهیر الدین التمرتاشیؒ المعتبر اربع اصابع کما هی علی هیئتها لا اصابع السلف وفی فتاوی ابی الفضل الکرمانیؒ اربع اصابع منشورة قال عین الائمة الکرابیسیؒ التحرز عن مقدار المنشورة اولی	کذا فی القنیة
۱۸	فی فتاوی ابی الفضل الکرمانیؒ والعلم فی العمامة فی مواضع یجمع قال ابو حامدؒ لا یجمع قال عین الائمة الکرابیسیؒ فی المتفرق خلاف قال نجم الائمة البخاریؒ ظاهر المذهب عدم الجمع فی المتفرق الا اذا کان خط منه قز وخط منه غیره بحیث یری کله قزا فلا یجوز کما ذکرہ فی جمع التفاریق للبقالیؒ واما اذا کان کل واحد مستبینا کالطراز فی العمامة فظاهر المذهب انه لا یجمع	کذا فی القنیة

---

[1] قوله قال عامة العلماء یحل لهن الخ هذا مقابل لمحذوف یعلم من عبارت المحیط ونصها بعد کلام طویل هذا هو الکلام فی حق الرجال بقی الکلام فی حق النساء قال عامة العلماءؒ الخ اه مصححه۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی قوله قال عامة العلماءؒ الخ یہ عبارت محذوف عبارت کے مقابل ہے جیسا کہ المحیط کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے اور اس کی عبارت طویل کلام کے بعد یوں ہے کہ یہ (یعنی المحیط کا مذکورہ) الکلام مردوں کے متعلق ہے عورتوں کے متعلق کلام باقی ہے اور پھر لکھا ہے کہ قال عامة العلماء الخ (مترجم)

دفعات	تشنق نمبر	نواں باب، اللباس میں جو مکروہ ہے اور جو نہیں اسکے احکام — لباس میں جو مکروہ ہے اور جو نہیں اسکے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۰	۱۳	(ا) ریشم کا پردہ بنانے اور اسے دیواروں پر لٹکانے میں کوئی حرج نہیں (ب) اور ان دونوں (یعنی امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح) نے فرمایا ہے کہ یہ مکروہ ہے	اختیار
	۱۴	(ا) نیلام کرنے والا (مرد) دیباج ریشم کے کپڑے فروخت کے لئے اپنے کندھوں پر ڈالتا ہے تو ایسا کرنا جائز قرار پاتا ہے جبکہ اپنے ہاتھ ان کی آستینوں میں نہ ڈالے۔ (ب) عین الائمۃ الکرابیسی رح نے فرمایا ہے کہ اس کے حکم میں مشائخ رح کا کلام ہے (یعنی اختلاف ہے)	قنیہ
	۱۵	عام اہل علم نے فرمایا ہے کہ عورتوں کے لئے خالص ریشم پہننا حلال ہوتا ہے ۲	محیط
	۱۶	(ا) جس کپڑے پر ریشمی علم (یعنی نقش) ہو یا اس پر ریشمی کف (یعنی ریشمی گوٹ) ہو تو اس کا پہننا عام فقہاء رح کے ہاں (مردوں عورتوں کے لئے) مطلق (جواز کا) حکم ہے	ذخیرہ
		(ب) بشر رح نے امام ابو یوسف رح سے روایت کیا ہے کہ کپڑے میں ریشمی نقش ہو تو کوئی حرج نہیں بشرطیکہ وہ چار انگل یا اس سے کم ہو اور اس میں کوئی اختلاف نقل نہیں کیا (ج) اور شمس الائمۃ السرخسی رح نے کتاب السیر میں ذکر کیا ہے کہ (ریشمی) نقش میں کوئی حرج نہیں اسلئے کہ وہ تبعیت میں ہے اور آپ نے مقدار بیان نہیں کی ۳	قاضیخان
	۱۷	(ا) کسی (مرد) کا عمامہ ہے اس کا طرہ ریشمی ہے جو بمقدار حضرت عمر رضی اللہ کی انگلیوں کی مقدار سے چار انگل کے بقدر ہے جو بموجب قیاس ہماری بالشت کے برابر ہے تو اسمیں رخصت دی گئی ہے (ب) نجم الائمۃ البخاری رح کا قول ہے کہ اس رخصت میں ایسی چار انگل کی مقدار معتبر ہے جو نہ بالکل ملی ہوئی ہوں اور نہ بالکل کھلی ہوئی ہوں (ج) شیخ ظہیر الدین التمرتاشی رح کا قول ہے (کہ اس میں چار انگلیاں) اپنی موجودہ ہیئت کے بموجب معتبر ہیں نہ کہ اسلاف کی انگلیاں (د) اور فتاوی ابو الفضل الکرمانی رح میں ہے کہ (اسمیں) اس کا اعتبار ہے کہ وہ چار انگلیاں کھلی ہوں (ر) عین الائمۃ الکرابیسی رح کا قول ہے کہ (اسمیں) کھلی ہوئی (چار انگلیوں) کی مقدار سے احتراز کرنا اولی ہے ۴	قنیہ
	۱۸	(ا) فتاوی ابو الفضل الکرمانی رح میں ہے کہ (مرد کے) عمامہ میں کسی جگہ (ریشمی) نقش ہوں تو انہیں جمع کیا جائے گا (ب) شیخ الوجانہ رح کا قول ہے کہ (انہیں) جمع نہ کیا جائے گا (ج) عین الائمۃ الکرابیسی رح کا قول ہے کہ (اس صورت میں) متفرق (ریشمی نقوش) میں اختلاف ہے (د) شیخ نجم الائمۃ البخاری رح کا قول ہے کہ (اس صورت میں) متفرق (ریشمی نقوش) میں ظاہر المذہب جمع کرنا ہے لیکن اگر اسمیں ایک لکیر اتفر (یعنی ریشم) کی ہو اور ایک لکیر اس کے علاوہ کی ہو اور وہ یوں ہو کہ وہ سب ریشمی دکھائی دیتا ہو تو اس کا استعمال جائز نہ ہوگا جیسا کہ البقالی کی کتاب جمع التفاریق میں ہے اور اگر ان لکیروں میں سے ہر ایک واضح ہو جیسا کہ عمامہ کے طرہ میں، تو ظاہر المذہب یہ ہے کہ انہیں جمع نہ کیا جائے گا ۵	قنیہ

۲ حکم نمبر ۶/۱۰۹۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ العلم یعنی کپڑے کا نقش۔ ماخوذ از المنجد ص ۸۳۲ اور کف الثوب یعنی کپڑے کا گوٹ۔ بمفہوم ماخوذ از المنجد ص ۱۱۰۱ بحکم نمبر ۱۶/۱۰۹۰ ب، ۲۶ ط نیز ۱۶ تا ۲۰/۱۰۹۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴ حکم نمبر ۱۶/۱۰۹۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵ حکم نمبر ۱۶/۱۰۹۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی اللبس مایکرہ من ذلک وما لایکرہ — اللبس مایکرہ من ذلک وما لا یکرہ	حسوالہ
۱۰۹۰ ۱۹	لابأس باستعمال منطقة ملتقاها فمنة المنطقة المفضضة قيل تكره وقيل لابأس بها	كذا فى الغرائب
۲۰	وبالديباج فى وسط المنطقة اذا لم يبلغ عرضها اربع اصابع وقيل لا يجوز استعماله للرجال	كذا فى الغرائب
۲۱	يكره ان يلبس الذكور قلنسوة من الحرير والذهب والفضة والكرباس الذى خيط عليه ابريسم كثير اوشئى من الذهب او الفضة اكثر من قدر اربع اصابع ولا بأس بان يكون على طرف القلنسوة قدر اربع اصابع من ذلك وكذا على طرف العمامة وكذا علم الجبة	كذا فى السراجية
۲۲	(وفى فتاوى آهو) سئل القاضى برهان الدين (اگر عنق راچكن كردند ياكشيده از ابريشم) فلبسه قال ينبغى ان لا يكره لانه صار مستهلكا فيكون تبعا واشار شمس الائمة السرخسى الى انه يكون تبعا	كذا فى التاتارخانية
۲۳	يضره النظر الدائم الى الثلج وهو يمشى فيه لا بأس بان يشد على عينه خمارا اسود من الابريسم قلت ففى العين الرمدة اولى	كذا فى القنية
۲۴	ولا بأس بلبس الجبة المحشوة من الخز	كذا فى الوجيز للكردرى
۲۵	فى السير الكبير لا بأس بلبس الثوب فى غير الحرب اذا كان ازاره ديباجا او ذهبا	كذا فى الذخيرة

۱ حکم نمبر $\frac{۱۶،۱۵}{۱۰۹۰}$ مع حواشی نیز $\frac{۱۸ \text{ تا } ۲۶، ۲۹}{۱۰۹۱}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ حکم نمبر $\frac{۱۶}{۱۰۹۰}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ حکم نمبر $\frac{۱۶}{۱۰۹۰}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
۴ یعنی اذا خیط الجیب بابریشم او عمل علیہ نقش بابریشم۔ عربی حاشیہ فتاویٰ ہذا۔ یعنی جب گریبان ریشم سے سیا گیا یا اس پر ریشم سے نقش کاری کی گئی (مترجم) ۵ حکم نمبر $\frac{۱۶}{۱۰۹۰}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶ حکم نمبر $\frac{۲۶ \text{ تا } ۳۰}{۱۰۹۰}$ ملاحظہ ہو (مترجم)
۷ فتاویٰ عالمگیری عربی مطبوعہ مطبع الامیریہ مصر میں الذخیرہ سے ماخوذ اس عبارت میں لفظ " ازارہ " (یعنی اس کی ازار یعنی تہبند) درج ہے اور اس کا مفہوم اور اس کا حکم محل نظر ہے حکم نمبر $\frac{۶}{۱۰۹۰}$ ملاحظہ ہو۔ اسی لیے سید امیر علیؒ نے اس مقام پر لکھا ہے کہ یونہی نسخہ میں موجود ہے اور یہ اختیار کے قابل روایت نہیں بلکہ مخالف ہے۔ ورنہ کاتب کی غلطی ہے ماخوذ از ترجمہ حاشیہ فتاوی عالمگیری از سید امیر علی ج ۹ ص ۵۴ واللہ اعلم بالصواب

اور

دفعات وشقی نمبر		نواں باب، لباس میں جو مکروہ ہے اور جو نہیں اسکے احکام لباس میں جو مکروہ ہے اور جو نہیں اسکے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۰	۱۹	(۱) مرد کے لئے، ایسی پٹی پہننے میں کوئی حرج نہیں جس کے دونوں سرے جو باہم ملائے جاتے ہیں وہ چاندی کے ہوں (ب) اور وہ پیٹی جو مفضض (یعنی چاندی سے پچی کاری شدہ) ہو (۱) اس کے استعمال کے متعلق بعض کا قول یہ ہے کہ مکروہ قرار پاتا ہے (۲) اور بعض کا قول یہ ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں [1]	غرائب
	۲۰	(۱) اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم (مرد کے لئے) پیٹی کے وسط میں دیباج (ریشم لگا ہونے کے متعلق ہے بشرطیکہ اسکا عرض چار انگلیوں تک نہ پہنچتا ہو (تو اس میں کوئی حرج نہیں) (ب) اور بعض کا قول یہ ہے کہ اسکا استعمال جائز نہیں ہوتا [2]	غرائب
	۲۱	(۱) یہ مکروہ ہے کہ مذکر لوگ ایسی ٹوپی پہنیں جو ریشم یا سونے یا چاندی کی ہو یا وہ ایسے سوت سے بنی ہوئی ہو جس پر سیا ہوا بہت سا ریشم یا کچھ سونا اور چاندی، چار انگل سے زائد ہو (ب) اور اسمیں کوئی حرج نہیں کہ ان (مذکورہ) سے ٹوپی کے کنارے پر چار انگلیوں کے بقدر ہو (ج) اور یہی حکم عمامہ کے کنارے پر ہونے کا ہے (اسمیں کوئی حرج نہیں) (د) اور یہی حکم جبہ کے نقوش کا ہے [3]	سراجیہ
	۲۲	فتاویٰ آہو میں ہے کہ قاضی برہان الدین[2] سے دریافت کیا گیا کہ اگر (کسی مذکر) کا گریبان ریشم سے سیا گیا یا اس پر ریشم سے نقش کاری کی گئی پھر اسے پہن لیا تو کیا حکم ہے تو آپ نے فرمایا کہ اسے مکروہ نہیں ہونا چاہیئے۔ اس لئے کہ وہ خرچ شدہ ہے پس وہ تبعیت میں قرار پاتا ہے اور شمس الائمہ السرخسی[2] نے (بھی) اسطرف اشارہ کیا ہے کہ وہ تبعیت میں قرار پاتا ہے [5]	تتارخانیہ
	۲۳	(۱) کسی مذکر شخص کو برف کو دائمی دیکھنا مضر ہوتا ہے اور وہ برف میں چلتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ اپنی آنکھ پر ریشم کا سیاہ پردہ باندھے (ب) میں کہتا ہوں کہ پھر رمد والی آنکھ میں یہی حکم بطریق اولیٰ ہے (کہ کوئی حرج نہیں) [6]	قنیہ
	۲۴	ایسا جبہ جو (خز یعنی ریشم اور اون سے بنے ہوئے کپڑے) سے بھرا ہو تو (مرد کے لئے) اس کے پہننے میں کوئی حرج نہیں	وجیز للکردری
	۲۵	السیر الکبیر میں ہے کہ جب مرد کی ازار (یعنی تہبند) اور بصورت ازرّ (یعنی بٹن) دیباج ریشم یا سونے (کی تاروں) کا ہو تو اسے حالت جنگ کے علاوہ پہننے میں کوئی حرج نہیں [7]	ذخیرہ

اور ممکن ہے اس عبارت کے اس لفظ میں کاتب کا سہو ہوگیا ہو اور اصل میں یہ لفظ "ازارہ" کی بجائے "ازرّہ" ہو اور المنجد ص۵۰۵ میں ہے کہ "زرّ" یعنی گھنڈی لگانا اور "ازرّہ" یعنی قمیض میں بٹن لگانا۔ اور پھر اس صورت میں عبارت مذکورہ کا معنی یوں ہوگا۔ جب مرد کے کپڑے کی گھنڈی یا اس کے قمیض کا بٹن ریشمی اور سونے کا ہو تو اس کے پہننے میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی اللبس ما یکرہ من ذلک وما لا یکرہ	حــوالــہ
١٠٩٠ ٢٦	فی شرح الجامع الصغیر لبعض المشائخ لا بأس بتکۃ الحریر للرجل عند ابی حنیفۃ وذکر الصدر الشہید فی ایمان الواقعات انہ یکرہ عند ابی یوسف ومحمد وفی حاشیۃ شرح الجامع الصغیر للصدر الشہید مکتوب بخطہ ان فی تکۃ الحریر اختلافا بین اصحابنا	کذا فی المحیط
	تکرہ التکۃ المعمولۃ من الابریسم ھو الصحیح وکذا القلنسوۃ وان کانت تحت العمامۃ والکیس الذی یعلق	کذا فی القنیۃ
	وعلی الخلاف لبس التکۃ من الحریر قیل یکرہ بالاتفاق وکذا عصابۃ المفتصد وان کان اقل من اربع اصابع لانہ اصل بنفسہ	کذا فی التمرتاشی
	وفی جامع الفتاوی عن محمد بن سلمۃ من صلی مع تکۃ ابریسم جاز وھو مسیئ	کذا فی التتارخانیۃ
٢٧	ولو جعل القز حشوا للقباء فلا بأس بہ لانہ تبع ولو جعلت ظہارتہ او بطانتہ فہو مکروہ لان کلیہما مقصود	کذا فی محیط السرخسی
٢٨	وفی شرح القدوری عن ابی یوسف انہ قال اکرہ ثوب القز یکون بین الفرو وبین الظہارۃ	کذا فی المحیط
٢٩	وعن ابی یوسف یکرہ بطائن القلانس من الابریسم	کذا فی التمرتاشی
٣٠	لا بأس بالعلم المنسوج بالذہب للنساء فاما للرجال فقدر اربع اصابع وما فوقہ یکرہ	کذا فی القنیۃ

لہ التکۃ یعنی ازار بند۔ ناڑا۔ ماخوذ از المنجد ص١٣٨ نیز حکم نمبر ٣٠/١٠٩٠ ملاحظہ ہو (مترجم)
٢ہ حکم نمبر ٢٢، ٣٠/١٠٩٠ ملاحظہ ہوں (مترجم)
٣ہ الظہارہ یعنی ابرہ یعنی دوہرے کپڑے کی اوپر کی تہ۔ ماخوذ از المنجد ص٦٢٧۔ حکم نمبر ٢٧ تا ٢٩/١٠٩٠ ملاحظہ ہوں (مترجم)
٤ہ حکم نمبر ٢٧، ٢٩/١٠٩٠ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات	وشق نمبر	نواں باب، لباس میں جو مکروہ ہے اور جو نہیں اسکے احکام — لباس میں جو مکروہ ہے اور جو نہیں اسکے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۰	۲۶	(ا) بعض مشائخ کی شرح الجامع الصغیر میں ہے کہ (مرد کیلئے) امام ابو حنیفہؒ کے ہاں ریشم کے التکۃ (یعنی ازار بند، ناڑا) میں کوئی حرج نہیں (ب) اور الصدر الشہیدؒ نے ایمان الواقعات میں ذکر کیا ہے کہ یہ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں مکروہ ہے (ج) شرح الجامع الصغیر کے حاشیہ میں الصدر الشہیدؒ کے اپنے خط سے لکھا ہوا ہے کہ ریشمی ازار بند کے استعمال میں ہمارے اصحاب میں اختلاف ہے [۱]	محیط
		(د) ریشم سے بنائے ہوئے ازار بند کا استعمال مکروہ ہے اور یہی حکم صحیح ہے (ہ) اسی طرح (ریشمی) ٹوپی جو خواہ عمامہ کے نیچے ہو (اس کا استعمال مکروہ ہے) (س) اسی طرح (ریشمی) الکیس (یعنی روپے رکھنے کی تھیلی، بٹوہ) جیسے لٹکایا جاتا ہے (اسکا استعمال مکروہ ہے)	قنیہ
		(ص) ریشمی ازار بند کے استعمال (کے حکم) میں اختلاف ہے بعض کا قول یہ ہے کہ بالاتفاق مکروہ ہے (ط) اسی طرح فصد کرانے والے کی (ریشمی) پٹی کا حکم ہے خواہ وہ چار انگل سے کم ہو اسلیئے کہ وہ پٹی خود ایک اصل (شئی) ہے [۲]	تمرتاشی
		(ع) جامع الفتاویٰ میں محمد بن سلمہؒ سے منقول ہے کہ جس (مرد) نے ریشمی ازار بند میں نماز پڑھی تو وہ نماز جائز قرار پاتی ہے البتہ وہ شخص (اس ازار بند کی وجہ سے) گنہگار ہے	تتارخانیہ
	۲۷	(ا) اگر کسی (مرد) نے قبا (یعنی شیروانی) کے اندر القز (یعنی ریشمی کپڑا) بھرا تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں اسلیئے کہ وہ تبعیت میں ہے (ب) اور اگر کسی قبا کا ابرہ (یعنی اس کا باہر) یا اس کا استر ریشمی ہو تو یہ مکروہ ہے اس لئے کہ یہ دونوں مقصود ہوتے ہیں (تبعیت میں نہیں ہوتے) [۳]	محیط سرخسی
	۲۸	شرح القدوری میں امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں (مرد کیلئے) ایسے ریشمی کپڑے کا استعمال مکروہ سمجھتا ہوں جو پوستین اور اس کے ابرہ کے درمیان ہو [۴]	محیط
	۲۹	امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ آپ نے ٹوپیوں کے ریشمی استروں کو مکروہ قرار دیا ہے [۵]	تمرتاشی
	۳۰	(ا) عورتوں کے لئے سونے کی تاروں سے بنے ہوئے نقش میں کوئی حرج نہیں (ب) اور (مردوں کے لئے چار انگل تک (کی مقدار میں) یہی حکم ہے (کہ اسمیں کوئی حرج نہیں) اور جو اس سے زائد ہو وہ مکروہ ہے [۶]	قنیہ

[۵] حکم نمبر $\frac{۲۷، ۲۸}{۱۰۹۰}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

[۶] حکم نمبر $\frac{۱۶}{۱۰۹۰}$ مع حاشیہ نیز حکم نمبر $\frac{۲۶ ط ۲۳}{۱۰۹۰}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی اللبس مایکرہ من ذلك وما لا یکرہ	حوالہ
١٠٩٠ ٣١	ویکرہ للرجل ان یلبس الثوب المصبوغ بالعصفر والزعفران والورس	کذا فی فتاوی قاضیخان
	وعن ابی حنیفة رح لا بأس بالصبغ الاحمر والاسود	کذا فی الملتقط
٣٢	وفی مجموع النوازل سئل عن الزینة والتجمل فی الدنیا قال خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم ذات یوم وعلیه رداء قیمته الف درهم وربما قام الی الصلوة وعلیه رداء قیمته اربعة آلاف درهم	کذا فی الذخیرة
٣٣	ودخل رجل من اصحابه صلی الله علیه وسلم یوما وعلیه رداء خز[3] فقال علیه السلام ان الله تعالی اذا انعم علی عبد نعمة احب ان یری اثر نعمته علیه وابو حنیفة رح کان یرتدی برداء قیمته اربعمائة دینار	کذا فی الذخیرة
٣٤	لبس الصوف والشعر سنة الانبیاء علیهم السلام لانه آیة التواضع واول من لبسهما سلیمان النبی علی نبینا علیه السلام وفی الحدیث نوروا قلوبکم بلباس الصوف فانه مذلة فی الدنیا ونور فی الآخرة وایاکم ان تفسدوا دینکم بمحمدة الناس وثنائهم	کذا فی الغرائب
٣٥	لبس الثیاب الجمیلة مباح اذا لم یتکبر وتفسیره ان یکون معها کما کان قبلها	کذا فی السراجیة

[1] العصفر یعنی زرد رنگ، ماخوذ از المنجد صفحہ ۸۰۹۔ الورس یعنی ایک قسم کا گھاس جو رنگائی کے کام آتا ہے۔ الورس یعنی سخت سرخ۔ ماخوذ از المنجد صفحہ ۱۳۶۰۔ نیز حکم نمبر ۳۶،۱/۱۰۹۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[2] حکم نمبر ۳۲ تا ۳۵/۱۰۹۰ ملاحظہ ہو (مترجم)

[3] قولہ خز قال فی شرح المجمع الخز صوف غنم البحر اھ ھذا کان فی زمانھم واما الآن فمن الحریر وحینئذ فیحرم کذا فی الدر عن التتارخانیة ھذا والذی رأیتہ فی نسخة من المحیط احمر بدل خز فلیتأمل اھ مصححہ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی خز کے متعلق شرح المجمع میں ہے کہ وہ سمندری بھیڑوں کی اون ہے اور یہ اس زمانہ میں تھا اور آج کل خز، ریشم سے بنایا جاتا ہے پس ایسا خز (مردوں کیلئے) حرام قرار پائے گا۔ جیساکہ الدر میں تتارخانیہ سے منقول ہے یہ (خز کے

دفعات وشق نمبر		نواں باب لباس میں جو مکروہ ہے اور جو نہیں اسکے احکام — لباس میں جو مکروہ ہے اس کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۰	۳۱	(ا) اور مرد کیلئے مکروہ ہے کہ وہ ایسا کپڑا پہنے جو عصفر (ایک زرد رنگ)، زعفران اور ورس (سمت سرخ رنگ والی بوٹی) سے رنگا ہوا ہو [1]	قاضیخان
		(ب) امام ابوحنیفہؒ مروی ہے کہ سرخ رنگ سے اور سیاہ رنگ سے رنگنے میں کوئی حرج نہیں [1]	ملتقط
	۳۲	(ا) مجموع النوازل میں ہے کہ آپ سے دنیا میں زینت کرنے اور آراستگی کرنے کے متعلق حکم دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ پر ہزار درہم (قیمت) کی چادر تھی (ب) اور بعض اوقات آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے اور آپ ایسی چادر اوڑھے ہوتے جس کی قیمت چار ہزار درہم تھی [2]	ذخیرہ
	۳۳	(ا) (اور مذکورہ کے متعلق مزید لکھا ہے کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک صاحب ایک دن خز (یعنی ریشم اور اون کے بنے ہوئے کپڑے) کی چادر اوڑھے ہوئے داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو (کوئی) نعمت عطا فرماتا ہے تو پسند فرماتا ہے کہ اپنی نعمت کا اثر اس کے بدن پر دیکھے (ب) اور امام ابوحنیفہؒ ایسی چادر اوڑھا کرتے تھے جس کی قیمت چار سو دینار تھی [4]	ذخیرہ
	۳۴	(ا) اون اور بالوں کا بنا ہوا لباس پہننا انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے کیونکہ یہ تواضع کی نشانی ہے اور پہلے پہل اس لباس کو حضرت سلیمان علی نبینا علیہ السلام نے پہنا (ب) اور حدیث شریف میں ہے (جس کا مفہوم یہ ہے) کہ اپنے دلوں کو اونی لباس پہن کر روشن کرو کہ یہ دنیا میں مذلت ہے اور آخرت میں نور ہے اور لوگوں کی تعریف اور برائی بیان کرنے سے اپنا دین بگاڑنے سے بچو	غرائب
	۳۵	(ا) زیبائش والے کپڑے کا پہننا مباح ہے بشرطیکہ (ان میں) تکبر نہ کرے (ب) اور اسمیں تکبر کی تشریح یہ ہے کہ ایسے کپڑے پہن کر ویسا ہی رہے جیسا کہ ان (کے پہننے) سے پہلے تھا [5]	سراجیہ

متعلق) ذکر ہے اور میں نے المحیط کے نسخہ میں خز کی جگہ احمر (یعنی سرخ) لکھا دیکھا ہے فلیتأمل۔ حکم نمبر ٦/١٠٩ کا حاشیہ اور ٧-ج/١٠٩٠ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[4] حکم نمبر ٣٢/١٠٩٠ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[5] حکم نمبر ٢٢/١٠٩٠ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع في اللبس ما يكره من ذلك وما لا يكره — اللبس ما يكره من ذلك وما لا	حوالہ
١٠٩٠ ٣٦	ولا يجوز صبغ الثياب اسود او اكهب[١] تاسفا على الميت قال صدر الاسلام[٢] لا يجوز تسويد الثياب في منزل الميت	كذا في القنية
٣٧	قال الامام السرخسي[٢] في كتاب الكسب ينبغي ان يلبس في عامة الاوقات الغسيل ويلبس الاحسن في بعض[٣] الاوقات اظهار النعم الله تعالى ولا يلبس في جميع الاوقات لان ذلك يؤذي المحتاجين	كذا في الخلاصة
٣٨	وكذلك لا ينبغي للانسان ان يظاهر بين جبتين او ثلاثة اذا كان يكفيه لدفع البرد جبة واحدة لانه ذلك يؤذي المحتاجين وهو منهي عن اكتساب سبب اذى الغير	كذا في المحيط
٣٩	واما الدثارة فيكره بلا خلاف	كذا في الغياثية
٤٠	ويكره للرجل لبس السراويل المخرفجة وهي التي تقع على ظهر القدمين	كذا في الفتاوى العتابية
٤١	وعن بعضهم من سنة الاسلام لبس المرقع والخشن من الثياب	كذا في الغرائب
٤٢	لبس السراويل سنة وهو من استر الثياب للرجال والنساء	كذا في الغرائب
٤٣	في غريب الرواية يرخص للمرأة كشف الرأس في منزلها وحدها فاولى ان يجوز لها لبس خمار رقيق يصف ماتحته عند محارمها	كذا في القنية
٤٤	تقصير الثياب سنة واسبال الازار والقميص بدعة ينبغي ان يكون الازار فوق الكعبين الى نصف الساق وهذا في حق الرجال واما النساء فيرخين ازارهن اسفل من ازار الرجال ليستر ظهر قدمهن اسبال الرجل ازاره اسفل من الكعبين ان لم يكن للخيلاء ففيه كراهة تنزيه	كذا في الغرائب

[١] قوله أكهب هو الاغبر المشرب بالسواد كما يفاد من كتب اللغة اھ مصححہ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی أکہب وہ سیاہی مائل بھورا رنگ ہے جیسا کہ لغت کی کتب سے معلوم ہوتا ہے اھ۔ اور کہب، الکہبۃ۔ یعنی سیاہی مائل بھورا رنگ۔ ماخوذ از المنجد ص١١٢٣ (مترجم)

[٢] حکم نمبر ١٥/٢٢٢ اور ٣١،٦١/١٠٩٠ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[٣] حکم نمبر ٣٨/١٠٩٠ ملاحظہ ہو (مترجم)، [٤] حکم نمبر ٣٧/١٠٩٠ ملاحظہ ہو (مترجم)

[٥] درن الثوب یعنی کپڑے کا میلا ہونا۔ ماخوذ از المنجد ص٣٦٥۔ نیز حکم نمبر ٤١/١٠٩٠ ملاحظہ ہو (مترجم)

[٦] حکم نمبر ٤٢/١٠٩٠ ملاحظہ ہو (مترجم)، [٧] حکم نمبر ٣١/١٠٩٠ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	نواں باب، لباس میں جو مکروہ ہے اور جو نہیں اس کے احکام — لباس میں جو مکروہ ہے اور جو نہیں اسکے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۰ ۳۶	(ا) کسی کی موت پر افسوس کے اظہار کے لئے کپڑوں کو سیاہ اور سیاہی مائل بھورے رنگ میں رنگنا جائز نہیں ہے (ب) صدر الاسلام کا قول ہے کہ وفات یافتہ کے گھر میں کپڑوں کو سیاہ کرنا جائز نہیں ہے [۲]	قنیہ
۳۷	(ا) امام سرخسیؒ نے کتاب الکسب میں فرمایا ہے کہ انسان کو چاہیئے کہ عام اوقات میں دھلے ہوئے کپڑے پہنے (ب) اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کے اظہار کے لئے بعض اوقات احسن لباس پہنے (ج) البتہ (احسن لباس) ہر وقت نہ پہنے اس لئے کہ اس سے محتاجوں کو ایذا پہنچتی ہے [۳]	خلاصہ
۳۸	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح جب سردی دور کرنے کے لئے ایک جبہ کفایت کرتا ہو تو دو یا تین جبوں کا مظاہرہ نہ کرنا چاہیئے اس لئے کہ ایسا کرنا محتاجوں کو ایذا دیتا ہے اور ایسا دوسروں کی ایذا دہی کے سبب سے ممنوع ہے [۴]	محیط
۳۹	اور دثارہ (یعنی میل کچیل والا لباس) بلا خوف مکروہ ہے [۵]	غیاثیہ
۴۰	مرد کے لئے المخرفجة پاجامہ پہننا مکروہ ہے اور المخرفجة ایسا پاجامہ ہے جو قدموں کی پشت تک (لٹکتا) ہو [۶]	فتاویٰ عتابیہ
۴۱	بعض مشائخ رحؒ سے مروی ہے کہ پیوند لگا ہوا اور موٹا کپڑا پہننا اسلام کی سنت ہے [۷]	غرائب
۴۲	شلوار کا پہننا سنت ہے اور یہ مردوں اور عورتوں کے لئے زیادہ پردہ دار ہے [۸]	غرائب
۴۳	(ا) غریب الروایة میں ہے کہ عورت کے لئے اپنے گھر میں جبکہ وہ اکیلی ہو سر ننگا کرنا جائز ہے (ب) لیکن اس کے لئے اپنے محرموں کے سامنے (اپنے سر پر) ایسے پتلے کپڑے کی اوڑھنی، اوڑھنا جس میں اس کے نیچے کا بدن دکھائی دیتا ہو بطریق اولیٰ جائز ہے	قنیہ
۴۴	(ا) مردوں کے لئے حکم یہ ہے کہ (لباس میں) کپڑوں کو چھوٹا (یعنی لمبائی میں کم رکھنا) سنت ہے اور تہبند اور قمیص کو (ضرورت سے زائد) لٹکانا بدعت ہے اور مردوں کی ازار (یعنی تہبند) ٹخنوں سے اوپر نصف پنڈلی تک ہونا چاہیئے (ب) اور عورتوں کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ اپنی ازار کو مردوں کی ازار کی نسبت نیچے تک لٹکائیں تا کہ وہ عورتوں کے قدم کی پشت کو چھپائے۔ (ج) اور مرد کا اپنی ازار کو ٹخنوں کے نیچے تک لٹکانا اگر بنا بر تکبر نہ ہو تو اس میں کراہت تنزیہی ہے [۹]	غرائب

[۱] حکم نمبر ۴۲ تا ۴۵ / ۱۰۹۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[۹] چنانچہ اشعة اللمعات میں ہے کہ جر و اسبال جو کہ حرام اور مکروہ ہے صرف ازار میں ہی نہیں جیسا کہ متعارف ہے بلکہ قمیص اور عمامہ میں بھی ہے۔ قمیص میں قدر حاجت سے زیادہ دامن اور آستین کی لمبائی اور اسی طرح عمامہ کی لمبائی الخ مفہوم فی الجملہ ملخصاً ماخوذ از اشعة اللمعات شرح مشکوٰة ج ۳ ص ۵۴۳۔ نیز عمامہ کے متعلق حکم نمبر ۲ تا ۴ / ۱۰۹۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع في اللبس ما يكره من ذلك وما لا يكره	حوالہ
۱۰۹۰ ۴۵	واختلف في السدل في غير الصلوة فقيل يكره بدون القميص و لا يكره على القميص و فوق الازار و قيل يكره كما في الصلوة والصحيح قول ابي جعفر رح انه لا يكره	كذا في القنية
۴۶	عن ابي حنيفة رح لا بأس بلبس قلنسوة الثعالب	كذا في المبسوط
۴۷	وكان على ابي حنيفة رح سنجاب	كذا في الغياثية
۴۸	وعلى الضحاك رح قلنسوة سمور	كذا في الغياثية
۴۹	عن ابي حنيفة رح انه قال لا بأس بالفرو من السباع كلها وغير ذلك من الميتة المدبوغة والمذكاة وقال ذكاتها دباغها	كذا في المحيط
۵۰	ولا بأس بجلود النمر والسباع كلها اذا دبغت ان يجعل منها مصلى او ميثرة السرج	كذا في الملتقط
۵۱	ولا بأس بخرقة الوضوء والمخاط	كذا في الكافي
۵۲	وفي الجامع الصغير يكره الخرقة التي تحمل فيمسح بها العرق لانها بدعة محدثة والصحيح انه لا يكره وحاصله ان من فعل شيئاً من ذلك تكبرا فهو مكروه ومن فعل ذلك لحاجة وضرورة لم يكره	كذا في الكافي

۱ جیسا کہ حکم نمبر ۳۱/۱۸۰ میں ہے اور نماز میں سدل کے متعلق حکم نمبر ۲۷ تا ۳۰/۱۸۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۲ حکم نمبر ۴۶ تا ۵۰/۱۰۹۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۳ السِنجاب والسُنجاب یعنی چوہے سے بڑا ایک جانور جس کی دم گھنے بالوں والی اور اٹھی ہوتی ہے اس کی کھال سے پوستین تیار کرتے ہیں۔ ماخوذ از المنجد صفحہ ۵۹۴ (مترجم)

۴ السمور یعنی نیولے سے مشابہ اور اس سے قدرے بڑا ایک جانور ہے اس کی کھال سے قیمتی پوستین تیار کی جاتی ہے۔ ماخوذ از المنجد صفحہ ۵۸۸ (مترجم)

۵ ذکاۃ یعنی ذبح کے متعلق حکم نمبر صفحہ ۱۰۵۳ تا صفحہ ۱۰۵۶، ۴۸/۴۳ اور دباغت کے متعلق حکم نمبر ۴۶، ۴۷/۴۳، ۱/۹۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات دستی نمبر	نواں باب، لباس میں جو مکروہ ہے اور جو نہیں اسکے احکام کا بیان — لباس میں جو مکروہ ہے اور جو نہیں اسکے احکام	حوالہ
۱۰۹۰ ۴۵	(أ) السدل (یعنی کپڑے کو بدن پر بغیر باندھے لٹکانا) نماز کے علاوہ ہو تو اس کے حکم میں اختلاف ہے بعض کا قول یہ ہے کہ قمیص کے بغیر ہونے کی صورت میں مکروہ ہے اور قمیص پر ادر ازار (یعنی تہبند) پر مکروہ نہیں ہے (ب) بعض کا قول ہے کہ مکروہ ہے جیسا کہ نماز میں مکروہ ہے (ج) صحیح قول شیخ ابوجعفرؒ کا ہے کہ (سدل نماز کے علاوہ) مکروہ نہیں ہے [1]	قنیہ۔
۴۶	امام ابو حنیفہؒ سے مروی ہے کہ لومڑی کی (دباغت شدہ) کھال کی ٹوپی پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے [2]	مبسوط
۴۷	امام ابوحنیفہؒ (کے بدن) پر سنجاب (جانور کی پوستین) تھی [3]	غیاثیہ
۴۸	شیخ ضحاکؒ پر سمور (جانور) کی ٹوپی تھی [4]	غیاثیہ
۴۹	(أ) امام ابوحنیفہؒ سے مروی ہے کہ سب درندوں اور اس کے علاوہ مردار کی کھال جو دباغت دادہ اور ذکاۃ یافتہ (یعنی اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح شدہ جانور) ہو اس کی پوستین (پہننے) میں کوئی حرج نہیں (ب) اور فرمایا کہ کھال کی ذکاۃ اس کی دباغت ہے [5]	محیط
۵۰	چیتے اور تمام درندہ جانوروں کی کھال کو جب دباغت دی جائے تو اس سے مصلیٰ بنانے یا زین کا میثرہ (یعنی سوار کا تکیہ) بنانے میں کوئی حرج نہیں [6]	ملتقط
۵۱	وضو کرنے اور ناک سنکنے کے (بعد) استعمال کے لئے کپڑے کا ٹکڑا بنا لینے میں کوئی حرج نہیں [7]	کافی
۵۲	(أ) الجامع الصغیر میں ہے کہ کپڑے کا ایسا ٹکڑا بنا لینا کہ اس سے پسینہ پونچھا کرے یہ بدعت محدثہ (یعنی نئی نکالی ہوئی چیز) ہے (ب) اور صحیح حکم یہ ہے کہ یہ مکروہ نہیں ہے (ج) اور اس کا ماحصل یہ ہے کہ اگر کسی نے ایسا امر ازراہ تکبر کیا تو وہ مکروہ ہے اور جس نے ایسا امر کسی حاجت اور ضرورت کے لئے کیا تو مکروہ نہیں ہے [8]	کافی

[6] مرقاۃ میں ہے کہ میثرہ یا لکروجی وسادۃ صغیرۃ حمراء یجعلها الراکب تحتہ یعنی میثرہ سرخ رنگ کا چھوٹا تکیہ ہے جسے سوار اپنے نیچے رکھتا ہے۔ ماخوذ از مرقاۃ حاشیہ مشکوۃ کتاب اللباس ص ۳۷۶ (مترجم)

[7] حکم نمبر ۵۱/۱۰۹۰ تا ۶۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[8] حکم نمبر ۵۱/۱۰۹۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی اللبس مایکرہ من ذلك وما لایکرہ　اللبس مایکرہ من ذلك وما لا	حوالہ
٥٣/١٠٩٠	قال هشام رحمه الله فی نوادرہ رأیت علی ابی یوسف رحمه الله نعلین مخصوفین بمسامیر الحدید فقلت له أترٰی بهذا الحدید بأسا فقال لا فقلت له ان سفیان رحمه الله وثور بن یزید رحمه الله کرها ذلك لانه تشبه بالرهبان فقال ابو یوسف رحمه الله کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یلبس النعال التی لها شعور وانها من لباس الرهبان فقد اشار الی ان صورة المشابهة فیما یتعلق به صلاح العباد لا تضر وقد تعلق بهذا النوع من الاحکام صلاح العباد فان من الاراض ما لا یمکن قطع المسافة البعیدة فیها الا بهذا النوع من الاحکام	کذا فی المحیط فی المتفرقات
٥٤	امرأة لها صندلة فی موضع قد مها سمك متخذ من غزل الفضة وذلك الغزل مما یخلص حل لها استعمالها قال عین الائمة الکرابیسی رحمه الله یکرہ	کذا فی القنیة
٥٥	وفی شرح الطحاوی واما الفضة فی المکاعب فیکرہ فی روایة عن ابی یوسف رحمه الله وعندهما لا یکرہ	کذا فی القنیة
٥٦	لا بأس بان یکون فی بیت الرجل ستر من دیباج وفرش من دیباج للتجمل لا یقعد علیها ولا ینام علیها نص محمد لان المحرّم الانتفاع والانتفاع فی القعود والنوم علی الفرش	کذا فی الکبری
٥٧	اتخاذ النعل من الخشب بدعة	کذا فی القنیة
٥٨	وعن ابی القاسم المصفّر الخف الاحمر خف فرعون	کذا فی القنیة
٥٩	والخف الابیض خف هامان	کذا فی القنیة

[1] اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ٤٨/١٠٩١ نیز ٢١، ٤٩/١٠٩١ اور ١ تا ٢٠/٥٠٢ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] حکم نمبر ١٢، ٢٣٦/١٠٩١ نیز ١٨/١٠٩١ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)
[3] المکعبة یعنی کھجور کے پتوں کی بنی ہوئی زنبیل جو کھجوریں رکھنے کے کام آتی ہے۔ ماخوذ از المنجد صفحہ ١١٠٠ حکم نمبر ٥٢/١٠٩٠ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	نواں باب اللباس میں جو مکروہ ہے اور جو نہیں اس کے احکام — لباس میں جو مکروہ ہے اور جو نہیں اسکے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۰ ۵۳	شیخ ہشامؒ نے اپنی نوادر میں فرمایا کہ میں نے امام ابو یوسفؒ کو دو ایسے جوتے پہنے دیکھا جو لوہے کی کیلوں سے احاطہ شدہ تھیں تو میں نے کہا کہ کیا آپ لوہے کی ان میخوں (کے استعمال) میں حرج سمجھتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ نہیں، میں نے کہا کہ شیخ سفیانؒ اور شیخ ثور بن یزیدؒ ایسا کرنا مکروہ قرار دیتے ہیں اس لئے کہ یہ رھبان (یعنی یہود درویشوں) کے مشابہ ہے تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے جوتے پہنتے تھے کہ ان پر بال تھے اور ایسے جوتے بھی رھبان کا پہناوا ہے۔ تو آپ نے اس طرف اشارہ کیا کہ (غیر مسلموں سے) ایسے امور میں ظاہری مشابہت جس سے بندوں کی بہتری کا تعلق ہو مضر نہیں ہوتی اور (جوتوں میں) اس قسم کی مضبوطی کرنے میں بندوں کے لئے بہتری کا تعلق ہے اسلئے کہ بعض زمینیں ایسی ہوتی ہیں کہ اس قسم کی مضبوطی کے بغیر ان میں لمبا سفر کرنا ممکن نہیں ہوتا [1]	محیط
۵۴	(۱) کسی عورت کے پاس ایک صندلی (یعنی کرسی) جس کے پاؤں کی جگہ ایک مچھلی چاندی کے تاروں کی بنی ہوئی ہے اور وہ تار ایسے ہیں کہ علیحدہ ہو سکتے ہیں تو اس صورت میں اس کا استعمال جائز ہے (ب) عین الائمہ الکرابیسیؒ کا قول ہے کہ (اس کا استعمال) مکروہ ہے [2]	قنیہ
۵۵	(۱) شرح الطحاوی میں ہے کہ المکاعب (یعنی زنبیل) میں چاندی لگانا امام ابو یوسفؒ سے ایک روایت میں مکروہ ہے (ب) اور ان دونوں (یعنی امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ) کے ہاں مکروہ نہیں ہے [3]	قنیہ
۵۶	(۱) کسی شخص کے گھر میں خوبصورتی کے لئے دیباج (ریشم) کا پردہ لٹکا ہوا اور دیباج کا ایسا بچھونا بچھا ہو جس پر وہ نہ بیٹھتا ہے اور نہ اس پر سوتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں (ب) امام محمدؒ نے صراحتاً بیان فرمایا ہے کہ (استعمال کے لئے حرام قرار پانے میں) حرام شدہ سے نفع اٹھانا (حرام) ہے اور مذکورہ صورت میں نفع اٹھانا اس بچھونے پر بیٹھنے اور اس پر سونے سے ہے [4]	کبری
۵۷	لکڑی کے جوتے بنانا بدعت (یعنی نئی چیز) ہے	قنیہ
۵۸	شیخ ابو القاسم الصفارؒ سے مروی ہے کہ سرخ رنگ کا جوتا، فرعون کا جوتا تھا۔ [5]	قنیہ
۵۹	اور (آپ سے یہ بھی مروی ہے کہ) سفید رنگ کا جوتا ہامان (یعنی فرعون کے وزیر) کا تھا	قنیہ

[4] حکم نمبر ۱۳/۱۱۰۲ نمبر ۱۶/۱۰۹۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[5] حکم نمبر ۵۸ تا ۶۰/۱۰۹۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وثیق نمبر	الباب التاسع فی اللبس مایکرہ من ذلك وما لایکرہ اللبس مایکرہ من ذلك وما لا	حـوالـہ
۱۰۹۰ ۶۰	والخف الاسود خف العلماء ولقد لقیت عشرین من کبار فقهاء بلخ فمارأیت لاحدهم خفا ابیض ولا احمر ولاسمعت انه امسکه وروی انه علیه الصلوٰة والسلام امسک خفا اسود اهدی له خفان اسودان فقبض ولبس والله اعلم۔	کذا فی القنیة

دفعات وشق نمبر		نواں باب، اللباس میں جو مکروہ ہے اور جو نہیں اسکے احکام لباس میں جو مکروہ ہے اور جو نہیں اسکے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۰	۶۰	(و) اور (آپ سے یہ بھی مروی ہے کہ) سیاہ رنگ کا جوتا، علماءؒ کا جوتا ہے (ب) اور میں نے بلخ کے بڑے فقہاءؒ میں سے بیس سے ملاقات کی تو میں نے ان میں سے کسی کا جوتا سفید رنگ یا سرخ کا نہیں دیکھا اور نہ میں نے یہ سنا کہ (ان میں سے) کسی نے اپنے پاس ایسا جوتا رکھا ہوا ہے (ج) اور روایت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس وہ سیاہ جوتا رکھا جو کہ آپ کی خدمت میں دو سیاہ جوتے تحفۃً دیئے گئے تھے آپ نے انہیں لیا اور پہنا واللہ اعلم	قنیہ

دفعات وشق نمبر	الباب العاشر فی استعمال الذهب والفضة — استعمال الذهب والفضة	حواله
	بسم الله الرحمٰن الرحيم	
	# الباب العاشر، فی استعمال الذهب والفضة	
	دفعات ١٠٩١ تا ١٠٩١، عنوان ١ ، تعداد شق ٥٢	
١٠٩١	## استعمال الذهب والفضة ، تعداد شق ٥٢	
١	يكره الاكل والشرب والادهان والتطيب فی آنية الذهب والفضة للرجال والصبيان والنساء	كذا فی السراجية
	قالوا وهذا اذا كان يصب الدهن من الآنية على رأسه او بدنه اما اذا ادخل يده فی اناء واخرج منها الدهن ثم استعمله فلا بأس به و كذلك اذا اخذ الطعام من القصعة ووضعه على خبز او ما اشبه ذلك ثم أكل لا بأس به	كذا فی المحيط
	ويكره ان يدهن راسه بمدهن فضة وكذا ان صب الدهن على راحته ثم يمسه على راسه او لحيته	كذا فی الغياثية
٢	وفی الغالية لا بأس به ولا يصب الغالية على الرأس من المدهن	كذا فی الغياثية

له حکم نمبر ١٤٠٠٧ تا ١ / ١٠٩١ ملاحظہ ہوں (مترجم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دسواں باب، سونے اور چاندی کے استعمال کے احکام

دفعات ۱۰۹۱ تا ۱۰۹۱، عنوان ۱، تعداد شق ۵۲

۱۰۹۱ سونے اور چاندی کا استعمال اور اس میں ۵۲ شقیں ہیں

۱ (ا) مردوں، عورتوں اور بچوں کے لئے سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا اور ان میں سے تیل اور خوشبو لگانا مکروہ ہے — سراجیہ

(ب) مشائخ رح نے فرمایا ہے کہ یہ (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے کہ (مثلاً) جب وہ تیل اس برتن (یعنی سونے یا چاندی کے برتن) سے اپنے بدن یا اپنے سر پر انڈیلے (ج) اور اگر کسی شخص نے اس برتن میں اپنا ہاتھ ڈال کر اس سے تیل نکالا پھر (اپنے ہاتھ میں سے) اسے (سر یا بدن پر) استعمال کیا تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں (د) اسی طرح اگر کسی نے اس پیالے (یعنی سونے یا چاندی کے پیالے) سے طعام نکالا اسے روٹی یا اس کی مانند چیز پر رکھا اور پھر اس طعام سے کھایا تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں — محیط

(س) اور یہ مکروہ ہے کہ کوئی شخص چاندی کی کپّی سے تیل اپنے سر پر ڈالے (س) اسی طرح اگر کسی نے (سونے یا چاندی کے برتن میں ہاتھ ڈالنے کی بجائے) اس برتن سے تیل ہتھیلی پر انڈیلا پھر اسے اپنے سر یا داڑھی پر ملا تو یہی حکم ہے (یعنی مکروہ ہے) لہ — غیاثیہ

۲ اور غالیہ (خوشبو) کی صورت میں (اس برتن سے نکالنے اور پھر بدن پر ملنے میں) کوئی حرج نہیں

دفعات وشق نمبر		الباب العاشر فی استعمال الذهب والفضة — استعمال الذهب والفضة	حواله
۱۰۹۱			
	۳	ویکره الاکل بملعقة الذهب والفضة	کذا فی الغیاثیة
	۴	وعلی خوان الذهب والفضة	کذا فی الغیاثیة
	۵	والوضوء من طست الذهب والفضة وکذا الابریق من ذلک	کذا فی الغیاثیة
	۶	وکذا الاستجمار من مجمر الذهب والفضة	کذا فی الغیاثیة
	۷	الا ان یکون للتجمل	کذا فی الغیاثیة
	۸	وکذا لا یجوز الاکتحال بمیل الذهب والفضة	کذا فی السراج الوهاج
	۹	وکذا المکحلة	کذا فی السراج الوهاج
	۱۰	وکل ما کان یعود الانتفاع به الی البدن	کذا فی السراج الوهاج
	۱۱	ویکره ان یتوضأ فی طست من الذهب والفضة	کذا فی فتاوی قاضیخان
	۱۲	یکره الجلوس علی کرسی الذهب والفضة والرجل والمرأة فی ذلک سواء	کذا فی السراجیة
	۱۳	یکره النظر فی المرأة المتخذة من الذهب او الفضة	کذا فی السراجیة
	۱۴	ویکره ان یکتب بالقلم المتخذ من الذهب او الفضة	کذا فی السراجیة
	۱۵	او من دواة کذلک ویستوی فیه الذکر والانثی	کذا فی السراجیة
	۱۶	لا بأس بان یکون فی بیت الرجل اوانی الذهب والفضة للتجمل لا لیشرب	

۱ه حکم نمبر ۱۷،۱/۱۰۹۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ه حکم نمبر ۱۱/۱۰۹۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

۳ه حکم نمبر ۱۸/۱۰۹۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ه حکم نمبر ۱ تا ۷/۱۰۹۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵ه حکم نمبر ۵/۱۰۹۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	دسواں باب، سونے اور چاندی کے استعمال کے احکام — سونے اور چاندی کے استعمال کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۱	اور غالیہ برتن سے سر پر انڈیلا نہیں جاتا[۱]	غیاثیہ
۳	سونے اور چاندی کی چمچ سے کھانا مکروہ ہے	غیاثیہ
۴	اور اسی (مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح یہی حکم سونے اور چاندی کے دسترخوان (پر کھانے) کے متعلق ہے (کہ مکروہ ہے)	غیاثیہ
۵	(ا) اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم سونے اور چاندی کے طشت سے وضو کرنے کے متعلق ہے (ب) اور اسی طرح (سونے اور چاندی کے) ابریق (یعنی دستہ والے لوٹے) کے متعلق ہے (کہ اس سے وضو کرنا مکروہ ہے)[۲]	غیاثیہ
۶	اور (اسی مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح یہی حکم سونے اور چاندی کے انگیٹھی میں دھونی سے متعلق ہے (کہ مکروہ ہے)[۳]	غیاثیہ
۷	لیکن اگر (مذکورہ مندرجہ ۱تا۶/۱۰۹۱ میں سے) کوئی چیز (محض) خوبصورتی کے لئے ہو (استعمال کے لئے نہ ہو) تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی محض خوبصورتی کے لئے رکھنا مکروہ نہیں ہے)[۴]	غیاثیہ
۸	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم سونے اور چاندی کی سلائی سے سرمہ لگانے کا ہے (یعنی مکروہ ہے)	سراج وہاج
۹	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم سونے اور چاندی کی سرمہ دانی (سے سرمہ لگانے) کا ہے (یعنی مکروہ ہے)	سراج وہاج
۱۰	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم (سونے چاندی کی) ہر اس چیز کے متعلق ہے جس سے بدن کو نفع پہنچے (اس کا استعمال مکروہ ہے)	سراج وہاج
۱۱	یہ مکروہ ہے کہ کوئی شخص سونے یا چاندی کے طشت میں وضو کرے[۵]	قاضیخان
۱۲	سونے یا چاندی کی کرسی پر بیٹھنا مکروہ ہے اور اس حکم میں مرد اور عورت برابر ہیں[۶]	سراجیہ
۱۳	سونے یا چاندی سے بنے ہوئے (چوکھٹے والے) شیشہ میں دیکھنا مکروہ ہے[۷]	سراجیہ
۱۴	سونے یا چاندی کے بنے ہوئے قلم سے لکھنا مکروہ ہے	سراجیہ
۱۵	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح (سونے یا چاندی سے بنی ہوئی) دوات (سے لکھنے) کا حکم ہے (یعنی مکروہ ہے)	سراجیہ
۱۶	اس میں کوئی حرج نہیں کہ کسی شخص کے گھر میں سونے یا چاندی کے برتن خوبصورتی کے لئے ہوں	

[۶] حکم نمبر ۴۲/۱۰۹۰ ، ۵۵،۵۲/۱۰۹۰ ، ۳۷،۲۳/۱۰۹۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)
[۷] حکم نمبر ۱۸/۱۰۹۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب العاشر فی استعمال الذهب والفضة — استعمال الذهب والفضة	حوالہ
۱۰۹۱	منها نص محمدؒ لان المحرم الانتفاع والانتفاع فی الاوانی الشرب	کذا فی کبری
۱۷	ثم الذی اتخذ من الفضة من الاوانی کل ما ادخل یده فیه واخرج ثم استعمل لا بأس وکل مایصب من الآنیة مثل الاشنان والدهن والغالیة ونحوه فکان مکروها	کذا فی الحاوی للفتاوی
۱۸	ولا بأس بالأکل والشرب من اناء مذهب ومفضض اذا لم یضع فاه على الذهب والفضة وکذا المضبب من الاوانی والکراسی والسریر اذا لم یقعد على الذهب والفضة وکذا فی حلقة المرآة من الذهب والفضة وکذا المجمر واللجام والسرج والثفر والرکاب اذا لم یقعد علیه وعن ابی یوسفؒ انه کره جمیع ذلك وقیل محمدؒ معه وقیل مع ابی حنیفة رح	کذا فی التمرتاشی
	فی الزاد والصحیح قول ابی حنیفة رح	کذا فی المضمرات
۱۹	ولا یکره لبس ثیاب کتب علیه بالذهب والفضة وکذلك استعمال کل مموّه لانه اذا ذوّب لم یخلص منه شیٔ	کذا فی الینا بیع
	وقال ابو یوسفؒ لا ینبغی للرجل ان یلبس ثوبا فیه کتابة من ذهب اوفضة	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۰	اذا کان فی نصل السکین او فی قبضة السیف فضة قال ابوحنیفة رح ان اخذ السکین من موضع الفضة یکره والا فلا وقال ابویوسفؒ یکره مطلقا واما التمویه الذی لا یخلص فلا بأس به بالاجماع	کذا فی الکافی

۱؎ حکم نمبر ۱۱/۱۱۰۲ ملاحظہ ہو نیز حکم نمبر ۵۶/۱۰۹۰، ۱۳/۱۱۰۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۱، ۲/۱۰۹۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۳؎ ضبب یعنی حادی ہونا، مضبوطی سے پکڑنا۔ ماخوذ از المنجد ص۱۱۷ اور المضبب یعنی مضبوط کردہ الثفر یعنی زین کے پچھلے حصہ کا تسمہ۔ ماخوذ از المنجد ص۱۵۹، حکم نمبر ۱۹، ۵۴، ۵۵/۱۰۹۰، ۶، ۱۳، ۱۸ تا ۲۷، ۳۰/۱۰۹۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	دسواں باب، سونے اور چاندی کے استعمال کے احکام کا بیان — سونے اور چاندی کے استعمال کے احکام	حوالہ
۱۰۹۱	وہ ان (برتنوں) سے پیتا نہیں ہے یہ امام محمدؒ نے صراحتاً بیان کیا ہے۔ اس لئے کہ (ان کے حرام قرار پانے میں) ان سے نفع اٹھانا حرام ہے اور (مذکورہ صورت میں) نفع اٹھانا ان پیالوں میں پینا ہے[1]	کبریٰ
۱۷	(ا) پھر (واضح ہو کہ) جو برتن چاندی سے بنے ہوں تو ہر ایسی چیز کہ جسے اس نے اس برتن میں اپنا ہاتھ ڈال کر نکالا اور پھر استعمال کیا تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں (ب) اور ہر ایسی چیز کہ جسے (استعمال کرنے میں اس چاندی کے) برتن سے انڈیلا جائے مثلاً اشنان، تیل، خوشبو اور اس کی مانند تو (سونے چاندی کے برتن کا یوں استعمال) مکروہ قرار پاتا ہے[2]	حاوی
۱۸	(ا) سونا اور چاندی لگے ہوئے برتن میں کھانے میں کوئی حرج نہیں جب کہ وہ سونے اور چاندی پر اپنا منہ نہ رکھے۔ اسی طرح مضبب (یعنی سونا چاندی جڑے ہوئے) برتنوں، کرسیوں چارپائی جب کہ سونے اور چاندی پر نہ بیٹھے اور اسی طرح سونے اور چاندی سے بنا ہوا شیشہ کا چوکھٹا اور اسی طرح انگیٹھی، لگام، زین، ثفر (یعنی زین کا تسمہ) رکاب جب کہ اس پر نہ بیٹھے تو یہی حکم ہے (یعنی کوئی حرج نہیں ہے (ب) اور امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ یہ سب مکروہ ہیں (ج) اور بعض کا قول ہے کہ (اس میں) امام محمدؒ امام ابو یوسفؒ کے ساتھ ہیں اور بعض کا قول یہ ہے کہ (اس میں) امام محمدؒ، امام ابو حنیفہؒ کے ساتھ ہیں	تمرتاشی
	(د) اور الزاد میں ہے کہ (اس میں) صحیح قول امام ابو حنیفہؒ کا ہے[3]	مضمرات
۱۹	(ا) ایسے کپڑے پہننا مکروہ نہیں ہے جس پر سونے اور چاندی سے لکھا ہوا ہو (ب) اسی طرح (سونے اور چاندی سے) ہر ملمع شدہ چیز کے استعمال کے متعلق یہی حکم ہے (یعنی مکروہ نہیں ہے) اس لئے کہ جب وہ گلائی جائے تو اس (سونے، چاندی) سے کوئی خاص شئی الگ حاصل نہیں ہوتی	ینابیع
	(ج) امام ابو یوسفؒ کا قول ہے کہ مرد کو ایسا کپڑا نہیں پہننا چاہیے جس میں سونے یا چاندی سے لکھا ہوا ہو[4]	قاضیخان
۲۰	(ا) جب چھری کے نصل (یعنی پھال کی چوٹی) یا تلوار کے قبضہ میں چاندی لگی ہو تو اس (کے حکم) کے متعلق امام ابو حنیفہؒ کا قول یہ ہے کہ اگر اس نے (مثلاً) چھری کو چاندی والی جگہ سے پکڑا تو مکروہ ہے ورنہ نہیں (ب) امام ابو یوسفؒ کا قول یہ ہے کہ مطلقاً مکروہ ہے (ج) اور (سونے اور چاندی سے) ملمع کرنا جس سے کوئی خاص شئی الگ حاصل نہیں ہوتی تو اس (ملمع شدہ) کے	

[2] حکم نمبر ۱۸/۱۰۹۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب العاشر فی استعمال الذهب والفضة — فی استعمال الذهب والفضة	حوالہ
۱۰۹۱	وفی السیر لا ینبغی ان یحلی السیف بذهب وان کان فی الحرب لان الحلیة لا ینتفع بها فی الحرب وانما هی للزینة قال عفا الله عنه فاذا کان هذا فی السیف ففی حمائله اولی	کذا فی التمرتاشی
	ولا بأس بحلیة السیف وحمائله والمنطقة من فضة لا من الذهب	کذا فی الوجیز للکردری
	لو کان سکین مفضضا کله مشدود بالذهب او الفضة یکره الانتفاع به الا اذا کان علی طرف المقبض بحیث لا تقع یده علیه	کذا فی محیط السرخسی
	وقیل هذا الجواب فی الفضة علی احدی الروایتین وفی التهذیب لا یجوز تحلیة السکین القلم والمهنة والمقراض والمقلمة والدواة والمرآة بالذهب وهل یجوز بالفضة فیه وجهان وتحلیة السکین الذی هو للحرب مباح وتکره الفضة فی المکاتب فی روایة ابی یوسف[۲] خلافا لهما[۳]	کذا فی التمرتاشی
۲۱	ولا بأس بمسامیر ذهب او فضة ویکره الباب منه	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۲	ولا بأس بان یشرب من کف فی خنصره خاتم ذهب	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۳	والنساء فیما سوی الحلی من الاکل والشرب والادهان من الذهب والفضة والقعود بمنزلة الرجال	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۴	وقد قال بعض مشائخنا[۴] فی الشرب من القصعة المضبة من الذهب	

[۱] النصل یعنی چھری کا پھال، نصل الرأس یعنی سر کی چوٹی، مفہوم ماخوذ از المنجد ص۱۲۸۶ (مترجم)

[۲] حکم نمبر ۱۹/۱۰۹۰ اور ۱۸/۱۰۹۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۳] حکم نمبر ۱۸/۱۰۹۱ مع حاشیہ، ۱۶/۳۰۳ کا تیسرا حاشیہ اور ۴۴/۱۰۹۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	دسواں باب، سونے اور چاندی کے استعمال کے احکام — سونے اور چاندی کے استعمال کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۱	استعمال کرنے میں بالاجماع کوئی حرج نہیں ۱ے	کافی
	(د) السیر میں ہے کہ تلوار کو سونے کا زیور نہیں لگانا چاہیے اگرچہ جنگ میں ہو اس لئے کہ (تلوار کو) زیور لگانے سے جنگ میں کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ وہ زینت ہے (ر) مؤلف عفا اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ جب تلوار کے متعلق یہ حکم ہے تو اس کی حمائل (یعنی پرتلہ) کے متعلق یہ حکم بطریق اولیٰ ہے	تمرتاشی
	(س) تلوار، اس کی حمائل اور پیٹی میں چاندی کا زیور لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ سونے کے متعلق یہ حکم نہیں ہے	وجیز للکردری
	(ص) اگر پوری چھری پر پچہ کاری کی گئی ہو وہ سونے اور چاندی سے بندی ہوئی ہو تو اس سے نفع اٹھانا مکروہ ہے، لیکن اگر وہ مقامِ گرفت سے ایک طرف ہو کہ اس (سونے چاندی) پر ہاتھ نہیں پڑتا تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر مکروہ نہیں ہے)	محیط سرخسی
	(ط) بعض کا قول یہ ہے کہ یہ (مذکورہ) جواب دو روایتوں میں سے ایک کے بموجب چاندی کی صورت میں ہے (ع) اور التہذیب میں ہے کہ قلم بنانے اور گھریلو کام کے لئے چھری، قینچی قلمدان، دوات اور شیشہ کو سونے سے زیور لگانا جائز نہیں ہوتا اور کیا انہیں (یعنی مذکورہ کو) چاندی سے زیور لگانا جائز ہے اس میں (حکم) دو طرح ہے اور وہ چھری جو جنگ کے لئے ہو اسے چاندی کا زیور لگانا مباح ہے (ف) اور مکاتب (یعنی خطوط) میں چاندی لگانا مکروہ ہے یہ امام ابو یوسفؒ کی روایت میں حکم ہے اور (اس میں) ان دونوں (یعنی امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ) کا اختلاف ہے (یعنی طرفین کے ہاں مکروہ نہیں ہے) ۲ے	تمرتاشی
۲۱	(و) سونے یا چاندی کی میخیں لگانے میں کوئی حرج نہیں (ب) اور اس سے (یعنی سونے چاندی سے) دروازہ بنانا مکروہ ہے ۳ے	قاضیخان
۲۲	اس میں کوئی حرج نہیں کہ مرد اس ہتھیلی سے پانی پیئے جس کی چھنگلیا میں سونے کی انگوٹھی لگی ہو ۴ے	قاضیخان
۲۳	عورتیں زیور کے سوا (یعنی سونے چاندی کے زیورات پہننے کے جواز کے سوا) باقی امور میں (مثلاً) سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے، ان سے تیل لگانے اور (سونے چاندی کو کرسی پر) بیٹھنے کے متعلق (عدم جواز کے احکام میں) مردوں کی طرح ہیں ۵ے	قاضیخان
۲۴	(ؤ) ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ ایسے پیالے سے پینا جو سونے کے ایسے پتھروں اور چاندی	

۴ے حکم نمبر ۱۸/۱۰۹۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

۵ے حکم نمبر ۱۸/۱۰۹۱ مع حاشیہ نیز ۱۲، ۳۷/۱۰۹۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب العاشر فی استعمال الذھب والفضة — استعمال الذھب والفضة	حوالہ
۱۰۹۱	العریض و الفضة العریضة یجعل علی وجه الباب وما اشبه ذلك اما الضباب علی القصعة اذا کانت لتقوم القصعة بھا لا للزینة لا بأس بوضع الفم علی الضباب وان کانت الضباب لاجل الزینة لا لتقوم القصعة بھا کرہ وضع الفم علی الضباب	کذا فی الذخیرة
۲۵	وھذا القائل یستدل بمسئلة ذکرھا محمدؒ فی السیر فی باب الانفال وصورتھا اذا قال الامیر للجند من اصاب ذھبا او فضة فھو له فاصاب رجل قصعة مضبة بالذھب او الفضة او قدحا مضبا فان کانت الضباب لزینة القصعة لا لتقوم القصعه بھا کانت الضباب للمنفل له وان کانت الضباب لتقوم القصعة بھا بحیث لو نزعت الضباب لا تبقی القصعة لم تکن الضباب للمنفل له	کذا فی الذخیرة
۲۶	ولا بأس بالجوشن والبیضة من الذھب والفضة فی الحرب	کذا فی خزانة المفتین
۲۷	ولا بأس بتمویه السلاح بالذھب والفضة	کذا فی السراجیة
۲۸	ولا بأس بآنیة العقیق والبلور والزجاج والزبرجد والرصاص	کذا فی خزانة المفتین
۲۹	ولا بأس باستعمال آنیة الیاقوت	کذا فی السراج الوھاج
۳۰	ولا بأس بالانتفاع بالاوانی المموھة بالذھب والفضة بالاجماع	کذا فی الاختیار شرح المختار
۳۱	ولا بأس بان یلبس الصبی اللؤلؤ وکذا البالغ	کذا فی السراجیة
۳۲	ویکرہ الخلال والسوار للصبی الذکر	کذا فی السراجیة
۳۳	ثم الخاتم من الفضة انما یجوز للرجل اذا ضرب علی صفة ما یلبسه الرجال اما اذا کان علی صفة خواتم النساء فمکروہ وھو ان یکون له فصان	کذا فی السراج الوھاج

ـ۱ـه تقوم الشئ یعنی سیدھا ہونا ماخوذ از المنجد صـ۱۰۵۸ـ ،حکم نمبر ۲۵/۱۰۹۱ اور ۱۸/۱۰۹۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

ـ۲ـه حکم نمبر ۲۴/۱۰۹۱ نیز استدلال میں نظیر کے متعلق حکم نمبر ۶۱/۱۱۱۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

ـ۳ـه حکم نمبر ۱۸/۱۰۹۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ـ۴ـه حکم نمبر ۱۸/۱۰۹۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات تشنمبر	دسواں باب، سونے اور چاندی کے استعمال کے احکام — سونے اور چاندی کے استعمال کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۱	کے ایسے پتروں سے جڑاؤ شدہ ہو جو اس کی لوٹنی کے طور پر یا اس کی مانند بنائے جاتے ہیں (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر وہ جڑاؤ اس پیالے کے تقوّم (یعنی اس کو ٹھیک قائم رکھنے) کے لئے ہو، زینت کے لئے نہ ہو تو اس جڑاؤ پر منہ رکھ کر استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں (ب) اور اگر وہ جڑاؤ زینت کے لئے ہو وہ اس پیالے کو تقوّم کے لئے نہ ہو تو پھر اس جڑاؤ پر منہ رکھ کر استعمال کرنا مکروہ ہے [1]	ذخیرہ
۲۵	(د) اس (مذکورہ صورت کے حکم) کے قائل نے ایک مسئلہ (کے حکم) سے استدلال کیا ہے جسے امام محمدؒ نے السیر کے باب الانفال (یعنی غنیمت پانے کے باب) میں ذکر کیا ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ جب کسی حاکم نے لشکر سے یوں کہا کہ جس نے سونا یا چاندی پایا وہ اسی کا ہوگا پس ایک (مجاہد) شخص نے سونے یا چاندی سے جڑاؤ شدہ پیالہ یا جڑاؤ شدہ گلاس پایا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر وہ جڑاؤ اس پیالے کی زینت کے لئے ہو اس پیالہ کے تقوّم (یعنی اسے ٹھیک قائم رکھنے) کے لئے نہ ہو تو وہ جڑاؤ (سونے چاندی کے حکم میں قرار پاکر) اس غنیمت پانے والے کے لئے ہوگا (ب) اور اگر وہ جڑاؤ اس پیالے کے تقوّم کے لئے ہو بایں طور کہ اگر وہ جڑاؤ اتار دیا جائے تو وہ پیالہ (قائم) باقی نہ رہے تو وہ جڑاؤ اس غنیمت پانے والے کے لئے نہ ہوگا [2]	ذخیرہ
۲۶	جنگ میں سونے چاندی کے زرہ اور خود پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے [3]	خزانۃ المفتین
۲۷	ہتھیار کو سونے چاندی سے ملمع کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے [4]	سراجیہ
۲۸	عقیق، بلور، شیشہ، زبرجد اور سیسہ کے برتن (استعمال کرنے میں) کوئی حرج نہیں ہے [5]	خزانۃ المفتین
۲۹	یاقوت کے برتن استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے [6]	سراج وہاج
۳۰	ایسے برتن جو سونے یا چاندی سے ملمع ہوں ان سے انتفاع (یعنی استعمال سے فائدہ اٹھانے میں) بالاجماع کوئی حرج نہیں ہے [7]	اختیار شرح المختار
۳۱	(ا) بچہ کو لولؤ (موتی) پہنانے میں کوئی حرج نہیں ہے (ب) اور یہی حکم بالغ کے متعلق ہے کہ (کہ اسے لولؤ پہنانے میں کوئی حرج نہیں ہے)	سراجیہ
۳۲	مذکر بچہ کو جھانجھن (یعنی پازیب) اور کنگن (یعنی کڑے) پہنانا مکروہ قرار پاتا ہے [8]	سراجیہ
۳۳	مرد کے لئے چاندی کی انگوٹھی تب جائز قرار پاتی ہے کہ جب وہ ایسی صفت پر بنائی گئی ہو کہ اس طرح کی انگوٹھی مرد پہنتے ہیں اور اگر وہ انگوٹھی عورتوں کی انگوٹھیوں کی صفت پر بنائی گئی ہو	

[5] حکم نمبر ۲۹،۳۱/۱۰۹۱ ، ۱،۲/۲۵۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) [6] حکم نمبر ۲۸/۱۰۹۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[7] حکم نمبر ۱۸/۱۰۹۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[8] اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۸/۱۰۹۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب العاشر فی استعمال الذهب والفضة — استعمال الذهب و الفضة	حوالہ
۱۰۹۱		
۳۴	وانما یجوز التختم بالفضة اذا کان علی هیئة خاتم الرجال اما اذا کان علی هیئة خاتم النساء بان یکون له فصان او ثلاثة یکره استعماله للرجال	کذا فی الخلاصة
۳۵	ویکره للرجال التختم بما سوی الفضة	کذا فی الینابیع
۳۶	والتختم بالذهب حرام فی الصحیح	کذا فی الوجیز للکردری
۳۷	وفی الخجندی التختم بالحدید والصفر والنحاس والرصاص مکروه للرجال والنساء جمیعا	کذا فی السراج الوهاج
۳۸	واما العقیق ففی التختم به اختلاف المشائخ وصحح فی الذخیرة انه لا یجوز و قال قاضیخان الاصح انه یجوز	کذا فی السراج الوهاج
۳۹	واما الیشب ونحوه فلا بأس بالتختم به کالعقیق	کذا فی العینی شرح الهدایة
۴۰	هو الصحیح	کذا فی جواهر الاخلاطی
۴۱	والتختم بالعظم جائز	کذا فی الغرائب
۴۲	ولا بأس بان یتخذ خاتم حدید قد لوی علیه فضة او البس بفضة حتی لا یری	کذا فی المحیط
۴۳	ثم الحلقة فی الخاتم هی المعتبرة لان قوام الخاتم بها ولا معتبر بالفص حتی انه یجوز ان یکون حجرا او غیره	کذا فی السراج الوهاج
۴۴	ولا بأس بسد ثقب الفص بمسمار الذهب	کذا فی الاختیار شرح المختار
۴۵	ذکر فی الجامع الصغیر و ینبغی ان تکون فضة الخاتم المثقال ولا یزاد علیه و قیل لا یبلغ به المثقال و به ورد الاثر	کذا فی المحیط
۴۶	انما یسن التختم بالفضة ممن یحتاج الی التختم کسلطان او قاض او نحوه وعند عدم الحاجة الترک افضل	کذا فی التمرتاشی
	وذکر الفقیه ابو اللیث رح کره بعض الناس اتخاذ الخاتم الا لذی سلطان واجازه عامة العلماء رح	کذا فی جواهر الاخلاطی
۴۷	واذا تختم ینبغی ان یجعل الفص الی بطن کفه لا الی ظهره بخلاف النسوان لانهن	

۱؎ حکم نمبر ۳۳ تا ۴۷/۱۰۹۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۳۳/۱۰۹۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۱۲، ۲۳، ۳۵ تا ۴۴/۱۰۹۱ نیز ۱۹/۱۱۰۸ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ صحیح اور اصح یعنی زیادہ صحیح میں اصطلاحی فرق اور حکم کے متعلق حکم نمبر ۲ب/۹۷۴ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کے ۱ کے "ج" کے (۳) کا ۷، ۸ اور ۲ کے "ج" کا (۵)، (۶) ملاحظہ ہوں نیز حکم نمبر ۳۷/۱۰۹۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	دسواں باب سونے اور چاندی کے استعمال کے احکام — سونے اور چاندی کے استعمال کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۱	تو وہ (مرد کے لئے) مکروہ ہے اور عورتوں کی انگوٹھی کے صفت یوں ہے کہ (مثلا) اس کے دو نگینے ہوں[1]	سراج وہاج
۳۴	(مردوں کے لئے) چاندی کی انگوٹھی پہننا تب جائز قرار پاتا ہے کہ جب وہ مردوں کی انگوٹھی کی ہیئت پر ہو اور جب وہ عورتوں کی انگوٹھی کی ہیئت پر ہو مثلا یہ کہ اس کے دو یا تین نگینے ہوں تو مردوں کے لئے اس کا استعمال مکروہ قرار پاتا ہے[2]	خلاصہ
۳۵	مردوں کے لئے چاندی کے علاوہ کی انگوٹھی پہننا مکروہ ہے[3]	ینابیع
۳۶	اور (مذکورہ یعنی مردوں کے لئے) سونے کی انگوٹھی پہننا صحیح حکم میں حرام ہے	وجیز للکردری
۳۷	الجندی میں ہے کہ لوہے، پیتل، تانبے اور سیسہ کی انگشتری پہننا مردوں اور عورتوں کے لیے مکروہ ہے	سراج وہاج
۳۸	(۱) عقیق کی انگشتری پہننے میں مشائخ رح کا اختلاف ہے الذخیرہ میں صحیح یہ قرار دیا گیا ہے کہ وہ جائز نہیں ہوتا اور قاضیخان کا قول یہ ہے کہ زیادہ صحیح یہ ہے کہ جائز ہوتا ہے[4]	سراج وہاج
۳۹	اور یشب (قیمتی پتھر) اور اس کی مانند کے متعلق حکم یہ ہے کہ عقیق کی طرح ان کی انگوٹھی پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے[5]	عینی شرح ہدایہ
۴۰	یہی (مذکورہ حکم) صحیح ہے[6]	جواہر الاخلاطی
۴۱	ہڈی کی انگشتری پہننا جائز ہے	غرائب
۴۲	لوہے کی ایسی انگشتری جس پر چاندی لپیٹی گئی ہو یا اسے چاندی پہنا دی گئی ہو حتی کہ لوہا نظر نہ آتا ہو تو اس کے پہننے میں کوئی حرج نہیں[7]	محیط
۴۳	انگوٹھی (کی ماہیت) میں اس کے حلقہ کا اعتبار ہے اس لئے کہ انگوٹھی کا قائم ہونا اسی سے ہے اور (اس میں) نگینہ کا اعتبار نہیں ہے حتی کہ یہ جائز ہے کہ انگوٹھی کا نگینہ پتھر کا ہو یا اس کے علاوہ کسی چیز کا ہو[8]	سراج وہاج
۴۴	(انگوٹھی کے) نگینہ کے سوراخ کو سونے کی کیل سے بند کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے[9]	اختیار شرح المختار
۴۵	(۱) الجامع الصغیر میں ہے کہ چاندی کی انگشتری مثقال بھر (وزن تک) ہو اور اس سے زیادہ نہ ہو (ب) اور بعض کا قول یہ ہے کہ وہ مثقال بھر تک نہ پہنچے، یہی ماثور ہے	محیط
۴۶	(۱) چاندی کی انگشتری انہیں مسنون ہے جنہیں مہر لگانے کی ضرورت ہوتی ہو مثلا سلطان، قاضی اور اس کی مانند (ب) اور ایسی مذکورہ ضرورت نہ ہونے کی صورت میں انگشتری پہننے کا ترک افضل ہے	تمرتاشی
	(ج) فقیہ ابو اللیث رح نے ذکر کیا ہے کہ بعض (اہل علم) لوگوں کے ہاں صاحب حکومت کے علاوہ کے لئے انگشتری بنانا مکروہ ہے (د) اور عام علماء رح نے اسے جائز قرار دیا ہے	جواہر الاخلاطی
۴۷	(۱) جب کوئی مرد انگشتری پہنے تو اسے (اس کا نگینہ) اپنی ہتھیلی کی اندر کی طرف کرنا چاہیئے اس کے	

[5] حکم نمبر ۴۰/۱۰۹۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] حکم نمبر ۳۹/۱۰۹۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] حکم نمبر ۱۸/۱۰۹۱ مع حاشیہ نیز ۳۷/۱۰۹۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)
[8] حکم نمبر ۳۷/۱۰۹۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [9] حکم نمبر ۲۱/۱۰۹۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب العاشر فی استعمال الذهب والفضة　استعمال الذهب والفضة	حوالہ
۱۰۹۱	یفعلن للتزیین والرجال للحاجة الی التختم	کذا فی محیط السرخسی
۴۸	وفی الفتاوی ینبغی ان یلبس الخاتم فی خنصره الیسری دون سائر اصابعه ودون الیمنی لان اللبس فی الیمنی علامة الرفض واما الجواز فثابت فی الیمین والیسار جمیعا وبکل ذلک ورد الاثر	کذا فی الذخیرة
۴۹	قال محمد رح فی الجامع الصغیر ولا یشد الاسنان بالذهب ویشدها بالفضة یرید به اذا تحرک الاسنان وخیف سقوطها فاراد صاحبها ان یشدها یشدها بالفضة ولا یشدها بالذهب وهذا قول ابی حنیفة رح وقال محمد رح یشدها بالذهب ایضا ولم یذکر فی الجامع الصغیر قول ابی یوسف رح قیل هو مع محمد رح وقیل هو مع ابی حنیفة رح وذکر الحاکم رح فی المنتقی لو تحرکت سن رجل وخاف سقوطها فشدها بالذهب او بالفضة لم یکن به بأس عند ابی حنیفة رح وابی یوسف رح وروی الحسن رح عن ابی حنیفة رح انه فرق بین السن والانف فقال فی السن لا بأس بان یشدها بالذهب وفی الانف کره ذلک	کذا فی المحیط
۵۰	وقال ابو یوسف رح لا بأس بان یعید سن نفسه وان یشدها وان کان سن غیره یکره ذلک	کذا فی السراج الوهاج
۵۱	قال بشر رح قال ابو یوسف رح فی مجلس آخر سألت اباحنیفة رح عن ذلک فلم یر باعادتها بأسا	کذا فی الذخیرة
۵۲	قطعت انملته یجوز ان یتخذها من ذهب او فضة بخلاف ما لو قطعت یده او اصبعه [6]	کذا فی التمرتاشی
	واللہ اعلم	

[1] حکم نمبر ۵۳/۱۰۹۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] حکم نمبر ۴۹ تا ۵۲/۱۰۹۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] حکم نمبر ۴۹/۱۰۹۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
[4] حکم نمبر ۴۹/۱۰۹۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] حکم نمبر ۵۲/۱۰۹۱ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
[6] حکم نمبر ۴۹/۱۰۹۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	دسواں باب، سونے اور چاندی کے استعمال کے احکام — سونے اور چاندی کے استعمال کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۹۱	باہر کی طرف نہ کرنا چاہیئے (ب) عورتوں کے لئے اس کے خلاف حکم ہے (یعنی وہ نگینہ باہر کی طرف کرسکتی ہیں) اس لئے کہ وہ زینت کے لئے پہنتی ہیں اور مرد، مہر لگانے کی ضرورت کے لئے پہنتے ہیں	محیط سرخسی
۴۸	(ا) الفتاوی میں ہے کہ مرد کو انگشتری بائیں ہاتھ کی چھنگلیا میں پہننی چاہیئے دوسری انگلیوں اور دائیں ہاتھ (کی انگلیوں) میں نہیں پہننی چاہیئے اس لئے کہ دائیں ہاتھ میں (انگشتری) پہننا رافضیوں کی علامت ہے (ب) اور دائیں ہاتھ اور بائیں ہاتھ سبھی میں (پہننے کا) جواز ثابت ہے اور ہر ایک کا ماثور ہونا منقول ہے [1]	ذخیرہ
۴۹	(ا) امام محمدؒ نے الجامع الصغیر میں فرمایا ہے کہ (۱) آدمی (حسب ضرورت) دانتوں کو سونے سے نہ باندھے البتہ وہ انہیں چاندی سے باندھ سکتا ہے اور اس میں آپ کی مراد یہ ہے کہ جب دانت ہلنے لگیں اور ان کے گر جانے کا خدشہ ہو اور دانتوں والا یہ چاہے کہ وہ انہیں باندھ دے تو وہ چاندی سے باندھے سونے سے نہ باندھے یہ امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے (۲) اور امام محمدؒ کا قول ہے کہ وہ انہیں سونے سے بھی باندھ سکتا ہے (۳) اور الجامع الصغیر میں امام ابویوسفؒ کا قول مذکور نہیں ہے بعض کا قول یہ ہے کہ (اس میں) آپ امام محمدؒ کے ساتھ ہیں اور بعض کا قول یہ ہے کہ (اس میں) آپ امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ ہیں (ب) اور الحاکمؒ نے المنتقی میں ذکر فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص کے دانت ہلنے لگیں اور اسے ان کے گر جانے کا خدشہ ہوا تو اس نے انہیں سونے یا چاندی سے باندھا تو امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے ہاں ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں (ج) الحسنؒ نے امام ابوحنیفہؒ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے (اس میں) دانت اور ناک کے حکم میں فرق کیا ہے آپ نے (ایسے) دانت کے متعلق فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ اسے سونے سے باندھے اور آپ نے ناک کے متعلق ایسا کرنا مکروہ قرار دیا [2]	محیط
۵۰	(ا) امام ابویوسفؒ کا قول ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ کوئی شخص اپنا (اکھڑا ہوا) دانت (اپنی جگہ) واپس لوٹا دے اور اسے (جما کر) باندھ دے (ب) اور اگر وہ دانت دوسرے شخص کا ہو تو ایسا کرنا (یعنی جما کر باندھنا) مکروہ ہے [3]	سراج وہاج
۵۱	شیخ بشیرؒ کا قول ہے کہ امام ابویوسفؒ نے ایک اور مجلس میں فرمایا کہ میں نے اس بارے میں امام ابوحنیفہؒ سے دریافت کیا تو آپ نے اس دانت کو اپنی جگہ واپس لوٹانے (اور جما کر باندھنے) میں کوئی حرج قرار نہیں دی [4]	ذخیرہ
۵۲	(ا) کسی شخص کا پوروا (یعنی انگلی کا سرا) کاٹا گیا تو یہ جائز ہے کہ وہ سونے یا چاندی کا پوروا بنالے (ب) اور اگر کسی کا ہاتھ یا انگلی کٹ گئی تو اس کا حکم اس کے خلاف ہے (یعنی وہ ہاتھ یا انگلی، سونے یا چاندی سے بنانا جائز نہیں ہے [5]	تمرتاشی

والله اعلم

[6] فتاوی عالمگیری، کتاب الکراہیہ، بحث ۴۸ کے ابواب ۱۱، ۱۲، فتاوی ہذا کے ترجمہ مع عربی متن کی اشاعت جلد ۴۸ (۱) میں شائع ہو چکے ہیں لہٰذا اس کے بعد باب ۱۳ بطور عنوان ۱۰۹۴ شروع ہے۔ اس کے متعلق عنوان ۱۰۷۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث عشر فی النهبة الخ — النهبة	حوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الباب الثالث عشر فی النهبة ونثر الدراهم والسکر ومارمی به صاحبه[1]

دفعات ۱۰۹۴ تا ۱۰۹۴، عنوان ۱، تعداد شق ۱۴

۱۰۹۴ النهبه ونثر الدراهم والسکر وغیره تعداد شق ۱۴

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	ذکر فی فتاوی اهل سمرقند ان النهبة جائزة اذا اذن صاحبه فیها	کذا فی الذخیرة
۲	اذا وضع الرجل مقدارا من السکر اوعددا من الدراهم بین قوم وقال من شاء اخذ منه شیأ او قال من اخذ منه شیأ فهو له فکل من اخذ منه شیأ یصیر ملکا له ولا یکون لغیره ان یاخذ ذلک منه	کذا فی الذخیرة
۳	نثر الدراهم والدنانیر والفلوس التی کتب علیه اسم اللہ تعالی مکروه عند البعض وقیل غیر مکروه وهو الصحیح	کذا فی جواهر الاخلاطی
۴	تکلم المشائخ رح فی نثر الدراهم والدنانیر والفلوس کانت علیها کلمة الشهادة لبعضهم لم یکرهوا ذلک وهو الصحیح	کذا فی الذخیرة
۵	لا بأس بنثر السکر والدراهم فی الضیافة وعقد النکاح	کذا فی السراجیة
۶	واذا نثر السکر فحضر رجل لم یکن حاضرا وقت النثر قبل ان ینتهب المنثور واراد ان یأخذ منه شیأ هل له ذلک اختلف المشائخ رح فیه قال بعضهم له ان یاخذه وقال الفقیه ابو جعفر رح لیس له ذلک	کذا فی الخلاصة

[1] حکم نمبر ۵۲/۱۰۹۱ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	تیرہواں باب، لٹانے وغیرہ کے احکام — لٹانے کے احکام کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تیرہواں باب لُوٹ، دراہم اور مٹھائی وغیرہ لُٹانے کے احکام[1]

دفعات ۱۰۹۴ تا ۱۰۹۴، عنوان ۱، تعداد شق ۱۴

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱۰۹۴	**لُوٹ، دراہم اور مٹھائی وغیرہ لٹانا** اور اس میں ۱۴ شقیں ہیں	
۱	فتاویٰ اہل سمرقند میں لکھا ہے کہ لوٹ جائز ہے بشرطیکہ اس چیز کے مالک نے اس چیز کے لوٹ لینے کی اجازت دی	ذخیرہ
۲	جب کسی شخص نے کچھ مٹھائی یا کچھ دراہم کچھ لوگوں کے سامنے رکھے اور کہا کہ "جو چاہے اس سے کچھ لے لے" یا یوں کہا کہ "جس نے اس سے کچھ لے لیا وہ اسی کا ہوگا" تو جس نے اس سے کچھ لے لیا وہ اس کی ملکیت قرار پائے گا اور اس کے غیر کے لئے یہ اختیار نہ ہوگا کہ وہ اس سے وہ چیز لے لے	ذخیرہ
۳	(ا) ایسے دراہم، دینار اور پیسے جن پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہو (لٹانے کے لئے) بکھیرنا بعض کے ہاں مکروہ ہے (ب) اور بعض کا قول یہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے اور یہی حکم صحیح ہے	جواہر الاخلاطی
۴	مشائخ رحمہم اللہ نے ایسے دراہم، دینار اور پیسے جس پر کلمہ شہادت لکھا ہوا ہو، انہیں لٹانے کے لئے بکھیرنے میں کلام کیا ہے ان میں سے بعض نے اسے مکروہ قرار نہیں دیا اور یہی حکم صحیح ہے	ذخیرہ
۵	ضیافت اور عقد نکاح میں، مٹھائی اور دراہم (لٹانے کے لئے) بکھیرنے میں کوئی حرج نہیں ہے	سراجیہ
۶	(ا) جب کسی شخص نے (لٹانے کے لئے) مٹھائی بکھیری تو بکھیری ہوئی چیز لوٹی نہ گئی تھی کہ ایسا آدمی آیا جو بکھیرنے کے وقت حاضر نہ تھا اور اس نے ارادہ کیا کہ وہ اس سے کچھ لے تو کیا اسے وہ لینا جائز ہوگا؟ اس (کے جواب) میں مشائخ رحمہم اللہ نے اختلاف کیا ہے ان میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ اسے اس کا لینا جائز ہے (ب) اور فقیہ ابو جعفر رحمہ اللہ کا قول یہ ہے کہ اسے ایسا کرنا جائز نہیں ہے	خلاصہ

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث عشر فی النھبۃ الخ — النھبۃ	حوالہ
١٠٩٤، ٧	واذا انتثر السکر ووقع فی ذیل رجل او کمہ واخذہ غیرہ کان ذلک للآخذ	ھکذا فی المنتقی
	وذکر ھذہ المسألۃ فی فتاوی اھل سمرقند وفصل الجواب تفصیلا قال ان کان بسط ذیلہ اوکمہ لیقع علیہ السکر لا یکون لاحد اخذہ ولو اخذہ کان لصاحب الذیل والکم ان یسترد منہ وان لم یبسط ذیلہ اوکمہ لذلک فالسکر للآخذ ولیس لصاحب الذیل والکم ان یستردہ منہ	کذا فی المحیط
٨	ولو نثر السکر فی عرس فوقع فی حجر رجل فاخذہ آخر جاز ان لم یکن فتح حجرہ لیقع فیہ السکر ولو اخذ بیدہ ثم وقع منہ واخذہ آخر فھو للاول	کذا فی الینابیع
٩	اذا دخل الرجل مقصورۃ الجامع ووجد فیہ سکرا اجاز لہ الأخذ الا علی قول الفقیہ ابی جعفر رح ولو مر بسوق الفانیذ فوجد سکرا لم یسعہ ان یأخذ	کذا فی الخلاصۃ
١٠	وفی فتاوی ابی اللیث رح انہ اذا دفع الرجل الی غیرہ سکرا او دراھم لینثرہ علی العروس فاراد ان یحبس لنفسہ شیأ ففیما اذا کان المدفوع دراھم لیس لہ ذلک وکذا لیس لہ ان یدفع الدراھم الی غیرہ لینثر ذلک الغیر واذا انثر لیس لہ ان یلتقط منہ شیأ وفیما اذا کان المدفوع سکرا لہ ان یحبس قدر ما یحبسہ الناس فی العادۃ ھکذا اختارہ الفقیہ ابو اللیث رح ولبعض مشائخنا رح قالوا لہ لیس لہ ذلک قال الفقیہ ابو اللیث رح ولہ ان یدفع السکر الی غیرہ لینثر فاذا نثر لہ ان یلتقط ولبعض مشائخنا رح قالوا لیس لہ ذلک کما فی الدراھم	کذا فی المحیط

لہ حکم نمبر $\frac{٨}{١٠٩٤}$ اور $\frac{٥٨}{٥٠٥}$ ملاخطہ ہوں (مترجم)

لہ حکم نمبر $\frac{٧}{١٠٩٤}$ اور $\frac{٥٨}{٥٠٥}$ ملاخطہ ہوں (مترجم)

مسلسل نمبر فتاوی	تیرہواں باب، لٹانے وغیرہ کے احکام — لٹانے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۴ ۔ ۷	(ا) جب کسی شخص نے (لٹانے کے لئے) مٹھائی بکھیری اور کسی آدمی کے دامن یا اس کی آستین میں جا پڑی اور (وہاں سے) کسی اور شخص نے لے لی تو وہ لے لینے والے کے لئے ہوگی	منتقی
	(ب) یہ مسئلہ فتاوی اہل سمرقند میں مذکور ہے اور (وہاں) آپ نے جواب میں تفصیل بیان کی آپ نے فرمایا کہ (۱) اگر اس نے اپنا دامن یا آستین اس لئے پھیلائی تھی کہ اس میں وہ مٹھائی پڑ جائے تو (وہاں سے) اس کا لینا کسی کے لئے جائز نہیں اور اگر کسی نے لی تو اس دامن اور آستین والے کو (اس سے) واپس لینے کا اختیار ہوگا (۲) اور اگر اس نے اپنا دامن یا اپنی آستین اس (مٹھائی) کے لئے نہ پھیلائی تھی تو وہ مٹھائی وہاں سے لے لینے والے کیلئے قرار پائے گی اور اس دامن اور آستین والے کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ وہ اسے اس لے لینے والے سے واپس لے لے[۱]	محیط
۸	(ا) اگر نکاح (کی تقریب) میں کسی شخص نے مٹھائی بکھیری تو وہ کسی شخص کی گود میں جا پڑی اور (وہاں سے) کسی اور نے لے لی تو (اس لینے والے کے لئے) جائز ہے بشرطیکہ اس گود والے نے اپنی گود اس لئے نہ کھولی تھی کہ اس میں وہ مٹھائی پڑ جائے (ب) اگر کسی آدمی نے وہ مٹھائی اپنے ہاتھ میں لے لی پھر اس سے گر گئی اور اسے دوسرے نے لے لیا تو وہ پہلے لینے والے کے لئے ہوگی[۲]	ینابیع
۹	(ا) جب کوئی شخص مقصورۃ الجامع (یعنی جامع مسجد کے ایک حصہ) میں گیا اور اس نے اس میں مٹھائی پائی تو اسے (اس سے) لینا جائز ہے لیکن فقیہ ابو جعفرؒ کے قول پر یہ حکم نہیں ہے (یعنی ان کے ہاں اس صورت میں اسے لینا جائز نہیں ہے) (ب) اور اگر کوئی شخص سوق الفانید (یعنی شکر بازار) سے گذرا اور اس نے وہاں مٹھائی پائی تو (اس صورت میں) اسے یہ گنجائش نہیں ہے کہ وہ وہاں سے (بطور لوٹ کے) لے	خلاصہ
۱۰	(ا) فتاوی ابو اللیثؒ میں ہے کہ جب کسی شخص نے دوسرے آدمی کو دلہن پر لٹانے کے لئے مٹھائی یا دراہم دیئے تو اس آدمی نے یہ ارادہ کیا کہ وہ (اس سے) کچھ اپنے لئے رکھ لے تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (۱) اس صورت میں کہ دی ہوئی چیز دراہم ہوں تو اسے ایسا اختیار نہیں ہے (۲) اور اسی طرح اسے یہ اختیار بھی نہیں کہ وہ دراہم کسی اور آدمی کو دے تاکہ وہ دوسرا آدمی (انہیں لٹانے کے لئے) بکھیرے اور جب دوسرا آدمی (لٹانے کیلئے) بکھیرے تو اس (پہلے آدمی) کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ اس سے کچھ اٹھائے (ب) اور اس صورت میں کہ وہ دی ہوئی چیز مٹھائی ہو تو (۱) اس (پہلے) آدمی کو اختیار ہے کہ وہ اپنے لئے اس قدر رکھ لے جس قدر لوگ عادۃ رکھ لیتے ہیں یونہی فقیہ ابو اللیثؒ نے اختیار کیا ہے اور ہمارے بعض مشائخؒ کا اس کے لئے قول یہ ہے کہ اسے ایسا کرنے کا اختیار نہیں ہے (۲) فقیہ ابو اللیثؒ کا یہ قول (بھی) ہے کہ اس (پہلے آدمی) کو یہ اختیار ہے کہ وہ مٹھائی کسی اور آدمی کو دے تاکہ وہ (لٹانے کے لئے) بکھیرے پس اگر اس دوسرے آدمی نے بکھیری تو اس (پہلے آدمی) کو یہ اختیار ہے کہ وہ بھی اٹھائے اور بعض مشائخؒ کا قول یہ ہے کہ اسے ایسا کرنے کا اختیار نہیں ہے جیسا کہ دراہم کی صورت میں حکم ہے[۳]	محیط

[۳] فتاوی عالمگیری عربی مطبوعہ مطبع الامیریہ مصر میں یہ عبارت یوں درج ہے "قالوا لہ لیس لہ ذلک" یعنی مشائخ کا اس کیلئے قول یہ ہے کہ اسے ایسا کرنے کا اختیار نہیں ہے" مگر غالباً پہلا "لہ" کتابت کا سہو ہے اور پھر ترجمہ یوں قرار پاتا ہے کہ مشائخ کا قول یہ ہے کہ اسے ایسا کرنے کا اختیار نہیں ہے واللہ اعلم بہرحال مسئلہ کے حکم میں کوئی خاص فرق نہیں پڑتا (مترجم) [۴] حکم ۵۹/۵۰۵ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات رشتی نمبر	الباب الثالث عشر فی النهبه الخ	النهبة	حـوالـه
۱۰۹۴ ۱۱	وفی نوادر ابن سماعة[۱] عن ابی یوسف[۲] رجل نفق حماره فألقاه فی الطریق فجاء انسان وسلخه ثم حضر صاحب الحمار فلا سبیل له علی اخذ الجلد ولو لم یلق الحمار علی الطریق فاخذ رجل من منزل صاحبه وسلخه واخذ جلده فلصاحبه ان یأخذ الجلد ویرد مازاد الدباغ فیه وعنه ایضا فی شاة میتة بنذها اهلها فاخذ رجل صوفها وجلدها ودبغه فذلك له فان جاء صاحبها بعد ذلك اخذ الجلد ویرد ماز اد الدباغ فیه وجوابه فی مسألة الشاة یخالف جوابه فی مسألة الحمار فیجوز ان یقاس کل واحدة من المسئلتین علی الاخری فیصیر فی المسئلتین روایتان		کذا فی المحیط
۱۲	المبطخة اذا قلعت وبقیت فیها بقیة فانتهب الناس ذلك ان کان ترکها لیأخذها الناس لا بأس بذلك		کذا فی التتارخانیة
۱۳	وهو بمنزلة من حمل زرعه وبقی منه سنابل ان ترك مایترك عادة لیاخذه الناس فلا بأس بأخذه		کذا فی التتارخانیه
۱۴	وکذلك من استأجر ارضا لیزرعها فزرعها ولو رفع الزرع وبقیت فیه بقیة مثل مایترك الناس عادة فسقاها رب الارض ونبتت بسقیه فهی لرب الارض[۴]		کذا فی التتارخانیة
	واللہ اعلم		

[۱] حکم نمبر ۵۰/۵۰۵ ملاحظہ ہو (مترجم)
[۲] حکم نمبر ۱۲ تا ۱۴/۱۰۹۴ اور ۵۱/۱۰۹۴ ملاحظہ ہوں (مترجم)
[۳] حکم نمبر ۱۲/۱۰۹۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
[۴] حکم نمبر ۱۴/۱۰۹۴ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	تیرھواں باب، لٹانے وغیرہ کے احکام — لٹانے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۴ ۱۱	(د) (ا) نوادر ابن سماعہؒ میں امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ کسی شخص کا گدھا مرگیا تو اس نے اسے راستہ میں ڈالدیا پھر ایک آدمی آیا اور اس نے اس کی کھال کھینچ لی پھر گدھے کا مالک آیا تو اسے وہ کھال لینے کی کوئی صورت نہیں (۲) اور اگر (اس صورت میں) اس (مالک) شخص نے وہ گدھا راستہ پر نہ ڈالا تھا پھر ایک آدمی نے اسے مالک کے گھر سے لیا اور اسکی کھال کھینچ لی تو (اس صورت میں) اس گدھے کے مالک کو اختیار ہے کہ وہ جلد لے لے اور (دباغت شدہ ہونے کی صورت میں) دباغت دینے والے نے اس میں جو اضافہ کیا ہے اس قدر دے دے (ب) اور آپ سے (یعنی بحوالہ مذکورہ امام ابو یوسفؒ سے) اس مردہ بکری کے بارے میں یہ بھی مروی ہے کہ جسے اس کے مالک نے پھینک دیا پھر ایک آدمی آیا اور اس نے اس کی اون اور اس کی جلد لے لی اور اس (اون) کو دباغت دی تو وہ اس (لینے والے) کی قرار پائے گی پھر اگر اس بکری کا مالک آیا تو وہ کھال لے سکتا ہے اور دباغت دینے والے نے اس میں جو اضافہ کیا وہ اس قدر دے دے (ج) (مذکورہ صورتوں میں) بکری کی صورت میں مسئلہ کا جواب گدھے کی صورت میں مسئلہ کے جواب کے خلاف ہے دونوں مسئلوں میں سے ہر ایک کو دوسرے پر قیاس کیا جائے پھر ہر مسئلہ میں دو دو روایتیں ہوجائیں گی لے	محیط
۱۲	خربوزوں کا کھیت جب اکھاڑ دیا گیا اور اس میں کچھ باقی رہ گئے تو لوگوں نے اسے لوٹ لیا تو اگر انکا باقی چھوڑ دینا اس لئے تھا کہ لوگ اسے لے لیں تو اس میں (یعنی اسے لوٹ لینے میں) کوئی حرج نہیں ۲ے	تتارخانیہ
۱۳	اور یہ (مذکورہ حکم) بمنزلہ اس کے لیے کہ جس شخص نے کھیتی اٹھائی اور اس سے کچھ خوشے رہ گئے تو اگر اس نے وہ خوشے یوں چھوڑے جیسا کہ عادۃ چھوڑے جاتے ہیں تاکہ لوگ اسے لے لیں تو اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں ۳ے	تتارخانیہ
۱۴	اور (اسی مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جس شخص نے کوئی زمین اجارہ پر لی تاکہ اس میں کھیتی کرے پس اس نے کھیتی کی اور اگر اس نے کھیتی اٹھائی اور اس میں اتنا کچھ باقی رہ گیا جتنا کہ لوگ عادۃ چھوڑ دیتے ہیں پس انہیں زمین کے مالک نے پانی دیا اور اس کے پانی دینے سے وہ سبزہ اگ آیا تو وہ سبزہ اس زمین والے کے لئے ہے۔ ۵ے ۶ے واللہ اعلم	تتارخانیہ

۵ے حکم نمبر ۱۲/۱۰۹۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

۶ے فتاوی عالمگیری کتاب الکراھیۃ، بحث ۴۸ کے ابواب ۱۴، ۱۵، ۱۶، فتاوی ہذا کے ترجمہ مع عربی متن کی اشاعت" جلد ۴۸ د میں شائع ہوچکے ہیں لہذا اس کے بعد باب ۱۷ بطور عنوان ۱۰۹۸ شروع ہے۔ اس کے متعلق عنوان نمبر ۱۰۷۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر فی الغناء واللهو وسائر المعاصی والامر بالمعروف	الغناء واللهو وسائر المعاصی والامر بالمعروف	حواله

بسم الله الرحمن الرحيم

الباب السابع عشر فی الغناء واللهو وسائر المعاصی والامر بالمعروف

دفعات ١٠٩٨ تا ١٠٩٨، عنوان ١، تعداد شق ٣٢

١٠٩٨ **الغناء والمعاصی واللهو والامر بالمعروف، تعداد شق ٣٢**

١ اختلفوا فی التغنی المجرد قال بعضهم انه حرام مطلقا والاستماع اليه معصية وهو اختيار شيخ الاسلام رح ولو سمع بغتة فلا اثم عليه ومنهم من قال لا بأس بان يتغنى ليستفيد به نظم القوافی والفصاحة ومنهم من قال يجوز التغنی لدفع الوحشة اذا كان وحده ولا يكون علی سبيل اللهو واليه مال شمس الائمة السرخسی رح ولو كان فی الشعر حكم او عبر او فقه لا يكره — كذا فی التبيين

٢ وانشاد ما هو مباح من الاشعار لا بأس به — كذا فی المحيط

٣ واذا كان فی الشعر صفة المرأة ان كانت امرأة بعينها وهی حية يكره وان كانت ميتة لا يكره وان كانت امرأة مرسلة لا يكره — كذا فی المحيط

٤ وفی النوازل قرأة شعر الادب اذا كان فيه ذكر الفسق والخمر والغلام يكره والاعتماد فی الغلام علی ما ذكرنا فی المرأة — كذا فی المحيط

قيل ان معنی الكراهة فی الشعر ان يشتغل الانسان به فيشغله ذلك عن قرأة القرآن والذكر اما اذا

 له حکم نمبر ١٤/١٠٩٤ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	سترہواں باب، گانا، لہو، معاصی اور امر بالمعروف کے احکام	گانا، لہو، معاصی اور امر بالمعروف کے احکام کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

سترہواں باب گانا، لہو، معاصی اور امر بالمعروف کے احکام[1]

دفعات ۱۰۹۸ تا ۱۰۹۸، عنوان ۱، تعداد ۳۲

۱۰۹۸ گانا، لہو، معاصی اور امر بالمعروف اور اس میں ۳۲ شقیں ہیں

۱ (ا) تغنی مجرد (یعنی بغیر ساز کے گانے) کے حکم میں مشائخ (کی تحقیق) کے اقوال مختلف ہیں (ا) ان میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ گانا مطلقاً حرام ہے اور اس کا استماع (یعنی اس کی طرف کان لگانا اور سننا) گناہ ہے شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حکم کو اختیار کیا ہے اور اگر کسی شخص کو گانا اچانک سنائی دیا تو (اس سے) اس پر کوئی گناہ نہیں (ب) ان میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ اس گانے میں کوئی حرج نہیں جو اس لئے ہو کہ اس سے قافیوں کو نظم کرے اور فصاحت (یعنی خوش بیانی) کا فائدہ حاصل کرے (ج) اور ان میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ اس گانے میں کوئی حرج نہیں جو وحشت دور کرنے کیلئے ہو جبکہ وہ اکیلا ہو اور وہ گانا بطور لہو نہ ہو اور اس حکم کی طرف شمس الائمہ السرخسی رحمۃ اللہ علیہ مائل ہیں۔ (د) اور اگر کسی شعر میں حکمت عبرت اور فقہ کی بات ہو تو وہ مکروہ نہیں ہے — محیط

۲ اور جس شعر کا پڑھنا مباح ہو اسے گا کر پڑھنے میں کوئی حرج نہیں — محیط

۳ (ا) جب کسی شعر میں عورت کی صفت کا ذکر ہو تو اگر وہ عورت معینہ ہو اور وہ عورت زندہ ہو تو ایسے اشعار کا پڑھنا مکروہ ہے۔ (ب) اور اگر وہ عورت وفات یافتہ ہو تو ایسے اشعار کا پڑھنا مکروہ نہیں ہے (ج) اور اگر اشعار میں غیر معینہ عورت کا ذکر ہو تو ایسے اشعار کا پڑھنا مکروہ نہیں ہے — محیط

۴ (ا) النوازل میں ہے کہ ادبی شعر پڑھنا جب کہ اس میں فسق، شراب اور لڑکے کا ذکر ہو مکروہ ہوتا ہے (ب) اور لڑکے کے بارے میں شعر پڑھنے کے متعلق اس تفصیل پر اعتماد ہے جو ہم نے عورت کے بارے میں شعر پڑھنے کے متعلق ($\frac{۳}{۱۰۹۸}$) میں ذکر کیا — محیط

(ج) بعض کا قول یہ ہے کہ شعر پڑھنے میں کراہت کا معنی یہ ہے کہ آدمی اس میں ایسا مشغول ہو کہ وہ مشغولیت اسے

[1] گانا، ساز، لعب، لہو اور معاصی کے متعلق حکم $\frac{۱ تا ۱۶، ۳۱}{۱۰۹۸}$ نیز $\frac{۳}{۴۹۷}$ مع حواشی اور حکم نمبر $\frac{۲۲، ۲۳، ۳۷، ۴۰ تا ۳۷}{۷۲۰}$ اور امر بالمعروف کے متعلق $\frac{۱۷ تا ۳۰، ۳۲}{۱۰۹۸}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)

حوالہ	الغناء واللہو وسائر المعاصی والامر بالمعروف	الباب السابع عشر فی الغناء واللہو وسائر المعاصی والامر بالمعروف	دفعات و شق نمبر
		لم یکن کذلک فلا بأس بہ اذا کان من قصدہ ان یستعین بہ علی علم التفسیر والحدیث	۱۰۹۸
کذا فی الظہیریۃ			
		و فی الیتیمۃ سئل الحلوانی عمن سموا انفسہم بالصوفیۃ فاختصوا بنوع لبسہ واشتغلوا باللہو والرقص وادعوا لانفسہم منزلۃ فقال افتروا علی اللہ کذبا وسئل ان کانوا زائغین عن طریق المستقیم ہل ینفون من البلاد لقطع فتنتہم عن العامۃ فقال اماطۃ الاذی ابلغ فی الصیانۃ وامثل فی الدیانۃ وتمیز الخبیث من الطیب ازکی واولی	۵
کذا فی التاتارخانیۃ			
		قال السماع والقول والرقص الذی یفعلہ المتصوفۃ فی زماننا حرام لایجوز القصد الیہ والجلوس علیہ وہو والغناء والمزامیر سواء وجوزہ اہل التصوف واحتجوا بفعل المشائخ من قبلہم قال عندی ان مایفعلونہ غیر مایفعلہ ہؤلاء فان فی زمانہم ربما ینشد واحد شعرا فیہ معنی یوافق احوالہم فیوافقہ ومن کان لہ قلب رقیق اذا سمع کلمۃ توافقہ علی امر ہو فیہ ربما یغشی علی عقلہ فیقوم من غیر اختیار و تخرج حرکات منہ من غیر اختیار و ذلک مما لایستبعد ان یکون جائزا مما لایؤخذ بہ ولا یظن فی المشائخ انہم فعلوا مثل مایفعل اہل زماننا من اہل الفسق والذین لاعلم لہم باحکام الشرع وانما یتمسک با فعال اہل الدین	۶
کذا فی جواہر الفتاوی			
		وسئل ابو یوسف عن الدف اتکرہہ فی غیر العرس بان تضرب	۷

لہ حکم نمبر $\frac{۶،۱}{۱۰۹۸}$ ، $\frac{۲۰}{۴۲۰}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	سترہواں باب، گانا، لہو، معاصی اور امر بالمعروف کے احکام — گانا، لہو، معاصی اور امر بالمعروف کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۸	قرآن مجید کی تلاوت، اور ذکر سے غافل کردے اور اگر یوں نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں جبکہ اس کا قصد یہ ہو کہ وہ اس سے تفسیر اور حدیث کے علم میں مدد لے	ظہیریہ
۵	الیتیمہ میں ہے کہ (شمس الائمہ) الحلوانی رحمۃ اللہ علیہ سے ان لوگوں کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ جو اپنے آپ کو صوفیا موسوم کرتے ہوں انہوں نے اپنے لئے ایک طرح کا لباس خاص کر لیا ہو وہ لہو ولعب میں مشغول ہوتے ہوں اور وہ اپنے لئے ایک خاص مرتبہ کا دعویٰ کرتے ہوں تو آپ نے فرمایا انہوں نے (ایسا کرنے میں) اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھا ہے نیز آپ سے دریافت کیا گیا کہ اگر وہ (شریعت کی) سیدھی راہ سے ٹیڑھے ہیں تو کیا ایسے لوگ شہر بدر کر دیئے جائیں تاکہ عام لوگ فتنے میں مبتلا نہ ہوں تو آپ نے فرمایا کہ اذیت زدہ شئے کو دور کرنے میں ہی زیادہ حفاظت اور از روئے دیانت زیادہ فضیلت ہے اور ناپاک کو پاک سے جدا کر دینا زیادہ پاکیزہ اور اولیٰ ہے [1]	تتارخانیہ
۶	آپ نے فرمایا کہ سماع (یعنی گانا بجانا) قوالی اور رقص (یعنی ناچ) جو ہمارے زمانے میں (نام نہاد) تصوف کے دعویدار کرتے ہیں یہ حرام ہے اس کی طرف قصد کرنا اور وہاں بیٹھنا جائز نہیں ہے اس کا حکم گانے اور ساز کا حکم برابر ہے اور (جن) اہل تصوف نے اسے جائز قرار دیا ہے اور اپنے سے پہلے مشائخ رحمہم اللہ کے فعل سے حجت پکڑی ہے (اس کے متعلق) آپ نے فرمایا کہ میرے ہاں (تحقیق) یہ ہے کہ پہلے لوگوں کا فعل ایسا نہ تھا جو یہ لوگ کرتے ہیں اس لئے کہ ان کے (یعنی پہلے مشائخ) کے زمانہ میں تو یہ تھا کہ کبھی کوئی ایک شخص ایسا شعر پڑھ دے جس کا معنی ان کے احوال کے موافق پڑتا ہو تو وہ (یعنی جس کے موافق پڑتا وہ) اس سے موافقت کرتا اور جو شخص نرم دل ہوتا جب وہ ایسا کلمہ سنتا جو کسی امر میں اس کے حسب حال ہوتا تو بعض اوقات اس کی عقل پر غشی طاری ہو جاتی پس وہ غیر اختیاری طور پر اٹھتا اور اس سے کچھ غیر اختیاری حرکات سرزد ہو جاتیں اور (اس صورت میں) ایسا ہونے میں کچھ بعید نہیں کہ اس کا ایسا جواز قرار پائے جس پر مواخذہ نہیں ہوتا اور ان مشائخ رحمہم اللہ کے متعلق یہ گمان نہیں کیا جاسکتا کہ انہوں نے وہ فعل کئے جیسا کہ ہمارے زمانہ کے وہ لوگ کرتے ہیں جو اہل فسق سے ہیں اور وہ ایسے ہیں کہ انہیں شریعت کے احکام کا علم نہیں۔ در تمسک (یعنی مضبوطی سے پکڑنا اور چمٹنا) تو اہل دین کے افعال سے کیا جاتا ہے [2]	جواہر الفتاویٰ
۷	(ا) امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے دف کے متعلق دریافت کیا گیا کہ نکاح کی تقریب کے علاوہ کوئی	

[2] حکم نمبر ۵۰۱/۱۰۹۸ ، ۲۰/۴۲۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السابع عشر فی الغناء واللهو وسائر المعاصی والامر بالمعروف	الغناء واللهو وسائر المعاصی والامر بالمعروف	حوالہ
۱۰۹۸-	المرأة فی غیر فسق للصبی قال لا کرهه واما الذی یجئ منه اللعب الفاحش للغناء فانی اکرهه		کذا فی محیط السرخسی
۸	ولا بأس بضرب الدف یوم العید		کذا فی خزانة المفتین
۹	لا بأس بالمزاح بعد ان لا یتکلم الانسان فیه بکلام یأثم به او یقصد به اضحاک جلسائه		کذا فی الظهیریة
۱۰	المصارعة بدعة وهل ترخص للشبان قال رح لیست ببدعة وقد جاء الاثر فیها الا انه ینظر ان اراد بها التلهی یکره له ذلک و یمنع عنه وان اراد تحصیل القوة لیقدر علی المقاتلة مع الکفر فانه یجوز ویثاب علیه		کذا فی جواهر الفتاوی
۱۱	وهو کشرب المثلث اذا اراد التطرب والتلهی یمنع عنه ویزجر و ان کان مقاتلا واراد به القوة والقدرة علیها جاز ذلک		کذا فی جواهر الفتاوی
۱۲	قال القاضی الامام ملک الملوک رح اللعب الذی یلعب الشبان ایام الصیف بالبطیخ بان یضرب بعضهم بعضا مباح غیر مستنکر		کذا فی جواهر الفتاوی فی الباب السادس

۱ الدف یعنی ہر چیز کا پہلو اور الدفة ہر شئی کا پہلو اور دفتا الطبل ڈھول کے ہر دو رخ کے چمڑے جن پر بجانے کے لئے ضربیں لگائی جاتی ہیں ماخوذ المنجد ص ۳۸۵ دف کے ایک طرف چمڑہ لگا کر بجایا جاتا ہے فتاویٰ سراجیہ میں ہے کہ شادی کی رات اعلانِ نکاح کے لئے دف بجانے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ اس دف کے جلاجل (یعنی جھانج اور گھنگرو) نہ ہوں اور گانے کی ہیئت پر نہ ہو ماخوذ از فتاویٰ سراجیہ مطبوعہ مطبع العالی لکھنؤ انڈیا ص ۷۵ حکم نمبر $\frac{۸}{۱۰۹۸}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ حکم نمبر $\frac{۷}{۱۰۹۸}$ ملاحظہ ہو (مترجم)
۳ حکم نمبر $\frac{۹ تا ۱۶}{۱۰۹۸}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ حکم نمبر $\frac{۱۱}{۱۰۹۸}$ نیز $\frac{۵۴}{۷۲۰}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵ حکم نمبر $\frac{۱۰}{۱۰۹۸}$ ملاحظہ ہو اور المثلث مشروب کے متعلق فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ الخمر یعنی شراب تو تر انگوروں کا وہ رس جو کچا ہو یعنی پکایا نہ گیا ہو جب وہ جوش مارے، سخت ہو جائے اور جھاگ چھوڑے الخ اور لکھا ہے المثلث مشروب وہ ہے کہ جب انگوروں کا رس پکا دیا جائے۔ حتیٰ کہ وہ دو تہائی اڑ جائے اور ایک تہائی رہ جائے اور نشہ آور ہو اسے الطلا اور المثلث کہتے ہیں ←

دفعات و شق نمبر	ستر ہواں باب، گانا، لہو، معاصی اور امر بالمعروف کے احکام — گانا، لہو، معاصی اور امر بالمعروف کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۸	عورت بچہ کے لئے (کسی) فسق کے بغیر دف بجائے تو کیا آپ اسے مکروہ قرار دیتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں (اس صورت میں) اسے مکروہ قرار نہیں دیتا (ب) البتہ اس (دف) سے گانے کے لئے جو قبیح کھیل ہوتا ہے میں اسے مکروہ قرار دیتا ہوں [۱]	محیط سرخسی
۸	عید کے دن دف بجانے میں کوئی حرج نہیں ہے [۲]	مفتین
۹	مزاح کرنے میں اس کے بعد کوئی حرج نہیں کہ اس میں انسان ایسا کلام نہ کرے جس کلام میں گناہ ہوتا ہو یا ایسا کرنے میں اس کا مقصد اپنے اہل مجلس کو (بتکلف) ہنسانا ہو [۳]	ظہیریہ
۱۰	(ا) المصارعہ (یعنی کشتی لڑنا) بدعت ہے (یعنی دین میں اس کی اصل نہیں ہے) اور کیا نوجوانوں کے لئے (اس کی) اجازت ہو سکتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ (کشتی لڑنا) بدعت نہیں اس میں روایت ماثور ہے لیکن یہ دیکھا جائے گا کہ اگر کسی نے کشتی لڑنا بطورِ لہو (یعنی بہلاوے کی چیز کے) کیا تو اسے ایسا کرنا مکروہ ہے اور اسے اس سے منع کیا جائے گا (ب) اور اگر اس نے ایسا کرنا قوت حاصل کرنے کے لئے کیا تاکہ کافروں سے جنگ پر قدرت حاصل کرے تو پھر (کشتی لڑنا) جائز قرار پائے گا اور وہ اس پر ثواب پائے گا [۴]	جواہر الفتاوی
۱۱	(ا) اور یہ (مذکورہ) حکم ایسا ہی ہے جیسا کہ مثلث مشروب کا حکم ہے۔ جب اس کے پینے میں سرور اور دل بہلاوہ مقصود ہو تو اس سے منع کیا جائے گا اور اس پر جھڑکا جا سکے گا (ب) اور اگر وہ جنگ کنندہ ہو اور اس کا مقصد یہ ہو کہ (اس سے) لڑائی پر طاقت اور قدرت حاصل کرے تو پھر اس کا پینا جائز ہے [۵]	جواہر الفتاوی
۱۲	القاضی الامام ملک الملوک رح نے فرمایا کہ ایام گرما میں نوجوان جو کھیل خربوزوں سے کھیلتے ہیں یعنی ان میں سے بعض سے بعض کو ضرب لگاتے ہیں تو وہ مباح ہے معیوب نہیں ہے [۶]	جواہر الفتاویٰ

اور المثلث میں پانی ڈال کر پتلا کر لیا جائے اور پھر چھوڑ دیا جائے تاکہ وہ سخت ہو جائے تو اسے بختج کہتے ہیں اور اسے ابا یوسفی بھی کہتے ہیں، مفہوم ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی ج ۵ کتاب الاشربہ باب ا صفحہ ۴۰۹ نیز خمر کے احکام اور انگور اور اس کے علاوہ سے بنائے ہوئے دیگر مشروب اور نشہ آور ہونے کی حد تک ان کے استعمال کے متعلق احکام، حکم نمبر ۱/۴۶۵ مع حواشی اور مزید تفصیل فتاوی عالمگیری بحث نمبر ۵۲ کتاب الاشربہ میں ملاحظہ ہو (مترجم)

[۱] حکم نمبر ۷/۱۰۸۴ نیز حکم نمبر ۱۸، ۱۹/۷۲۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السابع عشر فى الغناء واللهو وسائر المعاصى والامر بالمعروف	الغناء واللهو وسائر المعاصى والامر بالمعروف	حواله
۱۰۹۸ ۱۳	ويكره اللعب بالشطرنج والنرد وثلاثة عشر واربعة عشر وكل لهو ماسوى الشطرنج حرام بالاجماع واما الشطرنج فاللعب به حرام عندنا والذى يلعب بالشطرنج هل تسقط عدالته وهل تقبل شهادته فان قامر به سقطت عدالته ولم تقبل شهادته وان لم يقامر لم تسقط عدالته وتقبل شهادته ولم ير ابوحنيفةؒ بالسلام عليهم بأسا وكره ذلك ابويوسفؒ ومحمدؒ تحقيرا لهم		كذا فى الجامع الصغير
۱۴	والكذب محظور الا فى القتال للخدعة وفى الصلح بين اثنين وفى ارضاء الاهل وفى دفع الظالم عن الظلم		كذا فى خزانة المفتين
۱۵	ويكره التعريض بالكذب الا لحاجة كقولك لرجل كل فيقول أكلت يعنى امس فانه كذب		كذا فى خزانة المفتين
۱۶	ومن هم بسيئة وعزم عليها واصر اثم بها		كذا فى الملتقط
۱۷	وينبغى ان يكون التعريف اولا باللطف والرفق ليكون ابلغ فى الموعظة والنصيحة ثم التعنيف بالقول لا بالسب والفحش ثم باليد كاراقة الخمر واتلاف المعازف ذكر الفقيهؒ فى كتاب البستان ان الامر بالمعروف على وجوه ان كان يعلم باكبر رأيه انه لو امر بالمعروف يقبلون ذلك منه ويمتنعون عن المنكر فالامر واجب عليه ولا يسعه تركه ولو علم باكبر رأيه انه لو امرهم بذلك قذفوه وشتموه		

له۱: حکم نمبر ۴۱ ج / ۱۰۸۵ اور ۱۶ تا ۱۸ / ۷۲۰ اورلہو کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۷ / ۱۰۹۳ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

له۲: حکم نمبر ۱۵ / ۱۰۹۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)

حوالہ	ستر ہواں باب، گانا، لہو، معاصی اور امر بالمعروف کے احکام — گانا، لہو، معاصی اور امر بالمعروف کے احکام کے بیان	دفعات و شق نمبر
جامع صغیر	(ا) شطرنج، نرد اور نیرہ و چودہ گوٹی کھیل مکروہ ہے (ب) شطرنج کے علاوہ ہر لہو بالاجماع حرام ہے (ج) اور شطرنج کے متعلق حکم یہ ہے کہ ہمارے ہاں شطرنج سے کھیلنا حرام ہے اور جو شخص شطرنج کھیلے تو کیا اس کا عادل ہونا ساقط قرار پاتا ہے اور کیا اس کی گواہی قبول کی جا سکتی ہے تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر وہ شطرنج کے ساتھ جوا کھیلتا ہو تو (اس سے) اس کا عادل ہونا ساقط قرار پاتا ہے اور اس کی گواہی قبول نہیں کی جاتی (د) اور امام ابوحنیفہؒ نے ایسے لوگوں (یعنی شطرنج کھیلنے والوں) کو سلام کہنے میں کوئی حرج قرار نہیں دی امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ نے اس کو (یعنی شطرنج کھیلنے والوں کو) ان کی تحقیر کے لئے انہیں سلام کہنا مکروہ قرار دیا ہے [1]	۱۰۹۸ ۱۳
خزانۃ المفتین	جھوٹ بولنا منع ہے، لیکن جنگ میں دھوکہ دینے کے لئے، دو آدمیوں میں صلح کرانے کے لئے اہل (یعنی خاوند یا بیوی) کو راضی کرنے کے لئے اور ظالم کو ظلم سے ہٹانے کے لئے یہ حکم نہیں ہے (یعنی ان صورتوں میں ممنوع نہیں ہے) [2]	۱۴
خزانۃ المفتین	(ا) جھوٹ سے ڈھال کر بات کہنا (یعنی بطور توریہ کسی ذو معنین لفظ کے متبادر معنی کی بجائے بعید معنی مراد لینا) مکروہ ہے (ب) لیکن کسی ضرورت کے موقع پر ایسا کرے تو یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر مکروہ نہیں ہے) (ج) مثلاً کسی شخص کو تو کہے کہ (کھانا) "کھاؤ" تو (اس کے جواب میں) وہ یوں کہے کہ "میں نے (کھانا) کھایا ہے" اور اس جواب میں وہ مراد یہ لے کہ میں نے کل کھانا کھایا ہے تو (بغیر ضرورت) ایسا کرنا بھی جھوٹ قرار پاتا ہے [3]	۱۵
ملتقط	جس شخص نے برائی کا قصد کیا اور اس پر عزم کر لیا اور ایسا کرنے پر اصرار کیا تو (اس سے) وہ گناہ گار قرار پاتا ہے [4]	۱۶
	(ا) معروف بات کہنے میں (یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے میں) (۱) پہلے مہربانی اور نرمی سے کہنا چاہیئے تاکہ موعظت اور نصیحت زیادہ مؤثر ہو (۲) پھر گالی دینے اور فحش گوئی کے بغیر (حسبِ گنجائش) زبانی جھڑکنے سے کرے (۳) پھر ہاتھ سے (یعنی حسبِ گنجائش طاقت کے استعمال سے) مثلاً شراب بہا دینے اور معازف (یعنی گانے بجانے کے آلات) تلف کر دینے سے کرے (ب) الفقیہ (یعنی فقیہ ابواللیثؒ) نے کتاب البستان میں ذکر کیا ہے کہ امر بالمعروف کئی طرح پر ہے (۱) اگر وہ اپنے ظنِ غالب سے یہ جانے کہ اگر اس نے امر بالمعروف کیا تو وہ لوگ اس سے اسے	۱۷

[3] حکم نمبر ۱۴/۱۰۹۸ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] چنانچہ لمعات حاشیہ مشکوٰۃ میں ہے کہ والصواب الذی علیہ اکثر الفقہاءؒ والمحدثینؒ انہ یواخذ علی العزم دون الہمّ یعنی (اس میں) ٹھیک حکم جس پر اکثر فقہاءؒ اور محدثینؒ ہیں کہ برائی کرنے کے پختہ ارادہ پر مواخذہ ہے محض ارادہ اور چاہت کرنے پر مواخذہ نہیں ہے ماخوذ از لمعات حاشیہ مشکوٰۃ ج ۱ صـ ۱۸ باب الوسوسہ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السابع عشر فی الغناء واللهو وسائر المعاصی والامر بالمعروف — الغناء واللهو وسائر المعاصی والامر بالمعروف	حواله
۱۰۹۸	فترکه افضل وکذلک لو علم انهم یضربونه ولا یصبر علی ذلک ویقع بینهم عداوة ویهیج منه القتال فترکه افضل ولو علم انهم لو ضربوه صبر علی ذلک ولا یشکوا الی احد فلا بأس بان ینهی عن ذلک وهو مجاهد ولو علم انهم لا یقبلون منه ولا یخاف منه ضربا ولا شتما فهو بالخیار والامر افضل	کذا فی المحیط
	اذا استقبله الامر بالمعروف وخشی ان لو اقدم علیه قتل فان اقدم علیه وقتل یکون شهیدا	کذا فی التاتارخانیة
	ویقال الامر بالمعروف بالید علی الامراء وباللسان علی العلماء وبالقلب لعوام الناس وهو اختیار الزندویسی رح	کذا فی الظهیریة
۱۸	والامر بالمعروف یحتاج الی خمسة اشیاء اولها العلم لان الجاهل لا یحسن الامر بالمعروف والثانی ان یقصد به وجه الله تعالی واعلاء کلمته العلیا والثالث الشفقة علی المامور فیامر باللین والشفقة والرابع ان یکون صبورا حلیما والخامس ان یکون عاملا بما یامر کیلا یدخل تحت قوله تعالی "لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ"	کذا فی الغرائب

له : حکم نمبر ۱۷تا۳۰، ۳۲ / ۱۰۹۸ ، ۲ / ۱۱۱۱ نیز حکم نمبر ۴، ۶، ۷، ۲۶، ۲۷ / ۱۱۱۲ مع حواشی نیز حکم نمبر ۱، ۳، ۱۰، ۱۱ / ۱۱۱۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	سترہواں باب، گانا، لہو، معاصی اور امر بالمعروف کے احکام — گانا، لہو، معاصی اور امر بالمعروف کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۸	قبول کرلیں گے اور وہ اس منکر (یعنی بری بات) سے منع ہو جائیں گے تو (اس صورت میں) اس پر (انہیں) امر بالمعروف کرنا واجب ہے اور اسے اس کے چھوڑنے کی گنجائش نہیں (۲) اور اگر وہ اپنے ظنِ غالب میں یہ جانے کہ اگر اس نے انہیں اس کے متعلق امر بالمعروف کیا تو وہ اس پر تہمت لگائیں گے اور اسے گالی دیں گے تو (اس صورت میں) اسے وہ (امر بالمعروف) ترک کرنا افضل ہے (۳) اور اسی طرح اگر وہ یہ جانے کہ (اگر اس نے امر بالمعروف کیا تو) وہ اسے ضرب لگائیں گے اور وہ اس پر صبر نہ کر سکے گا اور ان سے باہم عداوت واقع ہو جائے گی اور وہ لڑائی کے لئے برانگیختہ ہوں گے تو (اس صورت میں) اس (امر بالمعروف) کا ترک کرنا افضل ہے (۴) اور اگر وہ یہ جانے کہ انہوں نے اسے (امر بالمعروف کرنے پر) ضرب لگائی تو وہ اس پر صبر کر سکے گا اور وہ کسی سے اس کی شکایت نہ کرے گا تو (اس صورت میں) اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ (انہیں) اس (منکر) سے منع کرے اور وہ (مبلغ) مجاہد قرار پائے گا (۵) اور اگر وہ یہ جانے کہ وہ لوگ اس کی بات قبول نہ کریں گے البتہ اسے ان سے ضرب یا گالی کا خوف نہ ہو تو (اس صورت میں) اسے اختیار ہے (کہ وہ امر بالمعروف کرے یا نہ کرے) اور (اسے) امر بالمعروف کرنا افضل ہے	محیط
	(۶) جب کسی شخص کو امر بالمعروف درپیش ہو اور اسے یہ ڈر ہو کہ اگر اس نے اس (امر بالمعروف) پر جرأت کی تو قتل کر دیا جائے گا تو اگر اس نے اس پر (یعنی امر بالمعروف پر) جرأت کی اور اسے قتل کر دیا گیا تو وہ شہید قرار پائے گا	تتارخانیہ
	(۷) (ا) کہا جاتا ہے کہ امر بالمعروف ہاتھ (یعنی طاقت سے) کرنا حکام پر (ب) زبان سے (امر بالمعروف کرنا) علماء پر (ج) اور دل سے (امر بالمعروف) عوام پر لازم ہے اسے شیخ الزندلیسیؒ نے اختیار کیا ہے لہ	ظہیریہ
۱۸	(ا) امر بالمعروف کے لئے (کم از کم) پانچ باتوں کی ضرورت ہوتی ہے ایک یہ کہ (جس خیر کی امر بالمعروف کر رہا ہے) اسے اس کا علم ہو اس لئے کہ جاہل شخص امر بالمعروف اچھی طرح نہیں کر سکتا (ب) دوم یہ کہ اس کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا (اور ثواب) حاصل کرنا اور اس کا کلمہ بلند کرنا ہو (ج) سوم یہ کہ (جس کو امر بالمعروف کرے اس) مامور پر شفقت کا برتاؤ کرے پس وہ نرمی اور مہربانی سے امر بالمعروف کرے (د) چہارم یہ کہ امر بالمعروف کرنے والا (اس میں پیش آمدہ ناگوار امور پر) صبر کرے اور وہ حلیم (یعنی بردبار) ہو (ر) پنجم یہ کہ امر بالمعروف کرنے والا، جس چیز کا امر کرتا ہو اس پر (وہ خود بھی) عمل کرنے والا ہو تاکہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں داخل نہ ہو کہ "لِمَ تَقُوْلُوْنَ	

دفعات و شق نمبر	الباب السابع عشر فی الغناء واللھو و سائر المعاصی والامر بالمعروف	الغناء واللھو وسائر المعاصی والامر بالمعروف	حوالہ
۱۰۹۸			
۱۹	ولا یجوز للرجل من العوام ان یأمر بالمعروف للقاضی والمفتی والعالم الذی اشتھر لانه اساءة فی الادب ولانه ربما کان به ضرره فی ذلك والعامی لایفهم ذلك		کذا فی الغرائب
۲۰	رجل رأی منکرا وهذا الرأی ممن یرتکب هذا المنکر یلزمه ان ینهی عنه لان الواجب علیه ترك المنکر والنهی عنه فبترك احدهما لا یسقط عنه الآخر		کذا فی خزانة المفتین وهکذا فی الملتقط والمحیط
۲۱	رجل علم ان فلانا یتعاطی من المنکر هل یحل له ان یکتب الی ابیه بذلك قالوا ان کان یعلم انه لو کتب الی ابیه یمنعه الاب عن ذلك ویقدر علیه یحل له ان یکتب وان کان یعلم ان اباه لو اراد منه لایقدر علیه فانه لایکتب		کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۲	وکذلك فیما بین الزوجین		کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۳	وبین السلطان والرعیة والحشم انما یجب الامر بالمعروف اذا علم انهم یستمعون		کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۴	لو اراد الاب ان یامر ولده بشئ ویخاف انه لو امره لایمتثل امره یقول له (خوب آید اے پسر اگر ایں کار کنی یا نکنی[۵]) ولا یأمره حتی لایلحقه عقوبة		

[۱] حکم نمبر $\frac{۲۰}{۱۰۹۸}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] فتاویٰ عالمگیری مطبوعہ مطبع الامیریہ مصر میں الغرائب سے ماخوذ اس حکم کی عبارت "ضررہ" ہے اور اسی کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے اور ممکن ہے یہ لفظ "ضرورۃ" ہو اور پھر ترجمہ یوں ہو گا کہ بعض اوقات اس میں اس کی ضرورت ہوتی ہے اور عام آدمی اسے نہیں سمجھتا الخ واللہ اعلم بالصواب نیز حکم نمبر $\frac{۳۵}{۱۰۳}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
[۳] حکم نمبر $\frac{۸}{۱۰۹۸}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] حکم نمبر $\frac{۲۱ \text{ تا } ۲۶}{۱۰۹۸}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	سترہواں باب گانا، لہو، معاصی اور امر بالمعروف کے احکام — گانا، لہو، معاصی اور امر بالمعروف کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۸	مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (یعنی تم ایسی بات کیوں کہتے ہو جو تم نہیں کرتے) (پ ۲۸، سورۃ الصف آیت نمبر ۲) [1]	غرائب
۱۹	اور عوام میں سے کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ قاضی (یعنی حاکم مجاز) اور مفتی اور عالم دین کو جو مشہور ہوں، کو امر بالمعروف کرے اس لئے کہ اس میں بے ادبی ہے اور اس لئے کہ بعض اوقات اس میں ضررہ (یعنی اس کا ضرر) ہوتا ہے اور عام آدمی اسے نہیں سمجھتا [2]	غرائب
۲۰	کسی شخص نے کوئی برائی دیکھی اور وہ دیکھنے والا اس برائی کا خود (بھی) ارتکاب کرتا ہے تب بھی اسے لازم ہے کہ وہ اس سے منع کرے اس لئے کہ اس پر واجب تھا کہ (خود) اس برائی کو ترک کرے اور (دوسروں کو) اس سے منع کرے پس ان دونوں امور میں سے ایک کو ترک کرنے سے دوسرا ساقط نہیں ہوتا [3]	خزانہ مفتیین، ملتقط، محیط
۲۱	(ا) کسی شخص کو معلوم ہو کہ فلاں آدمی برائی میں مشغول ہوتا ہے تو کیا اسے جائز ہے کہ وہ اس کے باپ کو اس کے متعلق (شکایت) لکھے تو (اس کے حکم کے متعلق) مشائخ کا قول ہے کہ اگر وہ یہ جانے کہ اگر اس نے اس کے باپ کو لکھا تو اس کا باپ اسے اس برائی سے منع کر سکے گا اور اسے ایسا کرنے (یعنی اسے منع کرنے) قدرت ہے تو اس شخص کو جائز ہے کہ وہ (اس کے باپ کو) لکھے (ب) اور اگر وہ یہ جانے کہ اگر اس کے باپ نے اسے روکنا چاہا تو وہ اسے روکنے پر قادر نہ ہو گا تو وہ نہ لکھے [4]	قاضیخان
۲۲	اور اسی (مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح یہی حکم زوجین کے متعلق ہے (کہ ایک کی برائی کی شکایت دوسرے سے تب کرے کہ وہ اسے اس برائی سے روک سکنے پر قادر ہو)	قاضیخان
۲۳	اور اسی (مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح یہی حکم، حاکم، رعیت اور ملازموں کے متعلق ہے کہ امر بالمعروف تب واجب ہے کہ جب وہ یہ جانے کہ وہ (اس کی اصلاح کے لئے) کان دھریں گے	قاضیخان
۲۴	(ا) اگر باپ بیٹے کو کسی کام کے کرنے کا حکم دینے کا ارادہ کرے اور اسے ڈر ہو کہ اگر اس نے اسے حکم کیا تو وہ اس کی تعمیل نہ کرے گا تو وہ اسے یوں کہے کہ "اے بیٹے اگر تو ایسا کرے اور اگر تو ایسا نہ	

[5] یا ولدی ان فعلت کذا و ان لم تفعل کذا یکون حسنا عربی حاشیہ فتاویٰ ہذا یعنی "اے بیٹے اگر تو ایسا کرے اور اگر تو ایسا نہ کرے تو اچھا ہے اور نیز اس عربی حاشیہ میں "ولدی" کی بجائے "والدی" لکھا تھا مگر فارسی عبارت میں "پسر" ہے پس "ولدی" چاہیئے واللہ اعلم بالصواب (مترجم)

حوالہ	الغناء واللهو، وسائر المعاصی والامر بالمعروف	الباب السابع عشر فی الغناء واللهو و سائر المعاصی والامر بالمعروف	دفعات و شق نمبر
کذا فی القنية		العقوق	۱۰۹۸
کذا فی جواهر الاخلاطی		رجل اتی بفاحشة ثم تاب واناب الی الله تعالی لا ینبغی له ان یخبر الامام بما صنع لاقامة الحد لان الستر مندوب	۲۵
کذا فی الحاوی للفتاوی		سئل ابو القاسم رح عمن یری رجلا یسرق مال انسان قال ان کان لا یخاف الظلم منه یخبره وان کان خاف سکت	۲۶
کذا فی الخلاصة		رجل اظهر الفسق فی داره ینبغی ان یتقدم الیه ابلاء للعذر فان کف عنه لم یتعرض له وان لم یکف عنه فالامام بالخیار ان شاء حبسه وان شاء زجره و ان شاء ادبه اسواطا وان شاء ازعجه عن داره وعن عمر رضی الله عنه انه احرق بیت الخمار وعن الامام الزاهد الصفار رح انه امر بتخریب دار الفاسق بسبب الفسق	۲۷
کذا فی المحيط		وفی فتاوی النسفی انه یکسر دنان الخمر وان کان قد القی فیه الملح و لا ضمان علی الکاسر فی شیء من ذلك	۲۸
کذا فی التارخانية		وقال ابو یوسف رح اخرق الزق اذا کان فیه خمر لمسلم او نصرانی وعند ابی حنیفة رح لا یجوز اذا امکن الانتفاع به	
		قال محمد رح و لا بأس بان یحمل الرجل وحده علی المشرکین وان کان غالب رأیه انه یقتل اذا کان فی غالب رأیه انه ینکی فیهم نکایة بقتل او جرح او هزیمة وان کان غالب رأیه انه لا ینکی فیهم اصلا لا بقتل ولا بجرح	۲۹

ـلـه حکم نمبر $\frac{۱ \text{ تا } ۳}{۱۱۰۹}$ اور $\frac{۱}{۱۸۱}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) ـلـه حکم نمبر $\frac{۷}{۶۱۷}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـلـه حکم نمبر $\frac{۱۷}{۱۰۹۸}$ مع حاشیہ اور حکم نمبر $\frac{۵}{۴۶۸}$ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

ـلـه ابلی فلانا عذرہ یعنی کسی کے سامنے عذر پیش کرنا، ملامت دور کرنے کے لئے عذر بیان کرنا ماخوذ از

دفعات و شق نمبر	ستر ہواں باب، گانا، لہو، معاصی اور امر بالمعروف کے احکام — گانا، لہو، معاصی اور امر بالمعروف کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۸	کرے تو اچھا ہے، اور اسے (اس کا) حکم نہ دے تاکہ اسے والدین کی نافرمانی کا عذاب لاحق نہ ہو[1]	قنیہ
۲۵	کسی شخص نے کسی برائی کا ارتکاب کیا پھر اس نے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر لیا تو اس نے جو برائی کی تھی اس پر حد قائم کرنے کے لئے حاکم مجاز کو خبر نہیں دینی چاہیئے اس لئے کہ پردہ پوشی مندوب ہے[2]	جواہر الفتاوی
۲۶	(ا) امام ابوالقاسم رح سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے کسی آدمی کو دیکھا کہ وہ کسی انسان کا مال چرا رہا ہے تو اگر اسے اس کی طرف سے ظلم کا خوف نہ ہو تو اس انسان کو خبر دے دے (ب) اور اگر اس (شخص) کو اس (آدمی) کی طرف سے ظلم کا خوف ہو تو چپ رہ سکتا ہے[3]	حاوی للفتاوی
۲۷	(ا) کسی شخص نے اپنے گھر میں فسق ظاہر کیا تو چاہیئے کہ ابلاء (یعنی ملامت دور کرنے کے لئے بطور اتمام حجت، عذر کے بیان اور) عذر پیش کرنے کے لئے اسے کہہ دے پس وہ اگر اس سے رک جائے تو اس کا تعرض نہ کرے (ب) اور اگر وہ (گھر میں) اس (فسق) سے نہ رکے تو حاکم (مجاز) کو اختیار ہے کہ چاہے تو اسے قید کر دے (ج) اور چاہے تو اسے ڈانٹ پلا دے (د) اور چاہے تو اسے کوڑوں سے ادب سکھائے (س) اور چاہے تو اسے اپنے گھر سے نکال دے (س) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے شراب بنانے والے کا گھر جلا دیا تھا (ص) اور امام الزاہد الصفار رح سے منقول ہے کہ آپ نے فاسق شخص کے فسق کی وجہ سے اس کا گھر اجاڑ دینے کا حکم دیا تھا[4]	خلاصہ
۲۸	(ا) فتاوی النسفی میں ہے کہ خمر (یعنی شراب) کے مٹکے توڑے جا سکتے ہیں خواہ اس میں (یعنی اس خمر میں) نمک ڈال دیا گیا ہو اور توڑنے والے پر ان میں سے (یعنی شراب اور نمک میں سے) کسی شئے کی ضمان لازم نہ ہوگی[5]	محیط
	(ب) امام ابو یوسف رح کا قول ہے کہ ایسی مشک جس میں کسی مسلمان یا نصرانی کا خمر (یعنی شراب) ہو تو پھاڑا جا سکے گا (ج) اور امام ابو حنیفہ رح کے ہاں (اسے پھاڑنا) جائز نہیں ہے جب کہ اس (مشک سے) نفع اٹھانا ممکن ہو[6]	تتارخانیہ
۲۹	(ا) امام محمد رح کا قول ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ کوئی (مسلمان) شخص تنہا مشرکوں (کی جماعت) پر حملہ کرے اگرچہ اس کی غالب رائے یہ ہو کہ وہ قتل کر دیا جائے گا بشرطیکہ اس کا ظن غالب یہ ہو کہ وہ ان مشرکوں پر قتل کرنے، یا زخمی کرنے، یا بھگا دینے میں غلبہ حاصل کر سکے گا (ب) اور اگر اس کا ظن غالب یہ ہو کہ وہ ان	

[4] المنجد ص ۱۲۹ نیز حکم نمبر ۱۷/۱۰۹۸ مع حاشیہ، ۱۰، ۱۱/۱۱۱۳، ۱ تا ۳، ۵، ۷، ۱۱ تا ۲۱/۳۲۷ اور ۱۷/۱۰۹۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

[5] حکم نمبر ۱۷/۱۰۹۸، ۱۰/۱۱۱۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [6] حکم نمبر ۱۷/۱۰۹۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السابع عشر فی الغناء واللهو وسائر المعاصی والامر بالمعروف — الغناء واللهو وسائر المعاصی والامر بالمعروف	حواله
۱۰۹۸	ولا هزیمة ویقتل هو فانه لا یباح له ان یحمل وحده والقیاس ان یباح له ذلك فی الاحوال کلها وان علم انه یقتل	کذا فی المحیط
۳۰	واذا اراد الرجل انه ینهی قوما من فساق المسلمین عن منکر و کان من غالب رأیه انه یقتل لاجله ولا ینکی فیهم نکایة بضرب او ما اشبهه فانه لا بأس بالاقدام علیه وهو العزیمة وان کان یجوز له ان یترخص بالسکوت	کذا فی الذخیرة
۳۱	لا بأس بتعلیق الاجراس علی عنق الفرس والثور[له]	کذا فی القنیة
	و اختلف العلماء فی کراهیة تعلیق الجرس علی الدواب فمنهم من قال بکراهته فی الاسفار کلها الغزو وغیره فی ذلك سواء وهذا القائل یقول بکراهة ذلك فی الحضر کما یقول بکراهته فی السفر ویقول ایضا بکراهة اتخاذ الجلاجل فی رجل الصغیر وقال محمد رح فی السیر الکبیر انما یکره اتخاذ الجرس للغزاة فی دار الحرب وهو المذهب عند علمائنا رح لان تعلیق الجرس علی الدواب انما یکره فی دار الحرب لان العدو لیشعر بمکان المسلمین فان کان بالمسلمین قلة یتبادرون الیهم فیقتلونهم وان کان بهم کثرة فالکفار یتحرزون عنهم و یتحصنون فعلی هذا قالوا اذا کان الرکب فی المفازة فی دار الاسلام یخافون من اللصوص یکره لهم تعلیق الجرس علی الدواب ایضا حتی لا یشعر بهم اللصوص فلا یستعدون لقتلهم واخذ اموالهم والذی ذکرنا من الجواب فی الجرس فهو الجواب فی الجلاجل قال محمد رح فی السیر فاما ما کان فی دار الاسلام فیه منفعة لصاحب الراحلة فلا بأس به قال فی الجرس منفعة جمة منها اذا ضل واحد من القافلة یلحق بها بصوت الجرس ومنها ان صوت الجرس یبعد هوام اللیل عن القافلة کالذئب وغیره ومنها ان صوت الجرس یزید فی	

له حکم نمبر ۳۰/۱۰۹۸ اور ۱۷/۱۰۹۸ مع حاشیه ملاحظه ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	سترہواں باب، گانا، لہو، معاصی اور امر بالمعروف کے احکام / گانا، لہو، معاصی اور امر بالمعروف کے احکام کا بیان	حوالہ

۱۰۹۸ میں قتل کرنے یا زخمی کرنے یا بھگا دینے میں کوئی غلبہ حاصل نہ کر سکے گا البتہ وہ خود قتل کر دیا جائے گا تو اسے مباح نہیں کہ وہ ان پر تنہا حملہ کرے (ج) اور از روئے قیاس حکم یہ ہے کہ اسے سب احوال میں ایسا کرنا مباح ہے اگرچہ اسے معلوم ہو کہ وہ قتل کر دیا جائے گا [۵۱] — محیط

۳۰ (ا) جب کسی شخص نے فاسق مسلمانوں کی ایک جماعت کو کسی برائی سے منع کرنے کا ارادہ کیا اور اس کی غالب رائے یہ ہے کہ وہ اس (یعنی منع کرنے کی) وجہ سے قتل کر دیا جائے گا اور وہ انہیں ضرب لگانے یا اس کی مانند کسی امر میں غلبہ حاصل نہ کر سکے گا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اسے منع کرنے کا اقدام کرنے میں کوئی حرج نہیں اور یہ حکم از روئے عزیمت ہے (ب) اگرچہ (اس صورت میں) اس کے لئے از روئے رخصت حکم یہ ہے کہ اسے اس سے چپ رہنا چاہیئے [۵۲] — ذخیرہ

۳۱ (ا) گھوڑے اور بیل کی گردن میں گھنٹیاں لٹکانے میں کوئی حرج نہیں — قنیہ

(ب) چوپاؤں پر گھنٹی لٹکانے میں اہل علم (کی تحقیق) میں اختلاف ہے ان میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ ایسا کرنا سب سفروں میں مکروہ ہے اس میں جہاد کا سفر اور غیر جہاد کا سفر برابر ہے یہ قائل حضر میں (یعنی غیر سفر میں) ایسا کرنے کے مکروہ ہونے کا قائل ہے جیسا کہ وہ سفر کی حالت میں ایسا کرنے کے مکروہ ہونے کا قائل ہے نیز وہ چھوٹے بچہ کے پاؤں میں پازیب (یعنی جھانجن) ڈالنے کو بھی مکروہ قرار دیتا ہے (ج) امام محمدؒ نے السیر الکبیر میں فرمایا ہے کہ غازیوں کے لئے دار الحرب میں (یعنی محارب کفار کی سلطنت میں) گھنٹیوں کا استعمال کرنا مکروہ ہے ہمارے علماءؒ کے ہاں یہی مذہب (یعنی یہی تحقیق) ہے کیونکہ چوپاؤں پر گھنٹیاں لٹکانا دار الحرب میں اس لئے مکروہ ہے کہ اس سے دشمن مسلمانوں کی جگہ معلوم کر لیتا ہے اور پھر اگر وہاں مسلمانوں کی قلت ہو تو وہ دشمن ان پر جلدی کر کے انہیں قتل کر سکتے ہیں اور اگر وہاں مسلمانوں کی کثرت ہو تو وہ (دشمن) ان سے بچاؤ کر کے قلعہ بند ہو سکتے ہیں پس اسی حکم کے بموجب مشائخؒ نے کہا ہے کہ اگر سوار لوگ دار السلام میں بیابان میں ہوں وہ چوروں سے خوف رکھتے ہوں تو ان کے لئے بھی چوپاؤں پر گھنٹیاں لٹکانا مکروہ ہے تاکہ چور ان کے متعلق نہ جان سکیں اور پھر وہ (چور) انہیں قتل کرنے اور ان کا مال لینے میں مستعد نہ ہو سکیں گے (د) اور ہم نے جو حکم گھنٹی کے بارے میں ذکر کیا ہے پازیبوں (یعنی جھانجنوں) کے متعلق بھی یہی حکم ہے (س) امام محمدؒ نے کتاب السیر میں فرمایا ہے کہ جب سواری والے کے لئے دار السلام میں ایسا کرنے میں (یعنی چوپاؤں پر گھنٹی لٹکانے میں) منفعت ہو تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں آپ نے فرمایا کہ اس گھنٹی

---

۵۲ حکم نمبر ۲۹/۱۰۹۸ اور ۱۷/۱۰۹۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السابع عشر فی الغناء واللهو وسائر المعاصی والامر بالمعروف	الغناء واللهو وسائر المعاصی والامر بالمعروف	حواله
۱۰۹۸	نشاط الدواب فهو نظير الحداء		كذا فی المحيط
۳۲	المحتسب اذا نهی قطانا عن وضع القطن علی طريق العامة فلم يمتنع فاوقد المحتسب النار فی قطنه واحرقه يضمن الا اذا علم فسادا فی ذلک ورأی المصلحة فی احراقه فلا يضمن ۱ والله اعلم		كذا فی الخلاصة

۱ ۱/۱۰۹۸ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ حکم نمبر ۳۲/۱۰۹۸ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ حکم نمبر ۱۷/۱۰۹۸ ، ۲۵/۱۱۱۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)
۴ فتاوی عالمگیری کتاب الکراہیہ ، بحث نمبر ۴۸ کے ابواب ۱۸ ، ۱۹ فتاوی عالمگیری کے ترجمہ مع عربی متن کی اشاعت جلد ۴۸ د میں شائع ہو چکے ہیں۔ لہٰذا اس کے بعد باب نمبر ۲۰ بطور عنوان ۱۱۰۲

دفعات و شق نمبر	سترہواں باب، گانا، لہو، معاصی اور امر بالمعروف کے احکام — گانا، لہو، معاصی اور امر بالمعروف کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۹۸	میں بہت سے فائدے ہیں (۱) ان میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص قافلہ سے بھٹک جائے تو گھنٹی کی آواز کے ذریعے اس سے جا ملتا ہے (۲) اور ایک فائدہ یہ ہے کہ اس گھنٹی کی آواز ہوام اللیل (یعنی رات کو نکلنے والے موذی جانوروں) مثلاً بھیڑیا وغیرہ کو قافلہ سے دور کرتی ہے (۳) اور ایک فائدہ یہ ہے کہ اس گھنٹی کی آواز چوپاؤں میں بشاشت بڑھاتی ہے اور یہ حدی خوانی کی نظیر ہے[1]	محیط
۳۲	(ا) محتسب (یعنی حاکم مجاز کی طرف سے مقرر شدہ نگران) نے جب کسی روئی والے کو عام راستہ پر روئی رکھنے سے منع کیا اور وہ منع نہ ہوا تو محتسب نے اس کی روئی کو آگ لگا دی اور اسے جلا دیا تو وہ (محتسب) اس کا ضامن ہوگا (ب) لیکن اگر اس نے (یعنی اس محتسب نے) اس میں (یعنی وہاں روئی رکھنے میں) خرابی جانی اور اس نے اس کے جلا دینے میں مصلحت سمجھی تو پھر وہ ضامن نہ ہوگا ۳ھ ۴ھ واللہ اعلم	خلاصہ

[1] شروع ہے اس کے متعلق عنوان ۱۰۷۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب العشرون فی الزینة واتخاذ الخادم للخدمة — الزینة واتخاذ الخادم للخدمة	حواله

بسم الله الرحمٰن الرّحیم

الباب العشرون فی الزینة واتخاذ الخادم للخدمة

دفعات ۱۱۰۲ تا ۱۱۰۲، عنوان ۱، تعداد شق ۲۲

۱۱۰۲

الزینة واتخاذ الخادم — تعداد شق ۲۲

شق	متن	حواله
۱	اتفق المشائخ رح ان الخضاب فی حق الرجال بالحمرة سنة وانه من سیماء المسلمین وعلاماتهم	کذا فی الذخیرة
۲	واما الخضاب بالسواد فمن فعل ذلك من الغزاة لیکون اهیب فی عین العدو فهو محمود منه اتفق علیه المشائخ رح ومن فعل ذلك لیزین نفسه للنساء ویحبب نفسه الیهن فذلك مکروه وعلیه عامة المشائخ رح وبعضهم جوز ذلك من غیر کراهة وروی عن ابی یوسف رح انه قال کما یعجبنی ان تتزین لی یعجبها ان اتزین لها	کذا فی الذخیرة
	وعن الامام رح ان الخضاب حسن لکن بالحناء والکتم والوسمة واراد به اللحیة وشعر الرأس والخضاب فی غیر حال الحرب لا بأس به فی الاصح	کذا فی الوجیز للکردری
۳	ولا بأس بغالیة الرأس واللحیة	کذا فی الفتاوی العتابیة
۴	نتف الشیب مکروه للتزین لا لترهیب العدو کذا نقل عن الامام رح	کذا فی جواهر الاخلاطی

ے حکم نمبر $\frac{۳۲}{۱۰۹۸}$ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵۲ حکم نمبر $\frac{۲}{۱۱۰۲}$ ملاحظہ ہو نیز زینت کے متعلق حکم نمبر $\frac{۱ تا ۱۵}{۱۱۰۲}$ اور خادم رکھنے کے متعلق

دفعات وشق نمبر	بیسواں باب، زینت کرنے اور خادم رکھنے کے احکام — زینت کرنے اور خادم رکھنے کے احکام کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیسواں باب، زینت کرنے اور خادم رکھنے کے احکام ؎۱

دفعات ۱۱۰۲ تا ۱۱۰۲، عنوان ۱، تعداد شق ۲۲

۱۱۰۲ **زینت کرنا اور خادم رکھنا اور اس میں ۲۲ شقیں ہیں**

۱ اس پر مشائخ رحمہم اللہ کا اتفاق ہے کہ مردوں کے لئے سرخ رنگ سے خضاب کرنا سنت ہے اور یہ مسلمانوں کے نشان اور ان کی علامات سے ہے ؎۲ — ذخیرہ

۲ (ا) اور سیاہ رنگ سے خضاب کرنے کے متعلق حکم یہ ہے کہ غازیوں میں سے جس نے ایسا کیا تاکہ دشمن کی نظر میں اس کی ہیبت زیادہ ہو تو ایسا کرنا اچھا ہے (ب) اور جس نے اس لئے ایسا کیا (یعنی سیاہ رنگ سے خضاب لگایا) تاکہ اپنے آپ کو عورتوں کے لئے خوبصورت بنائے اور اپنے آپ کو ان کے لئے پیارا بنائے تو ایسا کرنا مکروہ ہے عام مشائخ رحمہم اللہ اس حکم پر ہیں (ج) اور بعض مشائخ رحمہم اللہ نے ایسا کرنا (یعنی سیاہ خضاب کرنا) کراہت کے بغیر جائز قرار دیا ہے اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جیسا مجھے پسند ہے کہ میری عورت میرے لئے زینت کرے اسی طرح اسے (یعنی میری عورت کو) یہ پسند ہے کہ میں اس کے لئے زینت کروں — ذخیرہ

(د) اور امام صاحب (یعنی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) سے مروی ہے کہ خضاب کرنا اچھی چیز ہے لیکن وہ خضاب مہندی سے یا وسمہ سے ہو اور آپ نے اس میں داڑھی اور سر کے بال مراد لئے ہیں (س) اور زیادہ صحیح حکم میں جنگ کی حالت کے علاوہ (بھی) خضاب لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے ؎۳ — وجیز للکردری

۳ غالیہ (مرکب خوشبو) سر اور داڑھی کو لگانے میں کوئی حرج نہیں — عتابیہ

۴ (ا) زینت کے لئے سفید بالوں کا نوچنا مکروہ ہے (ب) اور (اسلام کے) دشمن کو مرعوب کرنے کے لئے ایسا کرنا مکروہ نہیں ہے یونہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے — جواہر الاخلاطی

؎ حکم نمبر ۱۶ تا ۲۲ / ۱۱۰۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎۳ حکم نمبر ۲۱ / ۱۱۰۱ نیز ۱ / ۱۱۰۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات	شق نمبر	الباب العشرون فی الزينة واتخاذ الخادم للخدمة — الزينة واتخاذ الخادم للخدمة	حواله
١١٠٢	٥	ولا ينبغي ان يخضب يدى الصبي الذكر ورجله الا عند الحاجة	كذا فی الينابيع
	٦	ويجوز ذلك للنساء	كذا فی الينابيع
	٧	جنب[1] اختضب واختضبت امرأته بذلك الخضاب قال ابو يوسف رح لا بأس به ولا تصلى فيه وان كان الجنب قد غسل موضع الخضاب فلا بأس بان تصلى فيه	كذا فی فتاوی قاضيخان
	٨	ولا بأس للنساء بتعليق الخرز فی شعورهن من صفر او نحاس او شبه او حديد ونحوها للزينة والسوار منها	كذا فی القنية
	٩	ولا بأس بان يشد الخرز على ساق الصبی او المهد تعليلا له	كذا فی القنية
	١٠	لا بأس بالاثمد للرجال باتفاق المشائخ رح ويكره الكحل الاسود بالاتفاق اذا قصد به الزينة واختلفوا فيما اذا لم يقصد به الزينة عامتهم على انه لا يكره	كذا فی جواهر الاخلاطی
	١١	قال محمد رح ولا بأس بان يتخذ الرجل فی بيته سريرا من ذهب او فضة وعليه الفرش من الديباج يتجمل بذلك للناس من غير ان يقعد او ينام عليه فان ذلك منقول عن السلف من الصحابة رض والتابعين رح	كذا فی المحيط
	١٢	وما يحتاج اليه الناس من البناء لا بأس به وانما يكره اذا بنى ما لا يحتاج اليه	كذا فی الوجيز للكردری
	١٣	ذكر الفقيه ابو جعفر رح فی شرح السير الكبير[2] انه لا بأس بان يستر حيطان البيوت باللبود المنقشة اذا كان قصد فاعله دفع البرد وان كان قصد فاعله الزينة فهو مكروه وذكر شمس الائمة السرخسی رح فی شرح السير ايضا لا بأس بان يستر حيطان البيت باللبود اذا كان قصد فاعله دفع	

[1] حکم نمبر ٨ تا ١٠ / ٨٢ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] حکم نمبر ٣٧ / ١٠٩١ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات دشق نمبر		بیسواں باب زینت کرنے اور خادم رکھنے کے احکام — زینت کرنے اور خادم رکھنے کا بیان	حوالہ
۱۱۰۲	5	(ا) بچہ کے ہاتھوں اور پاؤں کو خضاب کرنا (یعنی رنگنا) نہیں چاہیئے (ب) لیکن کسی ضرورت کی بنا پر ایسا کرے تو یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر انہیں رنگا جا سکتا ہے)	ینابیع
	۶	اور عورتوں کے لئے یہ مذکورہ (یعنی ان کے ہاتھ پاؤں کو رنگنا) جائز قرار پاتا ہے	ینابیع
	۷	(ا) کسی جنبی شخص نے خضاب لگایا اور اس کی بیوی نے اس (استعمل) خضاب سے خضاب لگایا تو اس کے متعلق امام ابو یوسفؒ کا قول ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں البتہ وہ عورت اس میں (یعنی اس خضاب کے ساتھ) نماز نہ پڑھے (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس جنبی شخص نے رنگ والی جگہ کو دھولیا تھا تو پھر کوئی حرج نہیں کہ وہ اس میں نماز پڑھے لے	قاضیخان
	۸	(ا) عورتوں کے لئے اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ اپنے بالوں میں سونے یا تانبے یا پیتل یا لوہے یا اس کی مانند چیز سے حرز (یعنی کوئی حفاظت کنندہ چیز) زینت کے لئے لگائے (ب) اور یہ کہ ان (مذکورہ چیزوں) سے کنگن بنائے (تو کوئی حرج نہیں) ۲ہ	قنیہ
	9	بچے کی پنڈلیوں پر یا اس کے جھولے پر اسے بہلانے کے لئے کوئی حرز باندھ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے	قنیہ
	۱۰	(ا) مردوں کے لئے اثمد (یعنی پتھر کے سرمہ) کے استعمال میں بالاتفاق مشائخؒ کوئی حرج نہیں (ب) اور الکحل الاسود (یعنی سیاہ سرمہ، کجلا) کا استعمال (ا) جب وہ (مرد) اس سے زینت کا قصد کرے تو بالاتفاق مکروہ ہے (۲) اور اگر وہ زینت کا قصد نہ کرے تو اس (کے حکم) میں مشائخؒ نے اختلاف کیا ہے عام مشائخؒ اس پر ہیں کہ مکروہ نہیں ہوتا	جواہر الاخلاطی
	۱۱	امام محمدؒ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ کوئی شخص خوبصورتی کے لئے اپنے گھر میں سونے یا چاندی کا تخت بنائے اس پر دیباج (ریشم) کا بچھونا بچھائے بغیر اس کے کہ اس پر بیٹھے یا اس پر سوئے کیونکہ ایسا کرنا اسلاف میں سے صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ سے منقول ہے ۳ہ	محیط
	۱۲	(ا) عمارت جس قدر ضرورت ہو اس کے بنانے میں کوئی حرج نہیں (ب) البتہ جب ایسی عمارت بنائے جس کی ضرورت نہیں تو (یہ) مکروہ ہے	وجیز للکردری
	۱۳	(ا) فقیہ ابو جعفرؒ نے شرح السیر الکبیر میں ذکر کیا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ کوئی شخص منقش نمدوں سے گھروں کی دیواروں کا پردہ بنائے جب کہ ایسا کرنے والے کا مقصد سردی دور کرنا ہو (ب) اور اگر ایسا کرنے والے کا مقصد زینت ہو تو (پھر ایسا کرنا) مکروہ ہے (ج) شمس الائمہ السرخسیؒ نے شرح السیر میں بھی ذکر کیا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ کوئی شخص	

۳ہ حکم نمبر $\frac{16}{1091}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب العشرون فی الزینة واتخاذ الخادم للخدمة — الزينة واتخاذ الخادم للخدمة	حواله
۱۱۰۲	البرد وزاد علیها فقال او بالحشیش اذا کان قصد فاعله دفع الحر وانما یکره من ذلك ما یکون علی قصد الزینة	كذا فی الذخيرة
	ارخاء الستر علی الباب مکروه نص علیه محمد فی السیر الکبیر لانه زینة وتکبر والحاصل ان کل ما کان علی وجه التکبر یکره وان فعل لحاجة وضرورة لا هو المختار	كذا فی الغياثية
۱۴	ولا یجوز ان یعلق فی موضع شیاء فیه صورة ذات روح ویجوز ان یعلق ما فیه صورة غیر ذات روح	كذا فی الظهيرية
۱۵	ویجوز للانسان ان یبسط فی بیته ما شاء من الثیاب المتخذة من الصوف والقطن والکتان المصبوغة وغیرها او المنقشة وغیرها	كذا فی خزانة المفتين
۱۶	لا بأس للانسان ان یکون معه من یخدمه ولکن ینبغی ان یکلفه من الخدمة قدر ما یطیق	كذا فی خزانة المفتين
۱۷	وعن هذا قلنا لا بأس للانسان ان یذهب راکبا حیث شاء وغلامه یمشی معه بعد ان کان یطیق ذلك وان کان لا یطیق ذلك فهو مکروه	كذا فی المحيط
	وعن ابن عمر رضی الله عنه وانما یکره الرکوب ومعه رجالة اذا اراد به الریاء والتکبر	كذا فی الملتقط
۱۸	ویستحب ان یترك العبد او الامة بعد صلوة العشاء لینام او لیستریح	كذا فی التاتارخانية ناقلا عن الحجة
۱۹	ویجب علی المالك ان لا یشغله فی اوقات الصلوة عن الصلوة لانه فی حق اداء الصلوة یبقی علی اصل الحریة	كذا فی التاتارخانية ناقلا عن الحجة

لے حکم نمبر ۱۶/۱۰۹۱ ، ۵۶/۱۰۹۰ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۲ حکم نمبر ۵۶ تا ۶۱/۱۸۰ نیز حکم نمبر ۵۸/۲۲۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	بیسواں باب، زینت کرنے اور خادم رکھنے کے احکام — زینت کرنے اور خادم رکھنے کا بیان	حوالہ
۱۱۰۲	نمدوں سے گھر کی دیواروں کا پردہ بنائے جب کہ ایسا کرنے والے کا مقصد سردی دور کرنا ہو اور آپ نے اس پر اضافہ کیا اور فرمایا کہ یا اس نے حشیش سے (یعنی دیواروں پر گھاس سے) پردہ بنایا جب کہ ایسا کرنے والے کا مقصد گرمی دور کرنا ہو	ذخیرہ
	(د) اور ایسا کرنا مکروہ تب ہوتا ہے جب کہ زینت کے قصد سے ہو (ر) دروازہ پر پردہ لٹکانا مکروہ ہے امام محمدؒ نے السیر الکبیر میں اسے صراحتاً ذکر فرمایا ہے اس لئے کہ یہ زینت اور تکبر ہے (س) اور حاصل یہ ہے کہ (اس میں) جو فعل تکبر کے طور پر ہو وہ مکروہ ہوتا ہے اور اگر کوئی فعل کسی حاجت اور ضرورت کی بنا پر ہو تو مکروہ نہیں ہوتا یہی حکم مختار ہے [1]	غیاثیہ
۱۴	(ا) یہ جائز نہیں ہے کہ کوئی شخص کسی جگہ روح والی کسی چیز (یعنی جاندار) کی تصویر لٹکائے (ب) اور روح والی چیز (یعنی جاندار) کے علاوہ کی تصویر لٹکانا جائز ہوتا ہے [2]	ظہیریہ
۱۵	انسان کے لئے یہ جائز ہوتا ہے کہ وہ اپنے گھر میں اون، روئی، کتان سے بنے ہوئے کپڑے بچھائے رنگے ہوئے ہوں یا بغیر رنگے ہوئے کے ہوں، پھولدار ہوں یا بغیر پھول کے ہوں	خزانۃ المفتین
۱۶	کسی انسان کے ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں کہ اس کے ساتھ اس کی خدمت کے لئے خادم ہو لیکن اس سے خدمت لینے میں اتنی تکلیف دینی چاہیئے جسے وہ برداشت کرسکتا ہو [3]	خزانۃ المفتین
۱۷	(ا) اس (مذکورہ صورت کے) حکم کی بنا پر ہم کہتے ہیں کہ انسان کے لئے ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں کہ وہ سوار ہو کر جہاں چاہے جائے اور اس کا غلام اس کے ساتھ پیدل چلتا ہو جب کہ وہ (غلام) ایسا کرنے کی طاقت رکھتا ہو (ب) اور اگر وہ (غلام) ایسا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو پھر (ایسا کرنا) مکروہ ہے	محیط
	(ج) اور حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ (خود) سواری پر ہونا اور اس کے ساتھ پیدل لوگوں کا ہونا تب مکروہ ہوتا ہے کہ جب وہ ایسا کرنا ریا اور تکبر کے ارادہ سے کرے	ملتقط
۱۸	یہ مستحب ہے کہ آدمی اپنے غلام یا باندی کو عشاء کی نماز کے بعد فرصت دے تاکہ وہ سولے یا آرام کرلے	تتارخانیہ
۱۹	اور (مذکورہ صورت میں) مالک پر واجب ہے کہ وہ اسے (یعنی اپنے غلام یا باندی کو) ایسا مشغول نہ رکھے کہ وہ نماز کے اوقات میں (فرض) نماز کی ادائیگی سے رہ جائے اس لئے کہ نماز کی ادائیگی کے حق میں وہ اصل آزادی پر باقی رہتا ہے	تتارخانیہ

[3] حکم نمبر ۱۶ تا ۲۲ / ۱۱۰۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر		الباب العشرون في الزينة واتخاذ الخادم للخدمة — الزينة واتخاذ الخادم للخدمة	حوالہ
۱۱۰۲	۲۰	على المولى ان يترك مملوكه حتى يتعلم من القرآن قدر ما تصح به الصلوٰة	كذا في القنية
	۲۱	وكذلك الزوجة	كذا في القنية
	۲۲	ويكره ان يجعل في عنق عبده طوقا من حديد وقيل لا بأس به في زماننا لغلبة الاباق خصوصا في الهندية ولا يكره التقييد والله اعلم	كذا في التمرتاشي

۱؎ حکم نمبر ۱۲/۲ مدخلہ ہو (مترجم) ۲؎ تقیید یعنی پاؤں میں بیڑی ڈالنا ماخوذ از المنجد صفحہ ۱۰۶۰ (مترجم)

دفعات و شق نمبر		بیسواں باب، زینت کرنے اور خادم رکھنے کے احکام زینت کرنے اور خادم رکھنے کا بیان	حوالہ
۱۱۰۲	۲۰	آقا پر لازم ہے کہ وہ اپنے مملوک کو اتنی فرصت دے کہ وہ قرآن مجید سے اس قدر سیکھ سکے جس سے اس کی نماز صحیح ہوسکتی ہو	قنیہ
	۲۱	اور اسی د مذکورہ $\frac{۱۸ \text{ تا } ۲۰}{۱۱۰۲}$ میں مندرجہ مملوک کے حکم کی طرح بیوی کے متعلق بھی یہی حکم ہے (کہ اسے مذکورہ گنجائش دے) لہ	قنیہ
	۲۲	(ا) یہ مکروہ ہے کہ کوئی شخص اپنے غلام کے گلے میں لوہے کا طوق ڈال دے (ب) اور بعض کا قول یہ ہے کہ ہمارے زمانہ میں ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ اکثر غلام خصوصاً ہندی غلام (اکثر) بھاگ جاتے ہیں (ج) اور (حسب ضرورت) تقلید (یعنی پاؤں میں بیڑی ڈالنا) مکروہ نہیں ہے ٢ے	تمرتاشی
		واللہ اعلم	

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فیما یسع من جراحات الخ فیما یسع من جراحات الخ	حواله
	بسم الله الرحمن الرحيم	
	الباب الحادی والعشرون فیما یسع من جراحات بنی آدم والحیوانات وقتل الحیوانات وما لا یسع من ذلک	
	دفعات ۱۱۰۳ تا ۱۱۰۳، عنوان ۱، تعداد شق ۴۵	
۱۱۰۳	**ما یسع من جراحات بنی آدم والحیوان الخ تعداد شق ۴۵**	
۱	فی فتاوی ابی اللیث رح فی امرأة حامل ماتت وعلم ان ما فی بطنها حی فانه یشق بطنها من الشق الایسر	كذا فی المحيط
۲	وکذلک اذا کان اکبر رأیهم انه حی یشق بطنها	كذا فی المحيط
۳	وحکی انه فعل ذلک باذن ابی حنیفة رح فعاش الولد	كذا فی السراجية
۴	ولا یرث الولد اذا تحرک فی بطنها لان حرکته قد تکون بریح اودم مجتمع	كذا فی الفتاوی العتابية
۵	البکر اذا جومعت فیما دون الفرج فحبلت بان دخل الماء فی فرجها فلما قرب اوان ولادتها تزال عذرتها ببیضة او بحرف درهم لانه لا یخرج الولد	

لـه حکم نمبر ۱ تا ۶ / ۱۱۰۳ ، ۲۱ / ۲۲۱ مع حواشی حکم نمبر ۵ / ۱۱۰۰ نیز حکم نمبر ۱۱۷۳ ، ۱۱۸۰ اور انسان کو زخمی وغیرہ کر سکنے کی گنجائش کے متعلق حکم نمبر ۱ تا ۱۵، ۲۱ تا ۴۴ / ۱۱۰۳

دفعات و شق نمبر	اکیسواں باب، انسانوں اور جانوروں وغیرہ کو زخمی کرنے کے احکام — انسانوں اور جانوروں وغیرہ کو زخمی کرنے وغیرہ کے احکام	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اکیسواں باب ۱۱ انسان اور جانوروں کو زخمی کرنے اور جانوروں کو قتل کرنے کی گنجائش ہونے اور نہ ہونے کے احکام

دفعات ۱۱۰۳ تا ۱۱۰۳ ، عنوان ۱ ، تعداد شق ۴۵

دفعات و شق نمبر	متن	حوالہ
۱۱۰۳ -	**انسان اور جانوروں کو زخمی کرنے وغیرہ کی گنجائش اور اس میں ۴۵ شقیں ہیں**	
۱	فتاوی ابواللیثؒ میں ایسی عورت کے بارے میں مذکور ہے جو حاملہ تھی اور وفات پاگئی اور یہ معلوم ہوگیا کہ کچھ اس کے پیٹ میں ہے وہ زندہ ہے تو (اسے نکالنے کے لئے) اس عورت کا پیٹ بائیں طرف سے چاک کیا جا سکے گا لے	محیط
۲	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب ان کی غالب رائے یہ ہو کہ وہ (حمل) زندہ ہے تو اس عورت کا پیٹ چاک کیا جا سکے گا	محیط
۳	منقول ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کی اجازت سے ایسا کیا گیا (یعنی مذکورہ حاملہ کا پیٹ چاک کر کے بچہ نکالا گیا) تو وہ بچہ زندہ رہا	سراجیہ
۴	جب حاملہ کے پیٹ میں حرکت ہوتی ہو تو (محض) اس سے وہ بچہ وارث نہ قرار پائے گا اس لئے کہ پیٹ کی حرکت بعض اوقات ریح سے یا مجتمع خون سے بھی ہوتی ہے	عتابیہ
۵	جب باکرہ عورت سے فرج کے علاوہ جماع کیا گیا اور وہ اس سے حاملہ ہو گئی بایں طور کہ (نطفہ کا) پانی (کسی منفذ سے) اس کے فرج میں داخل ہو گیا تو جب اس کی ولادت کا وقت قریب ہوا	

لے نیز کتا وغیرہ رکھنے کے متعلق ۱۶ تا ۲۳ / ۱۱۰۳ اور جانور کو زخمی کرنے یا مار دینے کی گنجائش کے متعلق حکم نمبر ۲۲ تا ۴۰، ۵۰، ۲ / ۱۱۰۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فیما یسع من جراحات الخ فیما یسع من جراحات الخ	حوالہ
۱۱۰۳	بدون ذلک	کذا فی فتاوی قاضیخان
۶	واذا اعترض الولد فی بطن الحامل ولم یجدوا سبیلا لاستخراج الولد الا بقطع الولد اربا اربا ولو لم یفعلوا ذلک یخاف علی الام قالوا ان کان الولد میتا فی البطن لا بأس به وان کان حیا لم نر جواز قطع الولد اربا اربا	کذا فی فتاوی قاضیخان
۷	لا بأس بقطع العضو ان وقعت فیه الآکلة لئلا تسری	کذا فی السراجیة
۸	لا بأس بقطع الید من الآکلة	کذا فی الملتقط
۹	وشق البطن لما فیه	کذا فی الملتقط
۱۰	اذا اراد الرجل ان یقطع اصبعا زائدة او شیأ آخر قال نصیر رح ان کان الغالب علی من قطع مثل ذلک الهلاک فانه لا یفعل وان کان الغالب هو النجاة فهو فی سعة من ذلک	کذا فی الظهیریة
۱۱	رجل او امرأة قطع الاصبع الزائدة من ولده قال بعضهم لا یضمن ولهما ولایة المعالجة وهو المختار ولو فعل ذلک غیر الاب والام فهلک کان ضامنا والاب والام انما یملکان ذلک اذا کان لا یخاف التعدی والوهن فی الید	کذا فی الظهیریة

ا؎ حکم نمبر $\frac{۵۳}{۱۰۸۹}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ جیسا کہ فتاوی قاضی خان میں ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس لیے ایسا کرنا، ایک باحرمت آدمی جس کی طرف سے کوئی تعدی نہیں، اسے قتل کر کے دوسرے آدمی کو ہلاکت سے بچانا ہے (پس یہ جائز نہ ہوگا)۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی هامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۴۱۰ حکم نمبر $\frac{۵}{۱۱۰۰}$

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب، انسانوں اور جانوروں کے زخمی کرنے وغیرہ کے احکام — انسانوں اور جانوروں کو زخمی کرنے وغیرہ کے احکام	حوالہ
۱۱۰۳	تو اس (باکرہ) کا پردہ بکارت (مثلاً) انڈے سے یا درہم کے کنارے (وغیرہ) سے زائل کیا جائے گا اس لئے کہ اس کے بغیر (یعنی پردہ بکارت زائل کئے بغیر) بچہ باہر نہیں نکل سکے گا[۱]	قاضیخان
۶	(ا) جب کوئی بچہ حاملہ کے پیٹ میں چوڑان میں ہو گیا اور انہوں نے اس بچے کے باہر نکالنے کے لئے کوئی صورت نہ پائی سوائے اس کے کہ اس بچہ کے جوڑ جوڑ کو قطع کر کے نکالا جائے اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو اس کی ماں پر جان کا خوف ہے تو (اس کے حکم کے متعلق) مشائخ نے فرمایا کہ اگر وہ بچہ پیٹ میں مردہ ہو تو ایسا کرنے میں (یعنی ٹکڑے ٹکڑے کر کے نکالنے میں) کوئی حرج نہیں (ب) اور اگر وہ بچہ (پیٹ میں) زندہ ہو تو ہم اس بچہ کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کو جائز نہیں سمجھتے[۲]	قاضیخان
۷	اگر کسی شخص کے عضو میں آکلہ (یعنی عضو کھانے والے زخم) کی بیماری واقع ہو گئی تو اس عضو کو کاٹ دینے میں کوئی حرج نہیں تاکہ (مزید) سرایت نہ کرے[۳]	سراجیہ
۸	آکلہ (یعنی عضو کھانے والے زخم کی بیماری) والے ہاتھ کو کاٹ دینے میں کوئی حرج نہیں	ملتقط
۹	اور (اسی طرح پیٹ میں) ایسی چیز کی وجہ سے پیٹ چاک کرنے کا حکم ہے (یعنی کوئی حرج نہیں ہے)	ملتقط
۱۰	(ا) جب کسی شخص نے اپنی زائد انگلی یا (حسب ضرورت بدن کی) کسی اور چیز کا کاٹنا چاہا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر وہ شخص جس سے اس کی مانند کاٹا جائے تو وہ اکثر موجب ہلاکت ہوتا ہے تو ایسا نہ کرے (ب) اور اگر اکثر (ایسا شخص) بچ جاتا ہے تو اسے ایسا کرنے کی گنجائش ہے	ظہیریہ
۱۱	(ا) کسی مرد یا عورت نے اپنے بچہ کی زائد انگلی کاٹ دی تو (اس کے حکم کے متعلق) بعض کا قول یہ ہے کہ وہ ضامن نہ ہو گا اور ان دونوں کو (یعنی بچہ کے باپ اور ماں کو) اس کے علاج کی ولایت حاصل ہے اور یہی حکم مختار ہے (ب) اور اگر وہ فعل (یعنی اس بچہ کی زائد انگلی کے کاٹنے کا فعل) باپ اور ماں کے (امر کے) بغیر ہوا اور (اس سے) وہ بچہ ہلاک ہو گیا تو وہ ضامن ہو گا (ج) اور باپ اور ماں بھی تب ہی ایسا کرنے کی ولایت رکھتے ہیں جب کہ (اس سے اس ہاتھ میں زخم) متعدی ہونے اور اس ہاتھ میں کمزوری ہو جانے کا خوف نہ ہو	ظہیریہ

ملاحظہ ہو (مترجم)

[۳] حکم نمبر ۱۵ تا ۱۱۰۳ نیز ۶ تا ۳۸ ۱۱۷۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فیمایسع من جراحات الخ فیمایسع من جراحات الخ	حوالہ
١١٠٣ ١٢	من له سلعة زائدة يريد قطعها ان كان الغالب الهلاك فلا يفعل والا فلا بأس به	كذا فی خزانة المفتين
١٣	جرّاح اشترى جارية رتقاء فله شق الرتق وان المّت	كذا فی القنية
١٤	ولا بأس بشق المثانة اذا كانت فيها حصاة	كذا فی الظهيرية
١٥	وفی الكيسانيات فی الجراحات المخوفة والقروح العظيمة والحصاة الواقعة فی المثانة ونحوها ان قيل قد ينجو وقد يموت او ينجو ولا يموت يعالج وان قيل لا ينجو اصلا لا يداوی بل يترك	كذا فی الظهيرية
١٦	ولو كان لرجل كلب عقور يعض كل من يمر عليه فلاهل القرية ان يقتلوه فان تقدم اهل القرية الى صاحب الكلب ولم يقتله ثم عض انسانا فهو ضامن وان عضه قبل التقدم عليه لم يضمن	كذا فی الينابيع وهكذا فی الخلاصة
١٧	قرية فيها كلاب كثيرة ولاهل القرية منها ضرر يؤمر ارباب الكلاب ان يقتلوا الكلاب فان ابوا رفع الامر الى القاضی حتى يلزمهم ذلك	كذا فی محيط السرخسی
١٨	وفی اضحية النوازل رجل له كلاب لا يحتاج اليها ولجيرانه فيها ضرر فان امسكها فی ملكه فليس لجيرانه منعه وان ارسلها فی السكة فلهم منعه فان امتنع والا رفعوه الى القاضی او الى صاحب الحسبة حتى يمنعه عن ذلك	كذا فی المحيط

[1] اور اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ٤١/١١٠٣ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] حکم نمبر ١٦ تا ٢٤/١١٠٣، ٤٢ تا ٤٤/١١٨٢ نیز ٩٣/٣١٤ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	اکیسواں باب، انسانوں اور جانوروں کو زخمی وغیرہ کرنیکے احکام انسانوں اور جانوروں کو زخمی کرنے وغیرہ کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۰۳ ۱۲	(ا) جس شخص کو زائد غدود ہو وہ اسے کاٹنا چاہتا ہو تو اگر ایسا کرنے میں اکثر ہلاکت ہو جاتی ہو تو ایسا نہ کرے (ب) اور اگر ایسا نہ ہوتا ہو تو پھر اس کے کاٹنے میں کوئی حرج نہیں	خزانۃ المفتین
۱۳	کسی جراح نے ایسی باندی خریدی جو رتقاء (یعنی ایسی عورت جس کے فرج میں ایسی جھلی ہو جو مانع جماع) ہو تو اس (مالک جراح) کے لئے اس رتق کو چیر دینا جائز ہے۔ خواہ اس سے اس باندی کو درد اٹھانا پڑے	قنیہ
۱۴	جب مثانہ میں پتھری ہو جائے تو (علاج کے لئے) مثانہ چیرنے میں کوئی حرج نہیں	ظہیریہ
۱۵	(ا) اور (اسی طرح) الکیسانیات میں ہے کہ خوف ناک زخم، بڑے پھوڑے، مثانہ کی پتھری اور اس کی مانند کے (چیرنے کے) متعلق اگر یہ کہا جاتا ہو کہ (ایسا کرنے سے) وہ مریض کبھی بچ جاتا ہے اور کبھی اس کی موت واقع ہو جاتی ہے یا (یہ کہا جاتا ہو کہ) مریض بچ جاتا ہے اور (ایسا کرنے سے) اس کی موت واقع نہیں ہوتی تو (چیرنے سے) اس کا علاج کیا جائے گا (ب) اور اگر ایسا کہا جاتا ہو کہ (ایسا کرنے سے) وہ مریض بالکل نہیں بچتا تو (چیرنے سے) اس کا علاج نہیں کیا جائے گا بلکہ اسے چھوڑ دیا جائے گا ۱ے	ظہیریہ
۱۶	(ا) اگر کسی شخص کا کتا ایسا کاٹنے والا ہو کہ وہ ہر اس شخص کو کاٹتا ہو جو وہاں سے گزرے تو اس بستی والوں کو اختیار ہے کہ وہ اسے مار دیں پس اگر اس بستی والوں نے اس کتے کے مالک کو پیشگی کہا (یعنی کتے کی شکایت کی) اور اس نے اسے نہ مارا پھر اس نے کسی انسان کو کاٹا تو وہ (مالک) ضامن ہوگا (ب) اور اگر اس (کتے کے) مالک کو پیشگی کہنے سے پہلے اسے کاٹا تو وہ (مالک) ضامن نہ ہوگا ۲ے	ینابیع، خلاصہ
۱۷	کسی بستی میں کتے زیادہ ہو جائیں اور بستی والوں کو ان سے ضرر ہو تو ان کتوں کے مالکوں کو کہا جائے گا کہ وہ ان کتوں کو مار دیں اگر وہ مالک (ایسا کرنے سے) انکار کر دیں تو یہ امر قاضی (یعنی حاکم مجاز) کے ہاں پیش کیا جائے گا تاکہ وہ انہیں ایسا کرنا لازم کرے	محیط سرخسی
۱۸	(ا) اضحیۃ النوازل میں ہے کہ کسی شخص کے پاس کتے ہوں وہ ان کا ضرورت مند نہیں اور ان کے پڑوسیوں کو ان سے ضرر ہے پس اگر اس نے ان کتوں کو اپنی ملک میں باندھ رکھا ہو تو پڑوسی اسے منع نہیں کر سکتے (ب) اور اگر اس نے انہیں گلی میں کھلا چھوڑ دیا تو وہ پڑوسی اسے منع کر سکتے ہیں پس اگر وہ منع ہو جائے (تو فبہا) ورنہ وہ اس امر کو قاضی (یعنی حاکم مجاز) تک یا محتسب (یعنی سرکاری نگران) تک لے جائیں تاکہ وہ اسے اس سے منع کرے ۳ے	محیط

۳ے حکم نمبر $\frac{19}{1103}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر		الباب الحادی والعشرون فیما یسع من جراحات الخ	فیما یسع من جراحات الخ	حوالہ
١١٠٣	١٩	وکذلک من امسک دجاجة او جحشا او عجولا فی الرستاق فهو علی هذین الوجهین		کذا فی المحیط
	٢٠	وفی الاجناس لا ینبغی ان یتخذ کلبا الا ان یخاف من اللصوص او غیرهم		کذا فی الخلاصة
	٢١	وکذا الاسد والفهد والضبع وجمیع السباع وهذا قیاس قول ابی یوسف رح		کذا فی الخلاصة
	٢٢	ویجب ان یعلم بان اقتناء الکلب لاجل الحرس جائز شرعا وکذلک اقتناؤه للاصطیاد مباح وکذلک اقتناؤه لحفظ الزرع والماشیة جائز		کذا فی الذخیرة
	٢٣	رجل ذبح کلبه او حماره جاز ان یطعم سنوره من ذلک ولیس له ان یطعمه خنزیره او شیاء من المیتة		کذا فی السراجیة
	٢٤	الهرة اذا کانت موذیة لا تضرب وتعرک اذنها بل تذبح بسکین حاد		کذا فی الوجیز للکردری
	٢٥	رجل وطی بهیمة قال ابو حنیفة رح ان کانت البهیمة للواطی یقال له اذبحها واحرقها وان لم تکن البهیمة للواطی کان لصاحبها ان یدفعها الی الواطی بالقیمة ثم یذبحها الواطی ویحرق ان لم تکن ماکولة اللحم وان کانت ماکولة اللحم تذبح ولا تحرق		کذا فی فتاوی قاضیخان
	٢٦	وفی الاجناس عن اصحابنا رح تذبح وتحرق علی وجه الاستحسان اما بهذا الفعل لا یحرم اکل الحیوان الماکول		کذا فی خزانة الفتاوی

١ حکم نمبر ١٨/١١٠٣ ملاحظہ ہو (مترجم) ٢ حکم نمبر ٢٠ تا ٢٢/١١٠٣ ملاحظہ ہوں (مترجم) ٣ حکم نمبر ١/٨٩ اور ١/١٠٥٦ مع حواشی نیز حکم نمبر ٢٤ تا ٣٠، ٤٥/١١٠٣ ملاحظہ ہوں (مترجم) ٤ حکم نمبر ٢٦/١١٠٣ اور ٤٥/٤٦٧

دفعات وشق نمبر	اکیسواں باب، انسانوں اور جانوروں کو زخمی کرنے وغیرہ کے احکام انسانوں اور جانوروں کو زخمی کرنے وغیرہ کے احکام	حوالہ
۱۱۰۳ ۱۹	اسی (مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ کسی شخص نے مرغی یا گدھے کا بچہ یا گائے کا بچہ رکھا ہوا ہو تو اس کے متعلق حکم بھی (مذکورہ) دو صورتوں پر ہے لہ	محیط
۲۰	الاجناس میں ہے کہ کتا نہیں رکھنا چاہیئے لیکن اگر اسے چوروں وغیرہ کا خوف ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر وہ کتا رکھ سکتا ہے) ۲ہ	خلاصہ
۲۱	اور اسی (مذکورہ صورت کے) حکم کی طرح یہی حکم شیر، چیتے، بجو اور تمام درندے رکھنے کے متعلق ہے اور یہ حکم امام ابو یوسفؒ کے قول پر قیاس کی بناء پر ہے (یعنی چوروں وغیرہ کے خوف کی صورت میں مذکورہ درندہ رکھ سکتا ہے)	خلاصہ
۲۲	یہ جان لینا ضروری ہے کہ (۱) (گھر کی) چوکیداری کے لئے کتا رکھنا شرعاً جائز ہے (۲) اسی طرح شکار کے لئے کتا رکھنا مباح ہے (۳) اور اسی طرح کھیتی اور مویشیوں کی حفاظت کے لئے (بھی) کتا رکھنا جائز ہے	ذخیرہ
۲۳	کسی شخص نے اپنا کتا یا اپنا گدھا ذبح کیا تو جائز ہے کہ وہ اس سے اپنی بلی کو خوراک دے (ب) اور اسے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے خنزیر سے یا مردار سے اپنی بلی کو خوراک دے ۳ہ	سراجیہ
۲۴	بلی جب موذی ہو جائے تو اسے ضرب نہ لگائی جائے اور نہ اس کی گوشمالی کی جائے بلکہ اسے تیز چھری سے ذبح کر دیا جائے	وجیز الکردری
۲۵	(ا) کسی شخص نے کسی چوپایہ (یعنی جانور) سے وطی کی تو (اس کے حکم کے متعلق) امام ابوحنیفہؒ (کی تحقیق) کا قول یہ ہے کہ اگر وہ جانور واطی کا (یعنی اس وطی کنندہ کا) ہو تو واطی سے کہا جائے گا کہ اسے ذبح کرے اور (اگر وہ جانور غیر ماکولہ اللحم ہے تو) اسے جلا دے (ب) اور اگر جانور واطی کا نہ ہو تو اس جانور کے مالک کو اختیار ہے کہ وہ جانور اس واطی کو دے کر اس کی قیمت لے لے پھر وہ واطی اس جانور کو ذبح کرے اور جلا دے (اور جلانے کا حکم تب ہے کہ) اگر وہ جانور ماکولۃ اللحم نہ ہو (یعنی اس کا گوشت کھانا حلال نہ ہو) (ج) اور اگر وہ ماکولۃ اللحم ہو تو اسے ذبح کر دیا جائے اور اسے جلایا نہ جائے ۴ہ	قاضیخان
۲۶	اور (مذکورہ صورت کے متعلق) الاجناس میں ہے کہ ہمارے اصحاب سے مروی ہے کہ اسے ذبح کر کے اسے جلا دینے کا حکم از روئے استحسان ہے البتہ اس فعل سے ماکول اللحم جانور کا گوشت (ذبح کے بعد) حرام نہیں قرار پاتا ۵ہ	خزانۃ الفتاویٰ

ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵ہ حکم نمبر ۲۵/۱۱۰۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	باب الحادی والعشرون فیما یسع من جراحات الخ فیما یسع من جراحات الخ	حوالہ
۱۱۰۳ ۲۷	ولاباس بقتل الجراد لانه صید یحل قتله لاجل الاکل فلدفع الضرر اولی	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۸	ویکره حرقها	کذا فی السراجیة
۲۹	قتل النملة تکلموا فیه والمختار انه اذا ابتدأت بالاذی لاباس بقتلها وان لم تبتدئ یکره قتلها	کذا فی الخلاصة
۳۰	واتفقوا علی انه یکره القاؤها فی الماء	کذا فی الخلاصة
۳۱	وقتل القملة یجوز بکل حال	کذا فی الخلاصة
۳۲	واحراق القمل والعقرب بالنار مکروه	کذا فی الظهیریة
۳۳	وطرح القمل حیا مباح لکن یکره من طرق الادب	کذا فی الظهیریة
۳۴	اذا وجدوا فی دارالحرب عقربا فانهم لا یقتلونها ولکن ینزعون ذنبها قطعا للضرر عن انفسهم ولا یقتلونها لان فی قتلها قطع الضرر عن الکفرة فانهم ینقطع نسلها وفیه منفعة الکفار	کذا فی جواهر الفتاوی
۳۵	وکذلک ان وجدوا حیة فی رحالهم ان امکنهم نزع انیابها فعلوا ذلک قطعا للضرر عن انفسهم ولا یقتلونها لان فیه قطع نسلها وفیه منفعة الکفار وقد امرنا بضررهم	کذا فی جواهر الفتاوی
۳۶	قتل الزنبور والحشرات هل یباح فی الشرع ابتداء من غیر ایذاء وهل یثاب علی قتلهم قال لایثاب علی ذلک وان لم یوجد منه الایذاء فالاولی ان لایتعرض بقتل شیئ منه	کذا فی جواهر الفتاوی
۳۷	ولا تحرق بیوت النمل بنملة واحدة	کذا فی فتاوی العتابیة

۱؎ حکم نمبر ۲۸/۱۱۰۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۲۷/۱۱۰۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۲۹، ۳۰، ۳۶، ۳۷/۱۱۰۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۳۱ تا ۳۳/۱۱۰۳ ملاحظہ ہو نیز احرام کی حالت میں جوں مارنے کے احکام کے متعلق حکم نمبر ۸۸ تا ۹۲/۳۱۴ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	اکیسواں باب ، انسانوں اور جانوروں کو زخمی کرنے وغیرہ کے احکام — انسانوں اور جانوروں کو زخمی کرنے وغیرہ کے احکام	حوالہ
۱۱۰۳ ۲۷	ٹڈی دل کے قتل کرنے میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ وہ شکار ہے کھانے کے لئے اسے قتل کرنا حلال ہے تو دفع ضرر کے لئے اس کا قتل بدرجہ اولیٰ (جائز) قرار پاتا ہے ۱؎	قاضیخان
۲۸	اور اس مذکورہ کا (یعنی ٹڈی دل کا) جلا دینا مکروہ ہوتا ہے ۲؎	سراجیہ
۲۹	(و) چیونٹی مار دینے میں مشائخ نے کلام کیا ہے ۔ مختار حکم یہ ہے کہ جب چیونٹی نے ایذا رسانی میں ابتدا کی تو اس کے مار دینے میں کوئی حرج نہیں (ب) اور اگر اس نے ایذا رسانی میں ابتدا نہ کی تو اسے مار دینا مکروہ ہے ۳؎	خلاصہ
۳۰	(مشائخ رح) اس پر متفق ہیں کہ چیونٹی کا پانی میں ڈال دینا مکروہ ہے	خلاصہ
۳۱	جوں کو مار دینا ہر حال میں جائز قرار پاتا ہے ۴؎	خلاصہ
۳۲	جوؤں اور بچھو کو آگ سے جلا دینا مکروہ ہے	ظہیریہ
۳۳	(و) جوؤں کو زندہ پھینک دینا مباح ہے (ب) لیکن ایسا کرنا از راہ ادب مکروہ ہے	ظہیریہ
۳۴	جب دارالحرب (یعنی محارب سلطنتِ کفار) میں بچھو پائیں تو اسے قتل نہ کریں لیکن اپنے آپ سے (اس کا) ضرر ختم کرنے کے لئے اس کی دم (یعنی اس کا ڈنگ) نکال دیں اور اسے ماریں نہیں اس لئے کہ اسے مار دینا کافروں سے (اس کا) ضرر ختم کر دینا ہے کیونکہ اس سے اس کی نسل ختم کرنا ہے اور اس میں ان کافروں کا نفع ہے (اور ہمیں انہیں ضرر دینے کا حکم ہے) ۵؎	جواہر الفتاوی
۳۵	اور اسی (مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح اگر وہ (مسلمان) ان (کفار) کے پڑاؤ میں سانپ پائیں تو اگر انہیں ایسا کرنا ممکن ہو کہ وہ (مسلمان) اپنے سے (اس کا) ضرر ختم کرنے کیلئے اس کی داڑھیں نکال دیں تو ایسا کر دیں اور اسے ماریں نہیں اس لئے کہ ایسا کرنے میں (یعنی اسے مار دینے میں) اس کی نسل ختم کرنا ہے اور اس میں ان کافروں کا نفع ہے اور ہمیں انہیں ضرر دینے کا حکم ہے ۶؎	جواہر الفتاوی
۳۶	بھڑ اور حشرات (مثلاً ڈھمو ، کاکروچ ، گدڑے اور ٹڈیاں وغیرہ) کو ان کی ابتداء ایذا رسانی کے بغیر، مار دینا، کیا شریعت میں مباح قرار پاتا ہے اور کیا ان کے مار دینے میں ثواب ملتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اس پر ثواب نہیں ملتا اور اگر اس سے اذیت دینا نہیں پایا گیا تو اولیٰ یہی ہے کہ ان میں سے کسی چیز کے قتل کا تعرض نہ کیا جائے ۷؎	جواہر الفتاوی
۳۷	ایک چیونٹی کی (ایذا رسانی) کی وجہ سے ان تمام چیونٹیوں کے گھر نہ جلائے جائیں ۸؎	عتابیہ

۵؎ حکم نمبر $\frac{۳۵}{۱۱۰۳}$ ، $\frac{۱۱۶}{۱۱۱۳}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶؎ حکم نمبر $\frac{۳۴}{۱۱۰۳}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۷؎ حکم نمبر $\frac{۲۹}{۱۱۰۳}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

۸؎ حکم نمبر $\frac{۲۹}{۱۱۰۳}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی والعشرون فیما یسع من جراحات الخ　　فیما یسع من جراحات الخ	حواله
۱۱۰۳ ۲۸	الفليق الذی يقال له بالفارسية (پيله) يلقى فی الشمس ليموت الديدان ولايكون به بأسا لان فی ذلك منفعة الناس الايرى ان السمكة تلقى فی الشمس فتموت ولايكره	كذا فی خزانة المفتين
۳۹	ولابأس بقطع الية الشاة اذا انفلتت ويمنعها من اللحوق بالقطيع ويخاف عليها الذئب	كذا فی الفتاوی العتابية
۴۰	وكذا الحمار اذا مرض ولاينتفع به فلابأس بان يذبح فيستراح منه	كذا فی الفتاوی العتابية
۴۱	اذا احترقت السفينة اوغلب على ظنهم انهم لو القوا انفسهم فی البحر خلصوا بالسباحة يجب عليهم ذلك ولوكانوا بحال لو القوا انفسهم فيه غرقوا ولو لم يلقوا احرقوا فهم بالخيار بين الاقامة والالقاء	كذا فی السراجية
۴۲	من قتل نفسه كان اثمه اكثر من ان يقتل غيره	كذا فی السراجية
۴۳	قتل الاعونة والسعاة والظلمة فی ايام الفترة افتى كثير من مشائخنا[۲] باباحته وقد حكى عن الشيخ الامام الصفار[۲] ان الجصاص[۲] اورد فی احكام القرآن من ضرب الضرائب على الناس حل دمه وكان السيد الامام ابو شجاع السمرقندی[۲] يقول يثاب قاتلهم وكان يفتی بكفر الاعونة و كذلك قاضی عماد الدين[۲] كان يفتی بكفرهم ونحن لانفتی بكفرهم	كذا فی المحيط فی المتفرقات
۴۴	وعن محمد[۲] اذا وقعت الفتنة فيلتزم الرجل بيته فان دخل عليه داخل يريد قتل نفسه واخذ ماله فليقاتل وان قتل نرجو ان يكون شهيدا	كذا فی التاتارخانية
۴۵	ويكره تعليم البازی بالطير الحی يأخذه ويعذبه ولابأس بان يعلم بالمذبوح　　　والله اعلم	كذا فی محيط السرخسی

۱ فلیق یعنی پیلہ اور پیلہ ریشم کا کیڑا جو ریشم بناتا ہے اور کویہ ریشم بھی ماخوذ از کریم اللغات صـ ۲۷ نیز حکم نمبر ۲۷/۱۱۱۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

۲ حکم نمبر ۱۰/۱۰۵۸ نیز حکم نمبر ۴۰/۱۱۰۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ حکم نمبر ۳۹/۱۱۰۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ حکم نمبر ۱۵ تا ۲۳/۱۱۰۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	اکیسواں باب، انسانوں اور جانوروں کے قتل کرنے وغیرہ کے حکم — انسانوں اور جانوروں کے قتل کرنے وغیرہ کے بیان	حوالہ
۱۱۰۳ ۳۸	(ا) فلیق (ریشم کے گولے یعنی کوکون) جسے فارسی میں پیلہ کہتے ہیں جیسے سورج (کی دھوپ) میں ڈالا جاتا ہے تاکہ (ریشم کے) وہ کیڑے مرجائیں اور ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ ایسا کرنے میں لوگوں کے لئے منفعت ہے (ب) کیا نہیں دیکھتا کہ مچھلی سورج (کی دھوپ) میں ڈال دی جاتی ہے پس وہ مرجاتی ہے اور ایسا کرنا مکروہ نہیں قرار پاتا[۱]	خزانۃ المفتین
۳۹	دنبی کی ایسی چکتی جو چھوٹ (کرلٹک) پڑی ہو اور اسے ریوڑ کے ساتھ ملے رہنے سے روکتی ہو اور اس طرح اس پر بھیڑیے کا خوف ہوتا ہو تو ایسی چکتی کو کاٹ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے[۲]	عنایہ
۴۰	اور اسی (مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح یہی حکم ایسے گدھے کے متعلق ہے کہ جب وہ بیمار پڑ گیا اور اس سے نفع حاصل نہ ہوتا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ اسے ذبح کردیا جائے تاکہ وہ (اس بیماری کی تکلیف سے) راحت پائے[۳]	عنایہ
۴۱	(ا) جب کشتی جلنے لگے اور ان کا (یعنی اس میں سوار لوگوں کا) ظن غالب یہ ہو کہ اگر وہ اپنے آپ کو سمندر میں ڈال دیں تو وہ تیر کر بچاؤ حاصل کرسکیں گے تو ان پر ایسا کرنا واجب ہے (ب) اور اگر صورت حال یہ ہو کہ اگر وہ اپنے آپ کو (سمندر میں) ڈالیں تو ڈوبیں گے اور اگر نہ ڈالیں تو جلیں گے تو انہیں وہاں ٹھہرے رہنے اور (سمندر میں) کود پڑنے میں اختیار ہے[۴]	سراجیہ
۴۲	جس شخص نے اپنے آپ کو قتل کیا تو اس (خودکشی) کا گناہ دوسرے کو قتل کرنے سے زیادہ ہے[۵]	سراجیہ
۴۳	(ا) ایام فطرت (یعنی زمانہ فتور) میں (ظالموں کے) مددگاروں (گناہ کے مرتکب) مخبروں اور ظلم کنندگان کے قتل کے متعلق ہمارے بہت سے مشائخ نے ان کے قتل کے مباح ہونے کا فتویٰ دیا ہے (ب) الشیخ الامام الصفار سے منقول ہے کہ الجصاص احکام القرآن میں لائے ہیں کہ جو شخص لوگوں پر ناحق ٹیکس لگائے اس کا خون حلال قرار پاتا ہے (ج) اور السید ابوشجاع السمرقندی فرماتے تھے کہ ان (مذکورہ) کو قتل کرنے والا ثواب پائے گا اور آپ ظالموں کے مددگاروں پر کفر کا فتویٰ دیتے تھے (د) اور اس طرح قاضی عماد الدین (بھی) ان پر کفر کا فتویٰ دیتے تھے (س) اور ہم ان پر کفر کا فتویٰ نہیں دیتے[۶]	محیط
۴۴	امام محمد سے مروی ہے کہ جب فتنہ وقوع پذیر ہو تو آدمی کو چاہیئے کہ اپنے گھر کا التزام کرے پھر اگر ایسا کوئی داخل ہونے والا (یعنی فتنہ پرور) اس پر داخل ہو جو اسے قتل کرنا اور اس کا مال لینا چاہتا ہو تو اس سے لڑے اور اگر (خود) مارا گیا تو ہم امید کرتے ہیں وہ شہید قرار پائے گا[۷]	تتارخانیہ
۴۵	(ا) باز کو زندہ پرندے سے سکھانا کہ وہ اسے پکڑے اور اسے تکلیف دے ایسا کرنا مکروہ ہے (ب) اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ اسے (یعنی باز کو) ذبح شدہ پرندے سے سکھائے[۸] واللہ اعلم	محیط سرخسی

[۵] حکم نمبر ۱۲/۱۱۰۳ اور ۱۱۰۱۰/۲۲۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۶] حکم نمبر ۵/۴۶۷ مع حواشی نیز ۴۳/۱۱۰۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)
[۷] حکم نمبر ۴۳/۱۱۰۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۸] حکم نمبر ۲۴/۱۱۰۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی والعشرون فی تسمیة الاولاد وکناھم والعقیقة	تسمیة الاولاد وکناھم والعقیقة	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الباب الثانی والعشرون فی تسمیة الاولاد وکناھم والعقیقة

دفعات ۱۱۰۴ تا ۱۱۰۵، عنوانات ۲، تعداد شق ۹

دفعات و شق نمبر	متن	حوالہ
۱۱۰۴	**تسمیة الاولاد وکناھم** تعداد شق ۷	
۱	احب الاسماء الی اللہ تعالیٰ عبد اللہ وعبد الرحمٰن لکن التسمیة بغیر ھذہ الاسماء فی ھذا الزمان اولی لان العوام یصغرون ھذہ الاسماء للنداء	کذا فی السراجیة
۲	والتسمیة باسم لم یوجد فی کتاب اللہ تعالیٰ کالعلی والکبیر والرشید والبدیع جائزة لانہ من الاسماء المشترکة ویراد فی حق العباد غیر ما یراد فی حق اللہ تعالیٰ	کذا فی السراجیة
۳	وفی الفتاوی التسمیة باسم لم یذکرہ اللہ تعالیٰ فی عبادہ ولا ذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا استعملہ المسلمون تکلموا فیہ والاولی ان لا یفعل	کذا فی المحیط
۴	من ولد میتا لا یسمی عند ابی حنیفة رح خلافا لمحمد رح	کذا فی السراجیة
۵	من کان اسمہ محمد الا باس بان یکنی ابا القاسم[1] لان قولہ علیہ الصلوٰة والسلام "سموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی" منسوخ لان علی رضی اللہ	

[1] نام اور کنیت کے متعلق حکم نمبر $\frac{۱ \text{ تا } ۷}{۱۱۰۴}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	بائیسواں باب، اولاد کا نام اور کنیت رکھنے اور عقیقہ کے احکام	اولاد کا نام اور کنیت رکھنے اور عقیقہ کے احکام کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بائیسواں باب، اولاد کا نام اور کنیت رکھنے اور عقیقہ کے احکام

دفعات ۱۱۰۴ تا ۱۱۰۵ ، عنوانات ۲ ، تعداد شق ۹

۱۱۰۴ اولاد کا نام اور کنیت اور اس میں ۷ شقیں ہیں

۱ (ا) اللہ تعالیٰ کے ہاں ناموں میں سے زیادہ پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں (ب) لیکن اس زمانے میں ان ناموں کے علاوہ نام رکھنا اولیٰ ہے اس لئے کہ عوام بلانے میں ان ناموں کی تصغیر کرتے (یعنی مختصر کر کے بلاتے) ہیں لے — سراجیہ

۲ ایسے ناموں سے نام رکھنا جو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں پایا جاتا ہو، جائز ہے مثلاً العلی، الکبیر، الرشید البدیع (وغیرہ) اس لئے کہ یہ مشترک ناموں سے ہیں اور ان میں بندوں کے حق میں جو معنی مراد لیا جاتا ہے وہ اس کے علاوہ ہوتا ہے جو معنی اللہ تعالیٰ کے حق میں مراد لیا جاتا ہے — سراجیہ

۳ الفتاوی میں ہے کہ ایسے نام سے نام رکھنے میں مشائخ رحمہم اللہ نے کلام کیا ہے جن ناموں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے ذکر نہیں کیا اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس نام کو بندوں کے لئے) ذکر کیا اور نہ مسلمانوں نے اس کو (بندوں کے لئے) استعمال کیا اور اولیٰ یہ ہے کہ ایسا (نام رکھنا) نہ کیا جائے — محیط

۴ جو (بچہ) مردہ پیدا ہو تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ہاں اس کا نام نہ رکھا جائے اور اس میں امام محمد رحمہ اللہ کا اختلاف ہے (یعنی امام محمد رحمہ اللہ کے ہاں اس کا نام رکھنا جائز ہے) — سراجیہ

۵ جس شخص کا نام محمد ہو تو اس کے لئے اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ اپنی کنیت ابو القاسم رکھے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا (یہ) ارشاد (جس کا مفہوم یہ ہے) کہ "میرے نام پر نام رکھو اور میری

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی والعشرون فی تسمیة الاولاد وکناهم والعقیقة — تسمیة الاولاد وکناهم والعقیقة	حواله
١١٠٤	عنه کنی ابنه محمد بن الحنیفة رح ابا القاسم رح	کذا فی السراجیة
٦	ولو کنی ابنه الصغیر بابی بکر او غیره الصحیح انه لا بأس به فان الناس یریدون التفاؤل انه یصیر ابا فی ثانی الحال لا التحقیق فی الحال	کذا فی خزانة المفتین
٧	یکره ان یدعو الرجل اباه والمرأة زوجها باسمه	کذا فی السراجیة
١١٠٥	**عقیقة** **تعداد شق ٢**	
١	العقیقة عن الغلام وعن الجاریة وهی ذبح شاة فی سابع الولادة وضیافة الناس وحلق شعره مباحة لا سنة ولا واجبة	کذا فی الوجیز للکردری
٢	وذکر محمد رح فی العقیقة فمن شاء فعل ومن شاء لم یفعل وهذا یشیر الی الاباحة فیمنع کونها سنة وذکر فی الجامع الصغیر ولا یعق عن الغلام ولا عن الجاریة وانه اشار الی الکراهیة [٣]	کذا فی البدائع فی کتاب الاضحیة
	والله اعلم	

[١] حکم نمبر ١ تا ٣ / ١١٠٩ ، ١ / ١٨١ ملاحظہ ہوں (مترجم) [٢] حکم نمبر ٢ / ١١٠٥ ملاحظہ ہو (مترجم) [٣] حکم نمبر ٢ / ١١٠٥ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [٤] حکم نمبر ١ / ١١٠٥ ملاحظہ ہو (مترجم) [٥] فتاوی عالمگیریہ کتاب الکراهیة بحث نمبر ٤٨ کا باب ٢٣

دفعات و شق نمبر	بائیسواں باب، اولاد کا نام اور کنیت رکھنے اور عقیقہ کے احکام — اولاد کا نام اور کنیت رکھنے اور عقیقہ کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۰۴	کنیت پر کنیت نہ رکھو" منسوخ ہے اس لئے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے محمد بن الحنیفہ رح کی کنیت ابو القاسم رکھی ہے	سراجیہ
۶	اگر کسی شخص نے اپنے چھوٹے (یعنی نابالغ) بیٹے کی کنیت ابوبکر رض وغیرہ رکھی تو (اس کے متعلق) صحیح حکم یہ ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ (اس سے) لوگ یہ نیک فال لیتے ہیں کہ وہ لڑکا بعد میں باپ بنے گا اور یہ مراد نہیں ہوتی کہ وہ فی الحال ایسا ہے	خزانۃ المفتین
۷	یہ مکروہ ہے کہ کوئی شخص اپنے باپ کا یا کوئی عورت اپنے خاوند کا نام لے کر بلائے [۱]	سراجیہ
۱۱۰۵	**عقیقہ اور اس میں ۲ شقیں ہیں**	
۱	لڑکے اور لڑکی کی طرف سے عقیقہ کرنا یہ ہے کہ اس کی ولادت کے ساتویں دن بکری ذبح کرنا، لوگوں کی ضیافت کرنا اور اس کے بال منڈانا مباح ہے نہ سنت ہے اور نہ واجب ہے [۲]	وجیز للکردری
۲	(ا) امام محمد رح نے عقیقہ کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ جو شخص چاہے کرے اور جو چاہے نہ کرے اور یہ حکم اس کے مباح ہونے کا اشارہ کرتا ہے پس عقیقہ سنت ہونا قرار نہیں پاتا (ب) اور الجامع الصغیر میں مذکور ہے کہ عقیقہ نہ لڑکے کی طرف سے کرے اور نہ لڑکی کی طرف سے کرے اور یہ حکم کراہت کی طرف اشارہ کرتا ہے [۴] [۵]	بدائع
	والله اعلم	

فتاوی ہذا کے ترجمہ مع عربی متن کی اشاعت جلد نمبر ۴۸ الف میں شائع ہو چکا ہے لہٰذا اس کے بعد باب ۲۳ بطور عنوان ۱۱۰۶ شروع ہے اس کے متعلق عنوان ۱۱۰۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع والعشرون فی دخول الحمام — دخول الحمام	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	الباب الرابع والعشرون فی دخول الحمام	
	دفعات ۱۱۰۷تا ۱۱۰۷ ، عنوان ۱ ، ۱ تعداد شق ۵	
۱۱۰۷	**دخول الحمام** تعداد شق ۵	
۱	ولا بأس بان تدخل النساء الحمام اذا کانت النساء خاصة لعموم البلوی وید خلن بمئزر	کذا فی خزانة المفتین
	وبدون المئزر حرام	کذا فی السراجیة
۲	دخول الحمام من غیر ازار حرام وان کان ذلک عادة له لا یعدل فی شهادته ارید بذلک لم یعرف رجوعه عن ذلک والا فالدخول من غیر ازار مرة واحدة یکفی لسقوط العدالة	کذا فی الغرائب
	ولو اراد الاغتسال لا یتجرد بدون ازار وان کان منفردا ولو فعله یکره	کذا فی القنیة
	قال ابونصر الدبوسیؒ لا یکره ان یغتسل متجردا فی الماء الجاری اوغیرہ فی الخلوة	کذا فی الغرائب

لہ حکم نمبر ۲/۱۱۰۵ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ہ واللہ اعلم بعض اہل علم کے ہاں، یہاں حمام سے مراد، قدیم طرز کے ایسے مردانہ اور زنانہ حمام ہیں جہاں ایک ہی بڑے کمرے میں کئی افراد غسل کر لیتے تھے وہاں ازار کے بغیر غسل کے متعلق حکم نمبر ۱، ۲، و، ب، ۵/۱۱۰۷ ، ۵۳/۷۲۰ اور ۶ تا ۸/۱۰۸۶ ملاحظہ ہوں اور اگر خلوت (یعنی علیحدگی) میں غسل

دفعات وشق نمبر	چوبیسواں باب، حمام میں داخل ہونے کے متعلق احکام — حمام میں داخل ہونے کے متعلق احکام کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چوبیسواں باب، حمام میں داخل ہونے کے متعلق احکام

دفعات ۱۱۰۷ تا ۱۱۰۷ ، عنوان ۱ ، تعداد شق ۵

۱۱۰۷ حمام میں داخل ہونا اور اس میں ۵ شقیں ہیں

۱ (ا) عورتیں حمام میں داخل ہوں بشرطیکہ وہاں صرف عورتیں ہی ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں یہ حکم عموم بلوی (یعنی عام ضرورت) کی بنا پر ہے اور وہ عورتیں (حمام میں) ازار (یعنی تہ بند) کے ساتھ داخل ہوں گی — خزانۃ المفتین

(ب) اور (مذکورہ صورت میں یعنی حمام میں عورتوں کا) بغیر ازار (داخل ہونا) حرام ہے — سراجیہ

۲ (ا) (مرد کے لئے بھی) حمام میں بغیر ازار (یعنی بغیر تہ بند کے) داخل ہونا حرام ہے اور اگر یہ (یعنی بغیر ازار حمام میں داخل ہونا) اس مرد کی عادت ہو تو اس کی گواہی میں اس کی تعدیل نہ کی جائے گی اور اس سے مراد یہ لی گئی ہے کہ ایسا کرنے سے اس کی توبہ معلوم نہ ہو ورنہ بغیر ازار کے ایک بار (حمام میں) داخلہ اس کے عادل قرار پانے کو ساقط کرنے کے لئے کفائت کرتا ہے — غرائب

(ب) اگر کسی شخص نے نہانے کا ارادہ کیا تو وہ ازار کے بغیر ننگا نہ ہو خواہ وہ اکیلا ہو اور اگر اس نے ایسا کیا تو مکروہ ہے ؎۲ — قنیہ

(ج) شیخ ابو نصر الدبوسیؒ نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص جاری پانی میں یا اس کے علاوہ تنہائی میں غسل کرے تو مکروہ نہیں ہے ؎۳ — غرائب

؎۲ کمرے جیسا کہ موجودہ مروجہ حماموں میں الگ الگ باپردہ چھوٹے کمرے ہوتے ہیں تو اس کے متعلق حکم نمبر ۲ج/۱۱۰۷ ملاحظہ ہو نیز حکم نمبر ۲،۱/۱۰۷۷ مع حواشی نیز حکم نمبر ۴۰/۱۰۸۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

؎۳ حکم نمبر ۲،۱ ا،ب/۱۱۰۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع والعشرون فی دخول الحمام　　　دخول الحمام	حواله
۱۱۰۷ ۳	ودخول الحمام فی الغداة[۱] لیس من المروءة	کذا فی الوجیز للکردری
۴	غمز الاعضاء فی الحمام من غیر ضرورة مکروه وفی فتاوی اهل سمرقند وذکر فی مجموع النوازل انه یباح ذلک فیما فوق السرة وفیما دون الرکبة ولا یباح فیما بینهما وبعض مشائخنا رح قالوا لا بأس بذلک بشرطین احدهما ان لا یکون للخادم لحیة لان فیه اهانة صاحب اللحیة و ثانیهما ان لا یغمز رجله لان فیه اهانة الخادم قال الفقیه ابوجعفر رح سمعت الشیخ ابابکر رح یقول لا بأس ان یغمز الرجل الرجل الی الساق ویکره ان یغمز الفخذ ویمسه من وراء الثوب اوغیره قال الفقیه ابوجعفر رح ونحن نبیح هذا ولا بأس به قال الفقیه ابوجعفر رح وکان الشیخ ابوبکر رح یقول لا بأس ان یغمز الرجل رجل والدته ولا یغمز فخذ والدته،	کذا فی الذخیرة والمحیط فی المتفرقات
۵	لوکشف ازاره فی الحمام فی الموضع المعد لذلک لیغسله اویعصره لا بأس به	کذا فی السراجیة
	قال عین الائمة الکرابیسی رح اراد عصر ازاره فی الحمام ولیس له ازار آخر لا عصر علیه ولکن یصب الماء علیه ویکفیه ویرویه عن ابی یوسف رح	کذا فی القنیة
	اذا تجرد فی بیت الحمام الصغیر لعصر ازاره وحلق عانته قیل لا بأس به وقیل یأثم وقیل یجوز فی المدة الیسیرة	کذا فی الغرائب

واللّٰه اعلم

[۱] الغدوة والغداة یعنی وقت صبح طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان کا وقت ماخوذ از المنجد ص ۸۶۸، ص ۸۶۹ اور المروءة یعنی جوانمردانہ صفات ماخوذ از المنجد ص ۱۱۹۸ اور فتاوی بزازیہ میں ہے کہ" دخول الحمام فی الغداة لیس من المروءة لان فیه اظهار مقلوب الکنایة اولانه مخل بالصلوٰة بالجماعت، یعنی علی الصبح حمام میں داخل ہونا مردانہ صفات سے نہیں اسلئے کہ اس میں کنایہ کے الٹ کا اظہار ہے یا اسلئے کہ ایسا کرنا (صبح کی) نماز با جماعت میں مخل ہوتا ہے ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی حاشیہ عالمگیریہ ج ۶ ص ۳۷۳ اور فتاوی سراجیہ میں ہے کہ الدخول فی الحمام بالغدوة لیس

دفعات شق نمبر		چوبیسواں باب، حمام میں داخل ہونے کے متعلق احکام — حمام میں داخل ہونے کے متعلق احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۰۷	۳	اور حمام میں فی الغداۃ (یعنی علی الصبح) داخل ہونا مروّت (یعنی مردانہ صفات) سے نہیں ہے لہ	دجیز للکردری
	۴	(ا) حمام میں بغیر ضرورت اعضاء کا غمز (یعنی دبوانا، مُٹھی چاپی کرانا) مکروہ ہے (ب) اور فتاوی اہل سمرقند میں ہے کہ مجموع النوازل میں مذکور ہے کہ ناف کے اوپر اور گھٹنے کے نیچے ایسا کرنا (یعنی غمز) مباح ہے اور (مذکورہ) دونوں (یعنی ناف اور گھٹنے) کے مابین مباح نہیں ہے (ج) ہمارے بعض مشائخ رح کا قول ہے کہ ایسا کرنا دو شرطوں کے ساتھ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے ایک یہ اس خادم کی داڑھی نہ ہو اس لئے کہ اس میں داڑھی والے کی اہانت ہے دوم یہ کہ وہ خادم اس کے پاؤں نہ دابے اس لئے کہ اس میں خادم کی اہانت ہے (د) فقیہ ابوجعفر رح نے فرمایا کہ میں نے شیخ ابوبکر رح سے سنا آپ فرماتے تھے کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ کوئی مرد کسی مرد کو پنڈلی تک دابے اور یہ مکروہ ہے کہ وہ کپڑے یا اس کے علاوہ پر سے ران کو دابے یا اسے چھوئے فقیہ ابوجعفر رح نے فرمایا کہ ہم اسے (یعنی مذکورہ صورت کو) مباح قرار دیتے ہیں اور اس میں کوئی حرج نہیں (ر) فقیہ ابوجعفر رح نے فرمایا کہ الشیخ ابوبکر رح فرماتے تھے کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ کوئی آدمی اپنی والدہ کا پاؤں دابے اور وہ اپنی والدہ کا ران نہ دابے ۲ہ	ذخیرہ، محیط
	۵	(ا) اگر کسی شخص نے حمام میں اس جگہ اپنی ازار (یعنی تہ بند) کو کھولا (یعنی ننگا ہوا) جو جگہ اس مقصد کے لئے بنائی گئی ہو تاکہ وہ اس ازار کو دھوئے یا نچوڑے تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں (ب) عین الائمہ الکرابیسی رح نے فرمایا کہ جب کسی شخص نے ازار کو حمام میں نچوڑنا چاہا اور اس کی دوسری ازار نہیں ہے تو (اس صورت میں) اس پر اس ازار کا نچوڑنا لازم نہیں ہے البتہ وہ اس پر پانی بہادے اور (ایسا کرنا) اسے کفایت کرے گا اور آپ نے اس حکم کو امام ابویوسف رح سے روایت کیا ہے ۳ہ	سراجیہ قنیہ
		(ج) جب کوئی شخص حمام کے چھوٹے کمرے میں اپنی ازار نچوڑنے کے لئے یا زیر ناف بال مونڈھنے کے لئے ننگا ہوا تو (اس کے حکم کے متعلق) بعض کا قول یہ ہے کہ ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں اور بعض کا قول یہ ہے کہ وہ (ایسا کرنے میں) گناہ گار ہوگا اور بعض کا قول یہ ہے کہ تھوڑی دیر میں (ایسا کرنا) جائز قرار پاتا ہے واللہ اعلم	غرائب

من المروءۃ لان فیہ ابداء ما یستحب فیہ الاخفاء وھو الجماع" یعنی علی الصبح حمام داخل ہونا مروت سے نہیں ہے اس لئے کہ ایسا کرنے میں جس شئے میں اخفاء مستحب ہے اسے ظاہر کرنا ہے اور وہ شئے جماع ہے۔ ماخوذ از فتاوی سراجیہ مطبوعہ مطبع العالی لکھنو انڈیا صـ۷۳ (مترجم) ۲ہ حکم نمبر ۱۸/۱۰۸۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

۳ہ حکم نمبر ۱۳ تا ۱۵/۸۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس والعشرون فی البیع والاستیام علی سوم الغیر	البیع والاستیام علی سوم الغیر	حوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

الباب الخامس والعشرون فی البیع والاستیام علی سوم الغیر

دفعات ۱۱۰۸ تا ۱۱۰۸، عنوان ۱، تعداد شق ۲۱

البیع والاستیام علی سوم الغیر تعداد شق ۲۱

دفعات و شق نمبر	متن	حوالہ
۱۱۰۸		
۱	ولا[1] ینبغی للرجل ان یشتغل بالتجارة مالم یعلم احکام البیع والشراء ما یجوز منه ومالا یجوز	کذا فی السراجیة
۲	لا یحل له ان یبیع حتی یؤذن شریکه فان شاء أخذ وان شاء ترک وهو محمول عند اصحابنا علی الندب وکراهة بیعه قبل اعلامه	کذا فی جواهر الفتاوی
۳	قال رضی اللہ عنه لما سألته ان مایشتری من السوق ولیعلم قطعا انهم یبایعون الاتراک ومن غالب مالهم الحرام ویجری بینهم الربا والعقود الفاسدة کیف یکون فهو علی ثلاثة اوجه فکل عین قائمة یغلب علی	

[1] فتاوی عالمگیری مطبوعہ مطبع الامیریہ مصر میں فتاوی سراجیہ سے ماخوذ یہ عبارت یوں درج تھی کہ "وینبغی" یعنی اسے ایسا کرنا چاہیئے اور اس کا مفہوم درست نہیں قرار پاتا اور فتاوی عالمگیری مطبوعہ مطبع مجیدی کانپور انڈیا ص۱۱۶ میں یہ عبارت یوں درج ہے کہ "ولاینبغی" یعنی اسے ایسا نہیں کرنا چاہیئے اور اس حکم کے ماخذ فتاوی سراجیہ مطبوعہ مطبع العالی لکھنؤ انڈیا ص۷۳ میں بھی یہ عبارت یوں درج ہے "ولاینبغی"

دفعات و شق نمبر	پچیسواں باب، بیع کرتے اور دوسروں کے مول ٹھہراتے پر سودا کرنے کے احکام	بیع کرنے اور دوسرے کے مول ٹھہرانے پر سودا کرنے کے احکام کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

پچیسواں باب، بیع کرنے اور دوسرے کے مُول ٹھہرانے پر سوداکرنے کے احکام

دفعات ۱۱۰۸ تا ۱۱۰۸، عنوان ۱، تعداد شق ۲۱

۱۱۰۸ بیع کرنا اور دوسرے کے مول ٹھہرانے پر سوداکرنا اور اس میں ۲۱ شقیں ہیں

۱ کسی شخص کو تجارت میں مشغول نہیں ہونا چاہیئے جب تک کہ وہ خرید و فروخت اور جو اس سے جائز ہوتا ہے اور جو جائز نہیں ہوتا کے متعلق احکام جان نہ لے ۲ے — سراجیہ

۲ (ا) کسی شخص کے لئے (کسی مشترکہ چیز کا) فروخت کرنا حلال نہیں حتی کہ وہ اپنے شریک کو آگاہ کرے پھر وہ چاہے تو لے اور چاہے نہ لے اور یہ حکم ہمارے اصحاب کے ہاں فضیلت پر محمول ہے (ب) اور شریک کو آگاہ کئے بغیر اس کی فروخت مکروہ (تنزیہی) ہے ۳ے — جواہر الفتاوی

۳ (ا) مؤلف رح نے فرمایا کہ جب میں نے شیخ رح سے یہ دریافت کیا کہ جو چیز بازار سے خریدی جائے اور یقین سے معلوم ہو کہ وہ اہل بازار ان سے خرید و فروخت کرتے ہیں جو (مثلاً اس دور کے) ترکوں سے اور ان سے جن کا اکثر مال حرام ہوتا ہے ان میں سود اور فاسد لین دین جاری ہوتا ہے تو اس کا حکم

اور چونکہ فتاویٰ عالمگیری مطبوعہ مطبع مجیدی اور اس حکم کے ماخذ فتاویٰ سراجیہ کی عبارت کا مفہوم درست قرار پاتا ہے لہٰذا یہی درج ہے (مترجم)

۲ے حکم نمبر ۱/۱۱۰۸ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

۳ے حکم نمبر ۱/۱۱۱۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس والعشرون فی البیع والاستیام علی سوم الغیر	البیع والاستیام علی سوم الغیر	حوالہ
۱۱۰۸ (۳)	ظنه انهم اخذوها من الغیر بالظلم وباعوها فی السوق فانه لا ینبغی ان یشتری ذلک وان تداولتها الایدی والثانی ان علم ان المال الحرام بعینه قائم الا انه اختلط بالغیر بحیث لا یمکن التمییز عنه فان علی اصل ابی حنیفة رح بالخلط یدخل فی ملکه الا انه لا ینبغی ان یشتری منه حتی یرضی الخصم بدفع العوض فان اشتراه یدخل فی ملکه مع الکراهة والثالث اذا علم انه لم تبق العین المغصوبة او المأخوذة بالربا وغیره وانما باعها لغیره فان الذی یعلم انه لم تبق تلک العین جاز له ان یشتری منهم هذا کله من حیث الفتوی اما اذا کان امکنه ان لا یشتری منهم شیئا کان اولی ان لا یشتری ولعل انه یتعذر ذلک فی بلاد العجم[1] و سمعت ان فی بلاد العرب سوقا خاصا یباع فیه الحلال والسوق الاعظم یباع فیه کل شیء فمن اراد ان یشتری من الحلال شیئا فانهم لا یبیعونه الا اذا کان ممن یکون ماله حلالا فان اراد واحد من العوام ان یعامل معهم ولیشتری ویبیع منهم فانهم یأمرونه بان یتصدق بجمیع ماله ثم یعطوه من الزکوٰة شیئا فیأمرونه بان یتجر معهم بذلک المال ویکتبون اسمه فی الکتب بان اصل ماله من الزکوٰة اخذها من فلان وفلان ثم یعاملون معه وفی الجملة ان طلب الحلال من هذه البلاد صعب وقد قال بعض مشائخنا علیک بترک الحرام المحض فی هذا الزمان فانک لا تجد شیئا لا شبهة فیه		کذا فی جواهر الفتاوی
	غلب علی ظنه ان اکثر بیاعات اهل السوق لا تخلوا عن الفساد فان کان الغالب هو الحرام یتنزه عن شرائه ولکن مع هذا لو اشتراه یطیب له المشتری شراء فاسدا اذا کان عقد المشتری الاخیر صحیحا		کذا فی القنیة

[1] عجم کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲۳/۳۵۰ کا حاشیہ ملاحظہ ہو نیز حکم نمبر ۳۹/۱۱۱۳ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	پچیسواں باب، بیع کرنے اور دوسرے کے مول ٹھہرانے پر سودا کرنے کے احکام	بیع کرنے اور دوسرے کے مول ٹھہرانے پر سودا کرنے کے احکام کا بیان	حوالہ

۱۱۰۸ (۲) کیونکر ہے تو (آپ نے فرمایا کہ) اس میں تین صورتیں ہیں (۱) ہر عین مال جن کے متعلق ان کا ظن غالب یہ ہو کہ انہوں نے دوسرے سے ظلم کر کے لیا اور اسے بازار میں فروخت کیا تو ایسی چیز نہیں خریدنی چاہیئے اگرچہ وہ ایک دوسرے کو ہاتھوں ہاتھ (فروخت ہو کر) پہنچی ہو (دوم) یہ کہ اسے معلوم ہو کہ حرام مال بعینہٖ قائم ہے لیکن وہ دوسرے مال سے ایسا خلط ملط ہو گیا ہے کہ اس کا امتیاز ممکن نہیں ہے تو امام ابوحنیفہؒ کے اصل پر، خلط کی وجہ سے وہ مال اس (بیچنے والے) کی ملک میں داخل ہو جاتا ہے لیکن اس سے (اس وقت تک) خریدنا نہ چاہیئے حتی کہ خصم (یعنی مقابل صاحبِ حق) کو عوض دے کر راضی کر لے پس اگر اس نے اس سے خرید لیا تو (اس خریدنے والے) کی ملک میں داخل ہو جائے گا البتہ (ایسا کرنا) مکروہ ہو گا (سوم) یہ کہ وہ چھینا ہوا یا سود وغیرہ سے لیا ہوا عین مال باقی نہیں رہا وہ اس نے کسی اور کو فروخت کر دیا تو جو شخص یہ جانتا ہو کہ وہ عین مال باقی نہیں رہا تو اسے جائز ہے کہ وہ ان سے وہ مال خریدے اور یہ سب احکام از روئے فتویٰ ہیں اور جب (مذکورہ صورت میں) اسے ممکن ہو کہ وہ ان سے کچھ نہ خریدے تو ایسا کرنا اولیٰ ہے کہ کچھ نہ خریدے اور شاید ایسا کرنا عجم کے شہروں میں دشوار ہے (ب) اور میں نے سنا ہے کہ عرب کے بعض شہروں میں ایک خاص بازار ہوتا ہے جس میں صرف حلال طریقہ سے مال فروخت ہوتا ہے اور ایک بڑا بازار ہوتا ہے جس میں ہر طرح کا مال فروخت ہوتا ہے پس اگر کوئی شخص یہ ارادہ کرے کہ وہ حلال طریقے سے کوئی شئے خریدے تو وہ اس کے ہاتھ فروخت نہیں کرتے سوائے اس کے کہ وہ (خریدنے والا) ان لوگوں میں سے ہو جس کا مال حلال ہے۔ پھر اگر عوام میں سے کوئی شخص یہ ارادہ کرے کہ وہ ان سے معاملہ کرے اور ان سے خرید و فروخت کرے تو وہ اسے یہ حکم کرتے ہیں کہ وہ اپنا (وہ) سب مال صدقہ کر دے پھر اسے زکوٰۃ سے کچھ دیتے ہیں اور اسے حکم کرتے ہیں کہ وہ اس مال سے ان کے سامنے تجارت کرے اور وہ اس کا نام کتابوں میں لکھتے ہیں کہ اس کا اصل مال زکوٰۃ سے ہے جو اس نے فلاں اور فلاں سے لیا ہے پھر اس سے معاملہ کرتے ہیں (ج) اور فی الجملہ (خلاصہ) یہ ہے کہ ان شہروں میں حلال کی طلب مشکل کام ہے اور ہمارے بعض مشائخ رحمہم اللہ نے فرمایا ہے کہ اس زمانے میں تجھ پر لازم ہے کہ حرام محض کو ترک کر دے اس لئے کہ تو (آج کل) ایسی کوئی چیز نہ پائے گا جس میں شبہ نہ ہو — جواہرالفتاوی

(د) کسی شخص کا ظن غالب یہ ہو کہ اس بازار والوں کے اکثر معاملات فاسد ہونے سے خالی نہیں تو اگر غالب حرام ہو تو اس کے خریدنے سے پرہیز کرے لیکن اگر اس کے باوجود اس نے خریداری کی تو فاسد خریداری سے خریدی ہوئی چیز اس کے لئے حلال قرار پائے گی جب کہ آخری خریدار کا عقد صحیح تھا لہ — قنیہ

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس والعشرون في البيع والاستيام على سوم الغير — البيع والاستيام على سوم الغير	حواله
١١٠٨ ۴	اذا اشترى شيأ فاسترده بعد الشراء جاز فيما لا يخالف العادة والرسم	كذا في السراجية
۵	وكان ابوحنيفة رح يكره ان يمدح الرجل سلعته عند البيع	كذا في الملتقط
٦	ويستحب للتاجر ان لا تشغله تجارته عن اداء الفرائض فاذا جاء وقت الصلوة ينبغي ان يترك تجارته	كذا في الغرائب
٧	وعن ابي يوسف رح لا بأس ببيع ثوب نجس ولا يبين فان ظن ان المشتري يصلي فيه فاحب الي ان يبين	كذا في الغرائب
٨	وفي النوازل سئل نصير رح عن رجل اشترى فرو الخلقان من اليهود والنصارى والعبيد ولا يرى عليه اثر النجاسة فيستعمله من غير ان يغسل قال ارجو انه في سعة من ذلك	كذا في التاتارخانية
٩	قال قاضيخان رح يجوز شراء العصافير من الصياد واعتاقها اذا قال من اخذها فهي له ولا تخرج عن ملكه بالاعتاق وقال برهان الدين رح لا يجوز لان فيه تضيع المال [1]	كذا في القنية
١٠	وفي اليتيمة سئل علي بن احمد رح اهل بلدة او رستاق زادوا في صنجاتهم التي توزن بها الدراهم والابريسم زيادة لا توافق الزيادة التي في سائر البلاد وارادوا ان يتواضعوا على ذلك وبعض اهل تلك الرستاق يوافقونهم وبعضهم لا يوافقونهم هل لهم تلك الزيادة فقال لا قيل له اتفق الجميع على تلك الزيادة المخالفة لصنجات البلدان فقال الجواب كذلك	كذا في التاتارخانية
١١	وكل بشراء طعام فاشترى بمائة غلة واخبره فاعطاه الصحاح فصرفه	

[1] حکم نمبر ٩/١١٠٩ کا دوسرا اور تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[2] حکم نمبر ٧٩/٥٠٥ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	پچیسواں باب، بیع کرنے اور دوسروں کے مول ٹھہرانے پر سودا کرنے کے احکام — بیع کرنے اور دوسرے کے مول ٹھہرانے پر سودا کرنے کے احکام کا بیان	حوالہ
١١٠٨ ۴	جب کسی شخص نے کوئی چیز خریدی اور خریدنے کے بعد اسے لوٹا دیا تو جس صورت میں عادت جاریہ اور رسم متعارف کی خلاف ورزی نہ ہو، جائز قرار پاتا ہے	سراجیہ
۵	امام ابوحنیفہؒ اسے مکروہ سمجھتے تھے کہ کوئی شخص فروخت کرتے وقت اپنے سامان تجارت کی تعریف کرے	ملتقط
۶	تاجر شخص کے لئے مستحب ہے کہ اس کی تجارت اسے ادائے فرض سے غافل نہ کرے پس جب نماز کا وقت آئے تو اسے اپنی تجارت چھوڑ دینی چاہیئے	غرائب
۷	(ا) امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ کوئی شخص نجس کپڑا فروخت کرے اور (اس کا نجس ہونا) بیان نہ کرے (ب) پھر اگر اس (فروخت کنندہ) کا ظن یہ ہو کہ خریدار اس کپڑے میں نماز پڑھے گا تو میرے ہاں پسندیدہ یہ ہے کہ وہ بیان کرے	غرائب
۸	النوازل میں ہے کہ شیخ نصیرؒ سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو یہودی و نصاریٰ اور غلاموں کی (استعمال کردہ) پرانی پوستین خریدے اس پر نجاست کا اثر دکھائی نہ دے اور وہ بغیر دھوئے استعمال کرے تو آپ نے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ اسے ایسا کرنے کی گنجائش ہے	تتارخانیہ
۹	(ا) امام قاضیخانؒ نے فرمایا کہ شکاری سے چڑیاں خرید کر آزاد کرنا جائز ہے بشرطیکہ یہ کہہ دے کہ جو انہیں پکڑے پس وہ اس کی ہیں اور (خرید کر) آزاد چھوڑنے سے وہ (چڑیاں) اس کی ملکیت سے نہیں نکلتیں (ب) اور شیخ برھان الدینؒ نے فرمایا کہ ایسا کرنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ ایسا کرنے میں مال کو ضائع کرنا ہے ٢ھ ٣ھ	قنیہ
١٠	(ا) الیتیمیہ میں ہے کہ علی بن احمدؒ سے دریافت کیا گیا کہ کسی شہر یا گاؤں والوں نے اپنے ان باٹوں میں جن سے دراہم اور ریشم تولے جاتے ہوں ایسا اضافہ کر دیا جو اس اضافہ کے موافق نہیں جو اس سارے ملک میں ہے اور انہوں نے اس پر متفق ہونا چاہا اور اس بستی کے بعض لوگ ان سے موافقت کرتے ہیں اور بعض موافقت نہیں کرتے تو کیا انہیں اس (مذکورہ) اضافہ کا اختیار ہے تو آپ نے فرمایا کہ نہیں (ب) آپ سے کہا گیا کہ اس بستی والے سبھی اس اضافہ پر متفق ہو گئے ہوں جو اضافہ باقی شہروں کے باٹوں سے مختلف ہے تو آپ نے فرمایا کہ جواب اسی طرح ہے (یعنی اس صورت میں بھی انہیں اس اضافے کا اختیار نہیں ہے)	تتارخانیہ
١١	(ا) کسی آدمی نے کسی شخص کو خوراک خریدنے کے لئے وکیل کیا تو اس نے سو کھوٹے درہموں سے	

٣ھ حکم نمبر ٩/١١٠٩ کے بعد غلاموں سے مخصوص تقریباً ٣ احکام کا اندراج متروک ہے اس کے متعلق حکم نمبر ٧/١٠٧٩ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس والعشرون فی البیع والاستیام علی سوم الغیر — البیع والاستیام علی سوم الغیر	حوالہ
۱۱۰۸	بالغلة حل الفضل وللمضارب لا[1]	كذا فی التاتارخانية
۱۲	وحكی عن الفقيه رجل اشتری ثوبا بعشرة دراهم وارجح له دانقا[2] قال لا يقبله حتی يقول انت فی حل او هو لك	كذا فی المحيط
۱۳	اشتری لحما او سمكا او شياء من الثمار فذهب المشتری وابطأ وخشی البائع ان يفسد فانه يبيعه من غيره ويحل شراء ذلك منه	كذا فی السراجية
۱۴	اذا مرض الرجل فاشتری له ابنه او والده بغير امره ما يحتاج المريض اليه جاز	كذا فی السراجية
۱۵	ويكره بيع الابل الجلالة وهی التی تعتاد اكل الجيفة والدجاجة ما دام ريحها الكريهة باقية	كذا فی القنية
۱۶	قال شهاب الامامی له حنطة نقية اراد ان يخلط فيهما من التراب ما يكون فيها عادة ليبيعها ليس له ذلك	كذا فی القنية
۱۷	رجل اشتری جارية وهی لغير البائع او اشتری ثوبا وهو لغير البائع فوطی المشتری الجارية ولبس الثوب وهو لا يعلم ثم علم فهل علی المشتری اثم روی عن محمد ان الجماع واللبس حرام الا انه يوضع عن المشتری الاثم وقال ابو يوسف الوطء حلال وهو مأجور فی اتيان الجارية	كذا فی المحيط

[1] یعنی اس صورت میں اس وکیل کے لئے وہ اضافی بچت حلال ہے اور مضارب کے لئے حلال نہیں۔ وکیل ہونے کے متعلق مزید احکام فتاویٰ عالمگیری کی بحث ۲۷ میں اور مضارب ہونے کے متعلق مزید احکام بحث نمبر ۳۱ میں ہیں (مترجم)

[2] دانق یعنی درہم کا چھٹا حصہ ماخوذ از المنجد ص ۳۹۹ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	پچیسواں باب، بیع کرنے اور دوسرے کے مول ٹھہرانے پر سودا کرنے کے احکام — بیع کرنے اور دوسرے کے مول ٹھہرانے پر سودا کرنے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۰۸	اناج خریدا اور اسے (یعنی اپنے موکل کو) آگاہ کردیا اور اس موکل نے اسے سو صحیح درہم دے دیئے پس اس وکیل نے انہیں کھوٹوں میں تبدیل کرلیا تو اس میں اضافہ (یعنی کھرے درہموں سے اضافی مالیت اس وکیل کے لئے) حلال ہے اور (اگر اس صورت میں وکیل ہونے کی بجائے) مضارب (ہونے کی صورت ہو تو اس) کے لئے (وہ اضافہ) حلال نہیں ہے [1]	تتارخانیہ
۱۲	الفقیہؒ سے منقول ہے کہ کسی شخص نے دس درہم میں کپڑا خریدا تو اس (خریدنے والے) نے اس (بیچنے والے) کو ایک دانق زیادہ دیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ اسے قبول نہ کرے حتیٰ کہ وہ (خریدار اسے) یہ کہے کہ یہ تجھے حلال ہے یا یہ (کہے کہ یہ) تیرے لئے حلال ہے [2]	محیط
۱۳	کسی شخص نے مثلاً گوشت یا مچھلی یا پھلوں میں کوئی چیز خریدی پھر خریدار (کہیں) چلا گیا اور اس نے (واپس آنے اور وہ گوشت یا مچھلی وغیرہ لے جانے میں) دیر کی اور فروخت کنندہ کو یہ خدشہ ہوا کہ وہ چیز خراب ہوجائے گی تو وہ اسے کسی اور کے ہاتھ فروخت کرسکتا ہے اور اس سے وہ چیز خریدنا حلال ہے	سراجیہ
۱۴	جب کوئی شخص بیمار پڑا تو اس کے بیٹے یا اس کے والد نے اس کی اجازت کے بغیر اس کے لئے کوئی ایسی چیز خریدی جس کی مریض کو ضرورت ہوتی ہے تو یہ جائز ہے	سراجیہ
۱۵	جلالہ اونٹ یعنی جسے مردار خوری (اور نجاست خوری) کی عادت ہو اور (ایسی) مرغی (کے متعلق حکم یہ ہے کہ) جب تک ان کی بدبو باقی ہے ان کی بیع مکروہ ہے [3]	قنیہ
۱۶	شیخ شہاب الادامیؒ نے فرمایا کہ کسی شخص کے پاس (مٹی وغیرہ سے) صاف گیہوں ہیں اس نے یہ چاہا کہ اس میں اتنی مٹی ملادے جتنی کہ عادت کے مطابق گیہوں میں ہوا کرتی ہے تاکہ (پھر) وہ اس گندم کو فروخت کردے تو اسے ایسا کرنا جائز نہیں ہے	قنیہ
۱۷	کسی شخص نے ایک باندی خریدی اور وہ (باندی) اس بائع کے علاوہ کی ہے یا کسی شخص نے کپڑا خریدا اور وہ (کپڑا) اس بائع کے علاوہ کا ہے پھر خریدار نے اس باندی سے وطی کی یا اس نے وہ کپڑا پہن لیا اور اس خریدار کو (حقیقت حال کا) علم نہیں پھر اسے معلوم ہوگیا تو کیا (اس صورت میں) اس خریدار پر گناہ ہے (اس کے متعلق) امام محمدؒ سے مروی ہے کہ وہ جماع کرنا اور وہ کپڑا پہننا حرام ہے لیکن (اس صورت میں) اس خریدار سے گناہ ساقط ہوگا اور امام ابویوسفؒ نے فرمایا کہ وہ وطی حلال ہے اور وہ اس باندی سے وطی میں ماجور ہے (یعنی جیسا کہ حلال وطی میں ماجور ہوتا ہے) [4]	محیط

[3] جلالہ اونٹ کے متعلق ۱۰، ۱۱ / ۱۰۵۷ اور جلالہ مرغی کے متعلق ۱۲ / ۱۰۵۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

[4] حکم نمبر ۱۸ / ۱۱۰۸ ملاحظہ ہو اور اس کی نظیر کے متعلق ۷۱، ۷۲ / ۴۶۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر		الباب الخامس والعشرون فی البیع والاستیام علی سوم الغیر	البیع والاستیام علی سوم الغیر	حوالة
۱۱۰۸	۱۸	واذا تزوج امرأة ثم تبین انها کانت منکوحة الغیر وقد وطئها الزوج الثانی یجب ان تکون المسألة علی الخلاف الذی ذکرنا		کذا فی المحیط
	۱۹	ویکره بیع خاتم الحدید والصفر ونحوه		کذا فی القنیة
	۲۰	وبیع طین الاکل		کذا فی القنیة
	۲۱	ولو اصطلح اهل بلدة علی سعر الخبز واللحم وشاع ذلک فیما بینهم فاشتری رجل منهم خبزا بدرهم اولحما فاعطاه البائع ناقصا والمشتری لایعرف ذلک کان له ان یرجع بالنقصان اذا عرف لان المعروف کالمشروط وان کان المشتری من غیر اهل تلک البلدة کان له ان یرجع بالنقصان فی الخبز دون اللحم		کذا فی التبیین

واللہ اعلم

لہ حکم نمبر ۷/۱۱۰۸ سے متعلق تشریح رسم نمبر ۳۴۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر		پچیسواں باب، بیع کرنے اور دوسرے کے مول ٹھہرانے پر سودا کرنے کے احکام	بیع کرنے اور دوسرے کے مول ٹھہرانے پر سودا کرتے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۰۸	۱۸	جب کسی شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا پھر واضح ہوا کہ وہ (تو) کسی اور کے نکاح میں ہے اور زوج ثانی (یعنی وہ شخص) اس سے وطی کرچکا ہے تو اس مسئلہ (کے حکم) کا جواب بھی اس اختلاف پر ہونا ضروری ہے جو ہم نے ($\frac{۱۷}{۱۱۰۸}$) میں ذکر کیا ہے ۔ [۱]		محیط
	۱۹	لوہے، پیتل، اور اس قسم کی (ممنوعہ) انگوٹھی کا بیچنا مکروہ ہے [۲]		قنیہ
	۲۰	اور (اسی مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح یہی حکم کھانے کی مٹی کے بیچنے کے متعلق ہے (اس کی بیع مکروہ ہے)۔		قنیہ
	۲۱	(ا) اکسی شہر والوں نے روٹی اور گوشت کا بھاؤ مقرر کیا اور اس نرخ کی خبر عام پھیل گئی پھر ان میں سے کسی شخص نے ایک درہم کی روٹی یا گوشت خریدا تو بائع نے کم دیا اور خریدار کو اس کے متعلق (یعنی مقرر شدہ بھاؤ کے متعلق) معلوم نہیں تو اس خریدار کو یہ حق پہنچتا ہے کہ جب اسے معلوم ہو تو کمی کے بقدر اس سے لے لے اس لیے کہ جو بات معروف ہے وہ مشروط کی طرح ہے (ب) اور اگر وہ خریدار اس شہر والوں کے علاوہ سے تھا تو اسے یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ (اس فروخت کنندہ سے) روٹی میں کمی کے بقدر لے گوشت میں نہیں (یعنی اس صورت میں گوشت میں کمی کے بقدر نہ لے گا)		تبیین

واللہ اعلم

[۲] حکم نمبر $\frac{۳۷}{۱۰۹۱}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السادس والعشرون فی الرجل یخرج الی السفر ویمنعه ابواه اوالدائن اویمنعها الزوج وغیره	الرجل یخرج الی السفرویمنعه ابواه اوالدائن اویمنعها الزوج	حواله

بسم الله الرحمن الرحيم

الباب السادس والعشرون فی الرجل یخرج الی السفرو یمنعه ابواه اواحدهما اوغیرهما من الاقارب او یمنعه الدائن او العبد یخرج ویمنعه المولی اوالمرأة تخرج ویمنعها الزوج

دفعات ۱۱۰۹ تا ۱۱۰۹ ، عنوان ۱ ، تعدادشق ۱۴

۱۱۰۹ منع الوین اوالدائن اوالمولی اوالزوج من السفر، تعدادشق ۱۴

شق	متن	حواله
۱	الابن البالغ یعمل عملا لا ضرر فیه دینا ولا دنیا بوالدیه وهما یکرها نه فلابد من الاستیذان فیه اذا کان له منه بد	کذافی القنیة
۲	اذا تعذر علیه جمع مراعاة حق الوالدین بان یتاذی احدهما بمراعاة الآخر یرجح حق الاب فیما یرجع الی التعظیم والاحترام وحق الام فیما یرجع الی الخدمة والانعام	کذافی القنیة
۳	وعن علاء العلامة الحمامی قال مشائخنا الاب یقدم علی الام فی الاحترام و الام فی الخدمة حتی لو دخلا علیه فی البیت یقوم للاب ولو سألا منه ماء ولم	

له حکم نمبر ۱تا۹/۱۱۰۹ ، ۱/۱۸۱ ، ۱تا۵/۲۹۸ ، ۲۸، ۹۵/۱۱۱۳ اور ۲۴/۱۰۹۸ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	چھبیسواں باب، جو شخص سفر پر جائے اور اس کے والدین یا قرض خواہ اس کو یا عورت کو اس کا خاوند منع کرے اس کے متعلق احکام	جو شخص سفر پر جائے اور اس کے والدین یا قرض خواہ اس کو یا عورت کو اس کا خاوند منع کرے اس کے متعلق احکام کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چھبیسواں باب، جو شخص سفر کو جائے اور اس کے والدین یا ان میں سے ایک یا ان کے علاوہ رشتہ دار یا قرض خواہ اسے منع کرے یا غلام جائے تو اس کا آقا یا عورت جائے تو اس کا خاوند اسے سفر سے منع کرے اس کے متعلق احکام

دفعات ١١٠٩ تا ١١٠٩ عنوان ١ تعداد شق ١٤

١١٠٩ سفر پر جانے سے والدین قرض خواہ، آقا یا خاوند کو منع کرنا ، اور اس میں ١٤ شقیں ہیں

١ بالغ بیٹا ایسا کام کرتا ہو جس میں اس کے والدین کے لئے دینی یا دنیوی لحاظ سے کوئی ضرر نہ ہو اور وہ دونوں اس کام کو ناپسند کرتے ہوں تو اس (بیٹے) کو اس (کام) میں (ان سے) اجازت لینا ضروری ہے جبکہ اسے ایسا کرنے کی ضرورت ہو۔[۱] — قنیہ

٢ جب کسی شخص کو والدین کے حقوق کی مراعات یکجا کرنے میں دشواری ہو (مثلاً ان دونوں میں باہم رنجش ہو) اور ان میں سے ایک کی رعایت کرنے سے دوسرے کو اذیت ہوتی ہو تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) جو امور تعظیم اور احترام سے متعلق ہیں ان میں باپ کی طرف جھکاؤ زیادہ کرے اور جو امور خدمت کرنے اور نعمت پیش کرنے سے متعلق ہیں ان میں ماں کی طرف جھکاؤ زیادہ کرے۔[۲] — قنیہ

٣ علاء الائمہ الحمامیؒ سے مروی ہے کہ ہمارے مشائخؒ نے فرمایا ہے کہ احترام میں باپ، ماں پر مقدم ہے اور خدمت میں ماں مقدم ہے حتی کہ اگر ان دونوں (یعنی والدین) اسیر کمرے میں داخل ہوں تو وہ باپ کی تعظیم کے لئے پہلے کھڑا ہو

[۲] حکم نمبر ١/١١٠٩ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السادس والعشرون فی الرجل یخرج الی السفر ویمنعه ابواه او الدائن او یمنعها الزوج وغیره — الرجل یخرج الی السفر ویمنعه ابواه او الدائن او یمنعها الزوج	حواله
۱۱۰۹	یأخذ من یده احدهما فیبدأ[۱] بالام	کذا فی القنیة
۴	وقال محمدؒ فی السیر الکبیر اذا اراد الرجل ان یسافر الی غیر الجهاد لتجارة او حج او عمرة وکره ذلک ابواه فان یخاف الضیعة علیهما بان کانا معسرین ونفقتهما علیه و ماله لا یفی بالزاد والراحلة ونفقتهما فانه لا یخرج بغیر اذنهما سواء کان سفرا یخاف علی الولد الهلاک فیه کرکوب السفینة فی البحر او دخول البادیة ماشیا فی البرد او الحر الشدیدین او لا یخاف علی الولد الهلاک فیه وان کان لا یخاف الضیعة علیهما بان کانا موسرین ولم تکن نفقتهما علیه ان کان سفرا لا یخاف علی الولد الهلاک فیه کان له ان یخرج بغیر اذنهما وان کان سفرا یخاف علی الولد الهلاک فیه لا یخرج الا باذنهما	کذا فی الذخیرة
	وکذا الجواب فیما اذا خرج للتفقه الی بلدة اخری ان کان لا یخاف علیه الهلاک بسبب هذا الخروج کان بمنزلة السفر للتجارة وان کان یخاف علیه الهلاک کان بمنزلة الجهاد هذا اذا خرج للتجارة الی مصر من امصار المسلمین	کذا فی المحیط
۵	فاما اذا خرج للتجارة الی ارض العدو بامان فکرها خروجه فان کان امرا لا یخاف علیه منه وکانوا قوما یوفون بالعهد یعرفون بذلک وله فی ذلک منفعة فلا بأس بان یعصیهما وان کان یخرج فی تجارة الی ارض العدو مع عسکر من عساکر المسلمین فکره ذلک ابواه او احدهما فان کان ذلک العسکر عظیما لا یخاف علیهم من العدو باکبر الرأی فلا بأس بان یخرج وان کان یخاف علی اهل العسکر من العدو بغالب الرأی لا تخرج بغیر اذنهما وکذلک ان کانت سریة او جریدة خیل او نحوها فانه لا یخرج الا باذنهما لان الغالب هو الهلاک فی السرایا	کذا فی المحیط

۱ حکم نمبر $\frac{1}{1109}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	چھبیسواں باب، جو شخص سفر پر جائے اور اس کے والدین یا قرض خواہ اس کو یا عورت کو اس کا خاوند منع کرے، اس کے متعلق احکام	حوالہ
۱۱۰۹	اور اگر ان دونوں نے اس سے پانی طلب کیا اور ان دونوں میں سے کسی نے اس کے ہاتھ سے نہیں لیا تو وہ (پانی دینے میں) ماں سے ابتدا کرے [۱]	قنیہ
۴	(ا) اور امام محمدؒ نے السیر الکبیر میں فرمایا ہے کہ جب (مسلمانوں کے شہروں میں) کسی شخص نے جہاد کے سوا (مثلاً) تجارت یا حج یا عمرہ کے سفر کا ارادہ کیا اور اس کے والدین نے ایسا کرنا ناپسند نہ کیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (۱) اگر اسے اپنے والدین کے ضائع ہونے کا خوف ہو مثلاً یہ کہ وہ تنگ دست ہوں اور ان کا نفقہ اس پر ہو اور اس کا مال اس سفر کے زادِ راہ، سواری اور والدین کے نفقہ کو پورا نہیں ہوتا تو وہ ان کی اجازت کے بغیر نہ جائے خواہ اس سفر میں اس لڑکے کی ہلاکت کا خوف ہو مثلاً یہ کہ اسے دریا میں کشتی پر جانا ہو یا اس نے بیابان میں سخت گرمی یا سخت سردی میں چلنا ہو (یا جہاد کرنا ہو) یا اس کے سفر میں اس لڑکے کی ہلاکت کا خوف نہ ہو (حکم برابر ہے) (۲) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اسے اپنے والدین کے ضائع ہونے کا خوف نہ ہو مثلاً یہ کہ وہ دونوں مالدار ہوں اور ان کا نفقہ اس پر نہ ہو تو اگر اس کا وہ سفر ایسا ہو کہ اس میں اس لڑکے کی ہلاکت کا خوف ہو تو وہ والدین کی اجازت کے بغیر نہ جائے	ذخیرہ
	(ب) (۱) اور اسی (مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب وہ لڑکا دوسرے شہر میں (علم) فقہ حاصل کرنے جائے تو اگر اس کے جانے میں اس لڑکے کی ہلاکت کا خوف نہ ہو تو اس سفر کا حکم تجارت کے لئے سفر (کے حکم) کی طرح ہے (۲) اور اگر اس میں اس لڑکے کی ہلاکت کا خوف ہو تو اس سفر کا حکم جہاد کے لئے سفر (کے حکم) کی طرح ہے (ج) اور یہ (مذکورہ احکام) اس صورت میں ہیں کہ جب وہ لڑکا تجارت (وغیرہ) کے لئے مسلمانوں کے شہروں میں سے کسی شہر میں جائے [۲]	محیط
۵	(ا) (۱) اور جب کوئی لڑکا (مسلمانوں کے) دشمن کی سرزمین میں امان لے کر تجارت کے لئے جانا چاہے اور اس کے والدین نے (اس سفر پر اس کا جانا) ناپسند کیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر صورت حال یہ ہو کہ ان (دشمنوں) سے لڑکے پر کوئی خوف نہ ہو اور وہ دشمن لوگ ایسے ہوں جو اپنا عہد پورا کرتے ہوں اور وہ اس میں جانے پہچانے ہوں اور اس لڑکے کو اس سفر میں منفعت (معلوم ہوتی) ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ والدین کی رائے کے خلاف اس سفر پر جائے (۲) اور اگر کوئی لڑکا (مسلمانوں کے) دشمن کی سرزمین میں مسلمانوں کے لشکروں میں سے کسی لشکر کے ساتھ تجارت کے لئے جانا چاہتا ہو اور اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک اس (سفر) کو ناپسند کرے تو اگر وہ لشکر بڑا ہو غالب رائے میں اس پر دشمن سے کوئی خطرہ نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں	

[۲] حکم نمبر ۳تا۹/۱۱۰۹ نیز ۱/۱۱۰۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السادس والعشرون فی الرجل یخرج الی السفر ویمنعه ابواه اوالدائن اویمنعها الزوج وغیره	الرجل یخرج الی السفر ویمنعه ابواه اوالدائن اویمنعها الزوج	حواله
۱۱۰۹			
۶	رجل خرج فی طلب العلم بغیراذن والدیه فلا بأس به ولم یکن هذا عقوقا قیل هذا اذا کان ملتحیا فان کان امرد صبیح الوجه فلابیه ان یمنعه من ذلك الخروج		کذا فی فتاوی قاضیخان
۷	ولوخرج الی التعلم ان کان قدر علی التعلم وحفظ العیال فالجمع بینهما افضل ولوحصل مقدار مالا بد منه مال الی القیام بامر العیال ولا یخرج الی التعلم ان خاف علی ولده		کذا فی التتارخانیة ناقلا عن الینابیع
۸	اذا اراد ان یرکب السفینة فی البحر للتجارة اولغیرها فان کان بحال لوغرقت السفینة امکنه دفع الغرق عن نفسه بکل سبب یدفع الغرق به حل له الرکوب فی السفینة وان کان لم یمکنه دفع الغرق بکل مایدفع به الغرق لا یحل له الرکوب		کذا فی الذخیرة
۹	وعلی هذه المسألة قاس مشائخنا دخول دارالحرب بامان فقالوا ان کان الداخل بحال لوقصد المشرکون قتله امکنه دفع القتل عن نفسه بکل سبب یدفع به القتل حل له الدخول وان کان بحال لایمکنه دفع قصدهم لا یحل له الدخول		کذا فی الذخیرة
۱۰	ولا تسافر المرأة بغیر محرم ثلاثة ایام فیما فوقها واختلفت الروایات فیمادون ذلك قال ابویوسف اکره لها ان تسافر یوما بغیر محرم وهکذا		

لے حکم نمبر ۲/۱۱۰۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۲ حکم نمبر ۲/۱۱۰۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۳ حکم نمبر ۲/۱۱۰۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	چھبیسواں باب ، جو شخص سفر پر جائے اور اس کے والدین یا قرض خواہ اس کو یا عورت کو اس کا خاوند منع کرے اس کے متعلق احکام — جو شخص سفر پر جائے اور اس کے والدین یا قرض خواہ اس کو یا عورت کو اس کا خاوند منع کرے اس کے متعلق احکام کا بیان	حوالہ
11-9	کہ وہ (لڑکا) اس سفر پر سا جائے اور اگر غالب رائے میں اس لشکر پر دشمن سے خطرہ ہو تو وہ لڑکا والدین کی اجازت کے بغیر (اس سفر پر) نہ جائے اسی طرح اگر وہ سریہ (یعنی چھوٹا فوجی دستہ) ہو یا (محض) گھڑسواروں کا دستہ یا اس کی مانند ہو تو وہ لڑکا والدین کی اجازت کے بغیر (اس سفر پر) نہ جائے اس لئے کہ چھوٹے فوجی دستوں میں ہلاکت (کا خوف ہونا) غالب ہے [1]	محیط
6	(ا) کوئی مرد علم (دین) کی طلب میں والدین کی اجازت کے بغیر (سفر میں) نکلا تو اس میں کوئی حرج نہیں اور ایسا کرنا والدین کی نافرمانی نہ قرار پائے گی (ب) بعض کا قول یہ ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ وہ لڑکا داڑھی والا ہو پس اگر وہ امرد (یعنی بغیر داڑھی) کے ہو خوش رُو ہو تو اس کے والد کو اختیار ہے کہ وہ اس لڑکے کو (اس سفر پر) جانے سے منع کردے [2]	قاضیخان
7	(ا) اور اگر کوئی مرد علم (دین) سیکھنے کے لئے (سفر پر) نکلا تو اگر وہ علم سیکھنے اور عیال کی حفاظت (دونوں) پر قادر ہو تو ان دونوں کو جمع کرنا افضل ہے (ب) اور اگر اس نے بقدرِ ضرورت (علم دین) حاصل کرلیا ہو تو وہ بال بچوں کے امور قائم کرنے پر توجہ دے اور (مزید علم دین) سیکھنے کے لئے (سفر پر) نہ نکلے بشرطیکہ اسے اپنی اولاد پر (ضیاع کا) خوف ہو [3]	تتارخانیہ
8	(ا) جب کسی شخص نے یہ ارادہ کیا کہ وہ تجارت یا اس کے علاوہ کے لئے دریا میں کشتی پر سوار ہو تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر وہ ایسا ہو کہ اگر (بالفرض) وہ کشتی غرق ہو تو اس صورت میں غرق ہونے سے بچنے کے منجملہ اسباب کے ذریعہ اسے اپنے آپ کو غرق ہونے سے بچانا ممکن ہو تو اسے کشتی میں سوار ہونا جائز ہے (ب) اور اگر غرق ہونے سے بچنے کے منجملہ اسباب کے ذریعہ، غرق ہونے سے بچنا ممکن نہ ہو تو اسے (کشتی میں) سوار ہونا جائز نہیں ہے [4]	ذخیرہ
9	(ا) اس (مذکورہ) مسئلہ (کے حکم) پر ہمارے مشائخ رحمہم نے دارالحرب (یعنی محارب کفار کی سلطنت) میں امان لے کر داخل ہونے کو قیاس کیا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ اگر (وہاں) داخل ہونے والے کی حالت یہ ہو کہ اگر وہ مشرک لوگ اس کے قتل کا قصد کریں تو قتل سے بچنے کے منجملہ اسباب کے ذریعہ، اسے اپنے آپ کو قتل ہونے سے بچانا ممکن ہو تو اسے وہاں داخل ہونا جائز ہے (ب) اور اگر اس کی حالت یہ ہو کہ اسے ان کے قصد سے بچنا (یعنی اسے ان کے قصدِ قتل سے اپنے آپ کو بچانا) ممکن نہ ہو تو (پھر) اسے وہاں داخل ہونا جائز نہیں ہے [5]	ذخیرہ
10	(ا) اور کوئی عورت، محرم کے بغیر تین دن کی مسافت یا اس سے زائد کا سفر نہ کرے (ب) اور اس سے کم (یعنی تین دن کی مسافت سے کم) سفر کے متعلق روایات مختلف ہیں (ا) امام ابو یوسف رح	

[4] حکم نمبر 4/11-9 مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] حکم نمبر 4/11-9 مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السادس والعشرون فی الرجل یخرج الی السفر ویمنعه الواه او الدائن اویمنعها الزوج وغیره	الرجل یخرج الی السفر ویمنعه الواه او الدائن اویمنعها الزوج	حواله
٩-١١٠	روی عن ابی حنیفة رح وقال الفقیه ابی جعفر رح واتفقت الروایات فی الثلاث اما مادون الثلاث قال ابوجعفر رح هواهون من ذلك		کذافی المحیط
	وقال حماد رح لا بأس للمرأة ان تسافر بغیر محرم مع الصالحین		کذافی التتارخانیة
١١	والصبی والمعتوه لیسا بمحرمین		کذافی التتارخانیة
١٢	والکبیر الذی یعقل محرم		کذافی التتارخانیة
١٣	ویکره للامة وام الولد فی زماننا المسافرة بلا محرم		کذافی الوجیز للکردری
١٤	والفتوی علی انه یکره فی زماننا		هکذافی السراجیة

واللہ اعلم

ك حکم نمبر ١٠ (١)، ١٠ب ٢ / ١١٠٩ ملاحظہ ہوں نیز ١٠تا ١٤ / ١١٠٩ اور عورت کے سفر کے متعلق حکم نمبر ٢٤ / ٢٠٥ ، ٤٧ تا ٥١ / ٢٩١ اور سفر قرار پانے کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ١تا ٣، ١٣ / ٢٠٥ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ك معتوه کے متعلق المنجد، در مختار اور حاشیہ حسامی سے ماخوذ مفہوم علی الترتیب حکم نمبر ٦٦ب / ٢٠٥ ، ٣ / ٢٩١ اور ٢٨ / ٣٤٩ کے حواشی میں ملاحظہ ہوں (مترجم)

ك محرم کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ٤٩تا ٥١ / ٢٩١ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	چھبیسواں باب، جو شخص سفر پر جائے اور اس کے والدین یا قرض خواہ اسکو یا عورت کو اس کا خاوند منع کرے، اس کے متعلق احکام — جو شخص سفر پر جائے اور اس کے والدین یا قرض خواہ اس کو یا عورت کو اس کا خاوند منع کرے اس کے متعلق احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۰۹	کا قول یہ ہے کہ میں عورت کے لئے ایک دن کا سفر بھی محرم کے بغیر مکروہ سمجھتا ہوں اور یونہی امام ابوحنیفہؒ سے مروی ہے (۲) فقیہ ابوجعفرؒ کا قول ہے کہ تین دن (کی مسافت کے سفر) کی صورت میں (عورت بغیر محرم کے سفر کرے تو اس کے ناجائز قرار پانے پر) روایات متفق ہیں اور تین (دن کی مسافت) سے درے کی صورت کے متعلق فقیہ ابوجعفرؒ نے فرمایا کہ اس میں حکم (نسبتاً) آسانی کا ہے	محیط
	(ج) اور (اس مذکورہ صورت کے متعلق) شیخ حمادؒ نے فرمایا کہ عورت کے لئے صالحین (یعنی پرہیزگار لوگوں) کے ساتھ بغیر محرم کے (تین دن سے کم کے) سفر میں کوئی حرج نہیں ؎۱	تتارخانیہ
۱۱	نابالغ بچہ اور معتوہ (یعنی مدہوش) شخص، سفر میں عورت کے ساتھ ہوں تو اس کے لئے محرم قرار نہیں پاتے ؎۲	تتارخانیہ
۱۲	بڑا (یعنی بالغ شخص) جو عاقل ہو (اور محرم ہو) تو وہ محرم قرار پاتا ہے ؎۳	تتارخانیہ
۱۳	باندی اور ام ولد جو محرم کے بغیر سفر کرے تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) ہمارے زمانہ میں مکروہ قرار پاتا ہے ؎۴	وجیز للکردری
۱۴	اور (مذکورہ صورت یعنی بغیر محرم کے باندی اور ام ولد کے سفر کے متعلق) فتوی اس پر ہے کہ ایسا کرنا ہمارے زمانہ میں مکروہ ہے ؎۵	سراجیہ
	واللہ اعلم	

؎۴ حکم نمبر ١٤/١١٠٩ ملاحظہ ہو اور ام ولد کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ٢/٢٣٣ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

؎۵ حکم نمبر ١٣/١١٠٩ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع والعشرون، فی القرض والدین	القرض والدین	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب السابع والعشرون فی القرض والدین

دفعات ۱۱۱۰ تا ۱۱۱۰، عنوان ۱، تعداد شق ۴

۱۱۱۰ القرض والدین تعداد شق ۴

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	والقرض ان یقرض الدراھم والدنانیر او شیاء مثلیا یأخذ مثله فی ثانی الحال والدین وھو ان یبیع له شیاء الی اجل معلوم مدة معلومة	كذا فی التتارخانیة
۲	قال الفقیهٌ لا بأس بان یستدین الرجل اذا كانت له حاجة لابد منها وھو یرید قضاءھا ولو استدان دینا وقصد ان لا یقضیه فهو آكل السحت	كذا فی القنیة
۳	رجل مات وعلیه قرض ذكرالنا طفیؒ نرجو ان لا یكون مواخذا فی دارالآخرة اذا كان فی نیته قضاء الدین	كذا فی خزانة المفتین
۴	علیه حق غاب صاحبه بحیث لا یعلم مكانه ولا یعلم أحی ھو ام میت لا یجب علیه طلبه فی البلاد	كذا فی القنیة

۱ قرض اور دین کے مذکورہ الگ الگ معانی کے باوجود ان کا ایک دوسرے پر اطلاق ہوتا رہتا ہے جیسا کہ حکم نمبر ۳/۱۱۱۰

دفعات وشق نمبر	ستائیسواں باب، قرض اور دین کے احکام — قرض اور دین کے احکام کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ستائیسواں باب، قرض اور دَین کے احکام

دفعات، ۱۱۱۰ تا ۱۱۱۰، عنوان ۱، تعداد شق ۳۴

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱۱۱۰	**قرض اور دَین اور اس میں ۳۴ شقیں ہیں**	
۱	(ا) قرض اسے کہتے ہیں کہ کوئی شخص درہم یا دینار یا کوئی اور مثلی چیز دے جس کی مثل بعد میں لے (ب) اور دین اسے کہتے ہیں کہ کوئی شخص مقررہ وقت یعنی معین مدت تک کے لئے (ادھار پر کوئی چیز) کسی کے ہاتھ فروخت کرے لے	تتارخانیہ
۲	(ا) الفقیہؒ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں کہ کوئی شخص دَین (یا قرض) لے جب کہ اسے ضرورت ہو اور وہ اسے ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو (ب) اور اگر اس نے کوئی دین لیا اور ارادہ یہ کیا کہ وہ اسے ادا نہیں کرے گا تو وہ حرام خوری کرنے والا ہے	قنیہ
۳	کوئی شخص وفات پا گیا اور اس پر قرض (یا دین) ہے تو اس کے متعلق الناطفیؒ نے ذکر کیا ہے کہ ہم امید رکھتے ہیں کہ اگر اس کی نیت اس دین کی ادائیگی کی تھی تو آخرت میں اسے (اس کا) مواخذہ نہ ہوگا	خزانۃ المفتین
۴	کسی شخص پر کسی آدمی (کے قرض یا دین) کا حق تھا تو صاحب حق ایسا غائب ہو گیا کہ اس کی جگہ معلوم نہیں ہوتی اور نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ آیا وہ زندہ ہے یا وفات پا گیا ہے تو اس شخص پر (یعنی مقروض پر) شہروں میں اس کی تلاش ضروری نہیں ہے	قنیہ

میں ہے حکم نمبر ۱ تا ۴، ۳۳/۱۱۱۰ نیز ۱۴/۱۱۱۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر		الباب السابع والعشرون فی القرض والدین — القرض والدین	حواله
۱۱۱۰	۵	وسئل نصیر رحمہ اللہ عمن یجحد دین رجل هل یستحلفه الطالب او یترکه من غیر استحلاف قال هو بالخیار فی الاستحلاف فان مات الطالب صار الدین للورثة فان قضاه الورثة فقد برئ من الدین وعلیه وزر مما طلته وجحوده فان لم یقض فالاجر للطالب دون ورثته	كذا فی الحاوی للفتاوی
		ولو مات الطالب والمطلوب جاحد فالاجر له فی الآخرة دون الورثة سواء استحلف اولم یستحلف ولو قضی المطلوب ورثته برئ من الدین ولو کان المطلوب[1] مقرا ومات الطالب قال اکثر المشائخ رحمہم اللہ حق الخصومة فی الآخرة لایکون للاول وقال بعضهم للاول وقال الفقیه ابو اللیث رحمہ اللہ الدین یکون للاول	كذا فی خزانة الفتاوی
	۶	الظالم اذا اخذ من غرماء المیت ما للمیت علیهم فدیون المیت علیهم باقیة	كذا فی الملتقط
	۷	علیه دیون لأناس لا یعرفهم من غصوب ومظالم وجبایات یتصدق بقدرها علی الفقراء علی عزیمة القضاء ان وجدهم مع التوبة الی الله تعالی فیعذر ولو صرف ذلک علی الوالدین او المولودین یصیر معذورا	كذا فی القنية

[1] قوله ولوکان المطلوب مقرا الخ فی العبارة نوع اختصار وعبارة الذخیرة نقلا عن فتاوی اهل سمرقند رجل له علی آخر دین فتقاضاه فمنعه ظلما فمات صاحب الدین وترک وارثا تکلموا فیه قال اکثر المشائخ رحمہم اللہ لایکون للاول حق الخصومة بسبب الدین وقد انتقل الدین الی الوارث فقال بعضهم بان الخصومة للاول کذا قال فی الکتاب لکن لم یذکر ان الدین لمن یکون ونص فی کتاب الغصب والضمان للفقیه ابی اللیث رحمہ اللہ ان الدین للمیت الاول ولکن لوادی المدیون الدین الی الوارث اوابرأه الوارث یبرا لکن المختار ان الدین للوارث وللاول الخصومة فی الظلم بالمنع لان الدین انتقل لوارثه انتهت نقله مصححه ۔عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی قوله لوکان المطلوب مقرا الخ اس عبارت میں ایک قسم کا اختصار ہے اور فتاوی اہل سمرقند سے منقول الذخیرہ کی عبارت یوں ہے (جس کا مفہوم یوں ہے) کہ ایک شخص کا دوسرے آدمی پر دین تھا اس نے اس کا تقاضا کیا تو اس (مقروض)

دفعات وشق نمبر	ستائیسواں باب، قرض اور دین کے احکام قرض اور دین کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۱۰ ۵	(ا) شیخ نصیر رحمۃ اللہ علیہ سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو کسی آدمی کے دین کا انکار کرتا ہے تو کیا طالب شخص (یعنی قرض خواہ اس پر گواہی نہ ہونے کی صورت میں) اس سے حلف لے گا یا اسے بغیر قسم لئے چھوڑ دے تو آپ نے فرمایا کہ قسم لینے میں اسے اختیار ہے (ب) پھر اگر اس طالب کی وفات ہوگئی تو وہ دین اس کے وارثوں کے لئے ہوگا پس اگر اس (مقروض) نے وہ دین اس کے وارثوں کو ادا کر دیا تو وہ دین سے بری قرار پایا البتہ اس پر (ادائیگی میں) دیر کرنے اور انکار کرنے کا گناہ رہے گا (ج) اور اگر اس (مقروض) نے (وارثوں کو بھی) ادا نہ کیا تو اس کا اجر طالب کیلئے ہوگا وارثوں کے لئے نہ ہوگا	حاوی
	(د) اگر طالب (یعنی قرض خواہ) کی وفات ہوگئی اور مطلوب (یعنی مقروض) انکار کرتا ہے تو آخرت میں اجر طالب کے لئے ہے وارثوں کے لئے نہیں خواہ اس (طالب) نے اس (مطلوب) سے حلف لی تھی یا نہ لی تھی (ر) اور اگر مطلوب نے اس (طالب) کے وارثوں کو ادائیگی کر دی تو وہ (صرف) اس دین سے بری قرار پایا (س) اور اگر مطلوب (اس دین کا) اقرار کرتا تھا اور طالب کی وفات ہو گئی تو (اس کے متعلق) اکثر مشائخ رحمہم اللہ نے فرمایا ہے کہ آخرت میں خصومت [1] کا حق پہلے کے لئے (یعنی اس میت کے لئے) نہ ہوگا اور بعض کا قول یہ ہے کہ (وہ حق) پہلے کے لئے ہوگا اور فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ وہ دین پہلے کا (ہی) قرار پائے گا	خزانۃ الفتاوی
۶	جب کسی ظالم شخص نے میت کے مقروضوں سے وہ مال لے لیا جو میت کے لئے (ان مقروضوں پر) تھا تو میت کے قرضے ان مقروضوں پر باقی رہیں گے [2]	ملتقط
۷	(ا) کسی شخص پر ایسے لوگوں کے قرضے ہیں جنہیں وہ نہیں پہچانتا اور وہ (قرضے لوگوں سے) غصب کئے ہوئے (اموال) ظلم سے لئے ہوئے اور تاوانوں سے لئے ہوئے (اموال) ہیں تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ وہ) اتنی تعداد غرباء پر اس عزم سے صدقہ کرے کہ اگر اس نے ان (صاحبِ حق) لوگوں کو پایا تو وہ انہیں ادا کرے گا اور اس نے (آئندہ کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور	

[1] نے از روئے ظلم انکار کیا پھر قرض خواہ کی وفات ہوگئی اور اس نے ایک وارث چھوڑا تو اس کے متعلق مشائخ نے کلام کیا ہے اکثر مشائخ اس پر ہیں کہ (آخرت میں) اس دین کے متعلق حق خصومت اس پہلے (یعنی میت) کے لئے نہ ہوگا درآں حالیکہ وہ دین وارث کی طرف منتقل ہو گیا ہے اور بعض مشائخ کا قول یہ ہے کہ حق خصومت اس پہلے کے لیے ہوگا الکتاب میں یونہی مذکور ہے لیکن یہ ذکر نہیں کہ وہ دین کس کے لئے قرار پائے گا فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الغصب والضمان میں صراحتاً ذکر کیا ہے کہ وہ دین پہلے میت کیلئے ہوگا لیکن اگر مقروض نے وہ دین وارث کو ادا کر دیا یا وارث نے اسے (قرض سے) بری کر دیا تو وہ بری قرار پائے گا لیکن مختار حکم یہ ہے کہ وہ دین وارث کیلئے ہے اور پہلے (یعنی میت) کیلئے (وہ قرض اسے) نہ دینے کے ظلم کی خصومت کا حق ہوگا اس لئے کہ دین اس کے وارثوں کو منتقل ہو گیا ہے۔ اھ (مترجم)

[2] اور زکوٰۃ کی صورت میں حکم نمبر ۵۵/۲۵۹، ۴۱/۲۴۹ مع حاشیہ اور ۳۰/۲۵۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشقّانمبر	الباب السابع والعشرون فی القرض والدین القرض والدین	حوالہ
۱۱۱۰		
۸	وکذا فی ازالۃ الخبث عن الاموال	کذا فی القنیۃ
۹	(قال اسمٰعیل المتکلمؒ) علیہ دیون لاناس شتی لزیادۃ فی الاخذ ونقصان فی الدفع فلو تحری ذلک وتصدق علی الفقراء بثوب قوّم بذلک یخرج عن العھدۃ قال رضی اللہ عنہ فعرف بھذا ان فی مثل ھذا لا یشترط التصدق بجنس ما علیہ	کذا فی القنیۃ
۱۰	رجل مات وعلیہ دین ولم یعلم الوارث بدینہ فأکل میراثہ قال شدّادؒ لا یؤاخذ الابن بدینہ وان علم الوارث بدین المورث کان علیہ ان یقضی دینہ من ترکۃ المورث وان نسی الابن بعد ما علم فانہ لا یؤاخذ بہ فی دار الآخرۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۱	وکذا لو کانت ودیعۃ فنسیھا حتی مات لا یؤاخذ بھا فی دار الآخرۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۲	رجل لہ علی رجل دین وھما فی الطریق فخرج اللصوص علیھما وقصدوا أخذ اموالھما فاعطی المدیون صاحب المال دینہ فی تلک الحالۃ قال بعضھم لہ ان یؤدی دینہ ولیس للطالب ان لا یأخذ منہ وقال الفقیہ ابو اللیثؒ عندی للطالب ان لا یاخذ فی تلک الحالۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۳	ولو حبس بدین وکان لہ علی الناس دیون یخرجہ القاضی حتی یدعی علیھم	

لہ حکم نمبر ۷ تا ۹/۱۱۱۰ نیز لقطہ کی صورت میں ۷۴ب/۵۰۵ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ہ حکم نمبر ۷/۱۱۱۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
۳ہ حکم نمبر ۷/۱۱۱۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	ستائیسواں باب، قرض اور دین کے احکام — قرض اور دین کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۱۰	توبہ (بھی) کی تو وہ معذور قرار پا سکے گا (ب) اور اگر اس نے وہ مال (غرباء پر صدقہ کرنے کی بجائے) والدین پر یا اولاد پر خرچ کر دیا تو بھی وہ معذور قرار پا سکے گا [1]	قنیہ
۸	اور اسی (مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی شخص نے مالوں کو (حرام کی) ناپاکی سے پاک کرنا چاہا تو یہی حکم ہے (یعنی اتنی مقدار صدقہ کرنے اور توبہ کرنے وغیرہ سے معذور قرار پا سکتا ہے) [2]	قنیہ
۹	(ا) شیخ اسمٰعیل المتکلم رح فرماتے ہیں کہ کسی شخص پر بہت سے قرضے مختلف لوگوں کے لئے اس طرح تھے کہ اس شخص نے لوگوں سے لینے میں زائد لیا اور دینے میں کم دیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر وہ (اس کی مقدار کے متعلق) تحری کرے (یعنی غالب رائے سے کام لے) اور اتنی قیمت کا (مثلاً) کپڑا فقراء پر صدقہ کر دے تو وہ شخص اس کی ذمہ داری سے نکل سکے گا (ب) مؤلف رح فرماتے ہیں کہ اس سے یہ معلوم ہوا کہ ایسی صورتوں میں صدقہ کرنا اس جنس سے ضروری نہیں جو جنس اس پر واجب ہے [3]	قنیہ
۱۰	(ا) کسی شخص کی وفات ہو گئی اور اس پر دین ہے اور وارث کو اس کے دین کا علم نہیں پس اس نے اس کی میراث ختم کر دی تو (اس کے حکم کے متعلق) شیخ شدّاد رح نے فرمایا کہ (میت کا) بیٹا اس دین میں ماخوذ نہ ہو گا (ب) اور اگر وارث کو اپنے مورث کے دین کا علم ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ مورث کے ترکہ سے اس کا دین ادا کرے (ج) اور اگر بیٹے کو (مورث کے دین کا) علم تھا اور وہ اسے ادا کرنا بھول گیا تو وہ آخرت میں اس کے متعلق ماخوذ نہ ہو گا [4]	قاضیخان
۱۱	اور اسی (مذکورہ، صورت کے حکم کی) طرح یہی حکم امانت کی صورت میں ہے کہ (مورث کے ہاں کسی کی امانت ہونے کے متعلق بیٹے کو علم تھا اور پھر) وہ اسے بھول گیا حتی کہ اس کی (بھی) وفات ہو گئی تو وہ آخرت میں اس کے متعلق ماخوذ نہ ہو گا [5]	فتاوی قاضیخان
۱۲	(ا) کسی شخص کا دوسرے آدمی پر دین ہے۔ وہ دونوں راستہ میں تھے کہ ان دونوں پر چوروں نے حملہ کیا اور ان دونوں کے مال لینے کا قصد کیا تو (اس وقت) مقروض نے قرض خواہ کو اس کا قرض دینا چاہا تو (اس کے حکم کے متعلق) بعض کا قول یہ ہے کہ اسے جائز ہے کہ وہ (اس حالت میں) اس کا دین ادا کرے اور طالب (یعنی قرض خواہ) کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اس سے (اس حالت میں) نہ لے (ب) اور فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ میرے ہاں اس طالب کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اس حالت میں (اس سے اپنا دین) نہ لے	قاضیخان
۱۳	اگر کوئی شخص کسی قرض (کے مواخذہ) میں قید کیا گیا اور لوگوں پر اس کے قرضے ہیں تو قاضی (یعنی	

[4] حکم نمبر ۱۱/۱۱۱۰ ملاحظہ ہو (مترجم)

[5] حکم نمبر ۱۰/۱۱۱۰ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع والعشرون فی القرض والدین — القرض والدین	حوالہ
۱۱۱۰	فان لم یحصل له منهم شیٔ یحبسه ثانیا	کذا فی صفوان القضاء
۱۴	ولو کان لمسلم علی نصرانی دین فباع النصرانی خمرا واخذ ثمنها وقضاه المسلم من دینه جاز له اخذه لان بیعه لها مباح	کذا فی السراج الوهاج
۱۵	ولو کان الدین لمسلم علی مسلم فباع المسلم خمرا واخذ ثمنها وقضاه صاحب الدین کره له ان یقبض ذلک من دینه	کذا فی السراج الوهاج
۱۶	رد العدلیات من له بصارة علی انها زیف فلیس له ان یدفع الی من یأخذها مکان الجیدة لانه تلبیس وغدر	کذا فی القنیة
۱۷	وفی الزاد من کان له دین علی غیره واخذ منه مثل دینه وانفقه ثم علم انه زیوف فلا شیٔ علیه عند ابی حنیفة رح وقالا رح یرد مثل الزیوف ویرجع بالجیاد وذکر فی الجامع الصغیر قول محمدؒ قول ابی حنیفة رح وهو الصحیح	کذا فی المضمرات
۱۸	لرجل علی الناس دیون وهم غیب فقال من کان لی علیه شیٔ فهو فی حل قال محمدؒ له ان یأخذهم بماله علیهم وقال ابو یوسف رح هو جائز وهم فی حل اذا کان علیهم دین اما اذا کان اشیاء قائما له ان یاخذه بماله	کذا فی خزانة الفتاوی
۱۹	ولو کان له علی آخر حق فأبرأه علی انه بالخیار صح الابراء ویبطل الخیار	کذا فی خزانة الفتاوی

۱؎ حکم نمبر ۱۵/۱۱۱۰ نیز حکم نمبر ۷ تا ۹/۱۱۱۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۱۲/۱۱۱۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۱۷/۱۱۱۰ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۱۶/۱۱۱۰ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	ستائیسواں باب، قرض اور دین کے احکام — قرض اور دین کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۱۰	حاکم مجاز) اسے قید سے نکالے گا تاکہ وہ (اپنے مقروض) لوگوں پر (ان قرضوں کا) دعوی کرے پھر اگر اسے ان سے کوئی چیز حاصل نہ ہو (کہ اپنا قرض ادا کر سکے) تو قاضی (مذکورہ مواخذہ میں) اسے دوبارہ قید کرے گا	صنوان القضاء
۱۴	کسی مسلمان کے لئے کسی نصرانی پر دَین تھا تو اس نصرانی نے خمر (یعنی شراب) فروخت کی اور اس کی قیمت وصول کی اور وہ (رقم) مسلمان کو اس کے دین کی ادائیگی میں دی تو اس مسلمان کے لیے اس کا لینا جائز ہے اس لئے کہ اس نصرانی کے لئے اس (شراب) کا بیچنا مباح ہے [1]	سراج وہاج
۱۵	اور (مذکورہ صورت میں) اگر کسی مسلمان کا دوسرے مسلمان پر دین تھا تو (مقروض) مسلمان نے خمر (یعنی شراب) فروخت کی اور اس کی قیمت وصول کی اور وہ (رقم) قرض خواہ کو ادا کی تو اس قرض خواہ کے لئے وہ رقم اپنے دین میں وصول کرنا مکروہ ہے [2]	سراج وہاج
۱۶	(کسی شخص کے) عدلیات درہم اس آدمی نے جسے اس کی شناخت ہے اس لئے واپس کر دیئے کہ وہ کھوٹے ہیں تو اس شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی ایسے آدمی کو دے جو انہیں کھرے درہموں کی جگہ لے اس لئے کہ ایسا کرنا عیب چھپانا اور خیانت کرنا ہے [3]	قنیہ
۱۷	(ا) الزاد میں ہے کہ جس شخص کا دوسرے آدمی پر دین تھا اس نے اس (مقروض) سے اپنے دین کے بقدر (دراہم) لئے اور خرچ کر دیئے پھر اسے معلوم ہوا کہ وہ (دراہم) کھوٹے تھے تو (اس صورت میں) امام ابوحنیفہؒ کے ہاں اس پر کچھ لازم نہیں ہے (ب) اور صاحبین (یعنی امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) کا قول یہ ہے کہ وہ کھوٹے درہموں کے بقدر (مقروض کو) واپس کرے اور کھرے لے (ج) اور الجامع صغیر میں ہے امام محمدؒ کا قول امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے اور یہی حکم صحیح ہے [4]	مضمرات
۱۸	(ا) کسی شخص کے لئے لوگوں پر قرض ہیں اور وہ (مقروض) لوگ غائب ہیں تو اس شخص نے یوں کہا کہ "جس کے ذمہ میرے لئے کوئی چیز لازم ہے وہ اسے حلال ہے" تو (اس کے حکم کے متعلق) امام محمدؒ نے فرمایا کہ اسے ان (مقروض) لوگوں سے اپنی وہ چیز جو ان کے ذمہ ہے ان سے لینا جائز ہوتا ہے (ب) اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ یوں (حلال قرار دینا) جائز ہے اور جب ان پر (اس کا) قرض تھا تو وہ ان کے لئے حلال قرار پایا البتہ اگر کوئی (معین) شئی قائم تھی تو اسے جائز ہے کہ وہ اس سے اپنا وہ مال لے [5]	خزانہ مفتیین
۱۹	اگر کسی شخص کا کسی آدمی پر کوئی حق لازم تھا تو صاحب حق شخص نے اس آدمی کو اس حق سے اس شرط پر بری کیا کہ اسے (یعنی صاحب حق کو) اس کا (یعنی حق لینے کا) اختیار رہے گا تو (اس	

[5] حکم نمبر ۱۸ تا ۲۱ / ۱۱۱۰ ملاحظہ ہوں نیز ان مسائل کے احکام کا تعلق عربی محاورات سے بھی ہے نیز اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۵۱ / ۱۰۹۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع والعشرون فی القرض والدین — القرض والدین	حواله
١١١٠		
٢٠	رجل قال ابرأت جمیع غرمائی ولم یسمهم بلسانه ولم ینوهم ولا واحدا منهم بجنانه قال ابو القاسم روی ابن المقاتل عن علمائنا انهم لا یبرؤن	کذا فی التتارخانية
٢١	ولو قال کل غریم لی فهو فی حل قال ابن المقاتل لا یبرأ غرماؤه فی قول علمائنا وکذا لو قال لیس لی بالری شیئ ثم جاء فی الغد وادعی ان هذه الدار لی منذ عشرین سنة وهی بالری کان له ذلك فی قول علمائنا قال ابن المقاتل اما عندی ففی المسألتین جمیعا یبرأ غرماءه ولا تسمع دعواه	کذا فی التتارخانية
٢٢	رجل قال اعطوا ابن فلان خمسة دراهم فانی أکلت من ماله شیاء فان لم تجدوه فاعطوا ورثته فان لم تجدوا ورثته فتصدقوا عنه فوجدوا امرأته لا غیر قال ابو القاسم ان ادعت مهرها علیه ولم یعرف وارث سواها یدفع الیها مهرها وان لم تدع المهر فلها الربع منها اذا قالت لا ولد له	کذا فی القنية
٢٣	ومن وضع درهما عند بقال لیاخذ منه ماشاء یکره ذلك ومعنی المسألة ان رجلا فقیرا له درهم یخاف ان لو کان فی یده یهلك او یصرف الی حاجة لکن حاجته الی المعاملة مع البقال اکثر من غیرها کما فی شراء التوابل والملح والکبریت ولیس له فلوس حتی یشتری بها ما سخط من الحاجة کل ساعة فیعطی الدراهم البقال لاجل ان یاخذ منه ما یحتاج الیه مما ذکرنا بحسابه جزأ فجزأ حتی یستوفی ما یقابل الدرهم وهذا الفعل منه مکروه لان حاصل هذا الفعل راجع الی ان یکون هو قرض فیه جر نفع وهو مکروه ولکن الحیلة فیه لو اراد ذلك ان یستودع البقال درهما ثم یاخذ منه ماشاء فاذا ضاع فهو ودیعة ولا شیئ علیه ثم لما أخذ المودع	

دفعات وشق نمبر	ستائیسواں باب، قرض اور دین کے احکام — قرض اور دین کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۱۰	صورت میں) اس کا بری کرنا صحیح قرار پائے گا اور وہ اختیار (شرط کرنا) باطل قرار پائے گا	خزانۃ الفتاویٰ
۲۰	کسی شخص نے یوں کہا کہ میں نے اپنے تمام مقروضوں کو (قرضہ سے) بری کر دیا اور اس نے ان کے نام نہ لئے اور نہ دل میں ان سب کے لئے اور نہ ان میں سے کسی ایک کے لئے نیت کی تو (اس کے حکم کے متعلق) شیخ ابو القاسم رح نے فرمایا کہ شیخ ابن المقاتل رح نے ہمارے علماء رح سے روایت کیا ہے کہ (اس صورت میں) وہ (مقروض) لوگ (اس کے قرض سے) بری نہ قرار پائیں گے	تتارخانیہ
۲۱	(ا) اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ (میرے ہر مقروض کو وہ قرضہ) حلال ہے تو (اس کے حکم کے متعلق) شیخ ابن المقاتل رح کا قول یہ ہے کہ ہمارے علماء رح کے قول کے بموجب (اس سے) اس کے مقروض (اس کے قرض سے) بری نہ ہوں گے (ب) اسی طرح اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ ری شہر میں میری کوئی شیئ نہیں ہے پھر وہ دوسرے دن آیا اور اس نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ گھر جو ری شہر میں ہے وہ بیس سال سے میرا ہے تو ہمارے علماء کے قول کے بموجب وہ گھر اس کا قرار پا سکتا ہے (ج) شیخ ابن المقاتل رح نے فرمایا کہ میرے ہاں مذکورہ دونوں سبھی مسئلوں میں اس کے سب مقروض بری قرار پائیں گے اور (اس صورت میں) اس کے اس دعویٰ کی سماعت نہ ہوگی	تتارخانیہ
۲۲	کسی شخص نے یوں کہا کہ فلاں شخص کے بیٹے کو پانچ درہم دے دو. اس لئے کہ میں نے اس کے مال سے کچھ کھایا تھا پھر اگر اسے نہ پاؤ تو اس کے وارثوں کو دے دو پھر اگر اس کے وارثوں کو بھی نہ پاؤ تو اس کی طرف سے صدقہ کر دو پس انہوں نے سوائے اس کی بیوی کے کسی کو نہ پایا تو (اس کے متعلق) شیخ ابو القاسم رح نے فرمایا کہ اگر اس کی بیوی نے اس پر حق مہر کا دعویٰ کیا اور اس کے علاوہ کوئی اور وارث معلوم نہ ہوا تو اسے (وہ مال) اس کے حق مہر میں دے دیا جائے گا اور اگر اس کی بیوی نے حق مہر کا دعویٰ نہ کیا تو اسے اس مال سے چوتھائی ملے گا جب کہ اس کی بیوی نے یہ کہا کہ اس کے خاوند کی اولاد نہیں ہے	قنیہ
۲۳	(ا) جس شخص نے کسی بقال (دکاندار) کے ہاں ایک درہم رکھا تاکہ وہ (حسبِ ضرورت) اس سے جو چاہے گا لے لے گا تو اسے ایسا کرنا مکروہ قرار پاتا ہے اس صورت مسئلہ سے مراد یہ ہے کہ (مثلاً) کسی فقیر آدمی کے پاس ایک درہم ہے اور اسے خدشہ ہے کہ اگر وہ درہم اس کے پاس رہا تو وہ ضائع ہو جائے گا یا اپنی ضرورت میں خرچ کر دے گا لیکن دوسری ضرورتوں کی نسبت اسے بقال کے ساتھ معاملہ کرنے (مثلاً) مصالحہ، نمک، ماچس وغیرہ کی خریداری کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے اور اس کے پاس اتنے پیسے نہیں ہوتے کہ جونہی اسے کسی چیز کی ناپسندیدہ ضرورت پڑے تو اسے ان ان پیسوں سے خرید سکے پس وہ بقال کو درہم اس لئے دے کہ اس سے ہماری ذکر کردہ چیزوں سے جس کی اسے ضرورت ہو اس کے حساب میں تھوڑی تھوڑی لے لیا کرے حتیٰ کہ درہم کے برابر پورا کر لے تو اسے ایسا کرنا مکروہ ہے اس لئے کہ اس فعل کا ماحصل یہ قرار پاتا ہے کہ وہ ایک ایسا	

دفعات توضیح نمبر	الباب السابع والعشرون فی القرض والدیون — القرض والدیون	حوالہ
۱۱۱۰	من البقال شیاء فشیاء یملکه ما اعطاه جزاً فجزاً بمقابلة ما یأخذ فیحصل له المقصود من غیر کراهة	کذا فی النهایة
۲۴	و فی التجرید ولو امر صائغا ان یصوغ له خاتما فیه وزن درهم من عنده و جعل له اجر دانق فصاغه فانه لا یجوز ان یاخذ اکثر من وزنه	کذا فی التاتارخانیة
۲۵	قرض المشاع جائز بان اعطاه الفا وقال نصفها مضاربة[1] عندک بالنصف ونصفها قرض	کذا فی الوجیز للکردری
۲۶	واستقراض الخل والمربی والرب والعصیر والعسل والدهن والثمن یجوز کیلا	کذا فی التاتارخانیة
۲۷	واستقراض الحدید یجوز وزنا وکذا الصفر والنحاس	کذا فی التاتارخانیة
۲۸		
۲۸	والمرّ[2] والفأس والمنشار والمنشرة واوانی الخزف والحباب کلها لا یجوز استقراضها	کذا فی التاتارخانیة
۲۹	واستقراض الغزل وزنا یجوز	کذا فی التاتارخانیة
۳۰	ولا یجوز استقراض الزجاج	کذا فی التاتارخانیة
۳۱	ولا یجوز استقراض الفاکهة کلها حزما	کذا فی التاتارخانیة
۳۲	ولا القت ولا التبن اوقارا اوقارا	کذا فی التاتارخانیة
۳۳	ولا یثبت الاجل فی القروض عندنا	کذا فی التاتارخانیة
۳۴	و فی النوازل کان علی الرجل دین فجاء لقبضه فدفعه الی الطالب وامره بان ینقده فهلک فی ید الطالب هلک من مال المطلوب والدین علی حاله ولو لم یقل المطلوب شیأ فاخذ الطالب ثم دفع الی المطلوب لینقد فهلک فی یده هلک من مال الطالب	کذا فی الذخیرة
	والله اعلم	

[1] مضاربت، منافع میں شراکت کا ایسا عقد ہے جس میں ایک جانب سے مال ہو اور دوسری جانب سے محنت اور اس کے مزید احکام فتاوی عالمگیری عربی کی بحث ۳۱ میں ہیں (مترجم) [2] المرّ یعنی پھاوڑا ماخوذ از المنجد ص ۱۱۹۷ اور المنشار یعنی پنجہ دار لکڑی جس سے گیہوں وغیرہ کو بھوسہ سے الگ کرتے ہیں (یعنی ترینگل) ماخوذ از المنجد ص ۱۲۷۸ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	ستائیسواں باب، قرض اور دین کے احکام — قرض اور دین کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۱۰	قرض ہے جس میں نفع کا جزء ہے اور وہ مکروہ ہے (ب) اور اس میں (غیر مکروہ قرار پانے کے لئے) حیلہ یہ ہے کہ اگر وہ ایسا کرنے کا ارادہ کرے تو بقال کے پاس وہ درہم امانت رکھ دے پھر اس سے جو چاہے لیتا رہے پس جب وہ درہم ضائع ہوگیا تو وہ امانت تھا بقال پر کوئی [illegible] لازم نہیں پھر جب امانت دینے والے نے بقال سے ایک چیز لی پھر دوسری چیز لی تو وہ (بقال) اس کے عطا کردہ (درہم) کے ایک جزء پھر ایک جزء کا بمقابلہ ان چیزوں کے جو وہ (درہم امانت دینے والا) لے گا، مالک ہوتا جائے گا۔ پس جو مقصود ہے وہ بغیر کراہت کے حاصل ہوجائے گا	نہایہ
۲۴	التجرید میں ہے کہ کسی شخص نے سنار کو حکم دیا کہ اس کے لئے ایک درہم وزن کی انگوٹھی اپنے پاس سے بنائے اور اس نے اس کے بنانے کی ایک دانق اجرت مقرر کی پس اگر اس نے بنادی تو (اس صورت میں) اس سے (یعنی ایک درہم وزن سے) زیادہ وزن کی (انگوٹھی لینی) جائز نہیں ہوگی	تتارخانیہ
۲۵	قرض مشاع (یعنی بغیر تقسیم مشترک قرض) جائز قرار پاتا ہے مثلاً کسی شخص نے کسی آدمی کو ایک ہزار (درہم) دیئے اور یہ کہا کہ اس کا نصف بطور مضاربت نصف نفع پر ہے اور نصف بطور قرض ہے (تو ایسا کرنا جائز ہے) ۱ـه	وجیز للکردری
۲۶	سرکہ، مربہ، شیرہ، شہد، تیل اور گھی (پیمانہ سے) ناپ کر بطور قرض لینا جائز ہوتا ہے	تتارخانیہ
۲۷	(۱) لوہے کو وزن کرکے بطور قرض لینا جائز ہوتا ہے (ب) اور اسی (مذکورہ کے حکم کی) طرح یہی حکم پیتل اور تانبے کا ہے (کہ انہیں وزن کرکے بطور قرض لینا جائز ہوتا ہے)	تتارخانیہ
۲۸	المر (یعنی پھاوڑہ، بیلچہ)، کلھاڑا، آرا، منشار (یعنی ترنگل) مٹی کے برتن اور مٹکے سبھی بطور قرض لینا جائز نہیں ۲ـه	تتارخانیہ
۲۹	اون (دسوت) وزن کرکے بطور قرض لینا جائز ہوتا ہے	تتارخانیہ
۳۰	شیشہ بطور قرض لینا جائز نہیں ہوتا ہے	تتارخانیہ
۳۱	ہر قسم کے پھل گٹھوں کے حساب سے قرض لینا جائز نہیں ہوتا ہے	تتارخانیہ
۳۲	القت (بوٹی) اور بھوسہ (گھاس) بوجھ کے لحاظ سے قرض لینا جائز نہیں ہوتا ہے ۳ـه	تتارخانیہ
۳۳	ہمارے ہاں قرضوں میں وقت مقرر کرنا معتبر نہیں ہے ۴ـه	تتارخانیہ
۳۴	(۱) النوازل میں ہے کہ کسی شخص پر قرض تھا۔ قرض خواہ اس سے وصول کرنے آیا تو اس (مقروض) نے وہ مال طالب (یعنی قرض خواہ) کو دیا اور اسے امر کیا کہ اسے پرکھ لے تو وہ مال طالب کے ہاتھ میں تلف ہوگیا تو (اس صورت میں) وہ مقروض کا مال تلف ہوا ہے اور (اس پر) قرض حسب حال ہے (ب) اور اگر اس مقروض نے (مذکورہ امر سے) کچھ نہ کیا پس طالب نے وہ مال لے لیا پھر اس (طالب) نے (وہ مال) مطلوب کو دیا تاکہ وہ پرکھے تو وہ (مال) اس (مطلوب) کے ہاتھ میں تلف ہوگیا تو وہ طالب کے مال سے تلف ہوا ہے	ذخیرہ

واللہ اعلم

۳ـه القت یعنی ایک دوا، ایک دانہ جس کو صحرائی لوگ کوٹنے کے بعد پکا کر کھاتے ہیں ماخوذ از المنجد ص۹۶۲ (مترجم)

۴ـه غالباً اس سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ قرض خواہ، قرض کی نقدی مقررہ وقت سے پہلے بھی طلب کر سکتا ہے واللہ اعلم بالصواب۔ حکم نمبر ۱/۱۱۱۰ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثامن والعشرون فی ملاقات الملوک وتقبیل الایدی والوجه وما یتصل بذلک — ملاقات الملوک وتقبیل الایدی والوجه وما یتصل بذلک	حواله
	بسم الله الرحمٰن الرحیم	
	الباب الثامن والعشرون فی ملاقات الملوک والتواضع لهم وتقبیل ایدیهم اوید غیرهم و تقبیل الرجل وجه غیره وما یتصل بذلک	
	دفعات ۱۱۱۱ تا ۱۱۱۱ ، عنوان ۱ ، تعداد شق ۲۱	
۱۱۱۱	**ملاقات الملوک والتواضع لهم وتقبیل الایدی الخ تعداد شق ۲۱**	
۱	عن ابی اللیث الحافظ[1] انه یکره الدخول علی السلاطین و یفتی بذلک ثم رجع وافتی باباحته	کذا فی الغیاثیة
۲	رجل دعاه الامیر فسأله عن اشیاء ان تکلم بما یوافق الحق یصیبه المکروه فانه لا ینبغی له ان یتکلم بما یخالف الحق وهذا اذا کان لا یخاف القتل علی نفسه ولا اتلاف عضو ولا اتلاف غیره ولا ماله فان خاف ذلک فلا باس به	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳	والتواضع لغیر الله تعالی حرام[2]	کذا فی الملتقط

له حکم نمبر ۲/۱۱۱۱ ملاحظه ہو (مترجم) ۲ه حکم نمبر ۵۰۱/۱۱۱۱ ، ۱۷/۱۰۹۸ ، ۶۰۲/۵۰۲ مع حواشی ملاحظه ہوں (مترجم)

حوالہ	ملوک کی ملاقات، ہاتھ اور چہرہ چومنے وغیرہ کے احکام کا بیان	اٹھائیسواں باب، ملوک کی ملاقات ہاتھ اور چہرہ چومنے وغیرہ کے احکام	دفعات و شق نمبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اٹھائیسواں باب، ملوک کی ملاقات، ان کے ساتھ تواضع سے پیش آنے، ان کے ہاتھوں کو بوسہ دینے، ان کے علاوہ ہاتھ چومنے اور کسی آدمی کا دوسرے کا چہرہ چومنے وغیرہ کے احکام

دفعات ۱۱۱۱ تا ۱۱۱۱ ، عنوان ۱ ، تعداد شق ۲۱

۱۱۱۱	**حکام سے ملاقات، ان سے تواضع اور ہاتھ اور چہرہ چومنا وغیرہ، اور اس میں ۲۱ شقیں ہیں**	
۱	فقیہ ابو اللیث الحافظ رحؒ سے منقول ہے کہ سلاطین کے ہاں آنا مکروہ ہے آپ اس پر فتویٰ دیتے تھے (ب) پھر آپ نے اس فتویٰ سے رجوع کیا اور اسی کے مباح ہونے کا فتویٰ دیا [۱]	غیاثیہ
۲	(ا) کسی شخص کو حاکم نے بلایا اور اس سے چند امور دریافت کیے (اور صورتِ حال یوں ہے کہ) اگر وہ حق کے موافق بات کرے تو اس سے ناپسندیدہ سلوک ہوتا ہے تو (اس صورت میں) اسے حق کے خلاف بات نہیں کرنی چاہیئے اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اسے (کلمۂ حق کہنے میں) اپنے قتل ہونے یا عضو کے تلف کیے جانے یا کسی اور کے یا (اپنے یا) اسکے مال تلف کیے جانے کا خوف نہ ہو (ب) اور اگر اسے اس (مذکورہ) کا خوف ہو تو (اس صورت میں) اسے ایسا کرنے (یعنی خلاف حق بات کہہ دینے) میں کوئی حرج نہیں [۲]	قاضیخان
۳	غیر اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع حرام ہے [۳]	ملتقط

[۳] حکم نمبر ۷۵/۵۰۲ کے حاشیہ کا "ج" نیز ۱۱/۱۰۹۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثامن والعشرون فی ملاقات الملوک وتقبیل الایدی والوجه ومایتصل بذلک	ملاقات الملوک وتقبیل الایدی والوجه ومایتصل بذلک	حواله
۱۱۱۱ : ۴	من سجد للسلطان علی وجه التحیة او قبل الارض بین یدیه لایکفر ولکن یأثم لارتکابه الکبیرة هو المختار قال الفقیه ابوجعفرؒ وان سجد للسلطان بنیة العبادة اولم تحضره النیة فقدکفر		کذافی جواهرالاخلاطی
۵	ولوقال اهل الحرب للمسلم اسجد للملک والا قتلناک قالوا ان امروه بذلک للعبادة فالافضل له ان لا یسجد کمن اکره علی ان یکفر کان الصبر افضل وان امروه بالسجود للتحیة والتعظیم لا العبادة فالافضل له ان یسجد		کذافی فتاوی قاضیخان
۶	وفی الجامع الصغیر تقبیل الارض بین یدی العظیم حرام وان الفاعل والراضی آثمان		کذافی التاتارخانیة
۷	وتقبیل الارض بین یدی العلماء والزهاد فعل الجهال والفاعل والراضی آثمان		کذافی الغرائب
۸	الانحناء للسلطان اولغیره مکروه لانه یشبه فعل المجوس ویکره الانحناء عندالتحیة وبه ورد النهی تجوز الخدمة لغیرالله تعالی بالقیام واخذ الیدین والانحناء ولایجوز السجود الالله تعالی		کذافی جواهرالاخلاطی کذافی التمرتاشی کذافی الغرائب
۹	(واما الکلام فی تقبیل الید) فان قبل ید نفسه لغیره فهومکروه هکذا ذکره فی فتاوی اهل سمرقند		
۱۰	وان قبل ید غیره ان قبل ید عالم او سلطان عادل لعلمه وعدله لابأس به هکذا ذکره فی فتاوی اهل سمرقند		
۱۱	وان قبل ید غیرالعالم وغیرالسلطان العادل ان اراد به تعظیم المسلم واکرامه فلابأس به وان اراد به عبادة له اولینال منه شیأ من عرض الدنیا فهومکروه وکان الصدرالشهیدؒ یفتی بالکراهة فی هذا الفصل من غیر تفصیل		کذافی الذخیرة

۱؎ حکم نمبر ۲، ۴ تا ۲۰/۱۱۱۱ ، ۵،۷/۵۰۲ مع حاشیه ملاحظه ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۴/۱۱۱۱ مع حاشیه ملاحظه ہو (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۷/۱۱۱۱ نیز ۴/۱۱۱۱ مع حاشیه ملاحظه ہوں (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۶/۱۱۱۱ نیز ۴/۱۱۱۱ مع حاشیه ملاحظه ہوں (مترجم)
۵؎ حکم ۸ و ۱۰/۱۱۱۱ نیز ۴/۱۱۱۱ مع حاشیه ملاحظه ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	اٹھائیسواں باب، ملوک کی ملاقات، ہاتھ اور چہرہ چومنے وغیرہ کے احکام — ملوک کی ملاقات، ہاتھ اور چہرہ چومنے وغیرہ کے احکام کا بیان	حوالہ
۴/۱۱۱۱	جس شخص نے سلطان کو سلام کہنے میں سجدہ کیا یا اس نے اس کے سامنے زمین چومی تو اس کی تکفیر نہ کی جائے گی یہی حکم مختار ہے لیکن ایسا کرنے میں وہ گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے گناہ گار قرار پائے گا (ب) فقیہ ابو جعفرؒ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے سلطان کو عبادت کی نیت سے سجدہ کیا یا (ایسا کرنے میں) اس کی کوئی نیت نہ تھی تو اس نے کفر کا ارتکاب کیا ۱ہ	جواہر الاخلاطی
۵	(ا) اگر اہل حرب (یعنی سلطنت کفار) والوں نے کسی مسلمان سے کہا کہ بادشاہ کو سجدہ کرو ورنہ ہم تجھے قتل کر دیں گے تو (اس حکم کے متعلق) مشائخؒ نے فرمایا کہ اگر انہوں نے اسے عبادت کا سجدہ کرنے کرنے کیلئے کہا تو اس کے لئے افضل یہی ہے کہ وہ سجدہ نہ کرے جیسا کہ اگر کوئی شخص کلمہ کفر کہنے پر مجبور کیا جائے تو اس کے حق میں صبر کرنا افضل ہے (ب) اور اگر انہوں نے اسے سلام اور تعظیم کا سجدہ کرنے کے لئے کہا عبادت کیلئے نہ کہا تو اس کے حق میں افضل یہ ہے کہ وہ سجدہ کرے ۲ہ	قاضیخان
۶	(ا) الجامع الصغیر میں ہے کہ بڑے لوگوں کے سامنے زمین چومنا حرام ہے (ب) اور ایسا کرنے والا اور اس پر راضی رہنے والا دونوں گنہگار ہیں ۳ہ	غرائب
۷	(ا) علمائے دین اور نیک لوگوں کے سامنے زمین چومنا جاہلوں کا فعل ہے (ب) اور ایسا کرنے والا اور اس پر راضی رہنے والا دونوں گناہ گار ہیں ۴ہ	غرائب
۸	(ا) سلطان وغیرہ کے سامنے جھکنا مکروہ ہے اس لئے کہ ایسا کرنا مجوس کے فعل سے مشابہ ہے	جواہر الاخلاطی
	(ب) سلام کہتے وقت جھکنا مکروہ ہے اس کے متعلق نہی وارد ہے	تمرتاشی
	(ج) غیر اللہ تعالیٰ کے لئے خدمت بجا لانے میں کھڑا ہونا، دونوں ہاتھ پکڑنا (یعنی باندھنا) اور جھکنا جائز قرار پاتا ہے اور سجدہ (اب) صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے ۵ہ	غرائب
۹	(ا) ہاتھ چومنے میں کلام یہ ہے کہ اگر کسی نے دوسرے کے لئے (یعنی دوسرے کے احترام کے لئے) اپنا ہاتھ چوما تو ایسا کرنا مکروہ ہے ۶ہ	فتاویٰ سمرقند
۱۰	اگر کسی نے دوسرے کا ہاتھ چوما تو اگر اس نے کسی عالم (دین) یا سلطان کا ہاتھ اس کے علم یا عدل کی وجہ سے چوما تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے ۷ہ	فتاویٰ سمرقند
۱۱	(ا) اگر کسی شخص نے غیر عالم (دین) اور غیر سلطان عادل کا ہاتھ چوما تو اگر اس نے مسلمانوں کی تعظیم اور اکرام کے ارادہ سے ایسا کیا تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں (ب) اور اگر اس نے ایسا کرنا، اس کی عبادت یا اس سے کچھ دنیوی متاع پانے کے ارادہ سے کیا تو ایسا کرنا مکروہ ہے (ج) اور الصدر الشہیدؒ اس بارے میں بلا تفصیل کراہت کا فتوی دیتے تھے	ذخیرہ

۱ہ حکم نمبر ۱۲/۱۱۱۱ نیز ۴/۱۱۱۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۷ہ حکم نمبر ۱۱/۱۱۱۱ نیز ۴/۱۱۱۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثامن والعشرون فی ملاقات الملوک وتقبیل الایدی والوجه ومایتصل بذلک ملاقات الملوک وتقبیل الایدی والوجه ومایتصل بذلک	حوالہ
۱۱۱۱	تقبیل ید العالم والسلطان العادل جائز ولا رخصة فی تقبیل ید غیرهما هو المختار	کذا فی الغیاثیة
۱۲	طلب من عالم او زاهد ان یدفع الیه قدمه لیقبله لا یرخص فیه ولا یجیبه الی ذلک عند البعض وذکر بعضهم یجیبه الی ذلک	کذا فی الغرائب
۱۳	وکذا اذا استأذنه ان یقبل رأسه او یدیه	کذا فی الغرائب
۱۴	ومایفعله الجهال من تقبیل ید نفسه بلقاء صاحبه فذلک مکروه بالاجماع	کذا فی خزانة الفتاوی
۱۵	(واما الکلام فی تقبیل الوجه) حکی عن الفقیه ابوجعفر الهندوانی انه قال لا بأس ان یقبل الرجل وجه الرجل اذا کان فقیها او عالما او زاهدا یرید بذلک اعزاز الدین وقد ذکر فی الجامع الصغیر ویکره ان یقبل الرجل وجه آخر او جبهته او رأسه	کذا فی المحیط
۱۶	یکره ان یقبل الرجل فم الرجل او یده او شیأ منه فی قول ابی حنیفة ومحمد قال ابویوسف لا بأس بالتقبیل والمعانقة فی ازار واحد فان کانت المعانقة فوق قمیص او جبة او کانت القبلة علی وجه المبرة دون الشهوة جاز عند الکل	کذا فی فتاوی قاضی خان
۱۷	یکره تقبیل المرأة فم امرأة اخری او خدها عند اللقاء او الوداع	کذا فی القنیة
۱۸	ولو قدم شیخ من السفر فاراد ان یقبل اخته وهی شیخة قال ان کان یخاف	

ے۱ حکم نمبر ۱۰/۱۱۱۱ نیز ۲/۱۱۱۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)
ے۲ حکم نمبر ۱۳/۱۱۱۱ نیز ۲/۱۱۱۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)
ے۳ حکم نمبر ۱۲/۱۱۱۱ نیز ۲/۱۱۱۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)
ے۴ حکم نمبر ۹/۱۱۱۱ نیز ۲/۱۱۱۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	اٹھائیسواں باب، ملوک کی ملاقات، ہاتھ اور چہرہ چومنے وغیرہ کے احکام ملوک کی ملاقات، ہاتھ اور چہرہ چومنے وغیرہ کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۱۱	(د) عالم (دین) اور سلطان عادل کا ہاتھ چومنا جائز ہے اور ان دونوں کے علاوہ کسی کے ہاتھ چومنے میں رخصت نہیں ہے یہی حکم مختار ہے [۱]	غیاثیہ
۱۲	(و) کسی شخص نے کسی عالم (دین) یا نیک آدمی سے یہ درخواست کی کہ وہ اپنا قدم آگے کرے تاکہ وہ اسے چومے تو بعض اہل علم کے ہاں اس کی رخصت نہیں ہے اور وہ اس کی یہ درخواست قبول نہ کرے (ب) اور بعض اہل علم نے یہ ذکر کیا ہے کہ وہ اس کی یہ درخواست قبول کرلے [۲]	غرائب
۱۳	اسی (مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی شخص نے اس (عالم دین یا نیک آدمی) سے یہ درخواست کی کہ وہ اس کا سر چومے یا اس کا ہاتھ چومے (تو اس کے حکم میں بھی اختلاف ہے) [۳]	غرائب
۱۴	اور زیادہ جاہل لوگ جو یوں کرتے ہیں کہ اپنے صاحب کی ملاقات پر اپنا ہاتھ چومتے ہیں تو ایسا کرنا بالاجماع مکروہ ہے [۴]	خزانۃ الفتاویٰ
۱۵	(۹) اور چہرہ چومنے میں کلام یہ ہے کہ فقیہ ابوجعفر الھندوانیؒ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ کوئی مرد دوسرے ایسے مرد کا چہرہ چومے جو کہ فقیہ عالم اور زاہد ہو اور ایسا کرنے میں اس کا ارادہ دین کا اعزاز کرنا ہو (ب) اور الجامع الصغیر میں منقول ہے کہ کوئی مرد دوسرے مرد کا چہرہ یا اس کا ماتھا یا اس کا سر چومے تو یہ مکروہ ہے [۵]	محیط
۱۶	(۹) یہ مکروہ ہے کہ کوئی مرد، دوسرے مرد کا منہ یا اس کا ہاتھ یا اس کے کسی حصہ کو چومے یہ حکم امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے قول میں ہے (ب) اور امام ابویوسفؒ کا قول یہ ہے کہ چومنے میں اور معانقہ (یعنی گلے ملنے) میں کوئی حرج نہیں جبکہ وہ ایک ازار میں (یعنی صرف تہبند پہنے) ہو پس اگر قمیض یا جبہ کے اوپر سے معانقہ کرے یا وہ چومنا از راہ مبرہ (یعنی حسن سلوک اور خوش معاملگی) ہو، شہوت سے نہ ہو تو سب کے ہاں جائز ہے [۶]	قاضیخان
۱۷	یہ مکروہ ہے کہ ملاقات کرتے اور الوداع ہوتے وقت کوئی عورت، دوسری عورت کا منہ یا اس کا رخسار چومے [۷]	قنیہ
۱۸	(۹) اور اگر کوئی بوڑھا شخص سفر پر سے آئے اور یہ ارادہ کرے کہ وہ اپنی بوڑھی بہن کو چومے تو (اس کے	

[۵] حکم نمبر ۱۵، ۱۶، ۱۹/۱۱۱۱ نیز ۴/۱۱۱۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)
[۶] حکم نمبر ۱۵/۱۱۱۱ مع حاشیہ نیز مصافحہ کے متعلق ۲۱/۱۱۱۱ اور سلام کے متعلق ۱/۱۰۸۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)
[۷] حکم نمبر ۱۸ تا ۲۰/۱۱۱۱ مع حاشیہ اور ۴/۱۱۱۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثامن والعشرون فی ملاقات الملوک وتقبیل الایدی والوجه وما یتصل بذلک — ملاقات الملوک وتقبیل الایدی والوجه وما یتصل بذلک	حواله
۱۸/۱۱۱۱	علی نفسه لم یجز والا یجوز کذا روی خلف[ؒ] عن ابی یوسف[ؒ]	کذا فی الحاوی للفتاوی
۱۹	ذکر ابو اللیث[ؒ] ان التقبیل علی خمسة اوجه قبلة الرحمة کقبلة الوالد ولده وقبلة التحیة کقبلة المومنین بعضهم لبعض وقبلة الشفقة کقبلة الولد والدیه وقبلة المودة کقبلة الرجل اخاه علی الجبهة وقبلة الشهوة کقبلة الرجل امرأته او امته وزاد بعضهم قبلة الدیانة وهی قبلة الحجر الاسود	کذا فی التبیین
۲۰	قبل امرأة ابیه وهی بنت خمس اوست سنین[۱] عن شهوة قال ابو بکر[ؒ] لا تحرم علی ابیه فانها غیر مشتهاة وان اشتهاها هذا الابن لا ینظر الی ذلک فقیل ان کبرت حتی خرجت عن حد الشهوة والمسألة بحالها تحرم	کذا فی الحاوی للفتاوی
۲۱	وتجوز المصافحة والسنة فیها ان یضع یدیه علی یدیه من غیر حائل من ثوب او غیره والله اعلم	کذا فی خزانة الفتاوی

[۱] حکم نمبر ۱۷/۱۱۱۱ مع حاشیه اور ۴/۱۱۱۱ مع حاشیه ملاحظه ہوں (مترجم)
[۲] حکم نمبر ۱۵/۱۱۱۱ مع حاشیه اور ۴/۱۱۱۱ مع حاشیه نیز حکم نمبر ۱۱ تا ۱۵/۳۰۳ ملاحظه ہوں (مترجم)
[۳] حکم نمبر ۱۷/۱۱۱۱ مع حاشیه اور ۴/۱۱۱۱ مع حاشیه اور اس حرمت مصاہره کے متعلق حکم نمبر ۳۲، ۳۹ تا ۳۵، ۱۲۰۷/۳۳۸

دفعات و شق نمبر	اٹھائیسواں باب، ملوک کی ملاقات، ہاتھ اور چہرہ چومنے وغیرہ کے احکام ملوک کی ملاقات ہاتھ اور چہرہ چومنے وغیرہ کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۱۱	متعلق) آپ نے فرمایا کہ اگر اسے اپنے آپ پر (خیال فاسد) کا خوف ہو تو اسے ایسا کرنا جائز نہیں (ب) ورنہ جائز ہے یوں ہی شیخ خلفؒ نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کیا ہے [1]	حاوی للفتاوی
۱۹	فقیہ ابو اللیثؒ نے ذکر فرمایا ہے کہ قبلہ (یعنی بوسہ اور چومنا) پانچ طرح ہے (۱) قبلہ رحمت (یعنی ازراہ مہر و رحم اور ترس کے چومنا) مثلاً والد کا اپنی اولاد کو چومنا (۲) قبلہ تحیۃ (یعنی سلام کے وقت جائز موقع و محل پر چومنا) مثلاً ایک مومن کا دوسرے مومن کو چومنا (۳) قبلہ شفقت (یعنی بطور بھلائی چاہنے، ڈرنے اور انکساری کرنے کے چومنا) مثلاً اولاد کا اپنے والدین کو چومنا (۴) قبلہ مودت (یعنی بطور دوستی اور محبت کے چومنا) مثلاً ایک بھائی کا دوسرے بھائی کا ماتھا چومنا (۵) قبلہ شہوت (یعنی نفسانی خواہش سے چومنا) مثلاً مرد کا اپنی بیوی یا باندی کو چومنا (۶) اور بعض نے قبلہ دیانت (یعنی بطور دینی حکم کے چومنا) مزید ذکر کیا ہے یہ حجر اسود کو چومنا ہے [2]	تبیین
۲۰	(ا) کسی شخص نے اپنے باپ کی بیوی کو شہوت سے چوما اور وہ پانچ یا چھ سال کی ہے تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) شیخ ابو بکرؒ نے فرمایا ہے کہ (اس کے باپ کی) وہ بیوی اس کے باپ پر حرام نہ قرار پائے گی اس لئے کہ وہ لڑکی مشتہاۃ (یعنی شہوت والی) نہیں ہے اور اگر اس کے بیٹے نے اس سے بشہوت (سے چومنے کی حرکت) کی تو اس پر نظر نہ کی جائے گی (یعنی اس سے حرمت مصاہرہ ثابت نہ ہوگی اور وہ بیوی اس کے باپ پر حرام نہ ہوگی) (ب) پس کہا گیا ہے کہ اگر وہ (یعنی اس کے باپ کی بیوی) اتنی بوڑھی ہو کہ حد شہوت سے خارج ہو گئی ہو اور مسئلہ حسب حال ہو تو (پھر) وہ (اس کے باپ پر) حرام قرار پائے گی [3]	حاوی للفتاوی
۲۱	(ا) مصافحہ کرنا جائز ہے (ب) اور اس میں سنت طریقہ یہ ہے کہ ایک شخص اپنے دونوں ہاتھ دوسرے شخص کے دونوں ہاتھوں پر رکھے درآنحالیکہ (درمیان میں) کپڑے وغیرہ سے کوئی چیز حائل نہ ہو [4] واللہ اعلم	خزانۃ الفتاوی

$\frac{۴۳، ۴۸، ۹، ۹۴}{۳۳۸}$ مع حواشی نیز $\frac{۱۱}{۱۰۷۹}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[4] نیز مصافحہ کے متعلق $\frac{۱۶}{۱۱۱۱}$ اور سلام کے متعلق حکم نمبر $\frac{۱}{۱۰۸۵}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع والعشرون فی الانتفاع بالاشیاء المشترکة، الانتفاع بالاشیاء المشترکه	حواله
	بسم الله الرحمن الرحیم	
	الباب التاسع والعشرون فی الانتفاع بالاشیاء المشترکة	
	دفعات ١١١٢ تا ١١١٢ ، عنوان ١ ، تعداد شق ٣٦	
١١١٢	**الانتفاع بالاشیاء المشترکة تعداد شق ٣٦**	
١	ذکر محمدؒ فی شروط الاصل فی الدار اذا کانت مشترکة واحد الشریکین غائب واراد الحاضر ان یسکنها انسانا او یؤجرها انسانا قال اما فیما بینه وبین الله تعالی فلا ینبغی له ذلک وفی القضاء لایمنع من ذلک فان آجر واخذ الاجر ینظر الی حصة نصیب شریکه من الاجر و یرد ذلک علیه ان قدر والا یتصدق وکان کالغاصب اذا آجر وقبض الاجر یتصدق او یرده علی المغصوب منه اما ما یخص نصیبه یطیب له هذا اذا اسکن غیره	کذا فی المحیط
٢	اما اذا سکن بنفسه وشریکه غائب فالقیاس ان لا یکون له ذلک فیما بینه وبین الله تعالی کما لو اسکن غیره وفی الاستحسان له ذلک	کذا فی المحیط

له حکم نمبر ١ تا ٣، ٦، ٩ / ١١١٢ نیز ١ تا ٩ / ١١١٣ اور ٢ / ١١٠٨ ملاحظہ ہوں (مترجم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتیسواں باب، مشترکہ چیزوں سے نفع اٹھانے کے احکام

دفعات ۱۱۱۲ تا ۱۱۱۲ ، عنوان ۱ ، تعداد شق ۳۶

۱۱۱۲ مشترکہ چیزوں سے فائدہ اٹھانا اور اس میں ۳۶ شقیں ہیں

۱ (۱) امام محمدؒ نے شروط الاصل میں ذکر کیا ہے کہ اگر ایک گھر دو شخصوں میں مشترک ہو اور شریکین میں سے ایک غائب ہو اور حاضر (شریک) نے یہ ارادہ کیا کہ وہ، وہ گھر کسی اور آدمی کو رہائش کے لئے دے یا کسی آدمی کو کرایہ پر دے تو (اس کے حکم کے متعلق فرمایا کہ) بینہ وبین اللہ تعالیٰ اسے ایسا نہیں کرنا چاہیئے (ب) اور از روئے قضا اسے ایسا کرنے سے منع نہ کیا جائے گا (ج) پھر اگر اس نے (وہ گھر) کرایہ پر دیا اور کرایہ وصول کیا تو اس کے شریک کے قدر حصہ پر نظر کی جائے گی اور اگر قادر ہو تو وہ حصہ اس شریک کو دے گا ورنہ صدقہ کر دے گا (د) اور اس کی صورتِ حال اس غاصب کی طرح قرار پاتی ہے جس نے (مغصوبہ چیز) کرایہ پر دی اور اس اجرت (یعنی اس کرایہ) پر قبضہ کیا تو وہ اسے صدقہ کرے گا یا جس سے وہ چیز غصب کی اسے (وہ کرایہ) واپس کرے گا۔ (س) اور (اس مشترکہ گھر میں) جو اس کے قدر حصہ سے مخصوص ہے وہ اس کے لئے پاکیزہ ہے۔ یہ (احکام اس مشترک گھر کی) اس صورت میں ہیں کہ اس نے کسی اور کو وہاں رہائش دی لہ — محیط

۲ (۱) اور جب (اس مذکورہ صورت میں) اس (شریک) نے خود اس (مشترک گھر) میں رہائش رکھی تو از روئے قیاس حکم یہ ہے کہ بینہٗ وبین اللہ تعالیٰ ایسا نہ کرے جیسا کہ کسی غیر کو وہاں رہائش دینے کی

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع والعشرون فی الانتفاع بالاشیاء المشترکہ — الانتفاع بالاشیاء المشترکہ	حوالہ
۱۱۱۲		
۳	وفی العیون لو ان دارا غیر مقسومۃ بین رجلین غاب احدھما وسع الحاضر ان یسکن بقدر حصتہ ویسکن الدار کلھا	کذا فی المحیط
۴	وکذا خادم بین رجلین غاب احدھما فللحاظر ان یستخدم الخادم بحصتہ	کذا فی المحیط
۵	و فی الدابۃ لا یرکبھا الحاظر	کذا فی المحیط
۶	وفی اجارات النوازل عن محمد بن مقاتل[۱] ان للحاظر ان یسکن الدار قدر نصیبہ و عن محمد[۲] ان للحاظر ان یسکن جمیع الدار اذا خاف علی الدار الخراب ان لم یسکنھا	کذا فی المحیط
۷	وروی ابن ابی مالکؒ عن ابی یوسفؒ عن ابی حنیفۃؒ فی الارض انہ لیس للحاظر ان یزرع بقدر حصتہ وفی الدار لہ ان یسکن وفی نوادر ہشامؒ ان لہ ذلک فی الوجہین	کذا فی المحیط
۸	وفی الدابہ بین رجلین استعملھا احدھما فی الرکوب او حمل المتاع لغیر اذن الشریک ضمن نصیب شریکہ	کذا فی الصغری
۹	دار مشترکۃ بین قوم فلبعضھم ان یربط فیھا دابۃ وان یتوضأ فیھا ویضع فیھا خشبۃ ولو عطبت بہ انسان لم یضمن ولیس لہ ان یحفر فیھا بئرا او یبنی بناء بغیر اذن شریکہ وان بنی او حفر ضمن النقصان ویؤمر برفع البناء[۳]	کذا فی الفتاوی العتابیہ

[۱] حکم نمبر ۱/۱۱۱۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] حکم نمبر ۱/۱۱۱۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
[۳] حکم نمبر ۸/۱۱۱۲ نیز ۱/۱۱۱۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وتحقیق نمبر	انتیسواں باب، مشترکہ چیزوں سے نفع اٹھانے کے احکام — مشترکہ چیزوں سے نفع اٹھانے کے احکام	حوالہ
۱۱۱۲	صورت میں حکم ہے (ب) اور از روئے استحسان اس سے ایسا کرنا جائز ہے ۱ہ	محیط
۳	(ا) العیون میں ہے کہ کوئی (مشترک) گھر جو دو شخصوں میں غیر تقسیم شدہ ہے ان میں سے ایک غائب ہو گیا تو حاضر کو یہ گنجائش حاصل ہے کہ وہ اپنے حصہ کے بقدر میں رہائش رکھے (ب) اور (اسے) یہ (گنجائش بھی ہے) کہ وہ پورے گھر میں رہائش رکھے ۲ہ	محیط
۴	اور اسی (مذکورہ صورت) کی طرح وہ خادم جو دو شخصوں کے مابین (مشترک) ہو ان میں سے ایک غائب ہو گیا تو حاضر (شریک) کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے حصہ کے بقدر اس سے خدمت لے	محیط
۵	اور (مذکورہ صورت میں) سواری کا جانور (مشترک) ہو (اور ایک شریک غائب ہو جائے) تو حاضر (شریک) سواری نہ کرے ۳ہ	محیط
۶	(ا) اور (مذکورہ صورت میں) اجارات النوازل میں محمد بن مقاتلؒ سے منقول ہے کہ (مشترکہ غیر منقسم گھر کے شریک کے غائب ہو جانے کی صورت میں) حاضر (شریک) کے لئے جائز ہے کہ اپنے حصہ کے بقدر اس گھر میں رہائش رکھے (ب) اور امام محمدؒ سے مروی ہے کہ حاضر (شریک) اس سارے گھر میں رہائش رکھ سکتا ہے جب کہ اسے یہ خدشہ ہو کہ اگر اس نے پورے گھر میں) رہائش نہ رکھی تو وہ گھر خراب ہو جائے گا ۴ہ	محیط
۷	(ا) اور (مذکورہ صورت میں) شیخ ابن ابی مالکؒ نے امام ابو یوسفؒ سے انہوں نے امام ابو حنیفہؒ سے (مشترکہ) زمین کی صورت کے متعلق روایت کیا ہے کہ حاضر (شریک) کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اس میں اپنے حصہ کے بقدر میں کھیتی کرے (ب) اور (مشترک) گھر کی صورت میں اسے جائز ہے کہ وہ اس (پورے) گھر میں رہائش رکھے (ج) اور نوادر ہشامؒ میں ہے کہ اسے دونوں صورتوں میں (یعنی مشترکہ زمین اور مشترک گھر دونوں صورتوں میں) ایسا کرنا (یعنی پوری زمین میں کھیتی کرنا اور پورے گھر میں رہائش رکھنا) جائز قرار پاتا ہے	محیط
۸	اور سواری کا جانور جو دو شخصوں میں (مشترک) ہو اسے ایک شریک نے دوسرے شریک کی اجازت کے بغیر سواری کرنے یا سامان لادنے میں استعمال کیا تو وہ اپنے شریک کے حصہ کا ضامن ہے ۵ہ	صغری
۹	(ا) ایک گھر کچھ لوگوں میں مشترک ہے تو ان میں سے بعض کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ وہاں جانور باندھے، اس میں وضو کرے اور اس میں لکڑی (وغیرہ) رکھے اور اگر ایسا کرنے سے کوئی آدمی ہلاک ہو گیا تو وہ (شریک) ضامن نہ ہوگا (ب) اور اسے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ وہاں اپنے شریک	

۳ہ حکم نمبر ۱/۱۱۱۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

۵ہ حکم نمبر ۵/۱۱۱۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب التاسع والعشرون، فی الانتفاع بالاشیاء المشترکه والانتفاع بالاشیاء المشترکة	حواله
۱۱۱۲		
۱۰	سئل ابوالقاسم عمن اراد ان یتخذ طریقا فی ملکه فی سکة غیرنافذة بحاجة له قال ینظر القاضی فیه ان لم یکن فیه ضرر باصحاب السکة واستوثق ذلك الباب حتی یصیر کالجدار لم یمنعه	کذا فی الحاوی للفتاوی
۱۱	واذا اراد الرجل احداث ظلة فی طریق العامة ولا یضر بالعامة فالصحیح من مذهب ابی حنیفة ان لکل واحد من احاد المسلمین حق المنع وحق الطرح وقال محمد له حق المنع من الاحداث ولیس له حق الطرح وقال ابویوسف لیس له حق المنع ولا حق الطرح وان کان یضر ذلك بالمسلمین فلکل واحد من احاد المسلمین حق الطرح والمنع	کذا فی المحیط
۱۲	فان اراد احداث الظلة فی سکة غیر نافذة لا یعتبر فیه الضرر وعدم الضرر عندنا بل یعتبر فیه الاذن من الشرکاء	کذا فی المحیط
۱۳	وهل یباح احداث الظلة علی طریق العامة ذکر الفقیه ابوجعفر والطحاوی انه یباح ولا یأثم قبل ان یخاصمه احد وبعد ما خاصمه احد لا یباح الاحداث ولا یباح الانتفاع ویأثم بترك الظلة قال ابویوسف ومحمد یباح له الانتفاع اذا کان لا یضر ذلك بالعامة	کذا فی المحیط
۱۴	وعن ابی یوسف فی الرجل اذا طین جدار داره وشغل هواء المسلمین فالقیاس ان ینقض ذلك وفی الاستحسان لا ینقض ویترك علی حاله وروی عن نصر بن محمد المروزی صاحب ابی حنیفة انه کان اذا اراد ان یطین	

ـلـه حکم نمبر ۱، ۲۱، ۲۲، ۲۹، ۳۴ / ۱۱۱۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ـلـه حکم نمبر ۱۲ / ۱۱۱۲ نیز ۱۰ تا ۲۲، ۲۶، ۲۷، ۲۹ / ۱۱۸۱ اور شارع عام اور خاص گلی کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۸ / ۱۱۱۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	انتیسواں باب، مشترکہ چیزوں سے نفع اٹھانے کے احکام — مشترکہ چیزوں سے نفع اٹھانے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۱۲	کی اجازت کے بغیر وہاں کنواں کھودے یا وہاں عمارت تعمیر کرے اور اگر وہاں کسی نے عمارت تعمیر کی یا کنواں کھودا تو نقصان کا ضامن ہوگا اور اسے وہ عمارت اٹھا دینے کا حکم دیا جائے گا ۱ے	عتابیہ
۱۰	شیخ ابوالقاسمؒ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو اپنی ملکیت میں اپنی ضرورت کے لئے گذرگاہ بنائے جو ایسی خاص گلی میں ہے جو غیر نافذہ (یعنی آگے سے بند) ہے تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) قاضی (یعنی حاکم مجاز) یہ دیکھے گا کہ اگر ایسا کرنے میں اس گلی والوں کو ضرر نہیں ہے اور وہ اس (راستہ) کا دروازہ ایسا مضبوط بنائے کہ وہ (بند ہونے پر) دیوار کی طرح ہو جائے تو قاضی اسے (ایسا کرنے سے) منع نہ کرے گا ۲ے	حاوی للفتاوی
۱۱	(ا) جب کسی شخص نے شارع عام میں ظلّہ (یعنی چھتہ، چھوٹا سائبان) بنانا چاہا اور اس سے عام لوگوں کو ضرر نہیں ہے تو (۱) امام ابو حنیفہؒ کے مذہب (یعنی تحقیق) میں صحیح حکم یہ ہے کہ مسلمانوں میں سے ہر ایک کو اسے منع کرنے اور ہٹا دینے کا حق ہے (۲) امام محمدؒ کا قول یہ ہے کہ اسے (یعنی مسلمانوں میں سے ہر ایک کو) اس (چھتہ) کو بنانے سے منع کرنے کا حق ہے (بنے ہوئے کو) ہٹانے کا حق نہیں ہے (۳) اور امام ابو یوسفؒ کا قول یہ ہے کہ اسے نہ منع کرنے کا حق ہے نہ ہٹانے کا حق ہے۔ (ب) اور اگر اس چھتہ سے مسلمانوں کو ضرر ہو تو مسلمانوں میں سے ہر ایک کو اس (چھتہ) کو ہٹانے اور منع کرنے کا حق ہے ۳ے	محیط
۱۲	اگر کسی شخص نے اس گلی میں چھتہ بنانا چاہا جو غیر نافذہ (یعنی آگے سے بند) ہے تو (اس کے حکم میں) ہمارے ہاں (عام لوگوں کے لئے) ضرر و عدم کا اعتبار نہیں ہے بلکہ اس میں (اس گلی کے) شرکاء کی اجازت کا اعتبار ہے ۴ے	محیط
۱۳	(ا) اور کیا شارع عام میں چھتہ بنانا مباح ہوتا ہے اس کے متعلق فقیہ ابو جعفرؒ اور الطحاویؒ نے ذکر کیا ہے کہ مباح ہوتا ہے اور (کسی کی) مخاصمت سے پہلے (کسی نے بنایا) تو گناہ گار نہ ہوگا اور کسی کی مخاصمت کے بعد (وہ چھتہ) بنانا مباح نہ ہوگا اور نہ اس سے نفع اٹھانا مباح ہوگا اور اس چھتہ کو چھوڑ رکھنے (یعنی باقی رکھنے) سے گناہ گار ہوگا (ب) امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ اس سے نفع اٹھانا مباح ہوگا بشرطیکہ اس سے عام لوگوں کو ضرر نہ ہوتا ہو ۵ے	محیط
۱۴	(ا) اور امام ابو یوسفؒ سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے کہ جب کسی آدمی نے اپنے گھر کی دیوار کو لیپا اور مسلمانوں (کی عام گذرگاہ کی فضا) کی ہوا کو مشغول کیا تو (اس کے متعلق) از روئے قیاس حکم یہ ہے کہ اسے اکھیڑ دیا جائے (ب) اور از روئے استحسان حکم یہ ہے کہ اسے نہ اکھیڑا جائے اور اسے	

۳ے حکم نمبر ۱۰/۱۱۱۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ے حکم نمبر ۱۰/۱۱۱۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
۵ے حکم نمبر ۱۰/۱۱۱۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع والعشرون فی الانتفاع بالاشیاء المشترکة — الانتفاع باشیاء المشترکة	حواله
۱۱۱۲	جداره نحو السكة خدشه ثم طينه كيلا يأخذ شياء من الهواء	كذا فى التتارخانية
۱۵	ثم سئل نصير بن يحيىؒ عن الجذع اذا كان خارجا من السكة او متعلقا بجدار الشريك فاذا اراد ان ينقض او يقطع قال ان كانت السكة نافذة فله ان ينقض فاذا نقضه لا يؤمر ببنائه وليس لصاحب الجذع حق القرار فان كانت السكة غير نافذة فان كان قديما فلصاحبه حق القرار وليس للشريك حق النقض واذا نقض يؤمر بالبناء ثانيا وان كان محدثا فلصاحبه حق النقض واذا نقض لا يؤمر بالبناء ثانيا	كذا فى التتارخانية
۱۶	وفى المنتقى اذا اراد ان يبنى كنيفا او ظلة على طريق العامة فانى امنعه عن ذلك ن بنى ثم اختصموا نظرت فى ذلك فان كان فيه ضرر امرته ان يقلع وان لم يكن فيه ضرر تركته على حاله	كذا فى الذخيرة
۱۷	وقال محمدؒ اذا اخرج الكنيف ولم يدخله فى داره ولم يكن فيه ضرر تركته واذا ادخله داره منع عنه وقال فى رجل له ظلة فى سكة غير نافذة فليس لاصحاب السكة ان يهدموها اذا لم يعلم كيف كان امرها وان علم انه بناه على السكة هدمت ولو كانت السكة نافذة هدمت فى الوجهين وقال ابو يوسفؒ ان كان فيه ضرر أهدمها والا فلا	

ؔ۱ حکم نمبر ۱۰/۱۱۱۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

ؔ۲ یعنی شہتیر والے کو اس کے نقض کا حق ہوگا یعنی سکہ غیر نافذہ میں اس شہتیر کے قدیم ہونے کی صورت میں مالک کو حق القرار ہے اور شریک کو نقض یعنی اس کے توڑنے یا اکھیڑنے کا حق نہ ہوگا اور اس کے نیا ہونے کی صورت میں مالک کو نقض کا حق ہوگا الخ ممکن ہے یہاں "لصاحبہ" کی جگہ یہ عبارت "للشریک" ہو یعنی سکہ غیر نافذہ میں اس شہتیر کے نیا لگائے جانے کی صورت میں

دفعات شق نمبر	انتیسواں باب، مشترکہ چیزوں سے نفع اٹھانے کے احکام — مشترکہ چیزوں سے نفع اٹھانے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۱۲	حسبِ حال چھوڑ دیا جائے (ج) اور امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد نصر بن محمد المروزیؒ سے مروی ہے کہ آپ جب اپنی گلی کی طرف اپنی دیوار کو لیپنے کا ارادہ کرے تو اسے کھرچتے پھر لیپتے تاکہ (فضا کی) ہوا سے کچھ نہ لیں[۱]	تتارخانیہ
۱۵	(ا) پھر شیخ نصیر بن یحییٰؒ سے اس شہتیر کے بارے میں دریافت کیا گیا جو گلی سے نکلا ہوا ہو یا شریک کی دیوار پر رکھا ہو تو جب اس نے یہ ارادہ کیا کہ وہ اسے اکھیڑ دے یا کاٹ دے تو (اس کے حکم کے متعلق) آپ نے فرمایا کہ اگر وہ سکہ نافذہ (یعنی شاہراہ عام) ہے تو اسے جائز ہے کہ وہ اسے اکھیڑ دے اور جب اس نے اسے اکھیڑ دیا تو پھر، اسے بنانے کا امر نہ کیا جا سکے گا اور اس شہتیر والے کو اسے برقرار رکھنے کا حق نہ ہو گا (ب) اور اگر وہ سکہ غیر نافذہ ہو (یعنی وہ گلی شارع عام نہ ہو) تو اگر وہ قدیمی ہو (یعنی پہلے سے چلا آ رہا ہو) تو اس شہتیر کے مالک کو اسے برقرار رکھنے کا حق حاصل ہو گا اور اس کے شریک کے لئے اس کے اکھیڑنے کا حق نہ ہو گا اور اگر اس نے اکھیڑا تو اسے (یعنی شہتیر کے مالک کو) دوبارہ بنانے کا حکم کیا جا سکے گا (۲) اور اگر وہ (شہتیر) نیا لگایا گیا ہو (یعنی قدیمی نہ ہو) تو لصاحبہ[۲] (یعنی اس شہتیر والے کو) اس کے اکھیڑنے کا حق ہو گا اور جب اکھیڑا گیا تو اسے دوبارہ بنانے کا امر نہ کیا جا سکے گا[۳]	تتارخانیہ
۱۶	(د) المنتقی میں ہے کہ جب کسی شخص نے شارع عام پر بیت الخلاء یا چھتہ بنانا چاہا تو میں اسے منع کروں گا (ب) اور اگر اس نے بنا لیا پھر لوگوں نے خصومت کی تو میں اس میں غور کروں گا پس اگر اس میں (عام لوگوں کو) ضرر ہو تو میں اسے اکھیڑنے کا حکم دوں گا اور اگر اس میں ضرر نہ ہو تو میں اسے اپنے حال پر چھوڑ دوں گا[۴]	ذخیرہ
۱۷	(د) (ا) امام محمدؒ نے فرمایا ہے کہ جب کسی شخص نے بیت الخلاء یوں باہر نکالا کہ اسے اپنے گھر میں داخل نہ رکھا اور ایسا کرنے میں کوئی ضرر نہیں تو میں اسے چھوڑ دوں گا اور جب اس نے اسے اپنے گھر میں داخل رکھا تو اسے اس سے منع کیا جائے گا (۲) نیز آپ نے اس شخص کے بارے میں جس کا چھتہ (وغیرہ) سکہ غیر نافذہ میں (یعنی ایسی خاص گلی جو آگے جا کر بند ہو اس میں) ہو فرمایا کہ جب اسکا حال معلوم نہ ہو (کہ وہ پہلے کا ہے یا گلی بننے کے بعد بنا ہے)، تو اس گلی والوں کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اسے گرا دیں اور اگر یہ معلوم ہو کہ اس نے وہ گلی (بننے) کے بعد بنایا تو اس (چھت) کو گرایا جا سکے گا (۳) اور اگر وہ سکہ نافذہ ہو (یعنی ایسی عام گلی ہو جو آگے جا کر بند نہ ہو) تو وہ (چھتہ) دونوں صورتوں میں گرایا جا سکے گا (ب) امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ اگر اس میں ضرر ہو تو میں اسے گرانے کا حکم دوں گا ورنہ نہیں	

اس کے شریک کو اس کے نقص کا حق ہو گا واللہ اعلم بالصواب (مترجم)

[۳] حکم نمبر ۱۰، ۱۷، ۱۸، ۲۲ / ۱۱۱۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[۴] حکم نمبر ۱۰ / ۱۱۱۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب التاسع والعشرون فی الانتفاع بالاشیاء المشترکة	حوالہ
۱۱۱۲	والحاصل ان ما کان علی طریق العامة اذا لم یعرف حاله علی قول محمد رحمه الله یجعل حدیثا حتی کان للامام رفعه وما کان فی سکة غیر نافذة اذا لم یعلم حاله یجعل قدیما حتی لا یکون لاحد رفعه قال الشیخ الامام خواهر زاده رحمه الله وتأویل هذا فی سکة غیر نافذة ان تکون دار مشترکة بین قوم او ارض مشترکة بینهم بنوا فیها مساکن وحجرات ورفعوا بینهم طریقا حتی تکون الطریق ملکا لهم فاما اذا کانت السکة فی الاصل احیطت بان بنوا دارا وترکوا هذا الطریق للمرور فالجواب فیه کالجواب فی طریق العامة لان هذا الطریق بقی علی ملک العامة الا تری ان لهم ان یدخلوا هذه السکة عند الزحام	کذا فی الذخیرة
۱۸	وحکی عن الشیخ الامام الاجل شمس الائمة الحلوانی رحمه الله انه کان یقول فی حد السکة الخاصة ان یکون فیها قوم یحصون اما اذا کان فیها قوم لا یحصون فهی سکة عامة والحکم فیها نظیر الحکم فی طریق العامة	کذا فی الذخیرة
۱۹	وسئل عن سکة غیر نافذة فی وسطها مزبلة فاراد واحد منهم ان یفرغ[۳] کنیفاله ویحوله الی تلک المزبلة ویتأذی بالجیران فقال لهم منعه عن ذلک وعن کل شیء یتأذون به تأذیا شدیدا	کذا فی الحاوی للفتاوی
۲۰	احدث مستراحا فی سکة نافذة برضا الجیران ثم قبل تمام العمارة منعوه ولیس لهم فی ذلک ضرر بین فلهم المنع	کذا فی الغرائب

[۱] حکم نمبر ۲۲۰۱۸۰۱۵۰۱ / ۱۱۱۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۲] حکم نمبر ۲۲۰۱۱۷۰۱۵۰۱ / ۱۱۱۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	انتیسواں باب، مشترکہ چیزوں سے نفع اٹھانے کے احکام — مشترکہ چیزوں سے نفع اٹھانے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۱۲	(ج) (مذکورہ احکام میں) حاصل یہ ہے کہ امام محمدؒ کے قول کے بموجب جو (چھتہ وغیرہ) شارع عام پر ہو اور حال معلوم نہ ہو تو وہ نیا قرار پائے گا۔ حتیٰ کہ امام (یعنی حاکم مجاز) کو اس کا ہٹانا جائز ہوگا (د) (۱) اور جو (چھتہ وغیرہ) سکہ غیر نافذہ میں ہو (یعنی ایسی گلی جو آگے جاکر بند ہو اس میں ہو) تو جب اس کا حال معلوم نہ ہو تو وہ قدیم قرار دیا جائے گا۔ حتیٰ کہ کسی کو اسے ہٹانا جائز نہ ہوگا (۲) الشیخ الامام خواہرزادہؒ نے فرمایا کہ اس حکم کی تاویل سکہ غیر نافذہ میں یہ ہے کہ وہ حویلی لوگوں میں مشترکہ ہو یا زمین ان میں مشترکہ ہو اس میں انہوں نے مکانات اور کمرے بنائے اور انہوں نے باہم راستہ چھوڑ دیا حتیٰ کہ وہ راستہ ان کی ملکیت میں رہا (تو اس میں وہ چھتہ وغیرہ جس کا حال معلوم نہ ہو قدیم قرار دیا جائے گا اور اسے ہٹایا نہ جائے گا) اور اگر وہ اصل میں گلی (موجود) تھی اس کا بایں طور احاطہ کیا گیا کہ انہوں نے (اپنا اپنا) گھر بنایا اور وہ راستہ (یعنی مذکورہ گلی کو) گذرنے کے لئے چھوڑے رکھا تو اس کا جواب ایسا ہی ہے جیساکہ شارع عام (کی صورت) کا جواب ہے (یعنی اس میں چھتہ وغیرہ بنانے اور اس کا حال معلوم نہ ہونے کی صورت میں اسے نیا قرار دیا جائے گا اور حاکم مجاز اسے ہٹا سکے گا) اس لئے کہ (اس صورت میں) یہ راستہ ملکیت عامہ میں باقی رہا (۳) کیا نہیں دیکھتا کہ بھیڑ کے وقت لوگوں کو ایسی گلی میں داخلہ کا حق حاصل ہے لے	ذخیرہ
۱۸	(۱) اور الشیخ الامام الاجل شمس الائمہ الحلوانیؒ سے منقول ہے کہ آپ نے سکہ خاصہ (یعنی خاص گلی جو آگے جاکر بند ہو) کے مفہوم کے متعلق فرمایا کہ وہ ایسی گلی ہے کہ اس میں اتنے لوگ رہتے ہوں جن کی تعداد محدود ہو (ب) اور اگر اس میں اتنے لوگ رہتے ہوں جو (عادۃ) غیر محدود ہوں تو وہ سکہ عامہ (یعنی عام گلی جو آگے جاکر بند نہ ہو) قرار پاتی ہے اور اس عام گلی کا حکم شارع عام کے حکم کی مانند ہے ۲ے	ذخیرہ
۱۹	اور آپ اس سکہ غیر نافذہ (یعنی ایسی خاص گلی جو آگے جاکر بند ہو) کے متعلق دریافت کیا گیا جس کے درمیان مزبلہ (یعنی کوڑا کرکٹ کے ڈھیر کی جگہ) ہے تو ان لوگوں میں سے کسی نے یہ ارادہ کیا کہ وہ اپنے کنیف (یعنی بیت الخلاء یا باڑے) کا پانی بہائے اور اس کا رُخ اس مزبلہ کی طرف کر دے حالانکہ ایسا کرنے سے پڑوسی کو اذیت پہنچتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ انہیں ایسا کرنے سے اور ہر ایسی چیز سے جس سے انہیں شدید ایذا پہنچتی ہو، اس کو منع کرنے کا حق ہے	حاوی للفتاوی
۲۰	کسی شخص نے پڑوسی کی مرضی سے سکہ نافذہ (یعنی ایسی عام گلی جو آگے جاکر بند نہ ہو) میں بیت الخلاء بنایا پھر اس کی تعمیر مکمل ہونے سے پہلے انہوں نے اسے منع کر دیا حالانکہ انہیں اس میں کوئی ضرر نہیں تو انہیں منع کرنے کا حق ہے	غرائب

۳ے فرغ یعنی پانی گرنا، افرغ یعنی پانی کا گرانا، ماخوذ از المنجد صفحہ ۹۱۹ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع والعشرون، فی الانتفاع بالاشیاء المشترکة — الانتفاع بالاشیاء المشترکة	حوالہ
۱۱۱۲ ۲۱	وفی فتاوی ابی اللیث اتخذ علی باب داره فی سکة غیر نافذة اریا یمسک دابته هناك فلکل واحد من اهل السکة ان ینقض الاری ولا یمنعه من امساك الدواب علی باب داره لان السکة اذا کانت غیر نافذة فهی کدار بین شریکین لکل واحد منهما ان یسکن فی نصفها ولیس له ان یحفر بئرا او یبنی فیها و اتخاذ الاری من البناء وامساك الدواب علی الابواب من السکنی وفی بلادنا کان الرسم امساك الدواب علی ابواب دورهم ولو کانت السکة نافذة فلکل واحد من اهلها امساك الدابة علی باب داره بشرط السلامة	کذا فی الذخیرة
۲۲	هدم واحد بیته فی سکة غیر نافذة وفیه جناح فله ان یبنیه کما کان و لیس للجیران حق المنع ان کان قدیما ولکل واحد قلع الجناح فی السکة النافذة وان کان قدیما وانما الفرق بین القدیم والحدیث فی سکة غیر نافذة	کذا فی الغرائب
۲۳	وفی فتاوی اهل سمرقند هدم بیته ولم یبن والجیران یتضررون بذلك کان لهم جبره علی البناء اذا کان قادرا والمختار انه لیس لهم ذلك	کذا فی الذخیرة
۲۴	قال رضی الله عنه بیعت دار کبیرة میزابها علی منهرة من جماعة فاتخذ کل واحد منهم حصته دارا علحدة ووضع میزابها علی تلك المنهرة فکثرت المیازیب علیها فهل للجیران منعهم منها فاجاب بعض المفتین فی زماننا انه لیس للجیران منعهم کما اذا اسکن البائع فیها جماعة من الناس وکما اذا اشتری الدار الواحدة جماعة من الناس من واحد وسکنوها وکثرت میاههم علی میزابها فان ضرر المیازیب لیس الا کثرة الماء وذلك لا یمنع وکذا اذا باع داره فی سکة غیر نافذة من جماعة فلیس لاهلها المنع وان لزمهم ضرر کثرة الشرکاء والمارة فی الطریق ثم ورد	

۱ حکم نمبر ۳۴،۲۹،۲۲،۹،۱ / ۱۱۱۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ حکم نمبر ۳۴،۲۹،۲۱،۹،۱ / ۱۱۱۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	انتیسواں باب مشترکہ چیزوں سے نفع اٹھانے کے احکام — مشترکہ چیزوں سے نفع اُٹھانے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۱۲ ۲۱	(ا) فتاوی ابو اللیث رح میں ہے کہ کسی شخص نے سکہ غیر نافذہ میں (یعنی ایسی خاص گلی میں جو آگے جاکر بند ہو جاتی ہو اس میں) اریا (یعنی جانور کے تھان اور کنڈ) بنائی تاکہ وہاں اپنا جانور باندھا کرے تو اس خاص گلی والوں میں سے ہر ایک کے لئے جائز ہے کہ وہ اس اریا کو توڑ دے اور اسے گھر کے دروازے پر جانور باندھنے سے منع نہ کیا جائے گا اس لئے کہ جب گلی غیر نافذہ ہو تو وہ ایسے گھر کی طرح ہے جو دو شریکوں کے مابین ہو ان دونوں میں سے ہر ایک کو اس کے نصف حصہ میں رہنے کا حق ہوتا ہے اور اسے وہاں یہ حق حاصل نہیں ہوتا کہ وہ وہاں کنواں کھودے یا عمارت بنالے اور اریا (یعنی کنڈ) بنانا عمارت بنانے سے ہے اور دروازوں پر جانور باندھنا رہائش سے ہے اور ہمارے علاقوں میں دروازوں پر جانور باندھنے کی رسم ہے (ب) اور اگر وہ سکہ نافذہ ہو (یعنی ایسی عام گلی جو آگے جاکر بند نہ ہو) تو ان میں سے ہر ایک کے لئے اپنے گھر کے دروازے پر جانور باندھنا سلامتی کی شرط کے ساتھ جائز ہے [1]	ذخیرہ
۲۲	(ا) اور اگر کسی شخص نے اپنا ایسا گھر گرایا جو ایسی گلی میں ہے جو سکہ غیر نافذہ ہے (یعنی ایسی خاص گلی جو آگے جاکر بند ہو جاتی ہے) اور اس میں ایک شہتیر (نکلا ہوا) ہے تو اسے جائز ہے کہ وہ اسے ایسا پھر بنائے جیسا کہ پہلے تھا اور پڑوسیوں کے لئے اسے منع کرنے کا حق نہیں ہے بشرطیکہ وہ (شہتیر) قدیمی ہو (ب) اور اگر وہ سکہ نافذہ ہو (یعنی ایسی عام گلی جو آگے جاکر بند نہ ہو) تو ہر ایک کو اس شہتیر کے اکھاڑنے کا حق ہے (ج) اور قدیم اور جدید ہونے سے فرق صرف ایسی گلی میں ہوتا ہے جو غیر نافذہ ہو [2]	غرائب
۲۳	(ا) فتاوی اہل سمرقند میں ہے کہ کسی شخص نے اپنا گھر گرایا اور پھر تعمیر نہ کیا حالانکہ اس (صورتِ حال) سے پڑوسیوں کو ضرر ہے تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے) کہ وہ پڑوسی اسے تعمیر کرنے پر جبر کر سکتے ہیں بشرطیکہ وہ تعمیر پر قادر ہو (ب) اور مختار حکم یہ ہے کہ انہیں ایسا کرنے کا حق نہیں ہے [3]	ذخیرہ
۲۴	(ا) شیخ رح نے فرمایا کہ کسی شخص کا ایسا بڑا گھر کسی جماعت کے ہاتھ فروخت کیا گیا جس کا پرنالہ منھرہ (یعنی پانی گرنے کی جگہ) میں گرتا ہے تو ان (خریدار) لوگوں میں سے ہر ایک نے اپنے حصہ میں الگ الگ مکان بنا لیا اور اس کا پرنالہ اسی منھرہ میں رکھا تو اس جگہ پر بہت سے پرنالے جمع ہو گئے تو کیا پڑوسیوں کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ انہیں ایسا کرنے سے منع کریں تو (اس کے حکم کے متعلق) (ا) ہمارے زمانہ کے بعض مفتیوں نے یہ فتویٰ دیا کہ ان پڑوسیوں کو انہیں منع کرنا جائز نہیں - جیسا کہ اس گھر کے بیچنے والا اس گھر میں بہت سے لوگوں کو رہائش دے اور جیسا کہ ایک گھر کو ایک شخص سے لوگوں کی ایک جماعت خریدے اور وہ جماعت وہاں رہائش رکھے	

[3] حکم نمبر ۲۳، ۲۴ / ۱۱۱۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع والعشرون، فی الانتفاع بالاشیاء المشترکة — الانتفاع بالاشیاء المشترکة	حوالہ
۱۱۱۲	الفتوی والجواب علی شیخنا[۲] نجم الائمة الحلیمی فتوقف وباحث فیه اصحابه و اهل عصره ایاما ثم تقرر رأیه علی ان للجیران المنع بخلاف تلك المسائل فان الضرر فیها غیر لازم ولا دائم ولا کذلك ههنا	کذا فی القنیة
۲۵	عن شداد[۲] ارادان یغرس فی النهر العام لمنفعة المسلمین له ذلك	کذا فی القنیة
۲۶	رجل غرس شجرا علی فناء داره فی سکة غیر نافذة وفی السکة اشجار غیر تلك فاراد واحد من اهل السکة ان یقلعها ولم یتعرض للاشجار الآخر لیس له ذلك لانه متعنت ولیس بمحتسب	کذا فی الذخیرة
۲۷	وکذلك من اراد ان ینقض جناحا خارجا فی الطریق الجادة الا ان یکون رجلا محتسبا یتعرض لجمیع هذه الاشیاء	کذا فی الذخیرة
۲۸	قال الفقیه ابونصر[۲] اذا غرس علی شط نهر عام لا یضر بالمارة فذلك یباح له ولمن شاء من المسلمین ان یأخذه برفع ذلك وان جعله وقفا صار وقفا واما علی مذهب اصحابنا[۲] لیس له ذلك	کذا فی المحیط

له حکم نمبر ۲۵ تا ۲۸، ۳۰، ۳۱ / ۱۱۱۳ ، ۳۲ / ۱۰۹۸ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ه حکم نمبر ۲۵ / ۱۱۱۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	انتیسواں باب مشترکہ چیزوں سے نفع اٹھانے کے احکام کا بیان مشترکہ چیزوں سے نفع اٹھانے کے احکام	حوالہ
۱۱۱۲	اور اس کے پرنالے پر ان کا پانی زیادہ ہو جائے تو یہی حکم ہے (یعنی پڑوس منع نہیں کر سکتے) اس لئے کہ زیادہ پرنالوں کا ضرر سوائے اس کے کہ پانی کی کثرت ہو اور کچھ نہیں اور اس سے (یعنی پرنالے میں پانی کی کثرت سے) منع نہیں کیا جاتا (۲) اور اسی طرح اگر کسی شخص نے اپنا ایسا گھر جو سکہ غیر نافذہ میں (یعنی ایسی خاص گلی جو آگے جا کر بند ہو جاتی ہے اس میں) ہے ایک جماعت کے ہاتھ بیچا تو وہاں کے رہنے والوں کو منع کرنے کا حق نہیں ہے اگرچہ وہاں رہنے والوں کو (اس جماعت کے) شریکوں اور راستہ گزرنے والوں کی کثرت سے ضرر آتا ہو (ب) پھر یہ فتویٰ اور اس کا جواب ہمارے شیخ نجم الائمہ الحلیمی کے پاس آیا تو انہوں نے اس میں توقف فرمایا اور اس میں اپنے شاگردوں اور اپنے ہمعصروں سے چند دن بحث کی پھر (اس میں) آپ کی یہ رائے قرار پائی کہ (مذکورہ صورت میں) وہ پڑوس منع کر سکتے ہیں بخلاف ان دوسرے (مذکورہ) مسائل کے کہ ان میں ضرر نہ لازم ہے اور نہ دائم ہے اور اس (مذکورہ) صورت میں ایسا نہیں ہے (پس ان پڑوسیوں کو منع کرنے کا حق ہے)	قنیه
۲۵	شیخ شدادؒ سے مروی ہے کہ کسی شخص نے یہ چاہا کہ وہ عام نہر پر مسلمانوں کے نفع کے لئے درخت لگائے تو اسے ایسا کرنا جائز ہے [1]	قنیه
۲۶	کسی شخص نے سکہ غیر نافذہ میں (یعنی ایسی خاص گلی جو آگے جا کر بند ہو جاتی ہو اس میں) اپنے گھر کی فنا (یعنی اپنے گھر کے سامنے اس کے مفاد کی جگہ) پر گلی میں درخت لگایا اور اس گلی میں اس درخت کے علاوہ اور درخت بھی ہیں تو اس گلی والوں میں سے ایک آدمی نے اس درخت کو اکھیڑنا چاہا اور اس نے دوسرے درختوں سے تعرض نہ کیا تو اس آدمی کو ایسا کرنا جائز نہیں ہے اس لیے کہ (اس صورت میں) وہ تکلیف دہندہ ہے ناپسندیدہ امر سے روکنے والا نہیں ہے [2]	ذخیره
۲۷	اسی (مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جس شخص نے یہ ارادہ کیا کہ وہ ایسا شہتیر توڑ دے جو ہموار راستہ میں نکلا ہوا ہو (تو اسے محض وہ شہتیر توڑنا جائز نہ ہوگا لیکن اگر وہ شخص محتسب ہو (یعنی حاکم مجاز کی طرف سے ناپسندیدہ امور سے روکنے کا نگران ہو) اور وہ اس قسم کی تمام چیزوں کا تعرض کرتا ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر اسے وہ شہتیر توڑنا جائز قرار پائے گا) [3]	ذخیره
۲۸	(ا) فقیہ ابو جعفرؒ نے فرمایا کہ جب کسی شخص نے نہر عام کے کنارے درخت لگایا جو گزرنے والوں کو ضرر نہیں دیتا تو ایسا کرنا مباح ہے اور مسلمانوں میں جو چاہے اسے جائز ہے کہ وہ اسے ہٹانے میں اس سے مواخذہ کرے (ب) اور اگر اس (درخت لگانے والے) نے وہ درخت وقف قرار دیا تو وہ وقف قرار پائے گا البتہ ہمارے اصحاب کے مذہب (یعنی ان کی تحقیق) کے موجب اسے	

[3] حکم نمبر $\frac{۲۵}{۱۱۱۲}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب التاسع والعشرون فی الانتفاع بالاشیاء المشترکة / الانتفاع بالاشیاء المشترکة	حوالہ
۱۱۱۲		
۲۹	وحکی ان محمد بن سلمة کان قد بنی دکانا علی بابه وأربا الدابته فقیل للشیخ ابی نصر ما تقول به قال لا ابعده عن الصواب	کذا فی المحیط
	لم یکن له ذلک	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۰	وسئل ابو القاسم عمن غرس اشجارا علی شط النهر بحذاء باب داره وبین داره والاشجار طریق جادة أیکره ذلک قال ان کانت هذه الاشجار لا تضر بالنهر واهله رجوت ان یکون غارسها فی سعة ویخلفه من بعده	کذا فی الحاوی للفتاوی
۳۱	وفی النوازل غرس شجرة علی ضفة نهر عام فجاء رجل لیس بشریک فی النهر یرید أخذه بقلعها فان کان یضر بالناس فله ذلک والاولی ان یرفع الی الحاکم حتی یأمره بالقلع	کذا فی الذخیرة
۳۲	فی فتاوی ابی اللیث واذا رفع طینا او ترابا من طریق المسلمین ففی ایام الاوحال جاز بل هو اولی وفی غیر ایام الاوحال ان لم یصر کالارض فکذلک وان کان کالارض واحتاج الرافع الی قلعه لا یسعه ذلک اذا کان فیه مضرة بالمارة	کذا فی المحیط
۳۳	اخذ الردغة عن وسط الطریق او اخذ التراب عن حافتی النهر العام لا یجوز الا باذن الوالی لانه حق العامة وفی النوازل ان لم یکن فیه ضرر علی الطریق فلا بأس برفعه ولم یذکر اذن الوالی وکلاهما حسن	کذا فی القنیة

لہ حکم نمبر ۲۵/۱۱۱۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ہ فتاویٰ عالمگیری میں اس صورت کے متعلق ایک حکم المحیط سے اور دوسرا حکم قاضیخان سے درج ہے اور فتاویٰ قاضیخان کی ایک عبارت سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ صورت سکہ غیر نافذہ کی ہے اور وہ عبارت یہ ہے "رجل اتخذ طینا فی زقیقة غیر نافذة قال الفقیہ ابو بکر الاسکاف ان یترک مقدارا لمر الناس وذلک یکون فی الاحابین ویرفعه سریعا لا یمنع منه وقال محمد بن سلمة یجوز فیها بل الطین واتخاذ الأری والدکان وغیر ذلک ۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی هامش عالمگیری جلد ۳ ص ۲۳۳ نیز جیسا کہ حکم نمبر ۳۲/۱۱۱۲ میں ہے اور اس میں

دفعات شق نمبر	انتیسواں باب، مشترکہ چیزوں سے نفع اٹھانے کے احکام — مشترکہ چیزوں سے نفع اٹھانے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۱۲	ایسا کرنا (یعنی اس صورت میں وقف کرنا) جائز نہیں ہے ؎۱	محیط
۲۹	(ا) یہ منقول ہے کہ شیخ محمد بن سلمہؒ نے اپنے دروازہ پر دکان اور اپنے جانور کے لئے کنڈ بنائی تو شیخ ابو نصرؒ سے دریافت کیا گیا کہ آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میں اسے راہ ثواب سے دور نہیں قرار دیتا	محیط
	(ب) اور (مذکورہ صورت کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اسے ایسا کرنا جائز نہیں ہے ؎۲	قاضیخان
۳۰	اور شیخ ابو القاسمؒ سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جس نے اپنے گھر کے دروازے کے سامنے نہر کے کنارے پر درخت لگائے اور اس کے گھر اور ان درختوں کے درمیان طریق جادہ (یعنی ہموار راستہ) ہے تو کیا اسے ایسا کرنا مکروہ ہے؟ تو آپؒ نے فرمایا کہ اگر یہ درخت نہر اور اہل نہر کو ضرر نہ دے تو مجھے امید ہے کہ ان درختوں کے لگانے والوں کو (اس کی) گنجائش ہے اور (ان درختوں کے حق میں) اس کے بعد والا اس کا قائمقام ہوگا ؎۳	حاوی للفتاوی
۳۱	(ا) النوازل میں ہے کہ کسی شخص نے نہر عام کے کنارے پر درخت لگایا پھر ایک ایسا شخص آیا جو اس نہر میں شریک نہیں ہے وہ اس درخت کو اکھاڑ کر مواخذہ کرنا چاہتا ہے تو اگر اس درخت سے اکثر لوگوں کو ضرر ہوتا ہو تو وہ ایسا کر سکتا ہے (ب) اور اولیٰ یہ ہے کہ وہ حاکم (مجاز) کی طرف مرافعہ کرے تاکہ وہ اس کے اکھاڑنے کا حکم دے ؎۴	ذخیرہ
۳۲	(ا) فتاوی ابو اللیثؒ میں ہے کہ جب کسی شخص نے مسلمانوں کے عام راستہ سے کیچڑ یا مٹی اٹھائی تو الوحل (یعنی کیچڑ) کے دنوں میں جائز ہے بلکہ اولیٰ ہے (ب) اور جب کیچڑ کے دن نہ ہوں تو اگر وہ (کیچڑ یا مٹی) زمین کی طرح نہ ہو (یعنی اکھڑی ہوئی اور ضرر دیتی ہو) تو بھی یونہی حکم ہے (ج) اور اگر وہ زمین کی طرح ہو اور اٹھانے والے کو اکھیڑنا پڑتی ہو تو اسے ایسا کرنے (یعنی اس راستہ سے کیچڑ یا مٹی اٹھائے جانے) کی گنجائش نہیں ہے بشرطیکہ ایسا کرنے میں راستہ گزرنے والوں کو ضرر نہ ہو ؎۵	محیط
۳۳	(ا) راستہ کے درمیان سے ردغ (یعنی کیچڑ، گارا) اٹھانا اور عام نہر کے کنارے سے مٹی لینا جائز نہیں ہوتا لیکن اگر والی (حاکم مجاز) کی اجازت سے ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر جائز ہے) اس لئے کہ (اس میں) عام لوگوں کا حق ہے (ب) اور النوازل میں ہے کہ اگر اس میں (یعنی راستہ کے درمیان میں سے کیچڑ یا گارا اٹھانے میں) راستہ کو ضرر نہ ہو (یعنی راستہ خراب نہ ہوتا ہو)	

اہل سکہ کی رضامندی وغیرہ کے متعلق حکم نمبر ۹،۱۰،۲۱،۲۲/۱۱۱۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎۳ اجدّ الطریق یعنی راستہ کا سخت وہموار ہونا۔ ماخوذ از المنجد ص۱۴۲ الجادّۃ شاہراہ، سڑک ماخوذ از المنجد ص۱۴۳۔ حکم نمبر ۲۵/۱۱۱۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎۴ حکم نمبر ۲۵/۱۱۱۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۵ الوحل یعنی کیچڑ جمع اوحال ماخوذ از المنجد ص۱۳۵۲۔ حکم نمبر ۳۲ تا ۳۵/۱۱۱۲ نیز حکم نمبر ۱۷/۱۱۱۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع والعشرون فی الانتفاع بالاشیأ المشترکه الانتفاع بالاشیأ المشترکة	حواله
۱۱۱۲		
۳۴	سئل ابوبکرؒ عمن یتخذ طینا فی زقیقة[1] غیر نافذة قال ان ترک مقدار الممر للناس و رفعه سریعا و یکون ذلک فی الاحایین[2] لم یمنع منه وکان محمد بن سلمةؒ یجوز بل الطین فیها الاری والدکان ونحو ذلک	کذا فی الحاوی للفتاوی
۳۵	سئل ابوالقاسم عن تراب سور المدینة قال لا یجوز ان یحمل قیل ان انهدم شیٔ من السور ولا یحتاج الیه قال لا بأس به	کذا فی الغرائب
۳۶	حوض للسبیل رفع انسان منه جرة من ماء لا ینبغی له ان یضعها علی شط الحوض فان فعل فأصاب شیأ ضمن والله اعلم	کذا فی الذخیرة

[1] الزقاق یعنی کوچہ، گلی، تنگ راستہ، ماخوذ از المنجد ص۵۱۳ اور لفظ احایین، فتاوی عالمگیری عربی نسخہ مطبوعہ مطبع الامیریہ مصر میں یوں ہی ہے۔ اور ممکن ہے احایین، احیانا کی جمع ہو اور خلاصۃ الفتاوی میں عبارت یوں ہے ویفعل فی الاحانین مرۃ لم یمنع ماخوذ از خلاصۃ الفتاوی ج۴ ص۲۶۳ اس میں "مرۃ" یعنی کبھی کبھی قرینہ قرار پاسکتا ہے کہ احانین کی بجائے احایین ہو اور وہ احیانا کی جمع قرار پاکر معنی یہ ہو کہ ایسا کرنا

دفعات وشق نمبر	انتیسواں باب، مشترکہ چیزوں سے نفع اٹھانے کے احکام / مشترکہ چیزوں سے نفع اٹھانے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۱۲	تو (راستہ سے) اس کے اٹھانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور (اس میں) والی کی اجازت کا ذکر نہیں کیا۔ (ج) اور دونوں حکم اچھے ہیں	قنیہ
۳۴	(۱) شیخ ابوبکرؒ سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جس نے زقیقہ غیر نافذہ میں (یعنی ایسی چھوٹی خاص گلی جو آگے جا کر بند ہو اس میں) گارا بنائے تو (اس کے حکم کے متعلق) آپ نے فرمایا کہ اگر وہ لوگوں کے گزرنے (کے لئے مطلوبہ جگہ) کی مقدار چھوڑ دے اور اس (گارا) کو جلدی میں اٹھالے اور ایسا ہونا احایین (یعنی احیانا، گاہے گاہے ایسا) ہو تو اسے اس سے منع نہ کیا جائے گا (ب) اور محمد بن سلمہؒ کنڈ، دکان اور اس کی مانند کے لئے اس میں (یعنی مذکورہ چھوٹی گلی میں) گارا بنانے کو جائز قرار دیتے تھے ؎۱	حاوی للفتاوی
۳۵	(۱) شیخ ابوالقاسمؒ سے شہر کی فصیل کی مٹی کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اسے اٹھالے جانا جائز نہیں ہے (ب) آپ سے کہا گیا کہ اگر اس فصیل سے کوئی چیز گر پڑے جس کی اسے ضرورت نہیں تو فرمایا (پھر) اسے اٹھالینے میں کوئی حرج نہیں ؎۲	غرائب
۳۶	راستہ کا حوض ہے کسی شخص نے اس سے ایک مٹکا پانی لیا تو اسے وہ مٹکا اس حوض کے کنارے نہ رکھنا چاہیئے پس اگر اس نے ایسا کیا اور (اس سے) کسی کو نقصان پہنچا تو ضامن نہ ہوگا ؎۳ واللہ اعلم	ذخیرہ

روز مرہ کی عادت نہ ہو کبھی کبھار اور گاہے بگاہے ایسا ہو تو منع نہ کیا جائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ حکم نمبر ۲۹/۱۱۱۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۲ حکم نمبر ۱۸/۱۱۱۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۳ حکم نمبر ۱۱۶، ۱۱۸/۱۱۸۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثلاثون فی المتفرقات	المتفرقات	حوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الباب الثلاثون فی المتفرقات

دفعات ۱۱۱۳ تا ۱۱۱۳ ، عنوان ۱ ، تعداد شق ۱۴۱

المتفرقات تعداد شق ۱۴۱

دفعہ	شق	متن	حوالہ
۱۱۱۳	۱	له امرأة فاسقة لا تنزجر بالزجر لا يجب تطليقها	كذا فی القنية
	۲	فی النوازل اذا ادخل الرجل ذكره فی فم امرأته قد قيل يكره وقد قيل بخلافه	كذا فی الذخيرة
	۳	تضرب المرأة جارية زوجها غيرة ولا تتعظ بوعظه فله ضربها	كذا فی القنية
	۴	سئل ايضا عن الشافعية فهل لها ان تمكن زوجها من نفسها فی اليوم الحادی عشر من حيضها وزوجها حنفی المذهب فقال انما يفتی المفتی على مذهبه لا على مذهب المستفتی	كذا فی التاتارخانية
	۵	مرضت الجارية مرض الموت فاعتاقها اولى لتموت حرة	كذا فی القنية
	۶	امرأة ترضع صبيا بغير اذن زوجها يكره لها ذلك الا اذا خافت هلاك الرضيع	

ے حکم نمبر ۳/۱۱۱۳ اور بیوی کے متعلق تادیبی کارروائی کے لئے حکم نمبر ۱۹/۴۶۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)۔

۲ے حکم نمبر ۱/۱۱۱۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	تیسواں باب، متفرق امور کے احکام	متفرق امور کے احکام کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تیسواں باب، متفرق امور کے احکام

دفعات ۱۱۱۳ تا ۱۱۱۳ ، عنوان ۱ ، تعداد شق ۱۴۱

۱۱۱۳ متفرق امور اور اس میں ۱۴۱ شقیں ہیں

۱ کسی شخص کی بیوی فاسقہ ہے جو زجر کرنے کے باوجود باز نہیں آتی تو اُسے طلاق دینا واجب نہیں [۱] — قنیہ

۲ النوازل میں ہے کہ جب کسی شخص نے اپنا ذکر اپنی بیوی کے منہ میں داخل کیا تو (اس کے حکم کے متعلق) بعض کا قول ہے کہ ایسا (فعل) مکروہ (تحریمی) ہے اور بعض کا قول اس کے خلاف ہے — ذخیرہ

۳ کوئی عورت اپنے خاوند کی باندی کو غیرت کی بنا پر مارتی ہے اور نصیحت کرنے سے نصیحت قبول نہیں کرتی تو اس کے خاوند کے لئے اسے بدنی سزا دینا جائز ہے [۲] — قنیہ

۴ آپؒ سے شافعیہ مسلک والی عورت کے متعلق دریافت کیا گیا کہ کیا اسے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے حیض کے گیارہویں دن اپنے خاوند کو اپنے پر (وطی کے لئے) قابو دے اور اس کا خاوند حنفی مذہب رکھتا ہے (یعنی حنفی تحقیقات پر اعتماد کرتا ہے) تو آپ نے فرمایا کہ مفتی اپنے ہاں کے مذہب (یعنی اپنے ہاں معتمد تحقیقات) کے بموجب فتوی دے گا وہ فتوی پوچھنے والے کے مسلک پر فتوی نہ دے گا [۳] — تتارخانیہ

۵ کوئی باندی مرض الموت میں بیمار پڑی تو اسے آزاد کر دینا اولی ہے تاکہ وہ آزاد ہونے کی حالت میں وفات پائے — قنیہ

۶ کوئی عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر کسی اور بچہ کو دودھ پلاتی ہے تو اسے ایسا کرنا مکروہ

[۳] احناف کے ہاں حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت دس دن اور دس راتیں ہونے کے متعلق حکم نمبر ۲/۴۷ نیز حکم نمبر ۲ب/۴۹۷ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کے ۱۸ ب کا ۵ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثلاثون فی المتفرقات	حواله
۱۱۱۳	فحينئذ لا بأس به	كذا فی فتاوی قاضيخان
۷	ومن امسك حراما لاجل غيره كالخمر ونحوه ان امسك لمن يعتقد حرمته كالخمر يمسك للمسلم لايكره وان امسك لمن يعتقد اباحته كما لو امسك الخمر لكافر يكره	كذا فی التتارخانية
۸	ولو امسك الخمر فی بيته للتخليل جاز ولا يأثم	كذا فی فتاوی قاضيخان
۹	ولو امسك شيأ من هذه المعازف والملاهی كره ويأثم وان كان لايستعملها	كذا فی فتاوی قاضيخان
۱۰	اجتمع قوم من الاتراك والامراء وغيرهم فی موضع الفساد فنهاهم شيخ الاسلام عن المنكر فلم ينزجروا فاشتغل المحتسب وقوم من باب السيد الاجل الامام ليفرقوهم ويريقوا خمورهم فذهبوا مع جماعة من الفقهاء وظفروا ببعض الخمور فاراقوها وجعلوا الملح فی بعض الدنان بالتخليل فاخبر الشيخ بذلك فقال لا تدعوا واكسروا الدنان كلها واريقوا ما بقی وان جعل فيه الملح قال وقد ذكر فی كتاب عيون المسائل من اراق خمور المسلمين وكسر دنانهم وشق زقاقهم التی فيها الخمر حسبة فلا ضمان عليه	كذا فی التتارخانية
۱۱	وكذا من اراق خمور اهل الذمة وكسر دنانها وشق زقاقها اذا اظهروا ذلك فيما بين المسلمين بطريق الامر بالمعروف فلا ضمان عليه	كذا فی التتارخانية ناقلا عن اليتيمة
۱۲	لاينبغی للشيخ الجاهل ان يتقدم علی الشاب العالم فی المشی والجلوس والكلام	كذا فی السراجية

ے حکم نمبر ۷ تا ۱۱/۱۱۱۳ ، ۱۱۱/۱۰۹۲ نیز ۱۴، ۱۵/۱۱۱۰ ، ۱۷/۱۰۹۸ مع حاشیہ اور الخمر کے متعلق ۱/۴۶۵ مع حواشی وفتاوی عالمگیری بحث ۵۲ کتاب الاشربۃ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ے حکم نمبر ۷/۱۱۱۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۳ے لہو کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۷/۱۰۹۳ کا دوسرا حاشیہ نیز حکم نمبر ۷/۱۱۱۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	تیسواں باب، متفرق امور کے احکام — متفرق امور کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۱۳	ہے (ب) لیکن اگر اسے دودھ پینے والے اس بچہ کی ہلاکت کا خوف ہوا تو پھر ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں	قاضیخان
۷	(۱) جو شخص حرام چیز مثلاً خمر (یعنی شراب) اور اس کی مانند چیز کسی اور آدمی کے لئے روک رکھے تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر اس نے کسی ایسے آدمی کے لئے روک رکھی جو اس چیز کے حرام ہونے کا معتقد ہے مثلاً اس نے کسی مسلمان آدمی کے لئے شراب روک رکھی تو ایسا کرنا مکروہ نہیں ہے (ب) اور اگر اس نے کسی ایسے شخص کے لئے روک رکھی جو اس کے مباح ہونے کا معتقد ہے مثلاً اس نے کسی کافر شخص کے لئے شراب روک رکھی تو ایسا کرنا مکروہ ہے [۱]	تتارخانیہ
۸	اگر کسی شخص نے اپنے گھر میں شراب کو سرکہ بنانے کے لئے رکھا تو ایسا کرنا جائز ہے اور وہ اس سے گناہ گار نہ ہوگا [۲]	قاضیخان
۹	اگر کسی شخص نے گانے بجانے کے ساز اور ملاہی (لہو کی چیزیں) رکھیں تو مکروہ ہے اور وہ اس سے گناہ گار قرار پائے گا اگرچہ وہ انہیں استعمال نہ کرے [۳]	قاضیخان
۱۰	اتراک اور امراء وغیرہ کی ایک جماعت (فسق و) فساد کی جگہ جمع ہوئی تو شیخ الاسلامؒ نے اس ناپسندیدہ امر سے منع کیا اور وہ باز نہ آئے اور پھر محتسب (یعنی ناپسندیدہ امور سے روکنے والا مقررہ نگران) اور السید الاجل الامام کے دروازے سے کچھ لوگ اس کام میں لگے کہ وہ انہیں منتشر کردیں اور ان کی شراب بہادیں پس وہ فقہاءؒ کی ایک جماعت کے ساتھ گئے اور کچھ شراب پائی پس اسے بہادیا اور انہوں نے شراب کے بعض مٹکوں میں سرکہ بنانے کے لئے نمک ڈال دیا اور پھر شیخ الاسلامؒ کو خبر دی گئی تو آپ نے فرمایا مت چھوڑو اور سب مٹکے توڑ دو اور باقی ماندہ (شراب بھی) بہا دو اگرچہ اس میں نمک ڈالا جاچکا ہو۔ آپ نے فرمایا کہ کتاب عیون المسائل میں مذکور ہے کہ جس نے حسبۃ (یعنی بطور محتسب بنیت حصول ثواب) مسلمانوں کی شراب بہادی ان کی شراب کے مٹکے توڑ دیئے اور ان کی وہ مشکیں جن میں شراب تھی پھاڑ دیں تو ان پر کوئی ضمان لازم نہیں ہے [۴]	تتارخانیہ
۱۱	اور اسی (مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب ذمی لوگوں نے مسلمانوں پر شراب ظاہر کی تو جس نے بطور امر بالمعروف ان کی شراب بہادی ان کے شراب والے مٹکے توڑ دیئے اور ان کی شراب والی مشکیں پھاڑ دیں تو ان پر کوئی ضمان لازم نہیں ہے [۵]	تتارخانیہ
۱۲	نوجوان عالم (دین) پر بوڑھے غیر عالم کو، چلنے، بیٹھنے اور کلام کرنے میں پہل نہیں کرنی چاہیئے [۶]	سراجیہ

[۳] تغنی ساز اور لہو وغیرہ کے متعلق حکم نمبر ۱ تا ۱۶، ۳۱/۱۰۹۸ ، ۳/۴۹۷ ، ۱۶ تا ۴۰/۷۲۰ اور امر بالمعروف کے متعلق ۱۷ تا ۳۰، ۳۲/۱۰۹۸ اور ۱۷، ۱۸/۱۰۹۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۵] حکم نمبر ۷، ۱۰/۱۱۱۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

[۶] حکم نمبر ۱۲ تا ۱۴/۱۱۱۳ ملاحظہ ہوں اور نماز کی امامت میں اولیت کے حکم کے متعلق عنوان نمبر ۱۵۸ نیز ۶۷/۱۱۱۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات	شق نمبر	الباب الثلاثون فی المتفرقات — المتفرقات	حوالہ
۱۱۱۳	۱۳	والشاب العالم یتقدم علی الشیخ الغیر العالم والعالم یتقدم علی القرشی الغیر العالم قال الزندویسی حق العالم علی الجاهل وحق الاستاذ علی التلمیذ واحد علی السواء وهو ان لا یفتتح بالکلام قبله ولا یجلس مکانه وان غاب ولا یرد علی کلامه ولا یتقدم علیه فی مشیة	کذا فی الوجیز للکردری
	۱۴	وحق الزوج علی الزوجة اکثر من هذا وتطیعه علی کل مباح یأمرها به وتقدم ماله علیها	کذا فی الوجیز للکردری
	۱۵	قال نجم الائمة الحلیمی اتخذ (تابخانه[۳]) فی دار مسبلة مستأجرة ووضع فیها کوی للنور والجار المقابل یقول ان تلامذته تطلع علینا اذا کنا فی السطح او المبراز اوعند الباب فسد الکوی لیس له ذلک	کذا فی القنیة
	۱۶	ولو زرع فی ارضه ارزا و یتضرر الجیران بالنز ضررا بینا لیس لهم المنع منه	کذا فی القنیة
	۱۷	المثاعب[۴] التی تکون فی الطریق لیس لاحد ان یخاصم فیها ولا یرفعها وعلیه الفتوی	کذا فی الملتقط
	۱۸	ولا یجوز حمل تراب ربض المصر لانه حصن فکان حق العامة فان انهدم الربض ولا یحتاج الیه جاز	کذا فی الوجیز للکردری
	۱۹	وفی تجنیس الملتقط قال محمد اذا کان سطحه و سطح جاره سواء وفی صعود السطح یقع بصره فی دار جاره فللجار ان یمنع من الصعود	

[۱] حکم نمبر ۱۲/۱۱۱۳ مع حاشیہ نیز حکم نمبر ۱۹/۴۶۷ کے دوسرے حاشیہ کا "د، ب" ملاحظہ ہوں (مترجم) [۲] حکم نمبر ۱۲/۱۱۱۳ مع حاشیہ ۲۱/۱۱۰۲ اور ۱۹/۴۶۷ کے دوسرے حاشیہ کا "ج" ملاحظہ ہوں (مترجم) [۳] محل للحرارة شبیه بالحمام، عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی حمام سے مشابہ گرم کرنے کی جگہ (مترجم)
[۴] سبل یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں لگانا، خیرات کرنا، مباح کرنا مفہوم ماخوذ از المنجد ص۵۳۹ اس صورت میں یہ حکم واللہ اعلم غالباً اسلئے ہے کہ محض چھت پر چڑھتے وقت، بیت الخلاء جاتے وقت یا دروازے میں جاتے وقت نظر نہ آسکنے کی سہولت کی نسبت، روشنی اور ہوا جیسے مشترک فوائد کی اہمیت زیادہ ہے

دفعات شق نمبر	تیسواں باب، متفرق امور کے احکام — متفرق امور کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۱۳ ۱۳	(ا) نوجوان عالم (دین) شخص، بوڑھے غیر عالم پر اور عالم (دین) شخص، قریشی غیر عالم پر مقدم ہوگا (ب) شیخ الزندوسیؒ نے فرمایا ہے کہ عالم (دین) کا حق جاہل پر اور استاد کا حق شاگرد پر ایک جیسا برابر ہے اور وہ یہ کہ (۱) (اس کے سامنے) گفتگو شروع کرنے میں پہل نہ کرے (۲) اس کی (مخصوص) جگہ میں نہ بیٹھے خواہ وہ غائب ہو (۳) اس کی بات کو رد نہ کرے (۴) اور چلنے میں اس سے آگے نہ ہو[1]	وجیز للکردری
۱۴	(ا) اور اس (یعنی مذکورہ ۱۳/۱۱۱۳) سے زیادہ حق خاوند کا بیوی پر ہے (ب) بیوی ہر مباح امر میں جس کا وہ خاوند حکم کرے اطاعت کرے (ج) اور وہ (یعنی بیوی) اس کا (یعنی خاوند کا) حق، اپنے پر مقدم رکھے[2]	وجیز للکردری
۱۵	شیخ نجم الائمہ الحلیمیؒ نے فرمایا کہ کسی شخص نے کرایہ پر لی ہوئی دار مسبلہ (یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف گھر) میں آگ جلانے کی جگہ بنائی اور اس میں روشنی کے لئے روشندان رکھا اور سامنے کے پڑوسی کا کہنا ہے کہ جب ہم چھت پر ہوتے ہیں یا بیت الخلاء میں یا دروازے کے پاس ہوتے ہیں تو اس کے شاگرد لوگ ہم پر مطلع ہوتے ہیں پس یہ روشندان بند کرو تو اس (پڑوسی) کو (مذکورہ مطالبہ کرنا) جائز نہیں[3]	قنیہ
۱۶	اگر کسی شخص نے اپنی زمین میں چاول کاشت کئے تو اس کی تری سے پڑوسیوں کو واضح ضرر ہے تو ان (پڑوسیوں) کو یہ جائز نہیں کہ وہ اسے ایسا کرنے سے (یعنی چاول کاشت کرنے سے) منع کریں[5]	قنیہ
۱۷	المشاعب (یعنی پانی کی نالیاں) جو راستوں میں بنی ہوتی ہیں ان کے متعلق کسی کو خصومت جائز نہیں ہوتی اور نہ وہ انہیں ہٹائے اور اسی پر فتویٰ ہے[7]	ملتقط
۱۸	(ا) شہر کے ربض سے (یعنی شہر کی گرد و نواح کی فصیل سے) مٹی اٹھانا جائز نہیں ہے اس لئے کہ وہ قلعہ ہے۔ پس اس میں عام لوگوں کا حق متعلق ہے (ب) پھر اگر وہ ربض گر جائے اور اس کی کچھ حاجت نہ رہے تو پھر (اس کی مٹی اٹھا لے جانا) جائز ہے[9]	وجیز للکردری
۱۹	تجنیس الملتقط میں ہے امام محمدؒ نے فرمایا کہ جب کسی شخص کے چھت کی سطح اور اس کے پڑوس کے چھت کی سطح برابر ہوں اور چھت پر چڑھنے میں اس کی نگاہ اس کے پڑوس کے گھر میں	

واللہ اعلم بالصواب۔ نیز جب پڑوسی چھت پر ہو تو اس پر نظر پڑ سکنے کے متعلق حکم نمبر ۱۹/۱۱۱۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] حکم نمبر ۲۰/۱۱۱۳ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] قولہ المشاعب بالثاء المثلثۃ ھی مسایل الماء اھ مصححہ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی المشاعب پانی بہنے کی جگہیں اھ اور الثعب یعنی پانی کا نالی یا پرنالہ میں جاری ہونا۔ وادی میں پانی کے بہاؤ کی جگہ، ماخوذ از المنجد صـ۱۵۷ (مترجم) [7] حکم نمبر ۳۲/۱۱۱۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) [8] الربض یعنی شہر کا گرد و نواح شہر پناہ۔ ماخوذ از المنجد صـ۴۲۷۔ حکم نمبر ۳۵/۱۱۱۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات/شق نمبر	الباب الثلاثون فی المتفرقات المتفرقات	حواله
۱۱۱۳	ما لم يتخذ سترة واذا كان بصره لا يقع فى داره ولكن يقع عليهم اذا كانوا على السطح لا يمنع من ذلك قال الامام ناصر الدين[1] هذا نوع استحسان والقياس ان يمنع	كذا فى الذخيرة
۲۰	وفى اليتيمة سألت اباحامد[2] عن رجل له ضيعة ارضها مرتفعة هل يجوز له ان يسيل النهر يوما او نصف يوم بغير رضا الاسفلين حتى يسقيها فقال نعم وهكذا نص حمير الوبرى[2]	كذا فى التتارخانية
۲۱	رجل مشى فى الطريق وكان فى الطريق ماء فلم يجد مسلكا الا ارض انسان فلا بأس بالمشى فيها وذكر فى فتاوى اهل سمرقند مسألة المرور فى ارض الغير على التفصيل ان كان لارض الغير حائط وحائل لا يمر فيها وان لم يكن هناك حائط فلا بأس بالمرور فيها والحاصل ان المعتبر فى هذا الباب عادات الناس	كذا فى المحيط
	وفى النوازل اذا اراد الرجل ان يمر فى ارض غيره فان كان له طريق آخر لم يكن له ان يمر وان لم يكن فله ان يمر ما لم يمنعه فاذا منعه فليس له ان يمر فيها وهذا فى حق الواحد اما الجماعة فليس لهم ان يمروا من غير رضاه	كذا فى الذخيرة
	وفى الفتاوى سئل ابوبكر[2] عن المرور فى طريق محدث قال اذا وضع صاحب الملك جاز المرور فيه حتى يعرف انها غصب قال ابوبكر[2] وكان شاذان بن ابراهيم[2] يمر فى سوق القطاطين ويربط بغلته هناك على رأس سكة الاصفهانية وكذلك نصير[2] وقال ابوبكر[2] وعامة سلوكى فى ذلك ولا ارى به بأسا وقال الفقيه[2] رأيت	

[1] حکم نمبر $\frac{15}{1113}$ ملاحظہ ہو اور استحسان اور قیاس میں فرق کے متعلق حکم نمبر $\frac{2\text{ب}}{297}$ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کے سنا کے

دفعات شق نمبر	تیسواں باب، متفرق امور کے احکام — متفرق امور کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۱۳	پڑتی ہو تو پڑوسی کو جائز ہے کہ وہ اسے (اس وقت تک) چھت پر چڑھنے سے منع کرے جب تک کہ وہ پردہ نہ بنائے (ب) اور اگر اس کی نگاہ پڑوسی کے گھر میں نہ پڑتی ہو لیکن جب وہ پڑوسی چھت پر ہوں تو ان پر نظر پڑتی ہو تو (اس صورت میں) (۱) اسے (چھت پر چڑھنے سے) منع نہ کیا جائے گا (۲) امام ناصرالدینؒ نے فرمایا کہ یہ حکم ایک طرح کا استحسانی حکم ہے اور از روئے قیاس حکم یہ ہے کہ اسے منع کیا جا سکے گا [1]	ذخیرہ
۲۰	الیتیمیہ میں ہے کہ میں نے ابو حامدؒ سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا جس کی جائیداد ہے اور اس جائیداد کی زمین اونچی ہے تو کیا اسے جائز ہو گا کہ وہ نہر میں ایک دن یا آدھا دن پانی بہا کر اس جائیداد کو سیراب کرے تو آپ نے فرمایا کہ ہاں اور یونہی حمید الوبریؒ نے اس کی تصریح فرمائی ہے [2]	تاتارخانیہ
۲۱	(ا) کوئی شخص راستہ میں چلا اور راستہ میں پانی تھا تو اس نے ایک آدمی کی زمین کے سوا، گزرنے کے لئے کوئی راہ نہ پائی تو اُسے (گزرنے کے لئے) اس (آدمی) کی زمین پر چلنے میں کوئی حرج نہیں (ب) اور فتاوی اہل سمرقند میں دوسرے کی زمین سے گزرنے کے مسئلہ میں یہ تفصیل مذکور ہے کہ اگر اس دوسرے کی زمین کے لئے چار دیواری یا کوئی اور چیز حائل تھی تو اس (زمین) سے نہ گزرے اور اگر وہاں چار دیواری (وغیرہ) نہ تھی تو اس میں سے گزرنے میں کوئی حرج نہیں حاصل یہ کہ اس باب میں لوگوں کی عادات کا اعتبار ہے	محیط
	(ج) النوازل میں ہے کہ جب کسی شخص نے دوسرے کی زمین سے گزرنے کا ارادہ کیا تو اگر اس کے (گزرنے کے) لئے کوئی اور راستہ موجود ہے تو اسے (دوسرے کی زمین سے) گزرنا جائز نہیں اور اگر (کوئی اور راستہ) نہ ہو تو اسے (وہاں سے) گزرنا جائز ہے جب تک کہ وہ (زمین والا) اسے منع نہ کرے پس جب اس نے اسے منع کیا تو پھر اسے وہاں سے (یعنی دوسرے کی زمین سے) گزرنا جائز نہیں ہے اور یہ مذکورہ حکم تنہا شخص کے لئے ہے (د) اور اگر (گزرنے والی) جماعت ہو تو انہیں اس کی (یعنی زمین کے مالک کی) رضامندی کے بغیر (اس زمین سے) گزرنا جائز نہیں ہے	ذخیرہ
	(م) الفتاوی میں ہے کہ شیخ ابو بکرؒ سے نئے راستہ میں سے گزرنے کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جب (وہ راستہ اس جگہ سے) مالک نے نکالا ہو تو اس سے گزرنا جائز ہے حتیٰ کہ یہ معلوم ہو کہ وہ غصب ہے (تو پھر جائز نہیں ہے) شیخ ابو بکرؒ نے فرمایا کہ شاذان بن ابراہیمؒ قطاطین کے بازار سے گزرتے تھے تو وہاں اپنا خچر کوچہ اصفہانیہ کے سرے پر باندھتے تھے	

[1] "ج" کے "ے" کا "م" ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] حکم نمبر ۱۶، ۲۰ تا ۲۶ / ۱۱۱۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثلاثون فی المتفرقات / المتفرقات	حواله
۱۱۱۳	اھل تلك السکۃ یخرجون الجنازۃ من طریق آخر وکرھوا المرور فی ذلك السوق وقالوا ھو جور لکن الأخذ بقول ھؤلاء العلماء اولی من قول العوام ولا بأس بالمرور ھناك واخراج الجنازۃ	کذا فی الحاوی للفتاوی
۲۲	من له مجری نھر فی دار رجل لا یمکن ان یمر فی بطن النھر او فی مسناته[1] و اراد اصلاحه ویمنعه صاحب الدار یقال لصاحب الدار اما ان تدعه حتی یصلحه واما ان تصلحه من ماله قال ابو اللیث رحمه الله وبه نأخذ	کذا فی الذخیرۃ
۲۳	وھکذا الجواب فی الحائط وصورته رجل له حائط وجھه فی دار غیرہ واراد ان یطین الحائط فمنعه صاحب الدار عن دخول دارہ ولا سبیل له الی تطیین الحائط الا من دارہ قال البلخی رحمه الله لیس له ان یمنعه من تطیین حائطه وله ان یمنعه من دخول دارہ قیل فان انھدم الحائط ووقع الطین فی دار جارہ فاراد نقل الطین ولیس له سبیل الا ان یدخل الدار قال له ان یمنعه من دخول دارہ قیل فیترك ماله فی دارہ قال لا یمنع من ماله و یمنعه من دخول دارہ معناہ ان یقال لصاحب الدار اما ان تأذن له فی الدخول او تخرج انت طینه	کذا فی الذخیرۃ
۲۴	وفی واقعات الناطفی رحمه الله نھر لرجل فی ارض رجل اراد صاحب النھر ان یدخل الارض لیعالج نھرہ لیس له ذلك ولکن ینبغی ان یمشی فی بطن النھر وان کان النھر ضیقا لا یمکنه المشی فی بطنه لا یدخل فی الارض ایضا قیل ھذا الجواب علی قول ابی حنیفۃ رحمه الله لانه لا حریم للنھر عندہ اما علی قولھما رحمھما الله ان لصاحب النھر	

[1] مسناۃ یعنی بند آب یعنی پانی کا بند ماخوذ از بین السطور ہدایہ ص۴۸۲ ج۴ (مترجم)

دفعات شق نمبر	تیسواں باب، متفرق امور کے احکام — متفرق امور کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۱۳	اور ایسا ہی شیخ نصیرؒ کرتے تھے شیخ ابو بکرؒ نے فرمایا کہ میرا اکثر راستہ اسی میں ہے اور میں (بھی) اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا اور الفقیہؒ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ اس کوچہ کے لوگ جنازہ دوسرے راستہ سے گزارتے تھے اور اس بازار سے گزرنا مکروہ سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ (یعنی وہاں سے گزرنا) ظلم ہے لیکن ان علماءؒ کے قول کو اختیار کرنا، ان عوام کے قول کی نسبت اولیٰ ہے اور وہاں سے گزرنے اور جنازہ نکالنے میں کوئی حرج نہیں	حاوی للفتاویٰ
۲۲	جس شخص کی نہر گزرنے کی جگہ کسی آدمی کے گھر میں ہو اور نہر والا، نہر کے بیچ یا اس کے مناۃ (اس کے بند) سے گزر نہیں سکتا اور وہ اس نہر کو ٹھیک کرنا چاہتا ہے اور گھر والا اسے (اپنے گھر میں داخل ہونے سے) منع کرتا ہے کہ گھر والے کو کہا جائے گا کہ یا تو وہ اسے نہر ٹھیک کرنے دے یا اس کے مال سے خود ٹھیک کر دے اور شیخ ابو اللیثؒ نے فرمایا کہ ہم اس حکم کو اختیار کرتے ہیں لہ	ذخیرہ
۲۳	(د) اور اسی (مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح یہی حکم دیوار کے (ٹھیک کرنے کے) متعلق ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص کی دیوار ہے۔ اس کا رُخ دوسرے آدمی کے گھر کی طرف ہے اس شخص نے (اپنی) دیوار کو لیپنا چاہا تو گھر والے نے اسے اپنے گھر داخل ہونے سے منع کر دیا اور اس شخص کو دیوار لیپنے کے لئے اس کے گھر کے سوا کوئی راستہ نہیں تو (اس کے حکم کے متعلق) الشیخ البلخیؒ نے فرمایا کہ وہ آدمی اس شخص کو اپنی دیوار لیپنے سے منع نہیں کر سکتا۔ البتہ وہ اسے اپنے گھر داخل ہونے سے منع کر سکتا ہے (ب) پھر آپ سے کہا گیا کہ اگر وہ دیوار گر پڑے اور (اس کی) مٹی اس کے پڑوسی کے گھر میں جا پڑے وہ (یعنی دیوار والا) اس مٹی (وغیرہ) کو اٹھانا چاہے اور اس کے لئے اس کے گھر میں داخل ہونے کے سوا کوئی راستہ نہیں (تو کیا کرے) تو آپ نے فرمایا کہ اسے (یعنی گھر کے مالک کو) جائز ہے کہ وہ اپنے گھر میں داخلہ سے اسے روکے۔ آپؒ سے کہا گیا کہ وہ شخص اپنا مال (یعنی اس دیوار کا ملبہ) اس کے گھر میں چھوڑ دے گا تو آپ نے فرمایا کہ وہ اسے اس کے مال سے منع نہ کر سکے گا البتہ وہ اسے اپنے گھر میں داخل ہونے سے منع کر سکے گا اور اس کا معنی یہ ہے کہ اس گھر والے سے کہا جائے گا کہ یا تو وہ اس (دیوار والے) کو (اپنے گھر) داخل ہونے کی اجازت دے اور یا خود اس (ملبہ کی) مٹی (وغیرہ) کو باہر نکلوا دے	ذخیرہ
۲۴	(د) واقعات الناطفی میں ہے کہ کسی شخص کی نہر ہے جو کسی اور آدمی کی زمین سے (ہو کر) گزرتی ہے تو نہر والے نے چاہا کہ اپنی نہر کی اصلاح کرنے کے لئے اس (دوسرے) کی زمین میں داخل ہو تو اس کا حق نہیں ہے، لیکن اسے چاہیے کہ وہ نہر کے اندر چلے اور اگر نہر تنگ ہو تو اس کے اندر راستے چلنا ممکن نہ ہو تو بھی اسے اس (دوسرے) کی زمین میں داخل ہونے کا	

دفعات و شق نمبر	الباب الثلاثون فی المتفرقات — المتفرقات	حوالہ
۱۱۱۳	حریمہ فلہ ان یمر علی الحریم وقیل ما ذکر قول الکل وتأویل المسألۃ علی قولھما[1] ان صاحب النھر باع الحریم من صاحب الارض	کذا فی المحیط
۲۵	مر فی ارض الغیر بغیر اذنہ یجب علیہ الاستحلال ان اضر بھا کالمزروعۃ اوالرطبۃ والافلا الا اذا رآہ صاحب الارض یجب علیہ الاستحلال لایذائہ	کذا فی القنیۃ فی باب المرور فی ارض الغیر
۲۶	ولوکان لہ حق المرور فی ارض غیرہ فمر فیھا مع فرسہ اوحمارہ قبل ان یثبتہ بالحجۃ لیس لہ ذلک	کذا فی القنیۃ فی باب المرور فی ارض الغیر
۲۷	نصب منوالا لاستخراج الابریسم من الفلیق[2] فللجیران المنع اذا تضرروا بالدخان ورائحۃ الدیدان قال القاضی عبد الجبار رح یرفع الی المحتسب فیمنعہ اذا کان فیہ ضرر بین	کذا فی القنیۃ فی باب من یتصرف فی ملکہ
۲۸	قال نجم الائمۃ البخاری رح اتخذ فی دار ابویہ برضاھما عمل نسج العتابیات فلیس للجار الملاصق منعہ	کذا فی القنیۃ فی باب من یتصرف فی ملکہ

[1] چنانچہ فتاوی عالمگیری بحث نمبر ۵۰ میں ہے کہ جس نے ارض موات میں نہر بنوائی تو بعض قول کے بموجب امام ابوحنیفہ رح کے ہاں نہر کے لئے حریم کا مستحق نہیں ہوتا اور صاحبین رح کے ہاں مستحق ہوتا ہے اور صحیح حکم یہ ہے کہ وہ نہر کے لئے بالاجماع حریم کا مستحق ہوتا ہے اور النوازل میں مذکور ہے کہ امام ابویوسف رح کے ہاں نہر کا حریم ہر جانب سے نہر کے نصف کے بقدر ہے الخ اور لکھا ہے کہ اس پر فتوی ہے الخ اور کنوئیں کی حریم ہے چنانچہ لکھا ہے کہ جس نے ارض موات میں کنواں کھودا تو اس کا حریم ہے حتی کہ اگر کسی اور نے اس کے حریم میں کنواں کھودنا چاہا تو اسے اس کو منع کرنے کا حق ہے۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی بحث نمبر ۵۰، کتاب احیاء الاموات باب ۱ ج ۵ ص ۳۸۵ (مترجم) [2] فلیق کے معنی کے متعلق حکم نمبر ۳۸/۱۱۰۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر ۲۷ تا ۳۵/۱۱۱۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	تیسواں باب، متفرق امور کے احکام — متفرق امور کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۱۲	حق نہیں بعض کا قول یہ ہے کہ یہ جواب امام ابوحنیفہؒ کے قول پر ہے اس لئے کہ آپ کے ہاں نہر کے لئے حریم (یعنی ارد گرد اس کی حفاظت کے لئے جگہ) نہیں ہوتی (ب) اور ان دونوں (یعنی امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ) کے قول پر نہر والے کے لئے نہر کا حریم ہوتا ہے پس اس کو (یعنی نہر والے کو) یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اس حریم پر سے گزرے (ج) اور بعض کا قول یہ ہے کہ مذکورہ حکم سب کے قول پر ہے (د) اور صاحبین کے قول پر مسئلہ کی تاویل یہ ہے کہ نہر کے مالک نے اس نہر کا حریم از زمین کے مالک کے ہاتھ فروخت کر دیا ہو (اور پھر ایسا ہوا) ؎۱	محیط
۲۵	(ا) کوئی شخص دوسرے آدمی کی زمین پر سے اس کی اجازت کے بغیر گزرا تو اگر اس (گزرنے والے) نے اسے ضرر دیا ہو مثلاً وہ (زمین) مزروعہ ہو یا گیلی ہو تو اس (گزرنے والے) پر واجب ہے کہ وہ اس (زمین کے مالک) سے معاف کرالے ورنہ نہیں (ب) لیکن جب مالک زمین نے اسے (زمین میں سے گزرتے) دیکھ لیا ہو تو اس پر معاف کرانا واجب ہے اس لئے کہ اس (یعنی گزرنے والے) نے اس (زمین کے مالک) کو ایذا دی ہے	قنیہ
۲۶	کسی شخص کو دوسرے کی زمین میں سے گزرنے کا حق تھا تو وہ اس زمین میں سے اپنے گھوڑے سمیت یا اپنے گدھے سمیت حجت ثابت کرنے (یعنی قاضی کے ہاں گواہوں کی گواہی سے ثابت کرنے) سے پہلے گزرا تو اسے ایسا کرنا جائز نہیں ہے	قنیہ
۲۷	(ا) کسی شخص نے فلیق (یعنی ریشم کے گولوں یعنی کویہ کولون) سے ریشم نکالنے کے لئے منوال (یعنی کرگہ) لگایا تو جب ان سے دھوئیں اور ریشم کے کیڑوں کی بو سے ضرر پہنچتا ہو تو پڑوسیوں کو منع کرنے کا حق ہے (ب) قاضی عبدالجبارؒ کا قول یہ ہے کہ محتسب (یعنی ناپسندیدہ امور کے دفعیہ کے لئے متقرر نگران) کے ہاں مرافعہ کیا جائے گا پس وہ اسے منع کرے گا بشرطیکہ ایسا کرنے میں ضرر واضح ہو ؎۲	قنیہ
۲۸	الشیخ نجم الائمۃ البخاریؒ نے فرمایا کہ کسی شخص نے اپنے والدین کے گھر ان کی رضا مندی سے عتابیات (خارا نامی موجدار کپڑا) بننے کا کارخانہ بنایا تو ساتھ والے پڑوس کو اس سے منع کرنے کا حق نہیں ہے ؎۳	قنیہ

؎۳ عتابیات جمع ہے عتابیہ کی اور برہان قاطع میں ہے کہ عتاب ایک آدمی کا نام ہے جس نے خارا نامی کپڑا بنایا اور خارا ایک موجدار کپڑا ہے جو ریشم سے بنا جاتا ہے اور غیاث اللغات میں ہے کہ عتابی، خارا نامی کپڑے کی معروف قسم ہے اور آنندراج میں ہے کہ عتابی موجدار کپڑا جو بغداد کے ایک محلہ سے منسوب ہے۔ پس نسج العتابیات یعنی مخصوص ریشمی کپڑے کا بننا اور اس ریشمی کپڑے کی کھڈیاں اور کارخانے بنانا ہے۔ نیز "والدین کے گھر ان کی رضامندی سے" بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کا حکم وہی ہے جو اس کے اپنے گھر کا حکم ہے واللہ اعلم بالصواب۔ نیز حکم نمبر $\frac{1}{1109}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر		الباب الثلاثون فی المتفرقات — المتفرقات	حوالہ
۱۱:۳	۲۹	ولو اتخذ طاحونة لنفسه لا يمنع وللاجرة يمنع	كذا فی القنية
	۳۰	وللجيران منع دقاق الذهب من دقه بعد العشاء الى طلوع الفجر اذا تضرروا به	كذا فی القنية فی باب من يتصرف فی ملكه
	۳۱	رجل اتخذ بستانا وغرس فيه اشجارا بجنب دار جاره قال ابو القاسم رح ليس فی هذا تقدير ويجب ان يتباعد من حائط جاره قدر ما لا يضر بدار جاره	كذا فی فتاوی قاضیخان
	۳۲	رجل له مجمدة فاراد جاره ان يبنی بجنبها اتونا لا يمنع عن ذلك والاولی ان لا يفعل	كذا فی السراجية
	۳۳	سئل ابو القاسم رح عن رجل اتخذ فی داره اصطبلا وكان فی القديم مسكنا وفی ذلك ضرر بجاره فان كان وجه الدواب الی جدار داره لا يمنعه وان كان حوافرها الی جدار داره له ان يمنعه	كذا فی الغياثية
	۳۴	خباز اتخذ حانوتا فی وسط البزازين يمنع من ذلك وكذلك كل ضرر عام وبه افتی ابو القاسم رح	كذا فی الملتقط
	۳۵	ولا يمنع المرّاق والزلنبی لان رائحته ليست بضرر فی حق كل واحد لان منهم من يستلذها الا اذا كان دخانه دائما	كذا فی القنية
	۳۶	سئل محمد بن المقاتل رح عن رجل سرق ماء وأساله الی ارضه وكرمه فاجاب انه يطيب له ما خرج بمنزلة رجل غصب شعيرا او تبنا وسمن به دابته	

له مرّق یعنی شوربا زیادہ کرنا، تمرّق بال نوچا جانا، کپڑے کو عصفر سے رنگا جانا، ماخوذ از المنجد ص ۱۲۰۲ اور زلنباع یعنی ناظم الاطبا ۲

دفعات مسلسل نمبر	تیسواں باب، متفرق امور کے احکام — متفرق امور کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۱۳ ۲۹	(ا) اور (مذکورہ صورت میں) کسی شخص نے (گھر میں) اپنے لئے آٹا پیسنے کی چکی لگائی تو اسے منع نہ کیا جائے گا (ب) اور اگر کسی نے اجرت (پر چلانے) کے لئے (چکی) لگائی تو (پڑوسی) منع کر سکے گا	قنیہ
۳۰	پڑوسیوں کے لئے جائز ہے کہ وہ سونا کوٹنے والوں کو، عشاء کے بعد، طلوع فجر سے پہلے تک کوٹنے سے منع کریں بشرطیکہ اس سے ان (پڑوسیوں) کو ضرر پہنچتا ہو	قنیہ
۳۱	کسی شخص نے باغ بنایا اور اس نے اپنے پڑوسی کی دیوار کے پہلو میں درخت لگائے تو (اس کے حکم کے متعلق) شیخ ابوالقاسمؒ نے فرمایا کہ اس میں (دوری) کی مقدار مقرر نہیں ہے اور یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے پڑوسی کی دیوار سے اس قدر دور رکھے کہ اس سے پڑوسی کی دیوار کو ضرر نہ پہنچے	قاضیخان
۳۲	(ا) کسی شخص کا مجمدہ (یعنی برف رکھنے کی جگہ) ہے اس کے پڑوسی نے اس کے پہلو میں اتون (یعنی بھٹی) بنانا چاہی تو اسے اس سے منع نہ کیا جا سکے گا (ب) اور اس (یعنی بھٹی بنانے والے) کے لئے اولی یہ ہے کہ (اس کے پہلو میں) نہ بنائے	سراجیہ
۳۳	(ا) شیخ الاسلامؒ سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جس نے اپنے گھر کو اصطبل (یعنی گھوڑے، گدھے باندھنے کا تھان) بنایا حالانکہ وہاں پہلے آدمیوں کے رہنے کی جگہ تھی اور اس (اصطبل) سے اس کے پڑوسی کے لئے ضرر ہے تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ مثلاً) اگر ان چوپاؤں کا منہ پڑوسی کی دیوار کی طرف ہو تو وہ (پڑوسی) اسے منع نہیں کر سکتا۔ (ب) اور اگر ان چوپاؤں کے کھر (یعنی ان چوپاؤں کے پچھلے پاؤں) اس (پڑوسی) کی دیوار کی طرف ہوں تو اسے منع کرنا جائز ہے	غیاثیہ
۳۴	(ا) بزازوں (یعنی کپڑے والوں) کی دکانوں کے درمیان کسی خباز (یعنی روٹیاں پکانے والے تنورچی) نے دکان بنائی تو اسے منع کیا جائے گا (ب) اسی طرح ہر ضرر عام کے متعلق یہی حکم ہے اسی پر شیخ ابوالقاسمؒ نے فتوی دیا ہے	ملتقط
۳۵	مرّاق (شوربا ساز، رنگریز) اور (الزلبعی (ناظم الاطباء) کو منع نہ کیا جائے گا اس لئے کہ اس کی خوشبو میں ہر ایک کو ضرر نہیں ہے اس لئے کہ بعض لوگ اس سے لذت حاصل کرتے ہیں، لیکن اگر اس (کی دکان) کا دھواں ہمیشہ رہتا ہے تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر اس سے منع کیا جا سکے گا) [1]	قنیہ
۳۶	(ا) شیخ محمد بن مقاتلؒ سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جس نے پانی چوری کیا اور اسے اپنی زمین اور انگوروں کے باغ کو دیا تو (اس کے حکم کے متعلق) آپ نے	

[1] از فرہنگ نفیسی - واللہ اعلم، حکم نمبر ۲۷/۱۱۱۳ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثلاثون فی المتفرقات — المتفرقات	حواله
۱۱۱۳	فانه یجب علیه قیمة ماغصب وما زاد فی الدابة طیب له ذکر القیمة وقع سهوا والصحیح ان علیه مثل ماغصب	کذا فی المحیط
۳۷	قال الفقیه ابو اللیث وقد حکی عن بعض الزاهدین ان الماء وقع فی کرمه فی غیر نوبة فأمر بقطع کرمه ونحن لانقول بقطع الکرم ولکن لو تصدق بنزله کان حسنا ولا یجب علیه التصدق فی الحکم	کذا فی المحیط
۳۸	سئل فقیه ابو القاسم عن رجل زرع ارض رجل بغیر اذنه ولم یعلم صاحب الارض حتی استحصد الزرع فعلم ورضی به هل یطیب للزراع قال نعم قیل له فان قال لا ارضی ثم قال رضیت هل یطیب له قال یطیب له ایضا قال الفقیه ابو اللیث وهذا استحسان وبه نأخذ	کذا فی الذخیرة
۳۹	رجل اخذ ارض الحوز مزارعة من متصرفیها قال ابو القاسم نصیب الاکرة یطیب لهم اذا أخذوا الارض مزارعة او استأجروها فان کان الحوز کروما او اشجارا ان کان یعرف اربابها لا یطیب للاکرة وان لم یعرف اربابها طاب لهم لان تدبیر هذه الارض التی لا یعرف مالکها الی السلطان وتکون بمنزلة ارض الموات وینبغی للسلطان ان یتصدق بنصف الخارج علی المساکین فان لم یفعل ذلک کان آثما واما نصیب الاکرة فیطیب لهم ویطیب لمن یأکل من ذلک برضاهم وان کان لا یخلو ذلک عن نوع شبهة الا انهم قالوا زماننا زمان الشبهات فعلی المسلم ان یتقی الحرام المعاین	کذا فی فتاوی قاضیخان

ا؎ حکم نمبر ۳۶ تا ۴۱ / ۱۱۱۳، ۱۳۰، ۱۳۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۳۶ / ۱۱۱۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	تیسواں باب، متفرق امور کے احکام — متفرق امور کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۱۳	جواب دیا کہ اس (پانی) سے جو پیداوار ہو وہ اس کے لئے حلال ہے (ب) اور یہ (مذکورہ) بمنزلہ اس صورت کے ہے کہ کسی شخص نے جَو یا بھوسہ غصب کیا اور اس کے (کھانے) سے اس کا جانور موٹا ہوگیا تو اس پر غصب کردہ کی "قیمت" دینا واجب ہے اور اس جانور میں جو اضافہ ہوا ہے وہ اس کے لئے حلال ہے (ب) اور اس (مذکورہ قول میں) قیمت کا ذکر سہوا ہے اور (اس میں) صحیح یہ ہے کہ اس پر غصب کردہ کا مثل دینا واجب ہوتا ہے ۱؎	محیط
۳۷	فقیہ ابوالليث رحؒ نے فرمایا کہ بعض زاہد لوگوں کے متعلق منقول ہے کہ اس کے انگور کے باغ میں باری کے بغیر پانی واقع ہوگیا تو اس نے اپنے انگور کے باغ کو کاٹ دینے کا حکم دیا (ب) اور ہم انگور کا باغ کاٹنے کا حکم نہیں دیتے، لیکن اگر (اس پانی سے) اس کی پیداوار کو صدقہ کر دے تو اچھا ہے اور ازروئے حکم اس پر اس (پیداوار) کا صدقہ کرنا (بھی) واجب نہیں ہے ۲؎	محیط
۳۸	(ا) فقیہ ابوالقاسم رحؒ سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جس نے دوسرے آدمی کی زمین میں اس کی اجازت کے بغیر کاشت کی اور اس زمین کے مالک کو علم نہ ہوا حتیٰ کہ اس کھیتی کے کاٹنے کا وقت آگیا تو اس زمین کے مالک کو معلوم ہوا اور وہ اس کے متعلق راضی ہوگیا تو کیا اس کاشت کرنے والے کے لئے (وہ کھیتی) حلال ہے تو آپ نے فرمایا کہ ہاں (ب) آپ سے کہا گیا کہ (اس) مالک نے یوں کہا کہ میں راضی نہیں ہوں پھر کہا کہ میں راضی ہوں تو کیا (اس صورت میں بھی) اس (کاشت کرنے والے) کے لئے (وہ کھیتی) حلال ہے تو آپ نے فرمایا کہ پھر بھی اس کے لئے حلال ہے اور فرمایا کہ یہ حکم ازروئے استحسان ہے اور ہم اسی حکم کو لیتے ہیں ۳؎	ذخیرہ
۳۹	(ا) کسی شخص نے ارض الحوز اس کے متصرفین سے زراعت کے لئے لی تو (اس کے حکم کے متعلق) شیخ ابوالقاسم رحؒ نے فرمایا کہ جب انہوں نے وہ زمین مزارعت یا اجارہ (یعنی کرایہ) پر لی تو انہیں کاشتکاروں کا حصہ حلال ہے (ب) اور اگر وہ حوز انگوروں کا باغ ہو یا درخت ہوں تو (ا) اگر ان کے مالک معلوم ہوں تو کاشتکاروں کے لئے (اس سے) لینا پسندیدہ نہیں ہے (۲) اور اگر ان کے مالک معلوم نہ ہوں تو ان کے لئے حلال ہے اس لئے کہ اس زمین کے انتظام کا حق جس کا مالک معلوم نہ ہو سلطان (یعنی حاکم مجاز) کو ہے اور ایسی زمین بمنزلہ ارض الموات قرار پاتی ہے اور سلطان کو اس زمین کی نصف پیداوار مساکین پر صدقہ کر دینا چاہیے پس اگر اس	

۳؎ حکم نمبر $\frac{۳۶}{۱۱۱۳}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الثلاثون فی المتفرقات	المتفرقات	حواله
١١١٣			
٤٠	امرأة زوجها فی ارض الحوز وله مال یأخذ من قبل السلطان وهی تقول لا اقعد معك فی ارض الحوز قال الفقیه ابوبکر البلخی[1] ان اکلت من طعامه و لم یکن عین ذلك الطعام غصبا فهی فی سعة من اکله وکذا لو اشتری لها طعاما اوکسوة من مال اصله لیس بطیب فهی فی سعة من تناول ذلك الطعام والثیاب ویکون الاثم علی الزوج		کذا فی فتاوی قاضیخان
٤١	وارض الحوز ارض لا یقدر صاحبها علی زراعتها واداء خراجها فیدفعها الی الامام لتکون منفعتها للمسلمین مقام الخراج وتکون الارض ملکا لصاحبها		کذا فی فتاوی قاضیخان
٤٢	قال السرخسی[2] فی شرحه توجه علی جماعة جبایة بغیر حق فلبعضهم دفعها عن نفسه اذا لم تحمل حصته علی الباقین والافالاولی[3] ان لا یدفعها عن نفسه		کذا فی القنیة

[1] یعنی ارض الحوز، مزارعت پر لینے والوں کو، کاشتکاروں کا حصہ حلال ہے اور سلطان نصف پیداوار کو مساکین پر صدقہ کرے گا اور ارض الحوز کا جو رقبہ انگوروں کے باغ اور درختوں پر مشتمل ہو تو پیداوار کا مخرج باغ اور درخت ہیں اس میں متصرفین کا عمل دخل نہیں پس اگر اس رقبہ کے مالک معروف ہیں تو متصرفین گویا امام کی طرف سے نگران اور محافظ ہیں انہیں اس پیداوار سے کچھ لینا پسندیدہ نہیں ہے اور اگر اس رقبہ کے مالک غیر معروف ہوں تو گویا مالک سرکار ہے اور متصرفین آباد کار ہیں تو وہ کاشتکاروں کا حصہ لے سکیں گے اگرچہ اس میں بھی نوع شبہ موجود ہے اور ارض الحوز کے متعلق حکم نمبر ١٤/١١١٣ اور ارض الموات کے متعلق حکم نمبر ١٣٩/١١١٣ نیز حکم نمبر ٣٦، ٤٠/١١١٣ اور ٣/١١٠٨ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[2] حکم نمبر ٣٩/١١١٣ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر ٣٩/١١١٣ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[4] قوله فالاولی ان لا یدفعها عن نفسه، تمام عبارة القنیة قال رضی الله تعالی عنه وفیه اشکال لان اعطاءه اعانة للظالم علی ظلمه ثم ذکر السرخسی[4] مشارکة جریر وولده مع سائر الناس فی دفع النائبة بعد الدفع عنه ثم قال هذا کان فی ذلك الوقت لانه اعانة علی الطاعة واکثر النوائب فی زماننا بطریق الظلم فمن تمکن

دفعات شق نمبر	تیسواں باب، متفرق امور کی بحث — متفرق امور کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۱۳	نے ایسا نہ کیا تو وہ گناہ گار ہوگا البتہ (اس سے) کاشتکاروں کا حصہ ان کے لئے حلال ہے اور جو شخص ان کی رضامندی سے اس پیداوار سے کھائے گا وہ (بھی) حلال قرار پائے گا اور اگرچہ وہ نوع شبہ سے خالی نہیں لیکن مشائخؒ نے فرمایا ہے کہ ہمارا زمانہ شبہات کا زمانہ ہے پس مسلمان پر لازم ہے کہ وہ معاینہ کردہ حرام سے بچے ؎	قاضیخان
۴۰	(ا) کسی عورت کا خاوند حوز کی زمین میں ہے اور اس کے پاس (اور) مال (بھی) ہے جسے وہ سلطان کی طرف سے حاصل کرتا ہے اور وہ عورت (خاوند سے) کہتی ہے کہ میں تیرے ساتھ حوز کی زمین میں نہیں رہتی تو (اس کے حکم کے متعلق) فقیہ ابوبکر البلخیؒ نے فرمایا کہ اگر اس عورت نے شوہر کا کھانا کھایا اور وہ کھانا بعینہٖ مال غصب نہیں ہے تو اس عورت کو اس کے کھانے کی گنجائش ہے (ب) اسی طرح اگر اس خاوند نے اس عورت کے لئے اس مال سے جس کی اصل حلال نہیں ہے خوراک یا لباس خریدا تو اس عورت کو اس خوراک اور لباس کے استعمال کی گنجائش ہے اور اس کا گناہ خاوند پر ہوگا ؎	قاضیخان
۴۱	اور ارض الحوز، اس زمین کو کہتے ہیں جس کا مالک اس کی زراعت اور اس کے خراج کی ادائیگی پر قادر نہ ہو تو وہ شخص وہ زمین امام (یعنی حاکم مجاز) کی تحویل میں دے دے تاکہ اس کی منفعت خراج کی بجائے عام لوگوں کے لئے ہو اور اصل زمین اس کے مالک کی ملکیت میں رہے ؎	قاضیخان
۴۲	امام سرخسیؒ نے اپنی شرح میں فرمایا ہے کہ کسی جماعت پر ناحق تاوان لگا تو ان میں سے بعض اپنے حصہ کے تاوان کو دور کر سکتا ہے بشرطیکہ اس کا حصہ باقیوں پر نہ ڈالا جائے (یعنی اگر اس کا حصہ دوسروں پر پڑے تو) اولیٰ یہ ہے کہ اسے اپنے آپ سے دور نہ کرے ؎	قنیہ

من دفع الظلم عن نفسه فهو خير له نقله مصححه ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی قوله فالاولی ان لا يدفعها الخ القنیہ کی پوری عبارت یوں ہے آپ نے فرمایا کہ اس میں اشکال ہے اس لئے کہ اس کا (اپنے حصہ کا ناحق ٹیکس) دے دینا ظالم کے ظلم پر اعانت کرتا ہے پھر امام سرخسیؒ نے جریرؒ اور اس کے بیٹے کا اپنی طرف سے تاوان ادا کرنے کے بعد بھی سب لوگوں کے ساتھ تاوان برداشت کرنے میں شریک ہونا ذکر کیا ہے۔ پھر فرمایا کہ ایسا کرنا اس وقت میں تھا اس لئے کہ ایسا کرنا اطاعت (اور نیکی) پر اعانت کرنا تھا (اس لئے کہ اس وقت حوادث میں پکڑے جانے والے اکثر لوگ قصوروار ہوتے تھے) اور ہمارے زمانے میں اکثر آفتیں بطور ظلم ہیں پس جو شخص اپنے سے ظلم دور کر سکے تو ایسا کرنا اس کے لئے خیر ہے (مترجم)

؎ حکم نمبر ۱۳۴/۱۱۱۳ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثلاثون فی المتفرقات — المتفرقات	حوالہ
۱۱۱۳ ۴۳	دفع ظلما عن انسان فدفع الیه عشرین دینارا فباع الآخر منه درهما بعشرین دینارا لیحل له لا یحل له قال مجد الائمة الترجمانی رح هذا علی قول محمد رح اما علی قولهما رح فلا بأس به الا اذا کان البائع ملجأ[1]	کذا فی القنیة
۴۴	رجل له مال وعیال ویحتاج الناس الیه فی حفظ الطریق والبذرقة[2] فان قدر علی ان یحفظ ولا یضیع عیاله کان الحفظ افضل وان لم یمکنه القیام بهما کان القیام بامر العیال اولی به فان قام بحفظ الطریق فاهدی الیه فان لم یأخذ فهو افضل وان اخذها فلیس بحرام	کذا فی جواهر الاخلاطی
۴۵	قال اسمعیل المتکلم رح سلم المؤذی علی المؤذی الیه مرة بعد اخری و کان یرد الیه السلام و یحسن الیه حتی غلب علی ظن المؤذی انه قد سری عنه ورضی عنه لا یعذر والاستحلال واجب علیه وقال القاضی عبد الجبار رح بمثله	کذا فی القنیة فی باب الاستحلال ورد المظالم
۴۶	قال اسمعیل المتکلم رح آذاه ولا یستحله للحال لانه یقول هو ممتلئ غضبا فلا یعفو عنی لا یعذر فی التأخیر	کذا فی القنیة فی باب الاستحلال ورد المظالم

[1] تلجئہ کے متعلق المنجد میں ہے کہ الجأ یعنی مجبور کرنا اور تلجئہ یعنی ایسے فعل پر مجبور کرنا جس کا ظاہر باطن کے خلاف ہو، ماخوذ از المنجد ص۱۱۴۲ اور الشیخ عبد العزیز البخاری رح نے کشف الاسرار میں لکھا ہے کہ تلجئہ، ھزل (یعنی لغو گوئی) کو کہتے ہیں اور لکھا ہے کہ المغرب میں ہے کہ تلجئہ یہ ہے کہ تجھے ایسا امر لانے پر مجبور کر دے جس کا باطن اسکے ظاہر کے خلاف ہو پس تلجئہ ھزل کی ایک نوع ہے اور ھزل عام ہے ماخوذ از کشف الاسرار ج۴ ص۱۳۷۷، ص۱۳۷۸ ۔ بیع تلجئہ میں فریقین پہلے خفیہ معاہدہ کرتے ہیں اور عقد کے وقت بطور ھزل کچھ اور کہتے ہیں چنانچہ فتاوی عالمگیری میں بحوالہ الحاوی لکھا ہے کہ بیع تلجئہ کی ایک قسم نفس بیع میں تلجئہ ہے اور وہ یوں ہے کہ مثلا یہ کہ فریقین میں سے ایک آدمی دوسرے سے یوں کہے کہ میں یہ ظاہر کروں گا کہ میں نے اپنا گھر تیرے ہاتھ بیع کر دیا ہے اور حقیقت میں بیع نہ کروں گا اور اس پر گواہی کر لے اور پھر ظاہر میں

دفعات شق نمبر	تیسواں باب، متفرق امور کے احکام — متفرق امور کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۱۳ ۴۳	(د) کسی شخص نے کسی آدمی سے ظلم دور کیا تو اس (مظلوم) نے اسے بیس دینار دیئے تو ایک اور آدمی نے اس کے ہاتھ ایک درہم (یعنی چاندی کا سکہ[۱]) بیس دینار (یعنی سونے کے سکہ) کے بدلے فروخت کیا تاکہ وہ دینار اس کے لئے حلال ہو جائیں تو (اس سے) حلال نہ ہوں گے مجدالائمہ الترجمانیؒ نے فرمایا کہ یہ حکم امام محمدؒ کے قول پر ہے (ب) اور ان دونوں (یعنی امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ) کے قول کے بموجب ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن اگر فروخت کنندہ نے بطور تلجیۂ (یعنی جس بیع کا ظاہر بطور لغوگوئی حقیقت کے خلاف ہو بطور ایسی بیع) کے ایسا کیا ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر شیخینؒ کے ہاں بھی حلال نہ ہوگا) [۱]	قنیہ
۴۴	(د) کسی شخص کے پاس مال اور عیال ہے اور لوگوں کو راستہ کی حفاظت اور قافلہ کی رہنمائی کرنے میں اس کی ضرورت ہے تو اگر وہ ایسا کر سکے کہ وہ راستہ کی حفاظت کرے تو اس کا عیال ضائع نہیں ہوتا تو راستہ کی حفاظت کرنا افضل ہے (ب) اور اگر وہ دونوں امور کو (اکٹھے) انجام نہ دے سکے تو پھر عیال کی دیکھ بھال اولی ہے پس اگر اس صورت میں اس نے راستہ کی حفاظت سرانجام دی اور اسے کچھ بدلہ دیا گیا تو اگر اس نے نہ لیا تو (ایسا کرنا) افضل ہے اور اگر اس نے لے لیا تو (لے لینا) حرام نہیں ہے [۲]	جواہر الاخلاطی
۴۵	شیخ اسمٰعیل المتکلمؒ کا قول ہے کہ موذی شخص نے (یعنی دوسرے کو ایذا دینے والے شخص نے) موذی الیہ کو (یعنی جس آدمی کو اس موذی نے ایذا دی ہے اس کو) یکے بعد دیگرے سلام کہا اور وہ (موذی الیہ آدمی) اس کے سلام کا جواب دیتا ہوا اور اس سے حسن سلوک کرتا ہو حتی کہ موذی کا ظن غالب یہ ٹھہرا کہ وہ (موذی الیہ) اس (موذی) سے خوش ہے اور راضی ہو گیا ہے تو اس سے اس موذی کا عذر قبول نہ ہوگا اور اس پر اس (موذی الیہ) سے معاف کرانا واجب رہے گا اور قاضی عبدالجبارؒ نے اسی کی مانند فرمایا ہے [۳]	قنیہ
۴۶	شیخ اسمٰعیل المتکلمؒ کا قول ہے کہ کسی نے دوسرے آدمی کو ایذا دی اور اس نے فی الحال اس سے اس لئے معاف نہ کرایا کہ وہ (موذی الیہ) غصہ سے بھرا ہوا ہے پس (اس حالت میں) وہ معاف	

بیع کر دے تو ایسی بیع باطل ہے اور ایک قسم بدل میں تلجئہ ہے اور وہ یوں ہے کہ مثلاً فریقین خفیہ طور پر متفق ہوں کہ قیمت ایک ہزار ہوگی اور وہ بظاہر دو ہزار پر بیع کریں اور لکھا ہے کہ ایک قسم یہ ہے مثلاً فریقین خفیہ طور پر متفق ہوں کہ قیمت ایک ہزار درہم ہوگی اور وہ بظاہر ایک سو دینار پر بیع کریں الخ مفہوم ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی بحث نمبر ۲۰ کتاب البیوع، باب نمبر ۲۰ فی البیاعات المکروھة والارباح الفاسدة، ۲۰۹/۳۴، صفحہ ۲۱۰ اور مزید احکام بھی ہیں نیز حکم نمبر ۴۴/۱۱۱۳ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] قولہ والبذرقة بالذال المعجمة والمهملة الخفارة والمبذرق الخفیر قاموس اھ مصححہ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی البذرقة حفاظت کرنا اور مبذرق حفاظت کنندہ اھ اور البذرق یعنی محافظ و رہبر۔ ماخوذ از المنجد ص ۹۹ (مترجم)
[۳] حکم نمبر ۴۶/۱۱۱۳ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثلاثون فی المتفرقات — المتفرقات	حوالہ
۱۱۱۳		
۴۷	دفع الی راعی الامراء او غیرھم خبزا لیضجع غنمه فی حظیرته او ارضه کما ھو العادة لا یجوز وکذا اذا کانت الاغنام ملکا للراعی لانه رشوة وکذا اذا لم یصرح باشتراط الاباتة لانه مشروط عرفا وللدافع ان یسترد ما دفع الیه والحیلة فیه ان یستعیر الشیاه من مالکها ویأمر مالکها الراعی بالاباتة عند المستعیر ویدفع ذلک القدر الیه احسانا لا اجرة قال رضی الله عنه ولو کان الراعی لا یبیتها ایضا بامره الابرزق کان رشوة ایضا	کذا فی القنیة فی باب مسائل متفرقة
۴۸	ویستحب التنعم بنوم القیلولة لقوله علیه السلام قیلوا فان الشیاطین لا تقیل	کذا فی الغیاثیة
۴۹	تستحب القیلولة فیما بین المنجلین بین رأس الشعیر ورأس الحنطة ویستحب ان ینام الرجل طاھرا ویضطجع علی شقه الایمن مستقبل القبلة ساعة ثم ینام علی یساره	کذا فی السراجیة
۵۰	ویکره النوم فی اول النهار	کذا فی الغرائب
۵۱	وفیما بین المغرب والعشاء ورأیت فی بعض المواضع ما کانت لنومة احب الی علی رضی الله عنه من نومة بعد العشاء قبل العشاء[4] الاخیرة	کذا فی الغرائب

[1] حکم نمبر ۴۵/۱۱۱۳ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] حکم نمبر ۴۸ تا ۵۸، ۶۳، ۱۲۰ تا ۱۲۲/۱۱۱۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] المنجل یعنی درانتی، گھنی کھیتی ماخوذ از المنجد ص۱۲۵۷ اور اس حکم سے غالبا مراد یہ ہے کہ جو اور گندم کی کٹائی کے دوران یعنی خصوصیت سے گرمی کے موسم میں قیلولہ کرنا مستحب ہے واللہ اعلم بالصواب (مترجم)

[4] قوله بعد العشاء قبل العشاء الخ اصل العبارة مذکورة فی القنیة ونصها نهی النبی صلی الله علیه وسلم عن النوم قبل العشاء وعن السمر بعدها ثم رمز لشرح الطحاوی لعل النهی عن النوم بعد دخول الوقت فقد روی ما کانت نومه احب الی علی کرمه الله وجهه من نومة بعد العشاء قبل العشاء قلت الظاهر انه اراد بعد صلوة العشاء الاولی قبل العشاء الآخرة اھ کلام القنیة تأمل اھ مصححه یعنی قوله بعد العشاء الخ اصل عبارت

دفعات شق نمبر	تیسواں باب، متفرق امور کے احکام — متفرق امور کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۱۳	نہ کرے گا تو (معافی چاہیے ہیں) تاخیر کرنے کے لئے اس کا یہ عذر قبول نہ ہو گا [1]	قنیہ
۴۷	(ا) کسی شخص نے امرائیان کے علاوہ چرواہے کو روٹی دی تاکہ وہ اس کی غنم (یعنی بھیڑ بکریوں) کو اس (امیر) کے باڑہ یا اس کی زمین میں ساتھ رکھا کرے جیسا کہ عادت جاری ہے تو ایسا کرنا جائز نہیں ہے (ب) اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب وہ (اضافی) بکریاں اس چرواہے کی ہوں اس لئے کہ ایسا کرنا رشوت ہے (ج) اور اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اس نے (روٹی دینے میں بکریوں کو ساتھ) رات رکھنے کی صریح شرط نہ لگائی اس لئے کہ یہ (یعنی رات ساتھ رکھنا) از روئے عرف (درسم ورواج) مشروط ہے (د) اور (روٹی) دینے والے کو یہ حق حاصل ہے کہ جو اس نے اس (چرواہے) کو دیا ہے وہ واپس لے لے (ہ) اور اس میں حیلہ یہ ہے کہ وہ (چرواہا) ان بکریوں کو ان کے مالک سے عاریتہ (یعنی مانگے) لے پھر بکریوں کا مالک چرواہے کو حکم کرے کہ وہ عاریۃ لینے والے کے پاس ہی رات رہیں اور جو اسے دینا ہے وہ بطور احسان دے بطور اجرت نہ دے (س) مؤلف نے فرمایا کہ (اس صورت میں) اگر وہ چرواہا اس کے حکم سے بھی رات نہیں رکھتا سوائے اس کے کہ وہ (مالک اسے) کچھ رزق دے تو پھر وہ (کچھ دینا) بھی رشوت قرار پائے گا	قنیہ
۴۸	(ا) قیلولہ کی نیند (یعنی دوپہر کے وقت سو لینے) سے آسودگی حاصل کرنا مستحب ہے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے (جس کا مفہوم یہ ہے) کہ "قیلولہ کیا کرو اس لئے کہ شیطان قیلولہ نہیں کرتا" [2]	غیاثیہ
۴۹	(ا) اور یہ مستحب ہے کہ رأس الشعیر اور راس الحنطہ میں منجلین کے دوران (یعنی جو اور گندم کے اصل میں درانتیوں کے دوران یعنی ان کی کٹائی کے موسم میں) قیلولہ کرے (ب) اور یہ بھی مستحب ہے کہ کوئی شخص باوضو سوئے (ج) اور یہ کہ پہلے) تھوڑی دیر دائیں کروٹ پر (اور پھر بائیں کروٹ پر سوئے	سراجیہ
۵۰	یہ مکروہ ہے کہ کوئی شخص دن کے شروع میں سوئے	غرائب
۵۱	اور یہ کہ (یعنی مذکورہ صورت کے حکم کی طرح یہ بھی مکروہ ہے کہ کوئی شخص) مغرب اور عشا کے مابین سوئے (ب) اور میں نے بعض مقام پر (لکھا) دیکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک عشاء اخیر (کا وقت داخل ہونے) سے پہلے، عشاء (اولی یعنی مغرب) کے بعد سونے سے کوئی سونا زیادہ پسند نہ تھا	غرائب

[1] القنیہ میں مذکور ہے جس کی عبارت (کا مفہوم) یوں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا سے پہلے سونے کو اور عشا کے بعد قصہ گوئی کو منع فرمایا ہے پھر شرح الطحاوی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ غالبا سونے کی ممانعت (عشاء کا) وقت داخل ہونے کے بعد ہے اور مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں عشاء (یعنی مغرب) کے بعد اور عشاء (کا وقت داخل ہونے) سے پہلے سونے سے کوئی سونا زیادہ پسند نہ تھا اور میں کہتا ہوں کہ اس کا ظاہر یہ ہے کہ اس میں مراد عشاء اولی کی نماز کے بعد عشاء الآخرہ سے پہلے (کا وقت) ہے اھ ۔ حکم نمبر ۶۲/۱۱۱۳ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثلاثون فی المتفرقات — المتفرقات	حوالہ
١١١٣ ٥٢	وینبغی ان یکون نومه علی الفراش المتوسط بین اللین والخشونة	کذا فی الغرائب
٥٣	ویتوسد کفه الیمنی تحت خده	کذا فی الغرائب
٥٤	ویذکر انه سیضطجع فی اللحد کذلك وحیدا لیس معه الا الاعمال	کذا فی الغرائب
٥٥	ویقال الاضطجاع بالجنب الایمن اضطجاع المومن وبالایسر اضطجاع الملوک ومتوجها الی السماء اضطجاع الانبیاء[۲] وعلی الوجه اضطجاع الکفار ولوکان ممتلئا یخاف وجع البطن فلا بأس بان یجعل وسادة تحت بطنه و ینام علیها	کذا فی الغرائب
٥٦	یذکر الله تعالی فی حالة النوم بالتهلیل والتحمید والتسبیح حتی یذهب به النوم فان النائم یبعث علی ما بات علیه والمیت علی ما مات علیه	کذا فی الغرائب
٥٧	ویقوم من مقامه قبل الصبح فان الارض تشتکی الی الله تعالی من غسل الزانی ودم حرام یسفک علیها ونومة بعد الصبح	کذا فی الغرائب
٥٨	ویستیقظ ذاکرا لله تعالی وعازما علی التقوی عما حرم الله تعالی علیه وناویا ان لا یظلم احدا من عباد الله تعالی	کذا فی الغرائب
٥٩	(وفی فتاوی آهو) سئل القاضی برهان الدین (مردی ازکوه سنگ خراس برکند ولبعضی را نا بریده ماند) فجاء رجل (وباقی را برکند) فهو للثانی لان الاول ما احرزه[۳]	کذا فی التاتارخانیة
٦٠	الصبرة اذا اصابت طرفا منها نجاسة ولا یعرف ذلك بعینه فعزل منها قفیزا او قفیزین فغسل ذلك او زال ذلك عن ملکه ببیع او هبة یحکم بطهارة	

[۱] حکم نمبر ١٢٢/١١١٣ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] حکم نمبر ١٢١/١١١٣ ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] رجل اقتلع من الجبل حجارة طاحون وترک بعضها بلا قلع فجاء رجل واقتلع الباقی عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی کسی شخص نے پہاڑ سے چکی کا پتھر اکھاڑا اور اس کا

دفعات شق نمبر	تیسواں باب، متفرق امور کے احکام — متفرق امور کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۱۳ ۵۲	اور چاہیئے کہ اس کا سونا، درمیانہ بستر پر ہو جو (بستر) نرم اور سخت کے مابین ہو	غرائب
۵۳	اور (سونے میں) دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو اپنے رخسار کے نیچے رکھ کر تکیہ بنائے	غرائب
۵۴	اور (سوتے وقت میں) یہ یاد کرے کہ وہ عنقریب اس طرح لحد میں تنہا لیٹا ہوگا اور اس کے ساتھ سوائے اپنے اعمال کے کوئی ساتھ نہ ہوگا	غرائب
۵۵	(ا) اور کہا گیا ہے کہ دائیں کروٹ پر لیٹنا مومن کا لیٹنا ہے (ب) اور بائیں کروٹ پر لیٹنا بادشاہوں کا لیٹنا ہے (ج) آسمان کی طرف رخ کر کے لیٹنا انبیاء علیہم السلام کا لیٹنا ہے (د) اور چہرے کے بل لیٹنا کفار کا لیٹنا ہے۔ البتہ اگر کسی شخص کا پیٹ بھرا ہوا ہو اور اسے پیٹ کے درد کا خوف ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ اپنے پیٹ کے نیچے تکیہ رکھے اور اس پر سوئے	غرائب
۵۶	اور سوتے وقت اللہ تعالےٰ کی یاد (مثلاً) لا الہ الا اللہ کہنے، الحمد للہ کہنے اور سبحان اللہ کہنے سے کرتا رہے حتی کہ اسے نیند آجائے اس لئے کہ سونے والا اس حالت پر اٹھایا جاتا جس حالت پر اس نے رات گزاری اور وفات پانے والا اس حالت پر اٹھایا جائے گا جس حالت پر اس نے وفات پائی [۱]	غرائب
۵۷	آدمی اپنی (خواب گاہ) کے مقام سے صبح سے پہلے اٹھ کھڑا ہو اس لئے کہ زمین (ان لوگوں کے متعلق) اللہ تعالی سے شکایت کرتی ہے (۱) زانی کے غسل (کے پانی) سے (جو اس پر گرایا جائے) (۲) حرام خون سے جو اس پر بہایا جائے (یعنی خون ناحق سے) (۳) اور صبح ہونے کے بعد سونے سے (یعنی جو آدمی صبح ہونے کے بعد سوتا رہے) [۲]	غرائب
۵۸	(ا) اور (آدمی جاگے تو) اللہ تعالی کا ذکر کرتے ہوئے جاگے (ب) اور یہ پختہ عزائم کئے ہوئے ہو کہ وہ اللہ تعالی کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچے گا (ج) اور وہ یہ نیت کئے ہوئے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے بندوں میں سے کسی پر ظلم نہ کرے گا	غرائب
۵۹	فتاوی آہو میں ہے کہ قاضی برھان الدین رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ کسی شخص نے پہاڑ سے چکی کا پتھر اکھاڑ لیا اور اس (پتھر) کے بعض کو بغیر کاٹے چھوڑا پھر ایک آدمی آیا اور اس نے باقی ماندہ (چکی کا پتھر) اکھاڑ لیا تو وہ اس دوسرے کے لئے ہے اس لئے کہ پہلے نے اسے حرز میں (یعنی حفاظت میں) نہیں لیا [۳]	تتارخانیہ
۶۰	غلہ کے انبار کے کسی جانب نجاست پہنچی اور بطور معین وہ معلوم نہیں پس کسی نے اس ڈھیر سے ایک یا دو قفیز الگ کر کے اسے دھو دیا یا وہ فروخت کردینے یا ہبہ کر دینے سے	

[۱] بعض اکھاڑے (یعنی کاٹے) بغیر چھوڑ دیا پھر ایک آدمی آیا اور اس نے باقی ماندہ (چکی کا پتھر) اکھاڑ لیا (مترجم)

[۳] حرز کے متعلق حکم نمبر ۲۷۰ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثلاثون فی المتفرقات — المتفرقات	حوالہ
۱۱۱۳	ما بقی من الصبرة و یحل اکله	کذا فی المحیط
۶۱	ولا روایة عن اصحابنا[1] فی هذه ومشایخنا[2] استخرجوها من مسألة فی السیر صورتها دخل رجل من اهل الذمة حصنا من حصون اهل الحرب قد حاصره المسلمون ثم ان المسلمین فتحوا الحصن واخذوا بالرجال وعلموا یقینا ان الذمی فیهم الا انهم لم یعرفوه بعینه وکل واحد منهم یدعی انه الذمی فانه لا یحل للمسلمین قتلهم ولو قتل واحد من اهل الحصن بعد ما دخل الذمی فیه اومات اوخرج واحد منهم فانه یحل للمسلمین قتلهم لانه بعد ما مات واحد اوقتل اوخرج من الحصن لم یتیقن ان فیهم من هو محرم القتل لجواز ان محرم القتل من قتل اومات اوخرج من الحصن	کذا فی المحیط
۶۲	اذا اختلط ودک المیتة بالدهن جاز ان یستصبح به ویدبغ به الجلد اذا کان الدهن غالبا	کذا فی السراجیة
۶۳	واذا قرئ صک علی صبی وهو لا یفهم ثم کبر لا یجوز له ان یشهد بما فیه الا تری ان البالغ اذا قرئ علیه صک وهو لا یفهم ما فیه لا یجوز له ان یشهد بما فیه	کذا فی الخلاصة
۶۴	قال الفقیه رح کره بعض الناس السمر بعد العشاء واجازه بعض الناس قال الفقیه رح السمر علی ثلثة اوجه احدها ان یکون فی مذاکرة العلم فهو افضل من النوم والثانی ان یکون السمر من اساطیر الاولین والاحادیث الکاذبة والسخریة والضحک فهو مکروه والثالث ان یتکلموا للموانسة ویجتنبوا الکذب وقول الباطل فلا بأس به والکف عنه افضل واذا فعلوا	

[1] اس کے متعلق حکم نمبر ۶۱/۱۱۱۳ نیز حکم نمبر ۶۲/۱۱۱۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] حکم نمبر ۶۰/۱۱۱۳ مع حاشیہ نیز استدلال میں نظیر کے متعلق حکم نمبر ۲۵/۱۰۹۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	تیسواں باب، متفرق امور کے احکام — متفرق امور کے احکام کے بیان	حوالہ
۱۱۱۳	اس کی ملکیت سے نکل گیا تو اس ڈھیر سے باقی ماندہ کی طہارت کا حکم کیا جائے گا اور اس کا کھانا حلال قرار پائے گا ۱ے	محیط
۶۱	اس (مذکورہ صورت) کے حکم کے متعلق ہمارے اصحاب سے کوئی روایت موجود نہیں ہے البتہ ہمارے مشائخ رحمہم اللہ نے السیر کے ایک مسئلہ سے اس (مذکورہ صورت) کا حکم استخراج کیا ہے اور (اس مسئلہ) کی صورت یوں ہے کہ مسلمانوں نے دارالحرب کے قلعوں میں سے کسی قلعہ کا محاصرہ کیا تو اس قلعہ میں مسلمانوں کا کوئی ذمی داخل ہوا پھر مسلمانوں نے وہ قلعہ فتح کرلیا اور ان کے مرد گرفتار کرلئے اور ان مسلمانوں کو یقیناً معلوم ہے کہ وہ ذمی ان میں ہے البتہ انہیں وہ بعینہ معلوم نہیں اور ان (قلعہ والے قیدیوں میں) سے ہر ایک دعویٰ کرتا ہے کہ وہ ہی ذمی ہے تو مسلمانوں کے لئے ان (قیدیوں) کا قتل جائز نہیں اور اگر اس قلعہ میں ذمی کے داخل ہونے کے بعد قلعہ والوں میں سے کوئی ایک شخص بھی قتل کیا گیا یا مرگیا یا ان میں سے کوئی ایک شخص باہر نکل گیا تو پھر مسلمانوں کے لئے ان (قیدیوں) کا قتل کرنا حلال قرار پا سکتا ہے اس لئے کہ اس قلعہ سے کسی ایک شخص کے مرنے یا قتل ہونے یا باہر نکل جانے کے بعد یہ یقین نہ رہا کہ ان میں وہ شخص موجود ہے جس کا قتل کرنا حرام ہے کیونکہ (اس صورت میں) یہ ممکن ہے کہ جس کا قتل کرنا حرام تھا وہ قتل ہوچکا یا مرگیا ہے یا وہ اس قلعہ سے نکل گیا ہے ۲ے	محیط
۶۲	جب مردار کی چربی تیل میں (پگھل کر) مختلط ہوگئی تو اس سے چراغ روشن کرنا یا چمڑے کو دباغت دینا جائز قرار پاتا ہے بشرطیکہ (اس چربی کی نسبت) تیل زیادہ ہو ۳ے	سراجیہ
۶۳	(ا) جب کوئی دستاویز کسی بچہ (یعنی نابالغ) کے سامنے پڑھی گئی حالانکہ وہ (اسے) نہیں سمجھ پاتا پھر وہ بڑا (یعنی بالغ) ہوگیا تو اسے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ (اس پڑھے جانے کی بنا پر) اس دستاویز کے مضمون کے متعلق گواہی دے (ب) کیا تو نہیں دیکھتا کہ جب بالغ آدمی کے سامنے کوئی دستاویز پڑھی جائے درآنحالیکہ وہ اس کے مضمون کو نہیں سمجھتا تو اسے یہ جائز نہیں ہوتا کہ وہ اس کے مضمون کے متعلق گواہی دے ۴ے	خلاصہ
۶۴	(ا) الفقیہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بعض (اہل علم) لوگوں نے عشاء کے بعد سمر (یعنی قصہ گوئی) کو مکروہ کہا ہے (ب) اور بعض نے اس کی اجازت قرار دی ہے (ج) الفقیہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ السمر (یعنی قصہ گوئی) تین قسم پر ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ علمی مذاکرہ ہو تو وہ سونے سے بہتر ہے دوم یہ کہ وہ قصہ گوئی، پہلے لوگوں کی کہانیاں، جھوٹی باتیں، مسخرہ پن اور مضحکہ خیز باتیں ہوں تو ایسی قصہ گوئی مکروہ ہے سوم یہ کہ وہ باہم موافقت کی باتیں ہوں اور وہ (اس میں) جھوٹ اور باطل باتوں سے بچتے	

۳ے حکم نمبر ۶۰/۱۱۱۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ے حکم نمبر ۳۴/۴۱۷ نیز ۲۳/۴۱۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثلاثون فی المتفرقات　　　　المتفرقات	حوالہ
١١١٣	ذلک ینبغی ان یکون رجوعھم علی ذکر اللہ عزوجل والتسبیح والاستغفار حتی یکون ختمہ بالخیر	کذا فی الخلاصة
٦٥	السوال عن الاخبار المحدثة فی البلدة وغیر ذلک المختار انہ لا بأس بالاستخبار والاخبار	کذا فی الخلاصة
٦٦	لا بأس للعالم ان یحدث عن نفسہ بانہ عالم لیظھر علمہ فیستفید منہ الناس ولیکون ذلک تحدیثا بنعم اللہ تعالی	کذا فی الغرائب
٦٧	قال الفقیہ ثم ان العلم علی الانواع وکل ذلک عند اللہ تعالی حسن وذلک لیس کالفقہ	کذا فی السراجیة
٦٨	وینبغی للرجل ان یکون تعلم الفقہ اھم الیہ من غیرہ واذا أخذ الانسان حظا وافرا فی الفقہ ینبغی ان لا یقتصر علی الفقہ ولکن ینظر فی علم الزھد وفی حکم الحکماء وشمائل الصالحین، طلب العلم فریضة بقدر الشرائع وما یحتاج الیہ لامر لا بد منہ من احکام الوضوء والصلوة وسائر الشرائع ولامور معاشہ وما وراء ذلک لیس بفرض فان تعلمھا فھو افضل وان ترکھا فلا اثم علیہ	کذا فی السراجیة
	وفی النوازل وعن ابی عاصم انہ قال طلب الاحادیث حرفة المفالیس یعنی بہ اذا طلب الحدیث ولم یطلب فقھہ	کذا فی التاتارخانیة
٦٩	وتعلم علم النجوم لمعرفة القبلة واوقات الصلوة لا بأس بہ والزیادہ حرام	کذا فی الوجیز للکردری
٧٠	تعلم الکلام والنظر والمناظرة فیہ وراء قدر الحاجة مکروہ وقیل الجواب فی ھذہ المسئلة ان کثرة المناظرة والمبالغة فی المجادلة مکروہ لان ذلک یؤدی الی اشاعت البدع والفتن وتشویش العقائد وھذا ممنوع جدا	کذا فی جواھر الاخلاطی

١ے حکم نمبر ٦٥، ٦٨/١١١٣ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ٢ے حکم نمبر ٦٣/١١١٣ ملاحظہ ہوں (مترجم)
٣ے علم دین اور دیگر علوم کے متعلق حکم نمبر ٦٦ تا ١٠٣/١١١٣ ملاحظہ ہوں (مترجم)
٤ے غالباً اس لئے کہ علم فقہ میں دین کے تفصیلی احکام اور ان کے دلائل کی وجہ سے یہ علم اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآنِ مجید،

دفعات شق نمبر	تیسواں باب، متفرق امور کے احکام — متفرق امور کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۱۳	ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اس سے رکے رہنا افضل ہے اور اگر وہ ایسا کریں تو (آخر میں) اللہ تعالیٰ کے ذکر، تسبیح اور استغفار کی طرف رجوع کریں تاکہ اختتام بالخیر ہو ؎	خلاصہ
۶۵	شہروں وغیرہ میں نئی باتوں کی خبروں کی دریافت کے متعلق مختار حکم یہ ہے کہ ایسی خبریں دریافت کرنے اور خبریں دینے میں کوئی حرج نہیں ؎	خلاصہ
۶۶	عالم (دین) کے لئے اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ اپنے متعلق یہ بیان کرے کہ وہ عالم ہے تاکہ اس کا علم ظاہر ہو تو لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں اور ایسا کہنا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو بیان کرنے کے طور پر ہو ؎	غرائب
۶۷	الفقیہ ؒ نے فرمایا کہ علم کی کئی قسمیں ہیں اور سبھی اللہ تعالیٰ کے ہاں اچھے ہیں البتہ علم فقہ جیسا کوئی علم نہیں ؎	سراجیہ
۶۸	(ا) آدمی کو چاہیئے کہ اس کے ہاں (دوسرے علوم کی نسبت) فقہ کا سیکھنا سب سے زیادہ قابلِ اہتمام ہو اور جب کوئی آدمی فقہ کا علم اچھا خاصا حاصل کرلے تو اسے چاہیئے کہ وہ علم فقہ پر ہی بس نہ کرے لیکن وہ علم زہد، داناؤں کی حکمتوں اور نیک لوگوں کی عادات پر نظر کرے (ب) اور (ہر مسلمان کے لئے) بقدر شرائع اور ضروری امور مثلاً وضو، نماز، جملہ شرعی احکام اور اپنی معاش کے امور کے احکام جن کی ضرورت ہوتی ہے (ان کا) علم حاصل کرنا فرض ہے (ج) اور اس کے علاوہ علوم کا حصول فرض نہیں ہے پس اگر انہیں سیکھ لے تو افضل ہے اور چھوڑ دے تو اس پر گناہ نہیں ہے	سراجیہ
	(د) النوازل میں ہے کہ شیخ ابو عاصم ؒ سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ (فقہ کے ضروری احکام کی سوجھ بوجھ کے بغیر) احادیث کی طلب کرنا الیسوں کا ہنر ہے جو آمدن نہ پائیں اور (اس میں) ان کی مراد یہ ہے کہ جب کسی نے حدیث کی طلب کی اور اس نے فقہ (دین کے ضروری احکام کی سوجھ بوجھ) حاصل نہ کی	تاتارخانیہ
۶۹	علم نجوم (اس قدر) حاصل کرنا کہ قبلہ اور نماز کے اوقات کی پہچان ہو جائے اس میں کوئی حرج نہیں اور اس (ضرورت) سے زیادہ (علم نجوم کا حصول) حرام ہے ؎	وجیز للکردری
۷۰	علم الکلام کا سیکھنا، اس میں غور کرنا اور اس میں مناظرہ کرنا جو قدر ضرورت سے زائد ہو مکروہ ہے بعض کا قول یہ ہے کہ اس مسئلہ میں جواب یہ ہے کہ مناظرہ کی کثرت اور بحث میں مبالغہ مکروہ ہے اس لئے کہ ایسا کرنا، بدعت، فتن اور عقائد کی تشویش کی اشاعت کے اسباب کا باعث ہوتا ہے ؎	جواہر الاخلاطی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث، آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور ان سے مستنبط احکام سبھی کو سموئے ہوئے ہے

علم فقہ کے متعلق $\frac{۱۲، ۶۷، ۶۸، ۷۴، ۸۰، ۸۲ تا ۸۴، ۱۰۰}{۱۱۱۳}$ نیز حکم نمبر $\frac{۶۶}{۱۱۱۳}$ اور $\frac{۸۹}{۱۰۸۳}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

؎ حکم نمبر $\frac{۷۵}{۱۱۱۳}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر		الباب الثلاثون فی المتفرقات — المتفرقات	حوالہ
١١١٣	٧١	ولا يناظر فی المسئلة الكلامية اذا لم يعرفها على وجهها وكان محمدؒ يناظر فيها	كذا فی الملتقط
	٧٢	قال الشيخ الامام صدر الاسلام ابو اليسرؒ نظرت فی الكتب التی صنفها المتقدمون فی علم التوحيد فوجدت بعضها للفلاسفة مثل اسحٰق الكندی والاستقراری و امثالهما وذلك كله خارج عن الدين المستقيم زائغ عن الطريق القويم فلا يجوز النظر الى تلك الكتب ولا يجوز امساكها فانها مشحونة من الشرك والضلال قال ووجدت ايضا تصانيف كثيرة فی هذا الفن للمعتزلة مثل عبد الجبار الرازی والجبائی والكعبی والنظام وغيرهم فلا يجوز امساك تلك الكتب والنظر فيها كيلا تحدث الشكوك ولا يتمكن الوهن فی العقائد وكذلك المجسمة صنفوا كتبا فی هذا الفن مثل محمد بن هيصم وامثاله فلا يحل النظر فی تلك الكتب ولا امساكها فانهم شر اهل البدع وقد صنف الاشعریؒ كتبا كثيرة لتصحيح مذهب المعتزلة ثم ان الله تعالى لما تفضل عليه بالهدى صنف كتابا ناقضا لما صنف لتصحيح مذهب المعتزلة الا ان اصحابنا من اهل السنة والجماعة خطؤه فی بعض المسائل التی اخطأ فيها ابو الحسنؒ فمن وقف على المسائل وعرف خطأه فلا بأس بالنظر فی كتبه وامساكها وعامة اصحاب الشافعیؒ اخذوا بما استقر عليه ابو الحسن رحـ ويطول تعداد ما اخطأ فيه ابو الحسنؒ وكذلك لا بأس بامساك تصانيف ابی محمد عبد الله بن سعيد القطانؒ وهو اقدم من ابی الحسن الاشعریؒ واقاويله توافق اقاويل اهل السنة والجماعة الا فی مسائل قلائل لا تبلغ عشر مسائل فانه خالف فيها اهل السنة والجماعة لكن انما يحل النظر بشرط الوقوف على ما أخطأ فيه	كذا فی الظهيرية
	٧٣	ومن العلوم المذمومة علوم الفلاسفة فانه لا يجوز قراءتها لمن لم يكن متبحرا فی العلم وسائر الحجج عليهم وحل شبهاتهم والخروج عن اشكالاتهم	كذا فی الجواهر الفتاوی
	٧٤	العلوم ثلثة علم نافع يجب تحصيله وهو علم معرفة المعبود وخلق الاشياء سوى الله تعالى وبعد ذلك العلم بالحلال والحرام والامر والنهی وما بعث الانبياء عليهم السلام به	كذا فی جواهر الفتاوی

دفعات / شق نمبر	تیسواں باب، متفرق امور کے احکام — متفرق امور کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۱۳ / ۷۱	(و) جب کوئی شخص علم کلام صحیح طور پر نہ جانتا ہو تو وہ مسئلہ کلامیہ میں مناظرہ نہ کرے (ب) اور امام محمدؒ مسئلہ کلامیہ میں مناظرہ کیا کرتے تھے ؎	ملتقط
۷۲	(و) الشیخ الاسلام صدر الاسلام ابو الیسرؒ نے فرمایا کہ میں نے ان کتابوں پر غور کیا جو پہلے لوگوں نے علم توحید میں تصنیف کیں تو میں نے ان میں سے فلاسفہ کی بعض ایسی کتابیں جو (مثلاً) اسحاق الکندی، استقراری اور ان کی مانند فلاسفہ کی ایسی پائیں جو سبھی دین مستقیم سے خارج اور سیدھی راہ سے ٹیڑھی ہیں پس ان کتب کا مطالعہ اور انہیں رکھنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ وہ شرک وضلالت سے بھری پڑی ہیں (ب) آپ نے فرمایا کہ میں نے اس فن میں معتزلہ کی بہت سی تصانیف مثلاً عبد الجبار الرازی الجبائی اور الکعبی وغیرہ کی دیکھیں پس انہیں رکھنا اور ان کا مطالعہ کرنا جائز نہیں تاکہ شکوک پیدا نہ ہوں اور عقائد میں کمزوری پیدا نہ ہو (ج) اور اسی طرح اس فن میں المجسمۃ مثلاً محمد بن هیصم اور اس کی مانند نے کتب تصنیف کیں پس ان کتابوں کا مطالعہ اور انہیں رکھنا حلال نہیں پاتا اس لیے یہ لوگ اہل بدعت سے زیادہ شر والے ہیں (د) اور معتزلہ کے مذہب کی تصحیح میں (ابو الحسن) الاشعریؒ نے بہت سی کتب تصنیف کیں۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل فرما کر اسے ہدایت سے نوازا تو اس نے معتزلہ کے مذہب کی تصحیح میں تصنیف کردہ کتب کے توڑ میں کتاب تصنیف کی لیکن اہل سنت والجماعت کے ہمارے بعض اصحابؒ نے ان مسائل میں غلطی ثابت کی جن میں ابو الحسن الاشعریؒ نے غلطی کی۔ پس جو شخص ان مسائل پر واقف ہو اور اسے اس کی (یعنی ابو الحسن الاشعریؒ) کی غلطی معلوم ہو تو (اسے) اس کی کتابوں کے مطالعہ میں اور انہیں رکھنے میں کوئی حرج نہیں اور امام شافعیؒ کے عام اصحاب نے اسے اختیار کیا ہے جس پر ابو الحسن الاشعریؒ کی رائے قائم ہوئی ہے اور (اس میں) ابو الحسن الاشعریؒ نے جن (مسائل) میں خطا کی ہے اس کی تعداد طویل ہے (ہ) اور اسی طرح ابو محمد عبد اللہ بن سعید القطانؒ کی تصانیف رکھنے میں کوئی حرج نہیں اور آپ ابو الحسن الاشعریؒ سے پہلے گزرے ہیں اور ان کے اقوال اہل سنت والجماعت کے اقوال کے موافق ہیں سوائے ان تھوڑے سے مسائل کے جو (تعداد میں) دس مسئلوں تک نہیں پہنچتے پس انہوں نے ان (چند) مسئلوں میں اہل سنت والجماعت سے اختلاف کیا ہے لیکن ان کتابوں کا مطالعہ اس شرط پر حلال ہوگا کہ جس مسئلہ میں مصنف نے خطا کی ہے اس پر واقفیت ہو	ظہیریہ
۷۳	اور مذموم (یعنی عیب دار) علوم میں سے فلاسفہ کے علوم ہیں پس جو شخص علم دین میں، اور جو دلائل فلاسفہ پر حجت ہیں ان میں، ان کے شبہات کے حل میں اور ان کے اشکالات دور کرنے میں متبحر (یعنی وسیع علم والا) نہ ہو اسے ان کی کتب کا مطالعہ جائز نہیں ہوتا	جواہر الفتاوی
۷۴	علوم تین قسم ہیں ان میں سے ایک علم وہ ہے جو علم نافع (آخرت) ہے اس کا حاصل کرنا واجب ہے اور وہ معبود (یعنی اللہ تعالیٰ) کی معرفت کا علم، اللہ تعالیٰ کے سوا چیزوں کی پیدائش کا	

دفعات شق نمبر	الباب الثلاثون فی المتفرقات — المتفرقات	حواله
۱۱۱۳		
۷۵	وعلم يجب الاجتناب عنه وهو السحر وعلم الحكمة والطلسمات وعلم النجوم الا على قدر ما يحتاج اليه فی معرفة الاوقات وطلوع الفجر والتوجه الى القبلة والهداية فی الطريق	كذا فی جواهر الفتاوی
۷۶	وعلم آخر ليس فيه نفع يرفع الى الآخرة وهو علم الجدل والمناظرات فيكون الاشتغال به تضييع العمر فی شیٔ لا ينفعه فی الآخرة وانما يشتغلون به لقهر الخصوم لا لاظهار الحق والوقوف على الفرق بين المسائل واخراج التناقض من بين الاحكام فان اشتغلوا بغيره مما نفعه فی الدنيا والآخرة ولا تضييع للعمر فيه كان اولى	كذا فی جواهر الفتاوی
۷۷	واذا تعلم رجلان علما كعلم الصلوة ونحوها احدهما يتعلم ليعلم الناس والآخر يتعلم ليعمل به فالاول افضل	كذا فی خزانة المفتين
۷۸	التموية فی المناظرة والحيلة فيها هل يحل ان كان يكلمه متعلما مسترشدا او غير مسترشد على الانصاف بلا تعنت لا يحل وان كان يكلمه من يريد التعنت ويريد ان يطرحه يحل ان يحتال كل حيلة لدفعه عن نفسه لان دفع التعنت مشروع بای طريق يمكن الدفع	كذا فی المحيط
۷۹	فی جامع الجوامع تعليم العاصی ليجتنب جائز	كذا فی التتارخانية
۸۰	للعربية فضل على سائر الالسن وهو لسان اهل الجنة فمن تعلمها او علم غيره فهو ماجور	كذا فی السراجية
۸۱	قال الفقيه ابو الليث رح ينبغی ان لا ياخذ العلم الا من امين	كذا فی الغرائب

له علم کی مذکوره مبینہ تین قسموں کے متعلق حکم نمبر ۷۴ تا ۷۶ / ۱۱۱۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	تیسواں باب، متفرق امور کے احکام　　متفرق امور کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۱۲	علم اور اس کے بعد حلال وحرام، امر و نہی اور وہ علوم جن کے ساتھ انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے لہ	جواہر الفتاوی
۷۵	اور (علوم کی مذکورہ تین قسموں میں سے) ایک (اور یعنی دوسرا) علم وہ ہے جس سے پرہیز کرنا واجب ہے اور وہ جادو، علم فلسفہ، طلسمات اور علم نجوم ہے لیکن وقتوں، فجر کے طلوع، قبلہ پہچاننے اور راستہ پہچاننے کی ضرورت کے بقدر (علم نجوم) کے متعلق یہ حکم نہیں ہے (یعنی مذکورہ ضرورت کے بقدر علم نجوم کا سیکھنا جائز ہے) ۲ے	جواہر الفتاوی
۷۶	اور (علوم کی مذکورہ تین قسموں میں سے) ایک (اور یعنی تیسرا) علم وہ ہے جس میں ایسا کوئی نفع نہیں ہوتا جسے آخرت میں لے جائے اور وہ علم الجدل (یعنی بحث کرنے) اور مناظرات کا علم ہے پس ان میں مشغول ہونا ایک ایسی چیز میں عمر ضائع کرنا ہے جو آخرت میں اسے نفع نہیں دینی اور وہ اس میں اس لئے مشغول ہوتے ہیں تاکہ مخالف کو مغلوب کرلیں اور (اس سے) یہ غرض نہیں ہوتی کہ حق کا اظہار ہو، مسائل (کی نوعیت) میں فرق سے واقفیت اور احکام میں سے تناقض دور کرنا ہو پس اگر وہ اس کے علاوہ کسی ایسے علم میں مشغول ہو جو اسے دنیا اور آخرت میں نفع دے اور اس میں اس کا عمر ضائع کرنا نہ ہو تو ایسا کرنا اولی ہے	جواہر الفتاوی
۷۷	جب دو شخصوں نے نماز اور اس کی مانند علم (نافع) سیکھا اور ان میں سے ایک کی نیت یہ ہو کہ وہ سیکھ کر دوسروں کو سکھائے گا اور دوسرے شخص کی نیت یہ ہو کہ وہ سیکھ کر خود اس پر عمل کرے گا تو (ان دونوں میں سے) پہلا افضل ہے	خزانۃ المفتین
۷۸	(ا) کیا مناظرہ میں تمویہ (یعنی ملمع کاری، خلاف واقعہ بیان) اور اس میں حیلہ کرنا جائز ہوتا ہے؟ تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر اس شخص کے ساتھ کوئی شاگرد رشید یا غیر شاگرد ایسا آدمی جو بغیر تعنت (یعنی بغیر تلبیس) انصاف پر کلام کرتا ہے تو اس سے تمویہ اور حیلہ کرنا جائز نہیں ہے (ب) اور اگر وہ (داعی حق مناظر شخص) ایسے آدمی سے کلام کرتا ہے جو تلبیس سے کام لیتا ہے اور اس کو زیر کرنا چاہتا ہے تو اس شخص کے لئے حلال ہے کہ وہ اپنے بچاؤ کے لئے ہر حیلہ کرے اس لئے کہ تعنت کا دفاع کرنا، دفاع کے جس ممکنہ طریقہ سے ہو مشروع ہے	محیط
۷۹	جامع الجوامع میں ہے گنہگار شخص کو اس لئے تعلیم دینا کہ تاکہ وہ (گناہوں سے) پرہیز کرے، جائز ہے	تتارخانیہ
۸۰	عربی زبان کی فضیلت سب زبانوں پر ہے اور یہ اہل جنت کی زبان ہے جس نے اسے سیکھا یا دوسرے کو سیکھایا تو وہ ثواب پانے والا ہے	سراجیہ
۸۱	فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا ہے کہ علم (دین) ایسے ہی شخص سے حاصل کرنا چاہیے جو امین (یعنی ثقہ	

۲ے حکم نمبر ۶۹/۱۱۱۳ نیز ۳۶/۵۰۲ کے پہلے حاشیہ کا "س" ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	المتفرقات الباب الثلاثون فی المتفرقات	حوالہ
۱۱۱۳		
۸۲	طلب العلم والفقه اذا صحت النية افضل من جميع اعمال البر وكذا الاشتغال بزيادة العلم اذا صحت النية لانه اعم نفعا لكن بشرط ان لا يدخل النقصان فی فرائضه	كذا فی الوجيز للكردری
۸۳	وصحة النية ان يقصد وجه الله تعالى والآخرة لا طلب الدنيا والجاه ولو اراد الخروج من الجهل ومنفعة الخلق واحياء العلم فقيل تصح نيته ايضا	كذا فی الوجيز للكردری
۸۴	وان لم يقدر على تصحيح النية فالتعلم افضل من تركه	كذا فی الغرائب
۸۵	ولا ينبغی للمتعلم ان يكون بخيلا بعلمه اذا استعار منه انسان كتابا او استعان به فی تفهيم مسئله او نحو ذلك ولا ينبغی ان يبخل به لانه يقصد بتعلمه منفعة الخلق فلا ينبغی ان يمنع منفعته فی الحال قال عبد الله بن المبارك من بخل بعلمه ابتلى باحد ثلاث اما ان يموت فيذهب علمه او يبتلى بسلطان او ينسى علمه الذی حفظه	كذا فی الغرائب
۸۶	وينبغی للمتعلم ان يوقر العلم ولا ينبغی ان يضع الكتاب على التراب	كذا فی الغرائب
۸۷	فاذا خرج من الخلاء فاراد ان يمس الكتاب يستحب له ان يتوضاء او يغسل يديه ثم يأخذ الكتاب	كذا فی الغرائب
۸۸	وينبغی للمتعلم ان يرضى بالدون من العيش وينزوی من النساء من غير ان يترك حفظ نفسه من الاكل والشرب والنوم	كذا فی الغرائب
۸۹	وينبغی للمتعلم ان يقل معاشرة الناس ومخالطتهم	كذا فی الغرائب
۹۰	ولا يشتغل بما لا يعنيه	كذا فی الغرائب
۹۱	وينبغی للمتعلم ان يدرس على الدوام	كذا فی الغرائب

له حکم نمبر ۸۲ تا ۸۴ / ۱۱۱۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	تیسواں باب، متفرق امور کے احکام متفرق امور کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۱۳	اور امانت دار) ہو	غرائب
۸۲	(ا) جب نیت صحیح ہو تو علم (دین) اور فقہ کا حاصل کرنا نیکی کے تمام کاموں سے افضل ہے (ب) اسی طرح جب نیت صحیح ہو تو علم کے اضافہ میں مشغول ہونے کا بھی یہی حکم ہے اس لئے کہ ایسا کرنا از روئے نفع زیادہ عام ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ جو امور اس پر فرض ہیں (ایسا کرنے سے) ان میں نقصان نہ آئے ؎	وجیز للکردری
۸۳	اور نیت صحیح ہونا یہ ہے کہ اس کا قصد اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت (کا ثواب) ہو دنیا اور جاہ کا قصد نہ ہو (ب) اور اگر علم حاصل کرنے میں (کسی کا ارادہ) جہالت سے نکلنا، مخلوق کو نفع پہنچانا اور علم کو زندہ کرنا ہو تو بھی کہا گیا ہے کہ (اس سے) اس کی نیت صحیح قرار پائے گی	وجیز للکردری
۸۴	اگر (علم حاصل کرنے میں) کوئی شخص صحیح نیت پر قادر نہ ہو تو (بھی) علم حاصل کرنا اس کے (حصول کو) ترک کرنے سے افضل ہے	غرائب
۸۵	(ا) طالب علم کو اپنے علم میں بخیل (یعنی کنجوس) نہیں ہونا چاہیئے جب کہ اس سے کوئی شخص عاریۃً کتاب مانگے یا کسی مسئلہ کے سمجھنے میں یا اس قسم کے کسی امر میں اس سے تعاون چاہے تو اسے اس (مذکورہ) کے متعلق بخل نہیں کرنا چاہیئے اس لئے کہ علم حاصل کرنے میں اس کا قصد مخلوق کو نفع پہنچانا (بھی) ہے تو اسے فی الحال اس کی منفعت کو روکنا نہیں چاہیئے (ب) حضرت عبداللہ بن المبارکؒ نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے علم میں بخل کیا وہ تین امور میں سے کسی ایک میں مبتلا ہو جاتا ہے (۱) یا تو اس کی وفات ہو جائے گی اور اس کا علم (کسی کو نفع پہنچائے بغیر) جاتا رہے گا (۲) یا وہ سلطان کے مواخذہ میں مبتلا ہوگا (۳) یا وہ علم جو اس نے محفوظ کیا ہے بھلا دیا جائے گا ۲؎	غرائب
۸۶	(ا) طالب علم کو علم کی تعظیم کرنی چاہیئے (ب) اور اسے کتاب مٹی پر نہ رکھنی چاہیئے	غرائب
۸۷	اور جب وہ (مذکورہ یعنی طالب علم) بیت الخلاء سے نکلے اور پھر کتاب کو چھونا چاہے تو اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ وضو کرے یا اپنے ہاتھ دھوئے اور پھر کتاب پکڑے	غرائب
۸۸	(ا) اور طالب علم کو چاہیئے کہ وہ تھوڑی سی عیش (یعنی زندہ رہنے کے لئے تھوڑے سے اسباب ،، تھوڑی سی گذران) پر راضی رہے (ب) اور عورتوں سے کنارہ کشی اختیار کرے (ج) البتہ یہ نہ کرے کہ کھانے پینے اور سونے میں اپنے آپ کی حفاظت کو ترک کر دے	غرائب
۸۹	طالب علم کو چاہیے کہ وہ لوگوں سے میل جول اور ان سے اختلاط کم رکھے	غرائب
۹۰	اور وہ (مذکورہ یعنی طالب علم) لایعنی امور (یعنی دین و دنیا میں بے فائدہ امور) میں مشغول نہ ہو	غرائب
۹۱	اور طالب علم کو چاہیے کہ وہ سبق میں دوام رکھے (یعنی ناغہ نہ کرے)	غرائب

۲؎ حکم نمبر ۸۵ تا ۹۹ / ۱۱۱۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات نمبر	شق نمبر	الباب الثلاثون فی المتفرقات — المتفرقات	حوالة
۱۱۱۳	۹۲	ویتذاکر المسائل مع اصحابه اووحده	کذا فی الغرائب
	۹۳	وینبغی للمتعلم اذا وقعت بینه وبین انسان منازعة اوخصومة ان یستعمل الرفق والانصاف لیکون فرقا بینه وبین الجاهل	کذا فی الغرائب
	۹۴	وینبغی للرجل ان یری حقوق استاذه وآدابه لا یضن بشیٔ من ماله ولا یقتدی به فی سهوه	کذا فی الغرائب
	۹۵	ویقدم حق معلمه علی حق ابویه وسائر المسلمین	کذا فی التاتارخانیة
	۹۶	ولو قال لاستاذه مولٰنا لا بأس به وقد قال علی رضی الله عنه لابنه الحسن رضـ قم بین یدی مولاک عنی استاذه وکذا لا بأس به اذا قال لمن هو افضل منه	کذا فی التاتارخانیة
	۹۷	ویتواضع لمن علّمه خیرا ولو حرفا ولا ینبغی ان یخذله ولا یستاثر علیه احدا فان فعل ذلک فقد فصم عروة من عری الاسلام	کذا فی التاتارخانیة
	۹۸	ومن اجلاله ان لا یقرع بابه بل ینتظر خروجه	کذا فی التاتارخانیة
	۹۹	ولا یعلّم الا اهله ولا یکتم عن اهله فان وضع العلم فی غیر اهله اضاعة و منعه عن اهله ظلم وجور	کذا فی التاتارخانیة
	۱۰۰	وعن ابن مقاتل[1] النظر فی العلم افضل من قرأة قل هو الله احد خمسة آلاف مرة	کذا فی التاتارخانیة
		رجل تعلم بعض القرآن ثم وجد فراغا فانه یتعلم تمام القرآن وتعلم الفقه اولی من تعلم تمام القرآن	کذا فی فتاوی قاضیخان
		الرجل اذا امکنه ان یصلی باللیل وینظر بالنهار فی العلم فان کان له ذهن	

[1] له حکم نمبر ۳/۱۱۰۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	تیسواں باب، متفرق امور کے احکام — متفرق امور کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۱۳ ۹۲	طالب علم کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ یا تنہا، مسائل کا مذاکرہ کرنا چاہیئے	غرائب
۹۳	طالب علم کو چاہیئے کہ جب اس میں اور کسی اور آدمی میں تنازع یا خصومت واقع ہو تو نرمی اور انصاف کا برتاؤ کرے تاکہ اس میں اور جاہل میں فرق رہے	غرائب
۹۴	(ا) آدمی کو چاہیے کہ وہ استاد صاحب کے حقوق و آداب ملحوظ رکھے (ب) اور (اس کے لئے) اپنے مال میں سے کسی چیز میں کنجوسی نہ کرے (ج) اور اس کے سہو میں (یعنی استاذ صاحب سے جو امر سہوا یعنی بھول سے واقع ہوا اس میں) اس کی پیروی نہ کرے	غرائب
۹۵	(آدمی اپنے) استاد صاحب کا حق، اپنے والدین اور (امت کے) تمام مسلمانوں پر مقدم رکھے لہ	تتارخانیہ
۹۶	(ا) اگر کسی شخص نے اپنے استاد صاحب کو "مولانا" کہا تو اس میں کوئی حرج نہیں (ب) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ اپنے مولا کے سامنے کھڑے ہو اور آپ نے (مولا سے) ان کے استاد صاحب مراد لئے (ج) اسی طرح اگر کوئی شخص اپنے سے افضل کو یوں (یعنی مولٰنا) کہے تو اس میں کوئی حرج نہیں	تتارخانیہ
۹۷	(ا) آدمی اس سے تواضع سے پیش آئے جس نے اسے خیر کی تعلیم کی خواہ اس نے اسے ایک حرف کی تعلیم دی (ب) اور اسے اس کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑنا چاہیئے (یعنی اسے رسوا نہ ہونے دے) (ج) اور اس پر کسی کو ترجیح نہ دے (د) اور اگر کسی نے ایسا کیا تو اس نے اسلام کے حلقوں (یعنی اس کی زنجیر کے کڑوں) میں سے ایک حلقہ توڑ دیا	تتارخانیہ
۹۸	اور اس (مذکورہ یعنی استاد صاحب) کی شان و مرتبہ کی بڑائی سے یہ (بھی) ہے کہ اس کا دروازہ نہ کھٹکھٹائے بلکہ اس کے برآمد ہونے کا انتظار کرے	تتارخانیہ
۹۹	(ا) اور علم کے اہل کو ہی تعلیم دے (ب) اور علم کے اہل سے علم کو نہ چھپائے (ج) اس لئے کہ نااہل کو علم سکھانا (علم کو) ضائع کرنا ہے (د) اور علم کے اہل سے علم روکنا حق کو کم کرنا اور راستی سے ہٹ جانا ہے	تتارخانیہ
۱۰۰	(ا) شیخ ابن مقاتل رح سے منقول ہے کہ علم (دین) میں نظر (یعنی غور و فکر) کرنا پانچ ہزار بار (سورۃ) قل ھو اللہ احد کی قرأۃ سے افضل ہے	تتارخانیہ
	(ب) کسی شخص نے بعض قران مجید سیکھا پھر اس نے فراغت پائی تو وہ تمام قران مجید سیکھ لے اور (اسے) تمام قرآن مجید سیکھنے سے فقہ (یعنی قران و حدیث اور آثار صحابہ رض اور ان سے مستنبط احکام) کا سیکھنا اولیٰ ہے	قاضیخان
	(ج) جب کوئی شخص ایسا کرسکتا ہو کہ وہ رات کو (نفل) نماز پڑھے اور دن کو علم (دین) میں نظر	

دفعات وشق نمبر	المتفرقات الباب الثلاثون فی المتفرقات	حوالة
١١١٣	یعلم و یعقل الزیادة فالنظر فی العلم افضل من الصلوٰة وتعلم تمام القرآن افضل من صلوٰة التطوع	کذا فی خزانة المفتین
١٠١	قال الفقیہؒ اذا اراد المعلم ان ینال الثواب ویکون عمله عمل الانبیاءؑ فعلیه ان یحفظ خمسة اشیاء اولها ان لا یشارط الاجر ولا یستقصی فیه فکل من اعطاہ شیاء اخذہ ومن لم یعطه شیأ ترکه وان شارط علی تعلیم الهجاء وحفظ الصبیان جاز والثانی ان یکون ابدا علی الوضوء والثالث ان یکون ناصحا فی تعلیمه مقبلا علی ذلك العمل والرابع ان یعدل بین الصبیان اذا تنازعوا و ینصف بعضهم من بعض ولا یمیل الی اولاد الاغنیاء دون الفقراء والخامس ان لا یضرب الصبیان ضربا مبرحا ولا یجاوز الحد فانه یحاسب یوم القیامة	کذا فی خزانة الفتاوی
١٠٢	اهل قریة جمعوا بذورا من اناس وزرعوا لاجل الامام قالوا النزل الحاصل من ذلك یکون لارباب البذور اذا لم یسلم البذور الی الامام	کذا فی خزانة الفتاوی
١٠٣	لیس للفقهاءؒ فی بیت المال نصیب الافقیه فرّغ نفسه لیعلم الناس الفقه والقران	کذا فی الحاوی للفتاوی
١٠٤	فی کتاب القاضی لیس للقاضی ولایة التبرع بمال الیتیم الا فی الفروض خاصة حفظا له علیهم	کذا فی المحیط

لہ حکم نمبر $\frac{٦٧}{١١١٣}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ٢ہ حکم نمبر $\frac{١٠١ \text{ تا } ١٠٤}{١١١٣}$ ، $\frac{١٨}{١٠٢}$ مع حاشیہ ، $\frac{٥٩}{٢٥٩}$ ملاحظہ ہو اور متعلم کے لئے تادیبی کارروائی کے متعلق حکم نمبر $\frac{١٩ب}{٤٦٧}$ کا حاشیہ "ج" ملاحظہ ہو (مترجم) ٣ہ قولہ الفروض، المحیط سے ماخوذ یہ لفظ فتاوی عالمگیری عربی نسخہ مطبوعہ الامیریہ مصر، مطبع مجیدی کانپور انڈیا اور مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ پاکستان میں الفروض ہی درج ہے اور المنجد میں ہے کہ الفروض جمع فرض کی ہے یعنی لازم کی ہوئی چیز اور تنخواہ وغیرہ، مفہوم ماخوذ از المنجد ص٩١٦ اور یہ لفظ الفروض ہونے کی صورت میں اس حکم کا متبادر مفہوم یہی قرار پاتا ہے کہ قاضی (یعنی حاکم مجاز) کو یتیم کے مال میں ولایت تبرع یعنی غیر واجب بطور نفل دینے کا اختیار نہیں ہے لیکن خاص طور پر الفروض کی صورت میں یہ حکم نہیں ہے یعنی یتیم کی جائیداد کے جو حصے، حقوق واجبہ، قرض اور رہن دین وغیرہ لوگوں کے ذمہ ہیں اور ان کی حفاظت اور حساب قاضی کی ذمہ داری ہے تو قاضی

دفعات و شق نمبر	تیسواں باب، متفرق امور کے احکام — متفرق امور کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۱۳	کرے تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر اس کا ذہن علمی ہو اور اس میں اضافہ کا عقل رکھتا ہو تو اسے علم میں نظر کرنا، (نفل) نماز (پڑھنے) سے افضل ہے (د) اور تمام قرآن مجید کا سیکھنا نفل نماز سے افضل ہے لہ	خزانہ مفتین
۱۰۱	الفقیہؒ نے فرمایا کہ جب معلم یہ چاہے کہ وہ ثواب حاصل کرے اور اس کا عمل، انبیاؑ علیہم السلام کے عمل کی طرح ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ پانچ چیزوں کی حفاظت کرے (۱) اول یہ کہ وہ معاوضہ شرط نہ کرے اور نہ تقاضا کرے پس جو شخص اسے کچھ دے دے لے لے اور جو کچھ نہ دے تو چھوڑ دے اور اگر وہ ان سے حروف تہجی کی تعلیم اور بچوں کی نگرانی کا معاوضہ شرط کرے تو جائز ہے (۲) دوم یہ کہ معلم ہمیشہ باوضو رہے (۳) سوم یہ کہ وہ خیر خواہی سے تعلیم دے اور اس کام میں توجہ دے (۴) چہارم یہ کہ جب بچے باہم تنازع کریں تو ان میں عدل سے کارروائی کرے اور بعض کا بعض سے انصاف کرے اور ایسا نہ کرے کہ امیروں کے بچے پر زیادہ اور غریبوں کے بچے پر کم توجہ دے (۵) اور پنجم یہ کہ بچوں کو (تادیبی سزا دینے میں) سخت تکلیف دینے والی سزا نہ دے اور (اس میں) حد سے نہ گزرے اس لئے کہ اس سے قیامت کے دن حساب لیا جائے گا ۲ہ	خزانہ مفتین
۱۰۲	کسی بستی والوں نے لوگوں سے بیج جمع کئے اور (اس سے) امام (مسجد) کے لئے زراعت کر دی تو (اس کے حکم کے متعلق) مشائخؒ نے فرمایا کہ اس سے حاصل شدہ پیداوار اس بیج کے مالکوں کے لئے ہوگی جب کہ انہوں نے وہ بیج امام (مسجد) کے سپرد نہ کئے تھے	خزانہ مفتین
۱۰۳	(ا) فقہاؒ کے لئے بیت المال سے کچھ حصہ (مقرر) نہیں ہے (ب) لیکن اگر کسی فقیہ نے اپنے آپ کو لوگوں کو فقہ اور قرآن مجید سکھانے کے لئے فارغ کر رکھا ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر اسے بیت المال سے حصہ مل سکے گا)	حاوی للفتاویٰ
۱۰۴	کتاب القاضی میں ہے کہ قاضی (یعنی حاکم مجاز) کو یتیم کے مال سے بطور تبرع (یعنی غیر واجب بطور نفل) دینے کا اختیار نہیں ہے لیکن خاص طور پر الفروض (یعنی حقوق واجبہ) کے لئے یہ حکم نہیں ہے (یعنی ان کے لئے ایسا کر سکتا ہے) تاکہ ان پر یتیم کے لئے وہ مال بحفاظت رہے ۳ہ	محیط

اس ذمہ داری کو پورا کرنے میں یتیم کے مال سے مثلاً یا تنخواہ وصی وغیرہ مقرر کر سکتا ہے واللہ اعلم بالصواب اور بعض اہل علم کے ہاں اس لفظ میں سہو کتابت سے ایک نقطہ رہ گیا ہے اور یہ لفظ الفروض کی بجائے القروض ہے اور المنجد میں ہے کہ القروض یعنی وہ مال جو مقررہ میعاد کے بعد واپسی کی شرط پر دیا جائے اس کی جمع القروض ہے ماخوذ از المنجد ص۹۸۲ اور القرض کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۱۱۰ ملاحظہ ہو اور یہ لفظ القروض ہونے کی صورت میں اس حکم کا بظاہر مفہوم یہی قرار پاتا ہے کہ قاضی کو یتیم کے مال میں ولایت تبرع نہیں ہے لیکن خاص طور پر القروض کی صورت میں یہ حکم نہیں ہے یعنی قاضی کو یتیم کے مال سے قرضے دینے کا اختیار ہے اس لئے کہ محض تبرعاً دینے میں یتیم کا وہ مال ختم ہو جائے گا اور قرضوں کی صورت میں وہ مال مقروضوں کے ذمہ ہو کر محفوظ قرار پائے گا جو اس یتیم کو واپس مل سکے گا چنانچہ سید امیر علیؒ نے یہاں اس مفہوم کو اختیار کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثلاثون فی المتفرقات — المتفرقات	حوالہ
١١١٣ ١٠٥	قال الفقيه ابو الليث[1] قد رخص بعض الناس ان يبول الرجل قائما وكرهه بعضهم الا من عذر وبه نقول	كذا فی المحيط
١٠٦	يكره ان يخرق نعله او يلقيه فی الماء لانه اضاعة المال بلا فائدة	كذا فی السراجية
١٠٧	سئل ابوبكر[2] عمن تمنى الموت هل يكره قال ان تمنى الموت لضيق عيشه او لغضب دخل من عدو او يخاف ذهاب ماله او نحو ذلك فانه يكره له ذلك وان تمنى لتغير اهل زمانه فيخاف من نفسه الوقوع فی المعصية لا بأس به	كذا فی الحاوی للفتاوی
١٠٨	رجل كان فی البيت اخذته الزلزلة لا يكره له الفرار الى الفضاء بل يستحب لما روی عن النبی صلی الله عليه وسلم انه مر بحائط مائل فاسرع الى المشی فقيل له أتفر من قضاء الله تعالى قال افر من قضاء الله تعالى الى قضاء الله تعالى	كذا فی الظهيرية
١٠٩	وعن عبد الرحمٰن بن عوف رضی الله عنه عن رسول الله صلی الله عليه وسلم انه قال اذا وقع الرجز بارض فلا تدخلوها واذا وقع وانتم فيها فلا تخرجوا منها والرجز العذاب والمراد منه الوباء هنا وذكر الطحاوی فی مشكل الآثار هذا الحديث فقال تأويله انه اذا كان بحال لو دخل وابتلى به وقع عنده انه ابتلى بدخوله ولو خرج ونجا وقع عنده انه نجا بخروجه فلا يدخل ولا يخرج صيانة لاعتقاده فاما اذا كان يعلم ان كل شئ بقدر الله تعالى وانه لا يصيبه الا ما كتبه الله تعالى فلا بأس بان يدخل و يخرج	كذا فی الظهيرية

[1] حکم نمبر ٣٢/٩٧ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] حکم نمبر ٢٥/٥٠١ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر ١٠٩/١١١٣ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	تیسواں باب، متفرق امور کے احکام — متفرق امور کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۱۳ ۱۰۵	(۱) فقیہ ابواللیثؒ نے فرمایا کہ مرد کھڑے ہو کر پیشاب کرے تو اس کے متعلق بعض اہل علم نے رخصت دی ہے (ب) اور بعض نے اسے مکروہ قرار دیا ہے (ج) لیکن کسی عذر کی وجہ سے ایسا کرے تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی مکروہ نہیں ہے) اور یہی ہمارا قول ہے لہ	محیط
۱۰۶	یہ مکروہ ہے کہ کوئی شخص اپنا جوتا پھاڑ دے یا اسے پانی میں پھینک دے اس لئے کہ ایسا کرنا مال کو بے فائدہ ضائع کرنا ہے	سراجیہ
۱۰۷	(ا) شیخ ابوبکرؒ سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جس نے موت کی تمنا کی تو کیا یہ مکروہ ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے موت کی تمنا، روزی کی تنگی یا دشمن کی طرف سے آمدہ غضب یا اپنا مال جاتے رہنے کے خوف یا اس کی مانند امر کی بنا پر کی تو ایسا کرنا مکروہ ہے (ب) اور اگر اس نے یہ تمنا اس لئے کی کہ اہلِ زمانہ کی حالت بدل گئی ہے اور اسے (بھی) اپنے آپ کو گناہ میں مبتلا ہونے کا ڈر ہے تو (اسے) ایسی تمنا کرنے میں کوئی حرج نہیں ٢ہ	حاوی للفتاوی
۱۰۸	کوئی شخص مکان میں تھا تو اسے زلزلہ نے آ لیا تو اسے فضا (یعنی کھلی جگہ) کی طرف بھاگ جانا مکروہ نہیں ہے بلکہ ایسا کرنا مستحب ہے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ ایک ایسی دیوار سے گزرے جو جھکی ہوئی تھی تو آپ نے (چلنے میں) جلدی فرمائی آپؐ سے عرض کیا گیا کیا آپ اللہ کی رضا سے بھاگتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (جس کا مفہوم یہ ہے) کہ میں اللہ تعالیٰ کی قضا سے اللہ تعالیٰ کی قضا کی طرف بھاگتا ہوں ٣ہ	ظہیریہ
۱۰۹	(ا) حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا (جس کا مفہوم یہ ہے) کہ اگر کسی سرزمین میں وبا پھیلے تو تم اس میں مت داخل ہو اور اگر ایسی سرزمین میں وبا پھیلے جس میں تم موجود ہو تو تم اس سے مت نکلو اور الرجز عذاب کو کہتے ہیں اور یہاں اس سے مراد (بیماری کی) وبا ہے (ب) امام طحاویؒ نے مشکل الآثار میں اس حدیث کو ذکر کر کے فرمایا کہ اس کی تاویل یہ ہے کہ (وہ شخص اپنے حال کو دیکھے) (ا) اگر اس کی حالت یہ ہو کہ اگر وہ اس (وبا والی) سرزمین میں داخل ہوا اور وہ اس بیماری میں مبتلا ہو گیا تو اس کے دل میں یہ قرار پائے گا کہ وہ وہاں داخل ہونے کی وجہ سے مبتلا ہوا اور اگر وہ (وبا والی) سرزمین سے نکل گیا اور (اس بیماری سے) بچ گیا تو اس کے دل میں یہ قرار پائے گا کہ وہ وہاں سے نکل جانے کی وجہ سے بچ گیا تو (اس صورتِ حال میں) وہ اس وبا والی زمین میں نہ داخل ہو اور نہ اس سے خارج ہو تاکہ اس کے اعتقاد کی حفاظت رہے (۲) اور اگر اس کی حالت یہ ہو کہ وہ جانتا ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہوتی ہے اور سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تقدیر میں لکھا ہے اسے کوئی آفت	

دفعات وشق نمبر	الباب الثلاثون فی المتفرقات — المتفرقات	حواله
١١١٣		
١١٠	قال الفقيه رح يستحب للرجل ان يداری مع الناس وينبغی ان يكون قول الرجل لينا ووجهه منبسطا مع البر والفاجر والسنی والمبتدع من غير مداهنة ومن غير ان يتكلم بكلام يظن انه يرضی بمذهبه	كذا فی السراجية
١١١	وللرجل ان يدخل الدار التی آجرها وسلمها الی المستأجر لينظر حالها ويرم ما استرم منها باذن المستأجر وبغير اذنه عند ابی يوسف رح ومحمد رح وعند ابی حنيفة رح لا يدخل الا باذن المستأجر	كذا فی التتارخانية
١١٢	رجل اخذ من رجل شيأ وهرب ودخل داره فلا بأس للمأخوذ منه ان يتبعه و يدخل داره ويأخذ	كذا فی المحيط
١١٣	رجل وقع له الف درهم فی دار انسان وخاف انه لو اعلم صاحب الدار يمنعه و لا يرد عليه هل يدخل الدار بغير اذنه قال ابن المقاتل رح ينبغی ان يعلم بذلك اهل الصلاح وان لم يكن ثمة اهل الصلاح ان امكنه ان يدخل ويأخذ ماله من غير ان يعلم به احد فعل ذلك هذا اذا خاف علی صاحب الدار وان لم يخف لا يحل له ان يدخل بغير اذنه بل يعلم صاحب الدار حتی يأذن له بالدخول او يخرج المال اليه	كذا فی فتاوی قاضيخان
١١٤	وفی اليتيمة سئل ابو الفضل الكرمانی رح عن الدقيق الذی يستعمله الحائكون والنشاء يستعمله القصارون هل يعذرون فی ذلك فقال لا بأس به وسئل	

ـه حکم نمبر ١٠٨/١١١٣ ملاحظہ ہو (مترجم) ٢ـه حکم نمبر ٢٠٦/١٠٩٥ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)
٣ـه حکم نمبر ١/١٠٨٥ ، ١١١ تا ١١٣/١١١٣ ملاحظہ ہوں اور امام ابوحنیفہ رح اور صاحبین رح میں باہم اختلاف کی صورت کے

دفعات وشق نمبر	تیسواں باب، متفرق امور کے احکام — متفرق امور کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۱۳	نہ پہنچے گی تو اس کے لئے اس (وبا والی) سرزمین میں داخل ہونے یا اس سرزمین سے نکل جانے میں کوئی حرج نہیں ہے	ظہیریہ
۱۱۰	(ا) الفقیہؒ نے فرمایا کہ مرد کے لئے یہ مستحب ہے کہ وہ لوگوں سے مدارات رکھے (ب) اور اسے چاہیئے کہ وہ نرمی سے بات کرے (ج) اور چاہیئے کہ وہ ہر نیک و بد، اہل سنت اور بدعتی سے خندہ پیشانی سے پیش آئے (د) البتہ وہ ایسی بات نہ کرے جس سے وہ (دوسرا) یہ سمجھے کہ وہ اس کے مذہب (یعنی اس کے مسلک) کو پسند کرتا ہے ؎	سراجیہ
۱۱۱	(ا) امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں آدمی کے لئے جائز ہے کہ (اپنا) جو گھر اس نے کرایہ پر چڑھا کر کرایہ دار کے سپرد کر دیا ہے وہ اس میں کرایہ دار کی اجازت سے اور اس کی اجازت کے بغیر (بھی) اس لیے اس گھر میں (اوقات ممنوعہ کے علاوہ اور اطلاع و سلام کے بعد) داخل ہو تا کہ وہ اس گھر کی حالت دیکھے اور جو چیز قابل مرمت ہے اس کی مرمت کرے (ب) امام ابو حنیفہؒ کے ہاں وہ اس گھر میں کرایہ دار کی اجازت سے ہی داخل ہو سکتا ہے (ورنہ نہیں) ؎	تتارخانیہ
۱۱۲	کوئی شخص کسی آدمی کی کوئی چیز لے کر بھاگا اور اپنے گھر میں داخل ہو گیا تو جس آدمی کی چیز لی گئی ہے اس کے لئے اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ اس کا پیچھا کرے اور اس کے گھر میں داخل ہو جائے اور وہ چیز لے لے	محیط
۱۱۳	(ا) کسی شخص کا ہزار درہم کسی آدمی کے گھر جا پڑا اور اسے یہ خدشہ ہوا کہ اگر اس نے گھر والے کو بتایا تو وہ اسے اندر داخل ہونے سے منع کرے گا اور اسے اس کا مال واپس نہ کرے گا تو کیا وہ شخص اس آدمی کی اجازت کے بغیر اس کے گھر میں داخل ہو سکتا ہے (اس کے متعلق) شیخ ابن المقاتلؒ نے فرمایا کہ اسے چاہیئے کہ وہ اہل صلاح (یعنی نیک لوگوں) کے علم میں لائے اور اگر وہاں اہل صلاح نہ ہوں تو اگر اسے یہ ممکن ہو کہ وہ اس گھر میں بغیر کسی کے آگاہ کرنے کے داخل ہو کر اپنا مال لے لے تو ایسا کرے (یہ حکم) اس صورت میں ہے کہ مالک مکان کی طرف سے اسے (مذکورہ) خوف ہو (ب) اور اگر اسے مذکورہ خوف نہ ہو تو اسے اس کی اجازت کے بغیر (اس کے گھر میں) داخل ہونا حلال نہیں ہے بلکہ وہ گھر کے مالک کو آگاہ کرے تاکہ وہ اسے گھر میں داخل ہونے کی اجازت دے یا وہ مال اس کے لئے نکال لائے	قاضیخان
۱۱۴	الیتیمہ میں ہے شیخ ابو الفضل الکرمانیؒ سے اس آٹے کے بارے میں دریافت کیا گیا جو جولاہے (میدہ اور مائیں وغیرہ کپڑے میں) استعمال کرتے ہیں اور جو نشاستہ (یا کلف وغیرہ) دھوبی لوگ استعمال کرتے	

حکم کے متعلق حکم ۲ب/۴۹۷ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کا نمبر۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الثلاثون فی المتفرقات — المتفرقات	حواله
۱۱۱۳	عنها علی بن احمدؒ فقال ما احب ذلک والتحرز عنه احب	کذا فی التتارخانية
۱۱۵	وسئل ابوحامدؒ عن الخبز یستعمل فی اهداب[۲] المنفعة یمضغ ویستعمل هل یجوز فقال نعم یجوز وسئل عنها علی بن احمدؒ فقال یکره ذلک	کذا فی التتارخانية
۱۱۶	وسألت اباحامدؒ عن الخطاف اذا اتخذ وکرا فی البیت وهو یخرأ علی الثیاب والحصیر وغیر ذلک هل یعذر الانسان فی ان یدافعه ویسقطه علی الارض وفیه اولاد صغار قال لابل یصبر قال رضی الله عنه وذکر ابوالليثؒ فی کتاب الاستحسان انه یکف	کذا فی التتارخانية
۱۱۷	رجل حفر بئرا فی فناء قوم روی ابن رستمؒ انه یؤمر بتسویته ولا یضمن النقصان	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۱۸	ولو هدم حائط المسجد کذلک یؤمر بتسویته ولا یضمن النقصان	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۱۹	ولو هدم حائط دار رجل ملکا او حفر فیها بئرا یضمن النقصان ولا یؤمر بالتسویة ولا ببناء الحائط	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۲۰ !	یکره الکلام عند الوطء	کذا فی التتارخانية

لہ اس صورت میں اس سے پرہیز کرنا زیادہ پسندیدہ غالباً اس لئے ہے کہ ایسا کرنا شرعی نظافت کی ضرورت سے زائد ہے اور اس سے کپڑے کی اصلی حالت پوشیدہ قرار پاتی ہے واللہ اعلم بالصواب نیز حکم نمبر ۱۱۵/۱۱۱۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ه قوله یستعمل فی اهداب المنفعة کذا فی النسخة المجموع منها وفی نسخ الخط المقنعة وعبارة القنية ومضغ الخبز للاهداب مکان الکثیراء یجوز فلیتأمل فی تحریر المراد ولتراجع نسخة صحیحة من التاتارخانية اه - عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی قوله یستعمل فی اهداب المنفعة الخ یہ یونہی نسخہ المجموع منہا میں ہے اور نسخ الخط میں المقنعة ہے اور القنیہ کی عبارت یوں ہے کہ مضغ الخبز للاهداب مکان الکثیراء یجوز، پس اس سے مراد کی تحریر میں تأمل اور التاتارخانیہ کے صحیح نسخہ کی طرف رجوع چاہیئے۔ اه اور اهداب یعنی پھندنا اور جھالر۔ مفہوم ماخوذ از المنجد ص۱۳۱۲ اور المقنعة یعنی سر پر لوہے کا خود اوڑھنے والا۔ کپڑوں میں ڈھانپا ہوا۔ ماخوذ از المنجد ص۱۰۴۹ اور ممکن ہے القنیة کی عبارت "مکان الکثیراء یجوز" کی بجائے "مکان الکندر یجوز" ہو اور الکندر یعنی ایک خاردار درخت کا گوند۔ ماخوذ از المنجد ص۱۱۳۱ تو پھر اس صورت میں اس صورت کا حکم بیان ہے کہ ٹوپی وغیرہ کا پھندنا یا جھالر گوند سے چپکانے کی بجائے، روٹی کا چورا استعمال کرکے چپکایا جائے تو مذکورہ اختلافی حکم ہے واللہ اعلم بالصواب، ۱۱۵/۱۱۱۳ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	تیسواں باب، متفرق امور کے احکام — متفرق امور کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۱۳	ہیں تو کیا وہ ایسا کرنے میں معذور قرار پاتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں (ب) اور اس کے بارے میں شیخ علی بن احمدؒ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں ایسا کرنا پسند نہیں کرتا اور اس سے پرہیز کرنا زیادہ پسندیدہ ہے ؎	تتارخانیہ
۱۱۵	(د) شیخ ابو حامدؒ سے اس روٹی کے بارے میں دریافت کیا گیا جو اہداب المنفعۃ میں استعمال کی جاتی ہے، چبائی جاتی اور استعمال کی جاتی ہے کیا یہ جائز ہوتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ ہاں جائز ہوتا ہے (ب) اور اس بارے میں شیخ علی بن احمدؒ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ایسا کرنا مکروہ ہوتا ہے ؎۳	تتارخانیہ
۱۱۶	(ا) میں نے شیخ ابو حامدؒ سے ابابیل کے بارے میں دریافت کیا کہ جب اس نے گھر میں گھونسلہ بنایا اور وہ کپڑوں اور چٹائیوں وغیرہ پر بیٹ کرتی ہے تو کیا اس آدمی کا عذر قابل قبول ہے جو اس گھونسلہ کو دور کردے اور اسے زمین پر گرادے اور اس میں چھوٹے بچے ہوں تو آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ وہ صبر کرے اور آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فقیہ ابو اللیثؒ نے کتاب الاستحسان میں ذکر کیا ہے کہ وہ (ایسا کرنے سے) رک جائے ؎۴	تتارخانیہ
۱۱۷	کسی شخص نے کچھ لوگوں کی فناء (یعنی ان کے مفاد کی مقرر جگہ) میں کنواں کھودا تو (اس کے حکم کے متعلق ابن رستمؒ نے روایت کیا ہے کہ اسے حکم کیا جائے گا کہ وہ اسے برابر کردے (پُر کرکے) دے اور (پھر) وہ نقصان کا ضامن نہ ہوگا ؎۵	قاضیخان
۱۱۸	اور (اسی مذکورہ صورت کے حکم کی طرح) اگر کسی شخص نے مسجد کی دیوار گرادی تو یوں ہی حکم ہے اسے (اس کو درست کرکے) برابر کرنے کا حکم دیا جائے گا اور (پھر) وہ نقصان کا ضامن نہ ہوگا	قاضیخان
۱۱۹	اگر کسی شخص نے کسی آدمی کے مملوکہ گھر کی دیوار گرادی یا اس میں کنواں کھودا تو وہ نقصان کا ضامن ہوگا اور اس (کنویں) کے برابر کرنے یا اس دیوار کے بنانے کا حکم نہ کیا جائے گا	قاضیخان
۱۲۰	وطی کے وقت کلام کرنا مکروہ ہوتا ہے	تتارخانیہ

؎۳ اہداب المنفعۃ کی عبارت اور اس کے مفہوم میں الجھن کے متعلق حکم ۱۱۵/۱۱۱۳ کا عربی حاشیہ ملاحظہ ہو۔ بہرحال بعض اہل علم کے ہاں یہاں مراد خبز یعنی روٹی کو چبانے یعنی پورا کرکے ضمنی منفعت میں استعمال کرنا ہے اور اس کے حکم میں اختلاف درج ہے، ہوسکتا ہے کہ جائز قرار دینے والوں کے ہاں یہ حکم بنا پر تعمیم منفعت ہو اور مکروہ قرار دینے والوں کے ہاں یہ حکم اس بنا پر ہو کہ روٹی کا اصل مصرف تغذیہ ہے اور غذا وطعام کے احترام کا تقاضا ہے کہ اسے ضمنی منفعت میں استعمال کرنے سے اجتناب کیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ حکم نمبر ۱۱۵/۱۱۱۳ عربی کا حاشیہ نیز حکم نمبر ۱۱۴/۱۱۱۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

؎۴ نیز حکم نمبر ۲۲، ۲۰ تا ۳۸/۱۱۰۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎۵ حکم نمبر ۱۱۷ تا ۱۱۹/۱۱۱۳ ملاحظہ ہوں اور فناء کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۳/۲۰۹ ملاحظہ ہو نیز حکم نمبر ۱۲۵ تا ۱۵۷/۱۱۸۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثلاثون فی المتفرقات　المتفرقات	حوالہ
۱۱۱۳　۱۲۱	ولا یتکلم بعد الفجر الی الصلوة الا بخیر وقیل بعدها ایضا الی طلوع الشمس	کذا فی التتارخانیة
۱۲۲	ویکرہ الضحک عند الهجوع	کذا فی التتارخانیة
۱۲۳	سألته فی جماعة لا یسافرون فی صفر ولا یبدؤن بالاعمال فیه من النکاح والدخول ویتمسکون بما روی عن النبی صلی الله علیه وسلم "من بشرنی بخروج صفر بشرته بالجنة" هل یصح هذا الخبر وهل فیه نحوسة ونهی عن العمل وکذا لا یسافرون اذا کان القمر فی برج العقرب وکذا لا یخیطون الثیاب ولا یقطعونها اذا کان القمر فی برج الاسد هل الامر کما زعموا قال اما ما یقولون فی حق صفر فذلک شئ کانت العرب یقولونه واما ما یقولونه فی القمر فی العقرب او فی اسد فانه شئ یذکرہ اهل النجوم لتنفیذ مقالتهم ینسبون الی النبی صلی الله علیه وسلم وهو کذب محض	کذا فی جواهر الفتاوی
۱۲۴	وان رأی رؤیا عجیبة حمد الله لانها نعمة ثم ان شاء قصها علی من یثق به وان شاء لم یقصها	کذا فی الوجیز للکردری
۱۲۵	ویکرہ ان یقول الرجل سقینا بنوء الثریا او طلع سهیل فبرد اللیل لان سهیلا لا یأتی بالحر والبرد	هکذا فی الفتاوی العتابیة
۱۲۶	وعن ابن عمر رضی الله عنهما لا یقال استأثر الله کذا من عمله	هکذا فی الفتاوی العتابیة
۱۲۷	وعن النخعی رح لا یقال قراءة فلان او سنة ابی بکر رضی الله عنه وانما سنة الله وسنة رسوله	هکذا فی الفتاوی العتابیة

[1] حکم نمبر ۵۷/۱۱۱۳ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] حکم نمبر ۵۶/۱۱۱۳ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر ۱۲۵/۱۱۱۳ نیز ۵۹ تا ۶۱/۵۰۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] حکم نمبر ۱۲۳/۱۱۱۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] استأثر - دوسرے کے مقابلے میں اپنے لئے کوئی چیز مخصوص کر لینا، ترجیح دینا۔ مفہوم ماخوذ از المنجد ص ۵۹ نیز حکم نمبر ۱۲۶ تا ۱۲۸/۱۱۱۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [6] یعنی کسی آیت یا سورۃ کو صرف فلاں

دفعات شق نمبر	تیسواں باب، متفرق امور کے احکام — متفرق امور کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۱۳ ۱۲۱	(ا) فجر (طلوع ہونے) کے بعد نماز (فجر) تک خیر (کی بات) کے علاوہ کلام نہ کرے (ب) اور بعض کا قول یہ ہے کہ نماز (صبح) کے بعد بھی سورج کے طلوع ہونے تک کلام نہ کرے [1]	تتارخانیہ
۱۲۲	سوتے وقت ہنسنا مکروہ ہوتا ہے [2]	تتارخانیہ
۱۲۳	میں نے شیخ رح سے ان لوگوں کے بارے میں دریافت کیا جو ماہ صفر میں سفر نہیں کرتے اور اس ماہ میں نکاح اور دخول نہیں کرتے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سے مروی اس روایت سے تمسک کرتے ہیں (جس کا مفہوم یہ ہے) کہ "جو مجھے ماہ صفر کے نکل جانے کی خوشخبری سنائے میں اسے جنت کی خوشخبری دوں" تو کیا یہ روایت صحیح ہے اور کیا اس میں (یعنی ماہ صفر میں) نحوست ہے اور وہ (مذکورہ) کام کرنے کی ممانعت ہے اسی طرح وہ لوگ اس وقت سفر نہیں کرتے جب چاند برج عقرب میں ہو اور اسی طرح وہ لوگ کپڑے نہیں سیتے اور نہ انہیں قطع کرتے ہیں جب چاند برج اسد میں ہو تو کیا یہ امر یونہی ہے جیسا کہ وہ لوگ گمان کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا وہ لوگ جو کچھ ماہ صفر کے متعلق کہتے ہیں تو وہ ایک ایسی چیز ہے جسے (زمانہ جاہلیت میں) عرب لوگ کہا کرتے تھے اور وہ لوگ جو کچھ چاند کے برج عقرب اور برج اسد کے متعلق کہتے ہیں تو وہ ایک ایسی چیز ہے جسے اہل نجوم اپنی باتیں رواج دینے کے لئے ذکر کرتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں حالانکہ یہ محض جھوٹ ہے [3]	جواہر الفتاوی
۱۲۴	(ا) اگر کسی شخص نے پسندیدہ خواب دیکھا تو وہ اللہ تعالی کی حمد کرے اس لئے کہ وہ نعمت ہے (ب) پھر اگر وہ چاہے تو وہ اس خواب کو اس شخص سے بیان کرے جسے اس میں معتبر سمجھتا ہو اور اگر چاہے تو اس خواب کو بیان نہ کرے	وجیز للکردری
۱۲۵	یہ مکروہ ہے کہ کوئی شخص یوں کہے کہ ثریا (ستاروں) کے غروب ہونے سے ہم پر بارش ہوئی یا (یوں کہے کہ) سہیل ستارہ طلوع ہوا تو رات ٹھنڈی ہوگئی اس لئے کہ سہیل ستارہ گرمی اور سردی نہیں لاتا [4]	عتابیہ
۱۲۶	حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ یوں نہ کہا جائے کہ اللہ تعالی نے اس کے فلاں عمل کو متاثر کرلیا (یعنی ترجیح دی اور مخصوص کرلیا) [5]	عتابیہ
۱۲۷	شیخ النخعی رح سے منقول ہے کہ یوں نہ کہا جائے کہ فلاں کی قرأت اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کی سنت ہے البتہ (یوں کہا جائے کہ) اللہ تعالی کی سنت اور اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے [6]	عتابیہ

کی قرأت کہنا آداب کے خلاف ہے البتہ قرأت کی بحث میں قرأ فلان کذا یعنی فلاں نے یوں پڑھا ہے تو اس کی گنجائش ہو سکتی ہے اسی طرح بغیر قرینہ مستقلاً سنت ابی بکر رض کہنا سنت اللہ وسنت رسولہ سے اشتباہ ہے یہ آداب کے خلاف ہے اور بالتبع کہنا ماثور ہے مثلاً علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین (الحدیث) اور خلفاء کی سنت یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نائبین کی سنت کہنے میں اصل یعنی سنۃ الرسول کی طرف اضافت سے مذکورہ اشتباہ نہیں ہوتا (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثلاثون فی المتفرقات	حوالہ
۱۱۱۳ ۱۲۸	وعن ابن عمر رضی اللہ عنہما لا یقال اسلمت فی کذا ولکن اسلفت لانہ لیس الاسلام الا للہ تعالی	ھکذا فی الفتاوی العتابیۃ
۱۲۹	وتکرہ الاشارۃ الی الھلال عند رؤیتہ تعظیما لہ اما اذا اشار الیہ لیریہ صاحبہ فلا بأس بہ	کذا فی خزانۃ المفتین
۱۳۰	وفی الفتاوی قال نصیرؒ سألت الحسن بن ابی مطیعؒ عن نھر مغصوب أیجوز التوضؤ منہ والشرب قال ان کان النھر فی موضعہ الذی کان فلا بأس بہ وان حوّل عن موضعہ فانی اکرہ ان ینتفع بہ احد	کذا فی الحاوی للفتاوی
۱۳۱	وسئل ابوبکرؒ عمن نصب طاحونۃ واجری ماءھا فی ارض غیرہ بغیر طیب من نفس صاحبھا قال لا یحل لمن یعلم بغصبھا ان یشتری تلک الطاحونۃ ولا یستأجرھا ولا یحمل الیھا طعاما یطحن فیھا باجرۃ او عاریۃ	کذا فی الحاوی للفتاوی
۱۳۲	ولو کتب الشھادۃ وطلبوا الاداء ولیس فی الصک جماعۃ سواہ او ھو اسرع قبولا لا یسعہ ترک اداء الشھادۃ وان کان سواہ جماعۃ یؤدون الشھادۃ وسعہ ان یمتنع	کذا فی التاتارخانیۃ
۱۳۳	رجل فی یدہ حر فتواضع رجل لا یعرف حریتہ مع صاحب الید ان یھبہ وھو یھب الثمن لہ ایضا ففعل ذلک وقبضہ الرجل ومات فی یدہ فعلیہ رد الثمن ولا یعذر دیانۃ فی منعہ من المشتری	کذا فی الغرائب
۱۳۴	وفی الیتیمۃ سئل علی بن احمدؒ عن واحد من الاعونۃ اذا دخل سکۃ ومعہ خط	

لہ اسلمت یعنی میں نے بیع سلم کی تو اس میں لفظ اسلام کی ظاہری مشارکت کی وجہ سے منع فرمایا اور بیع سلم ایسا عقد ہے کہ اس میں ثمن کی ملکیت فوری طور پر ثابت قرار پاتی ہے اور مثمن یعنی بیع کردہ چیز کی ملکیت بعد میں ہوتی ہے مثلاً یوں کہے کہ میں نے سو روپیہ دیئے تاکہ اتنے عرصہ بعد اس بھاؤ سے ایسی گندم لوں گا وغیرہ اس کے مزید احکام فتاوی عالمگیری عربی کی بحث ۲۰ کتاب البیوع

بات شش نمبر / فتاوی نمبر	تیسواں باب، متفرق امور کے احکام — متفرق امور کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۱۳ ۱۲۸	حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یوں نہ کہا جائے کہ "اسلمت فی کذا" (یعنی میں نے اس سے اسلام یعنی بیع سلم کی) لیکن (لفظ اَسْلَمْتُ کی بجائے) اَسْلَفْتُ (یعنی میں نے پیشگی رقم دی) کہے ۱؎	عنابیہ
۱۲۹	(ا) ہلال (یعنی نئے چاند) کو دیکھتے وقت اس کی تعظیم کے لئے اس کی طرف اشارہ کرنا مکروہ ہے (ب) اور اگر اپنے ساتھی کو (نیا چاند) دکھانے کے لئے اس (چاند) کی طرف اشارہ کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ۲؎	خزانۃ المفتین
۱۳۰	(ا) الفتاوی میں ہے کہ شیخ نصیرؒ نے فرمایا کہ میں نے الحسن بن ابی مطیعؒ سے اس نہر کے بارے میں دریافت کیا جو غصب شدہ ہے تو کیا اس سے وضو کرنا اور (اس سے) پینا جائز قرار پاتا ہے تو (اس کے جواب میں) آپ نے فرمایا کہ اگر وہ نہر وہیں رہی جہاں کہ وہ پہلے تھی تو (اس سے وضو کرنے اور پینے میں) کوئی حرج نہیں (ب) اور اگر اسے اپنی جگہ سے بدل دیا گیا تو میں اسے مکروہ سمجھتا ہوں کہ اس سے کوئی شخص فائدہ اٹھائے ۳؎	حاوی للفتاوی
۱۳۱	شیخ ابوبکرؒ سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جس نے پن چکی نصب کی اور اس کا پانی دوسرے آدمی کی زمین میں اس کی رضامندی کے بغیر جاری کیا تو (اس کے حکم کے متعلق) فرمایا کہ جو شخص اس کے غصب سے واقف ہو اسے یہ حلال نہیں ہے کہ وہ اس پن چکی کو خریدے اور نہ یہ حلال ہے کہ وہ اسے کرایہ پر لے اور نہ اس میں پسانے کے لئے وہاں اناج لے جائے خواہ اجرت پر ہو یا عاریۃً ہو ۴؎	حاوی للفتاوی
۱۳۲	(ا) اگر گواہی لکھی گئی اور (جن کی وہ دستاویز ہے) انہوں نے گواہی طلب کی اور اس دستاویز میں (گواہی کے لئے) اس شخص کے سوا کوئی اور جماعت (یعنی نصاب شہادت) نہیں ہے یا اس کی گواہی نسبتاً جلد قبول کی جاسکتی ہے تو اسے اس گواہی کی ادائیگی ترک کرنے کی گنجائش نہیں ہے (ب) اور اگر اس کے سوا ایسی جماعت (یعنی نصاب شہادت) موجود ہو جو گواہی ادا کر سکتے ہیں تو اس شخص کیلئے اس گواہی سے انکار کی گنجائش ہے ۵؎	تاتارخانیہ
۱۳۳	کسی شخص کے قبضہ میں ایک آزاد آدمی ہے پھر دوسرے آدمی نے جو اس قبضہ شدہ کے آزاد ہونے کو نہیں جانتا اس قابض سے یہ درخواست کی کہ وہ قابض شخص، قبضہ شدہ آدمی مجھے ہبہ کر دے میں تجھے اس کا ثمن ہبہ کر دوں گا پس قابض شخص نے ایسا کر دیا اور اس (درخواست کنندہ) آدمی نے اس (قبضہ شدہ) پر قبضہ کر لیا اور اس کے قبضہ میں اس کی وفات ہو گئی تو اس (پہلے قابض) پر اس کا ثمن واپس کرنا لازم ہے اور خریدار کو ثمن واپس کرنے سے انکار میں اس کا عذر از راہ دیانت قبول نہ ہوگا ۶؎	غرائب
۱۳۴	الیتیمہ میں ہے کہ شیخ علی بن احمدؒ سے (سلطانی) مددگاروں میں سے کسی ایک مددگار (یعنی سپاہی) کے	

ہیں ہیں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۵/۲۶۷ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۱۳۱، ۳۶/۱۱۱۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)
۴؎ حکم نمبر ۱۳۰، ۳۶/۱۱۱۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۱ تا ۷/۷۱۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)
۶؎ حکم نمبر ۲۰/۱۰۷۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثلاثون فی المتفرقات — المتفرقات	حواله
١١١٣	فیه یعطی اهل السکة کذا کذا فیاخذوا حدا او یحبسه فی المسجدا وفی موضع آخر هل للماخوذ ان یقول اثنوا لفلان وفلان لجیرانه بحکم ان هذا الخط علی الکل وهو لا یقدر علی اداء هذا القدر بنفسه ام الواجب فی حقه السکوت والصبر علی ما یلحقه فقال الصبر اولی	کذا فی التتارخانیة
١٣٥	وسألت ابا الفضل الکرمانیؒ ویوسف بن محمدؒ وحمیر الوبریؒ وعمر الحافظؒ رجل له اولاد یتخذ لهم لباسا ویقول عند ذلك هی عواری فی ایدیهم حتی اذا قصد[2] عن احدهم صرفه الی الآخر احترازا عن ضمان یجب علی الاب هل له ذلك ام الواجب علیه ان یملکهم ذلك ام الواجب علیه دفع حاجاتهم وهی تندفع بالاعارة وکتب بذلك الی الحسن بن علی المرغینانیؒ فقال له ان یدفع اللباس الیهم علی وجه الاعارة کما اجابوا و سألت ابی الفضل الکرمانیؒ هذا ویوسف بن محمدؒ ان هذا الجواب فی الزوجة فقال نعم	کذا فی التتارخانیة
١٣٦	رجل له اولاد فاقر بجمیع ضیاعه لولد فانه یأثم فلو ابطل قاض اقراره ان ابطل بتأویل معتبر فی الشرع وهو فقیه یجوز والا فلا هکذا ذکروهذا اذا کان اولاده کلهم صلحاء اما اذا کان بعضهم فاسقا فاقر بجمیع ماله للصالح فلا یأثم	کذا فی جواهر الفتاوی
١٣٧	لا بأس برش الماء فی الطریق لتسکین الغبار والزیادة علی الحاجة لا تحل	کذا فی الملتقط
١٣٨	حبس بلبلا فی قفس وعلفها لا یجوز	کذا فی القنیة

[1] حکم نمبر ۲/۱۱۱۳ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] قوله حتی اذا قصد عن احدهم الخ کذا فی النسخة الطبع الهندی والذی فی نسخ الخط قصر بالزای المهملة فتأمل وحرر اه مصححه عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی قوله اذا قصد الخ (یعنی جب وہ قصد کرے) یونہی ہندی مطبوعہ نسخہ میں ہے اور الخط کے نسخہ میں (قصد کی بجائے) قصر (یعنی را کے ساتھ ہے (یعنی جب ان میں

دفعات شق نمبر	تیسواں باب، متفرق امور کے احکام — متفرق امور کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۴	بارے میں دریافت کیا گیا کہ جب وہ کسی گلی میں داخل ہوا اور اس کے پاس ایک خط ہے جس میں یہ لکھا ہے کہ اس گلی والے اتنا اتنا مال دیں پس اس (سپاہی) نے کسی ایک شخص کو پکڑا اور اسے مسجد میں یا کسی اور جگہ میں محبوس کیا تو کیا گرفتار شدہ کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ یہ کہے کہ اس کے فلاں فلاں پڑوسی کو (بھی) لے آؤ بایں وجہ کہ یہ خط سب کے نام ہے اور وہ اکیلے اتنا مال ادا کرنے پر قادر نہیں ہے یا اس کے حق میں یہ واجب ہے کہ وہ خاموشی اختیار کرے اور (اس پر) جو تکلیف پہنچے تو اس پر صبر کرے تو (اس کے جواب میں) آپ نے فرمایا کہ (اس صورت میں صبر اولی ہے [1]	تتارخانیہ
۱۲۵	(۱) (نیز فرمایا کہ) میں نے شیخ ابوالفضل الکرمانی، یوسف بن محمد، حمیر الوبری اور عمر الحافظ سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا جس کی اولاد ہے وہ ان کے لئے لباس بناتا ہے اور اس وقت یہ کہتا ہے کہ یہ (لباس) ان کے قبضہ میں عاریتہ ہے تاکہ جب ان میں سے کسی ایک سے لے کر دوسرے کو دینے کا قصد کرے تو باپ پر ضمان واجب ہونے سے بچاؤ رہے تو کیا اسے ایسا کرنا جائز ہے یا اس پر یہ واجب ہے کہ وہ انہیں اس لباس کا مالک بنا دے یا اس پر یہی واجب ہے کہ وہ ان کی وہ حاجات دور کرے اور وہ عاریتہ دینے سے بھی پوری ہو جاتی ہیں تو انہوں نے (جواب میں) کہا کہ بلکہ واجب، حاجت دور کرنا ہے اور وہ عاریتہ دینے سے (بھی) دور ہو جاتی ہے (ب) اور یہ (سوال) شیخ حسن بن علی المرغینانی کو لکھا گیا تو آپ نے (جواب میں) کہا کہ اس کے لئے جائز ہے کہ وہ انہیں وہ لباس عاریتہ دے جیسا کہ ان مشائخ نے جواب دیا ہے (ج) اور میں نے شیخ ابوالفضل الکرمانی سے یہ سوال کیا اور یوسف بن محمد سے (یہی سوال کیا) کہ یہی جواب بیوی کے متعلق ہے تو آپ نے فرمایا کہ ہاں [3]	تتارخانیہ
۱۲۶	(ا) کسی شخص کی اولاد ہے تو اس نے اپنے سارے مال کے متعلق ایک ولد کے لئے اقرار کیا تو ایسا کرنے سے وہ گنہگار قرار پاتا ہے اور اگر قاضی (یعنی حاکم مجاز) نے اس کا (مذکورہ) اقرار شرعاً میں کسی معتبر تاویل سے باطل قرار دیا درآنحالیکہ وہ قاضی فقیہ ہے تو جائز قرار پاتا ہے ورنہ نہیں یوں ہی مذکور ہے اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب اس کی ساری اولاد صالح لوگ ہوں (ب) اور اگر ان میں سے (یعنی اولاد میں سے) بعض فاسق لوگ ہوں پس اس شخص نے اپنے سارے مال کے متعلق صالح (اولاد) کیلئے اقرار کیا تو پھر وہ (شخص ایسا کرنے سے) گنہگار نہ قرار پائے گا [4]	جواہر الفتاوی
۱۲۷	(ا) اس میں کوئی حرج نہیں کہ راستہ میں غبار بٹھانے کے لئے ... (ایسا کرنا) حلال نہیں ہے [5]	
۱۲۸	کسی شخص نے بلبل کو پنجرے میں بند کر دیا اور اسے ...	

... کسی سے چھوٹا ہو جائے) فتامل ۔ (مترجم) [3] ...

[5] حکم نمبر ۹۱ تا ۹۶ / ۱۱۸۱ ملاحظہ ہو ... ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	المتفرقات الباب الثلاثون فی المتفرقات	حوالہ
۱۱۱۳ ۱۳۹	سئل بعضهم[1] عن رجل وکل رجلا باحیا الموات له فأحیاه الوکیل أهو للوکیل کما فی التوکیل للاحتطاب والاحتشاش ام یقع للموکل کما فی سائر التصرفات من البیع والاجارة فقال ان اذن الامام الموکل بالاحیاء یقع له	کذا فی الغرائب
۱۴۰	سئل علی بن احمد[2] عمن وکل غیره وکالة مطلقة فقبلها وامر غیره بکتابة الوثیقة وکتبها ثم ضاعت تلك الوثیقة من الوکیل او تمزقت او مزقها انسان هل یحل للکاتب ان یکتب اخری بعینها من غیر زیادة ولا نقصان فقال نعم یجوز[3]	کذا فی التتارخانیة
۱۴۱	الخناق والساحر یقتلان لانهما یسعیان فی الارض بالفساد وان تابا لم یقبل ذلك منهما وان أخذا[5] ثم تابا لم یقبل منهما ویقتلان وکذا الزندیق المعروف الداعی وبه یفتی والله اعلم	کذا فی خزانة المفتین

[1] قوله سئل بعضهم عن رجل وکل رجلا باحیاء الموات سیاتی هذا الفرع فی کتاب احیا الموات منقولا عن فتاوی القنیة فکان الاصوب اسقاطه عن هذا المحل اھ مصححه - عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی قوله سئل بعضهم الخ میں درج فرع، احیاء الموات کی بحث میں فتاوی القنیہ سے منقول آئے گی پس اسے اس محل سے ساقط کردینا زیادہ بہتر ہے اھ (مترجم) [2] موات زمین یعنی شہر سے باہر کی ایسی زمین جو کسی کی ملکیت نہ ہو اور وہ امام (یعنی حاکم مجاز) کے اختیار میں ہو اس کے مزید احکام فتاوی عالمگیری عربی کی بحث نمبر ۵، جلد ۵ ص ۳۸۵ میں ہیں نیز اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۳۹/۱۱۱۳ ملاحظہ ہو (مترجم)
[3] قوله فقال نعم یجوز ا ... الکتابة کذا قید به فی القنیة فافهم اھ مصححه عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی قوله فقال نعم یجوز الخ یعنی ہاں جائز قرار پایا
... گر ... ہے (مترجم) [4] حکم نمبر ۱۴۰/۱۱۱۳ کا عربی حاشیہ ملاحظہ ہو نیز وکالت سے متعلق مزید احکام
... (مترجم) [5] قوله وان اخذا ثم تابا الخ هذا تفصیل لما اجمله اولا من قوله وان تابا
... قبل توبته ثم تاب لم تقبل توبته ویقتل ولو اخذ بعدها قبلت اھ وقوله
... مصححه عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی قوله وان اخذا ثم تابا الخ یعنی یہ عبارت اس کی تفصیل
... گی اور اس کا ماحصل جیسا کہ الدر المختار میں ہے کہ جب وہ یعنی
... گی اور قتل کی سزا دی جائے گی اور اگر وہ (اس سے)
... نمبر ۱۴۱/۱۱۱۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو، نیز گلا گھونٹ کر مارنے
... س" ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	تیسواں باب، متفرق امور کے احکام — متفرق امور کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۱۳ ۱۳۹	بعض مشائخؒ سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جس نے کسی آدمی کو موات زمین کے آباد کرنے کے لئے وکیل کیا تو اس وکیل نے وہ زمین آباد کی تو کیا وہ زمین وکیل کیلئے قرار پائے گی جیساکہ کوئی شخص کسی کو لکڑیاں چننے یا گھاس لانے کے لئے وکیل کرے تو (وہ وکیل کیلئے قرار پاتے ہیں) یا وہ (نو آباد زمین) موکل کیلئے قرار پائے گی جیساکہ بیع اور اجارہ وغیرہ سبھی تصرفات میں یہ حکم ہے (کہ وہ مؤکل کے لئے قرار پاتے ہیں) تو آپ نے (اس کے جواب میں) فرمایا کہ اگر امام (یعنی حاکم مجاز) نے اس موکل کو وہ موات زمین آباد کرنے کے لئے اجازت دی تھی تو وہ زمین موکل کے لئے قرار پائے گی ۲ے	غرائب
۱۴۰	شیخ علی بن احمدؒ سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جس نے دوسرے آدمی کو وکیل مطلق قرار دیا (یعنی کسی خاص کام کی وکالت کی قید نہ لگائی) اس نے وہ وکالت قبول کرلی پھر اس (موکل) شخص نے کسی کو (اس کا) وثیقہ نامہ لکھنے کا حکم دیا اس نے لکھ (کر وکیل کو دے) دیا پھر وہ وثیقہ اس وکیل سے ضائع ہوگیا یا پھٹ گیا یا کسی اور نے پھاڑ دیا تو کیا اس کاتب کے لئے یہ حلال ہے کہ وہ بعینہ دوسرا وثیقہ بغیر کسی کمی بیشی کے لکھ دے تو (اس کے جواب میں) آپ نے فرمایا کہ ہاں جائز قرار پاتا ہے ۳ے	تاتارخانیہ
۱۴۱	(ا) خناق (یعنی لوگوں کا گلا گھونٹ کر مار دینے والا) اور جادوگر (از روئے تعزیر) قتل کئے جائیں گے اس لئے کہ وہ دونوں زمین میں فساد برپا کرنے کے سعی کنندہ ہیں اور اگر وہ (سزا قتل سے قبل) توبہ کریں تو ان کی وہ توبہ قبول نہ کی جائے گی اور اگر وہ گرفتار کر لئے گئے پھر انہوں نے توبہ کی تو (بھی) ان کی توبہ قبول نہ کی جائے گی اور وہ (تعزیرا) قتل کئے جائیں گے (ب) اور اسی طرح زندیق جو (زندقہ کے ساتھ) معروف اور اس کا داعی ہو، اس کے متعلق یہی حکم ہے اور اسی پر فتوی دیا جاتا ہے ۴ے	خزانۃ المفتین

والله اعلم

اللهم انا نسئلك الاخلاص في القول والعمل، وحسن الختام عند انتهاء الاجل، والعون على الاتمام ياذا الجلال

والاكرام، والحمد لله الذي بنعمته تتم الصالحات، اللهم تقبله واغفر لمؤلفه ولمترجمه

ولمعاونة ولمويده ولقاريه ولسامعه ولمشاوره ولمحبه لله تعالى، اللهم اغفرلنا

ولآبائنا ولامهاتنا ولاساتذتنا ولمشائخنا وان علا ... اعشا ... رنا ولقبائلنا ولاولادنا

ولاولادولادنا وان سفلوا، ولمن له حق ... نين والمؤمنات

والمسلمين والمسلمات الاحياء منهم ... افية

في الدنيا والآخرة ...

آمين يا ارحم ا...

تعالى ...

حرفِ آخر

بفضلہ تعالیٰ کتاب الکراہیۃ جلد نمبر ۸ ۴ ب اشاعت پذیر ہوئی۔ وللہ الحمد

قارئین کرام فتاوی ہذا کی اس اشاعت میں جملہ احکام بعینہ حسب سابق ہیں۔ اشاعت کا اسلوب جدید تعارفی کتاب میں ملاحظہ ہو۔ مجلس نے اس عظیم کام کی نزاکت، عظمت اور اہمیت کے پیشِ نظر بساط بھر کوشش کی ہے کہ عربی عبارت صحیح ہو۔ اردو میں اسکے مفہوم کی ترجمانی محتاط ہو۔ سابقہ متعین شدہ عنوانات اور انکی شقوں میں نکھار ہو۔ حوالہ جات میں وضاحت و موزونیت ہو۔ کاغذ اور طباعت معیاری ہو۔ نیز استفادہ میں آسانی بہم پہنچانے کیلئے اہم مقامات میں علماء کرام و مفتی صاحبان سے مشورہ کے بعد حسب ضرورت حاشیہ پر ایسے معلوماتی، تائیدی اور وضاحتی مستند نوٹ بھی دیئے گئے ہیں جن سے دوسرے نسخوں کی عبارت کی نشاندہی۔ مندرجہ حکم سے ملتے جلتے دوسرے احکام کی طرف اشارہ۔ مذکورہ حکم کی مثال۔ اسکی نوعیت وحیثیت کی وضاحت میں مدد ملتی ہے۔ اور اس محنت میں فتاوی ہذا کے دیگر نسخوں۔ فقہ و فتاوی کی کئی دوسری کتابوں۔ قدیم تراجم اور مستند عربی لغات سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

سیعرف قدر الترجمان وجهده　　ومحنته من يبتلى ببلائها

اعتذار واستدعا تاہم مجلس سہو وخطا سے مبرا نہیں ہے۔ ہمیں اپنی بے بضاعتی، تہی دستی اور علمی فرومائگی کا احساس ہے۔ اہلِ علم حضرات اگر کہیں کوئی غلطی ملاحظہ فرمائیں تو درست فرماکر ممنون فرمائیں۔ اور اگر اپنے زرین مشوروں سے سرفراز فرمانا چاہیں تو ناظم مجلس کو مطلع فرماکر عند اللہ ماجور ہوں۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم وتب علينا انك انت التواب الرحيم۔ ربنا لا تؤاخذنا ان نسينا او اخطأنا وكف عنه لسان المجادلين اللهم هذا منك ولك فتقبله واجعله ذخيرة لنجاتي وثقلا في ميزاني واغفر لي ولوالدي ولجميع اساتذتي ومشائخي ولمن سعى فيه۔ بدعوة سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم وعلى آله واصحابه اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين۔ آمین۔　　بارگاہ ایزدی میں بغایت عجز وانکساری التجا ہے۔ کہ وہ قبولیت عطا فرمائے۔ رکاوٹوں کو دور اور مشکلات کو حل فرمائے اور اس کام کو اس گنہگار کیلئے۔ میرے رفقا کار کیلئے، والدین اور اساتذہ کرام اور مشائخ عظام سبھی کیلئے سرمایہ آخرت بنائے۔ آمین۔

لكل بنى الدنيا مراد ومقصد　　وان مرادى صحة وفراغ
لابلغ فى علم ال...　　يكون به لى فى الجنان بلاغ

غرض نقشے ا...　　که هستی را نمی بینم بقائے
کند برحالِ این مسکین دعائے

ا...ق عفی عنہ مترجم و ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیریہ

...عربی، فاضل فارسی، فاضل اردو، او-ٹی مؤلف جمہوریہ اسلامیہ
...ظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیریہ، سابق
...جسٹرڈ طبیہ ،، المتوطن میانہ موہڑہ
...

اسلامی قوانین کا شہرۂ آفاق اور مایۂ ناز مجموعہ

۴۸۱

فتاویٰ عالمگیریہ

تالیف

نامور علماءِ اسلام کی عظیم تر جماعت

اہتمام

سلطان ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ

نگرانی

الشیخ نظام الدین برہانپوری رحمۃ اللہ علیہ صدر مجلس علما

معاونِ نظرثانی

حضرت شاہ عبدالرحیم والد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہما اللہ علیہما

عربی متن مع اردو ترجمہ نمبروار احکام کے ساتھ

پیشکش: مجلسِ منتظمہ اشاعتِ "فتاویٰ عالمگیریہ"

۱۳۸۹ھ

الجلد ۴۸

فتاویٰ عالمگیریہ مترجم

اُردو مع عربی نمبروار احکام کے ساتھ

فقہ اسلامی — صفحی

297.142
۱۹۱

مترجم ———— حضرت مولٰنا ابو السعید محمد صادق بن حافظ قادری

نظرِ ثانی ———— اراکین مجلس منتظمہ و ممتاز علماء کرام و مفتیان عظام

کتابت ———— خوشنویس راجہ غلام رسول ضلع گجرات

کاغذ ———— اعلیٰ سفید

طباعت ———— عکسی

تاریخ اشاعت ———— جمادی الثانی ۱۴۰۲ھ بمطابق اپریل ۱۹۸۲ء

مطبع ———— المکہ پریس لاہور

ناشر ———— ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاویٰ عالمگیریہ

بہ قیمت، فی

جلد 28056/2، 86/ 2/ 13 ڈائریکٹر

E / F.P 11.8 / الحوکیٹ ڈا

... رائع مہیا ... ی انجمنوں کی ترتیب معاونین کے لئے اس دید ... حرف قبولیت عطا فرما کر سب کے لئے سعادت

کا ذریعہ بنا دے۔ ... متعلق فتاویٰ عالمگیری

العارض ... ہے کہ یہ نمبر ۲۸/۹۳ ہے لیکن اس میں جب ...

ملنے کا پتہ: ... منتظمہ اشاعت فتاویٰ عالمگیریہ

... بے مردی ہے کہ ... احتیاط ہو حرام کے قریب ہوتا ہے جبکہ وہ ...

تحریمی اور مکروہ تنزیہی دونوں میں فرق کے متعلق فتاویٰ عالمگیری میں بحوالہ خزانۃ المفتین اور فتاویٰ عا...

الدر المختار، مندرجہ احکام کا خلاصہ یہ ہے کہ اس میں اس مکروہ کے اصل کو دیکھا جائیگا (۱) اگر اسکے حق میں اصل حکم

وتمت کلمت ربک صدقا وعدلا

مجلس منتظم اشاعت فتاویٰ عالمگیریہ

اسلامی احکام کا مستند و مرتب مجموعہ زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی اور حنفیوں کے ہر مکتب فکر میں مقبول

فتاویٰ عالمگیریہ

المعروفة بين الناس بالفتاوى الهندية، فى مذهب الامام الاعظم، ابى حنيفة النعمان صاحب القدر الافخم تاليف جماعة من علماء الهند الاعلام، وكان رئيسهم فى تاليفها العلامة الهمام مولانا الشيخ نظام ... ذلك بأمر السلطان ابى المظفر محى الدين محمد اورنگزيب بهادر عالمگير عليه وعليهم رحمة ... المولى اللطيف ... آمين۔

جلد ۴۸

کتاب الکراهیة — مکروہ امور کی بحث

ذکر و تلاوت اور مسجد و مصحف وغیرہ سے متعلق مکروہ امور

الباب الرابع فى الصلوٰة و ... قراءة القرآن والذكر والدعاء ورفع الصوت ... اس سے ... قرآن

چوتھا باب، نماز ... تلاوت، ذکر و دعا ... متعلق اور تلاوت ... وقت آواز اونچی کرنے کے متعلق احکام

والباب الخامس فى آ ... القبلة و ... مصحف

اور پانچواں باب ... مسجد ... اور قرآن مجید ... متعلق آداب

١٠٨٢ الصلوٰة والتسبيح ... فيه اسم الله تعالى والذكر والدعاء ورفع الصوت عند قرأة القرآن

... تسبیح، تلاوت ... $\frac{۱ تا ۴}{۱۰۸۲}$ ... اور تلاوت کرتے وقت ... مکروہ و غیر مکروہ امور کے احکام

١٠٨٣ آداب المسجد والقبله والمصحف وماكتب فيه شئ من القرآن ... قسم ...

مسجد، قبلہ ... سے متعلق مکروہ و غ ... $\frac{۱۰۰}{۱۰۸۲}$ اور میت کی تعریف اور ...

... سے صدقہ کے ...

اسم بلاحظہ ہوں (مترجم)

... آداب ... ۱۰۳ ... ان-

مجلس منتظمہ اشاعتِ فتاویٰ عالمگیریہ کے زیرِ اہتمام فتاویٰ عالمگیریہ مترجم (عربی متن مع اردو ترجمہ بمبر وار احکام کے تھا) کی اشاعت پر

اہل علم حضرات کے تبصروں کا خلاصہ

سلطنت مغلیہ کے درویش صفت سلطان، حافظ قرآن، عالمِ دین۔ محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیرؒ نے اپنے دور میں شیخ نظام الدین برہانپوریؒ کی زیرِ نگرانی اور علماء ربانی کی عظیم جماعت کی وساطت سے مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی ضرورت کے پیشِ نظر فقہ اسلامی کی ترتیب کا جو سنہری کارنامہ

فتاویٰ عالمگیریہ

کے نام سے سرانجام دیا ہے وہ زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی اور اسلام کے تفصیلی احکام کا ایسا بے نظیر مجموعہ ہے جس سے امت محمدیہ ہر دور میں رہنمائی حاصل کر سکتی ہے اسلامی احکام کا یہ شہرۂ آفاق مجموعہ فقہ حنفی کا ایسا جامع معتمد اور مستند فتاویٰ ہے کہ اس کا نام آتے ہی سب قیل و قال دھری رہ جاتی ہے۔

اس فتاویٰ کے متعلق ایک عرصہ سے یہ ضرورت شدت سے محسوس کی جارہی تھی کہ اس کا ترجمہ موجودہ سلیس اردو میں عمدہ طباعت کے ساتھ ہو۔ اللہ تعالیٰ عز برہانہ نے اس اہم اور مہتم بالشان کام کے لئے مجلس منتظمہ اشاعتِ فتاویٰ عالمگیریہ کو اپنے خصوصی فضل وکرم سے اس گرانمایہ خدمت کے آغاز کی توفیق عطا فرمائی۔ مجلس کے ناظم فاضل عالم [illegible]ضرت مولانا ابو السعید محمد صادق بن حافظ قادریؒ نے دینی جذبہ کے عزم کے ساتھ کافی محنت، تندہی اور سعی سے اس عظیم کام کو ش[illegible] ہے۔

انہوں نے دین[illegible] کو نکھار کر پیش کرنے [illegible] اور اس کی افادیت عام کرنے کے لئے ایک طرف عربی عبارت اور دوسری طرف سلیس اردو میں ترجمہ پیش کیا ہے عنوانات [illegible] اور باحوالہ شقیں سونے پر سہاگہ ہیں۔ ترجمہ محتاط انداز میں اور عام فہم ہے۔ اور اردو ایسی شگفتہ ہے کہ یہ ترجمہ ایک علیحدہ کتاب میں بھی مفید [illegible] یک جا ہونے سے ائمہ مساجد اور اردو دان بھی ارباب ذوق فقہ کے تفصیلی مسائل خود معلوم کر سکتے ہیں اور یہ کتاب تمام مسلمانوں [illegible]

اس اشاعت [illegible] کے ۱۲، ٬٬ ۲۹۰، ۔۔ ۳۰۰۰۰ (جلد) ہے اور ماہ بہ ماہ جیب۔ مجلد مرقع کی قیمت [illegible] رکھی گئی ہے۔

[illegible] ۲۰، ٬٬ ۱۹۵، ٬٬ ۔ ۱۲۰۰۰ (جلد) نظر کھانے دقبروں کی زیارت، ٬٬ [illegible] ٬٬ ۲۴۴، ٬٬ ۔۔ ۲۶۰۰۰

اس نمبر [illegible] مصحف و مسجد، [illegible] ۲۰، ٬٬ ۵۰۷ [illegible] ۔۔ ۴۸۰۰۰ علمی شاہکار (تعارفی کتاب) مجلد [illegible] ۔۔ ۲۲۰۰۰

سے ہزاروں نکاح باب [illegible]

[illegible] درہ کتب کا ایک سیٹ [illegible] میں قرآن [illegible] قیمت [illegible] ۴۰۶۰۰

۴۸۰۰

[illegible] ڈائریکٹر — 28056/2 [illegible]

[illegible] ہمیا [illegible] کی ترتیب بہ معاونین کے لئے اس دیگر [illegible] شرفِ قبولیت عطا فرما کر سب کے لئے سعادت کا ذریعہ بنادے۔ [illegible] الحو کیشن ڈائ[illegible] — E / F.P 11.8 /

[illegible] متعلق فتاویٰ عالمگیری [illegible] ہے کہ یہ نمبر ۲۸۰/۹۳ م ہے لیکن اس میں جب [illegible] ۔ مردی ہے کہ [illegible] حظ ہو حرام کے قریب ہوتا ہے جبکہ وہ [illegible]

العارض

منتظمہ اشاعت فتاویٰ عالمگیریہ

ملنے [illegible]

تحریمی اور مکروہ تنزیہی دونوں میں فرق کے متعلق فتاویٰ عالمگیری میں بحوالہ خزانۃ المفتین اور فتاویٰ عا[illegible] الدر المختار، مندرجہ احکام کا خلاصہ یہ ہے کہ اس میں اس مکروہ کے اصل کو دیکھا جائیگا (۱) اگر اسکے حق میں اصل حکم

فہرست فتاویٰ عالمگیری مترجم حامل المتن جلد ۴۸، مکروہ امور کی بحث

(چوتھا اور پانچواں باب)

جس میں نماز، تسبیح، تلاوت، ذکر و دعا کے متعلق اور تلاوت کرتے وقت اونچی آواز کرنے کے متعلق احکام نیز مسجد، قبلہ اور قرآن مجید کے متعلق اور جس میں قرآن مجید میں سے کچھ لکھا ہو اور جس میں اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہو اس کے متعلق آداب

ابواب ۲، دفعات ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، تعداد شق ۱۹۵

... ۱۰۰ ... ثان ...

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فی الصلوٰۃ والتسبیح وقراءۃ القرآن والذکر وغیرہ الصلوٰۃ والتسبیح وقراءۃ القرآن والذکر وغیرہ	حوالہ
	ومتت کلمت ربک صدقا وعدلا اور تیرے رب کی بات سچائی اور انصاف میں پوری ہے مجلس منتظمہ نشر فتاوی عالمگیریہ بسم الله الرحمٰن الرحیم ۵ الحمد لله رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد سید المرسلین وعلی آله واصحابه وعلی عباد الله الصالحین اجمعین ، آمین ۔ **الباب الرابع فی الصلوٰۃ والتسبیح وقراءۃ القرآن والذکر والدعاء ورفع الصوت عند قراءۃ القرآن** دفعات ۱۰۸۲ تا ۱۰۸۲ ۔ عنوان ۱ تعداد شق ۱۰۳	
۱۰۸۲	**الصلوٰۃ والتسبیح وقراءۃ القرآن والذکر وغیرہ** تعداد شق ۱۰۳	
۱	صلی وهو متحدود الوسط لا یکره ۵	کذا فی المحیط

ل فتاوی عالمگیری مترجم ار[illegible] عنوان میں، عبادات خالصہ یعنی طہارت، نماز، زکوۃ، روزہ، حج اور زیارت کی پانچ مکمل بحثیں جو کہ فتاوی عالمگیری عربی میں بطور بحث ۱ تا ۵ [illegible] اور [illegible] ، اشاعت میں بطور جلد ۱ تا جلد ۵ شائع ہوئیں اس کے بعد بطور انتخاب ۔ عقوبات خالصہ یعنی کتاب الحدود مکمل، جن[illegible] مفید ہے ۔ [illegible] تعزیر، چوری اور ڈکیتی کے احکام پھر احکام المرتدین پھر کتاب الجنایات یعنی حدود کے علاوہ جرائم، قصاص دیت وغیرہ کے احکام، جو کہ فتاوی عالمگیری عربی اور طباعت اول بطور بحث ۱۱، ۱۲، بحث ۱۳ باب ۹ ۔ اور بحث ۵۵ سے متعلق تھیں اردو مع عربی کی اس اشاعت میں یہ منتخبہ بحثیں اور باب بطور جلد ۱۱ مع ۱۲، ۱۳، ۵۵ شائع ہوئیں اور اب بطور انتخاب، نماز، تسبیح، تلاوت، ذکر اور دعا [illegible] ت کرتے وقت آواز بلند کرنے سے متعلق احکام اور مسجد و قبلہ کے متعلق اور [illegible] ید وغیرہ لکھا ہو اس سے متعلق احکام، جو کہ فتاوی [illegible] منتظم[illegible] ۴۸ باب ۴ اور ۵ سے متعلق [illegible]، اردو مع عربی کی اس اشاعت بطور جلد [illegible] اشاعت پذیر ہیں ۔ اور فتاوی عربی کی بحث نمبر [illegible] ند نمبر میں مذکو[illegible] نیت اسلئے رکھی گئی ہے تاکہ فتاوی عالمگیری عربی اور اردو مع عربی کے مابین ایک حد تک ترتیب کا تعلق [illegible] المگیری [illegible] نمبر کے متعلق فتاوی عالمگیری مترجم اردو مع عربی کی ج ۱ کا ص ۶ ملاحظہ ہو (مترجم)

[illegible] سعاد[illegible] [illegible] وم [illegible] میں بحوالہ الھدایۃ، شرح ابی المکارم اور شرح الوقایۃ، مندرجہ احکام کا خلاصہ یہ ہے کہ امام [illegible] آپ نے نص قاطع نہ پائی تو اس پر حرام کے لفظ کا اطلاق نہیں کیا ۔ امام ابو حنیفہ اور امام [illegible] کروہ، مکروہ تحریمی ہو اور مکروہ تنزیہی [illegible] کے قریب ہوتا ہے [illegible] لمگیری عربی کے حاشیہ میں الجواھر [illegible] اثبات حرمت (یعنی حرام [illegible]

دفعات شق نمبر	چوتھا باب، نماز، تسبیح، تلاوت اور ذکر وغیرہ سے متعلق احکام — نماز، تسبیح، تلاوت اور ذکر وغیرہ سے متعلق احکام کا بیان	حوالہ
	وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا — مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیریہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سب تعریفیں اللہ تعالی کے لئے ہیں جو سب جہانوں کا رب ہے اور درود اور سلام ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، جو سب رسولوں کے سردار ہیں اور ان کی آل پر، ان کے اصحاب پر، اور اللہ تعالی کے نیک بندوں پر سب پر ہو۔ آمین **چوتھا باب، نماز، تسبیح، تلاوت، ذکر، دعا کے متعلق، تلاوت کرنے، وقت اور آواز اونچی کرنے کے متعلق احکام** دفعات ۱۰۸۲ تا ۱۰۸۲ - عنوان ۱ - تعداد شق ۱۰۳	
۱۰۸۲	**نماز، تسبیح، تلاوت اور ذکر وغیرہ کے احکام** اور اسمیں ۱۰۳ شقیں ہیں	
۱	کسی شخص نے کمر باندھے ہوئے نماز پڑھی تو یہ مکروہ نہیں ہے ۲	محیط

ثابت ہونا) ہو البتہ وہ حرمت کسی عارض کی وجہ سے ساقط ہو تو ا - اگر وہ عارض عموم بلوی ہو اور ضرورت کے حق میں قائم ہو تو وہ مکروہ، مکروہ تنزیہی قرار پائے گا مثلاً بلی کا جھوٹا (حکم نمبر ۱۱/۴۳ ملاحظہ ہو) ب - اور اگر وہ عارض ایسا ہو کہ لازم ... نہ ہو تو اس کے اصل حکم (یعنی اثبات حرمت) کے بموجب وہ مکروہ، مکروہ تحریمی قرار پائیگا مثلاً گدھی کا گوشت اور اس کی ... قیامت تلاز ... اور ... کے حق میں اصل حکم اباحت (یعنی مباح ہونے) کا ہو البتہ کسی عارض نے اسے اباحت سے نکال دیا ہو تو ا- ... ظن غالب ہو تو وہ مکروہ ... مکروہ تحریمی قرار پائے گا مثلاً جلالہ گائے (یعنی نجاست خور گائے) کا جھوٹا (حکم نمبر ۸/۴۳ ملاحظہ ہو) ب - ورنہ (یعنی اگر وجود محرم کا ظن غالب نہ ہو تو) وہ مکروہ تنزیہی قرار پائے گا مثلاً چیرنے پھاڑنے والے پرندوں سے کہ حکم نمبر ۱۴/۴۳ اور حکم نمبر ۲۰ ب/۴۹۷ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل ... کے "س" کا ۲ ملاحظہ ہو) مفہوم ماخوذ از عالمگیری عربی ج ۵ ص ۳۰۸ - حکم نمبر ۱۵/۵۰۲ کے حاشیہ کے "ج" کے ... ذکر اور نماز میں مکروہ کے متعلق حکم نمبر ۱۱۵/۱۸۰ ملاحظہ ہوں

(۳) نیز مکروہات کی بحث کے اس باب میں نماز سے متعلق مکروہ وغیر مکروہ امور کے متعلق حکم نمبر ۱ تا ۴/۱۰۸۲، تسبیح ... سے متعلق مکروہ وغیر مکروہ امور کے متعلق حکم نمبر ۵ تا ۲۵/۱۰۸۲، قرآن مجید کی تلاوت سے متعلق مکروہ وغیر مکروہ امور کے متعلق ... دعا سے متعلق مکروہ وغیر مکروہ امور کے متعلق حکم نمبر ۷۶ تا ۹۲، ۹۹، ۱۰۱/۱۰۸۲ اونچی تکبیر کہنے سے متعلق مکروہ ... وعظ کے متعلق حکم نمبر ۸۵، ۹۶ تا ۹۸/۱۰۸۲، جن کے لئے ثواب کے متعلق حکم نمبر ۱۰۰/۱۰۸۲ اور میت کی تعریف اور ... حکم نمبر ۱۰۲، ۱۰۳/۱۰۸۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فی الصلوة والتسبیح وقراءة القرآن وذکر وغیره — الصلوة والتسبیح وقراءة القرآن والذکر وغیرہ	حـــوالـــه
۱۰۸۲-۲	ولو اشتری من مسلم ثوبا او بساطا صلی علیه وان کان بائعه شارب خمر لان الظاهر من حال المسلم انه یجتنب النجاسة ولو صلی فی ازار المجوسی یجوز و یکره	کذا فی التاتارخانية
۳	لا بأس بالصلوة حذاء البالوعة اذا لم تکن بقربه قال عین الائمة الکرابیسی لا تکره الصلوة فی بیت فیه بالوعة	کذا فی القنية
۴	اختلف المشائخ فی رأس الصورة بلا جثة هل یکره اتخاذه والصلوة عنده۔ اتخاذ الصور فی البیوت والثیاب فی غیر حالة الصلوة علی نوعین نوع یرجع الی تعظیمها فیکره ونوع یرجع الی تحقیرها فلا یکره وعن هذا قلنا اذا کانت الصورة علی البساط مفروشا لا یکره واذا کان البساط منصوبا یکره	کذا فی المحیط
۵	الکلام منه ما یوجب اجرا کالتسبیح والتحمید وقراءة القرآن والاحادیث النبوية وعلم الفقه وقد یأثم به اذا فعله فی مجلس الفسق وهو یعلمه لما فیه من الاستهزاء والمخالفة لموجبه وان سبح فیه للاعتبار والانکار ولیشتغلوا عما هم فیه من الفسق نحسن وکذا من سبح فی السوق بنية ان الناس غافلون مشتغلون بأمور الدنیا وهو مشتغل بالتسبیح وهو افضل من تسبیحه وحده فی غیر السوق	کذا فی الاختیار شرح المختار
۶	من جاء الی تاجر یشتری منه ثوبا فلما فتح التاجر الثوب سبح [illegible] وصلی علی النبی صلی الله علیه وآله واصحابه وسلم ان اراد به اعلام المشتری جودة ثوبه فذلک مکروه	هکذا فی المحیط

ـــه ۱ مکروہ امر کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۰۸۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ـــه ۲ بالوعہ یعنی گندی نالی، بدرو۔ ماخوذ از المنجد ص۱۲۷ اور بالوعہ سے متعلق مزید احکام کے لئے حکم [illegible] ملاحظہ ہو (مترجم)، ـــه ۳ محاذات یعنی مقابل ہونا۔ ماخوذ از المنجد ص۲۳۶ اور محاذات کے مزید مفہوم و احکام کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۴۴ ملا[illegible] (مترجم)، ـــه ۴ حکم نمبر ۱/۱۰۸۲ کے حاشیہ کا "ج" ملاحظہ ہوں (مترجم)، ـــه ۵ حکم نمبر ۵۶ تا ۶۸/۱۸۰ اور حکم نمبر ۱/۱۰۸۲ کے حاشیہ کا "ج" ملاحظہ ہو (مترجم)، ـــه ۶ تسبیح، تحمید، تہلیل اور درود شریف سے متعلق مکروہ و غیر مکروہ امور کے متعلق ۵ تا ۲۵/۱۰۸۲ نیز حکم نمبر ۲۶/۱۸۴ کے حاشیہ کے "س" میں درمختار و رد المحتار سے ماخوذ حاشیہ اور حکم نمبر ۷/۳۳۰ کا دوسرا حاشیہ اور حکم نمبر ۱/۱۰۸۲

دفعات شق نمبر	چوتھا باب، نماز تسبیح، تلاوت اور ذکر وغیرہ سے متعلق احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۸۲-۲	(ا) اگر کسی شخص نے کسی مسلمان سے کوئی کپڑا یا بچھونا خریدا تو اس پر نماز پڑھ سکتا ہے اگرچہ بیچنے والا شراب نوش ہو اس لئے کہ مسلمان کے حال سے ظاہر یہی ہے کہ وہ نجاست سے بچتا ہے (ب) اور اگر کسی شخص نے کسی مجوسی کے تہبند میں نماز پڑھی تو جائز قرار پائے گی البتہ مکروہ ہوگی ۱ے	تتارخانیہ
۳	بالوعہ ۲ے (یعنی گندی نالی یا گڑھا) کے محاذات ۳ے (یعنی مقابل، برابر) میں نماز پڑھنے میں حرج نہیں ہے جبکہ وہ بالوعہ اس کے قریب نہ ہو اور عین الائمہ الکرابیسیؒ کا قول ہے کہ جس گھر میں بالوعہ ہو تو اس گھر میں نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے ۴ے	قنیہ
۴	کسی (جاندار) کی تصویر کے (صرف) سر کے بارے میں جو (باقی) جسم کے بغیر ہو اس کے لے رکھنے اور اس کے پاس نماز پڑھنے کے متعلق مشائخؒ نے اختلاف کیا ہے۔ نماز کی حالت کے علاوہ میں گھروں اور کپڑوں میں (جانداروں کی) تصویریں رکھنا دو قسم پر ہے ایک یہ کہ اس کا مقصد اس تصویر کی تعظیم ہو تو یہ مکروہ ہے اور ایک یہ کہ اسکا مقصد اسکی تحقیر ہو تو یہ مکروہ نہیں ہے اور اسی بنا پر ہمارا قول ہے کہ جب تصویر دار بچھونا بچھا ہوا ہو تو مکروہ نہیں ہے اور جب وہ (تصویر دار) بچھونا لٹکا ہوا ہو تو مکروہ ہے ۵ے	محیط
۵	(ا) کلام میں سے بعض کلام تو موجب ثواب ہوتا ہے مثلاً تسبیح (یعنی سبحان اللہ کہنا)، تحمید (یعنی الحمد للہ کہنا) قرآن مجید کی تلاوت، آنحضرت صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی حدیثیں اور علم فقہ پڑھنا اور کبھی ایسے کلام سے گنہگار بھی ہوتا ہے جبکہ اس نے وہ کلام مجلس فسق میں کیا اور وہ اسے جانتا ہو اس لئے کہ اس میں اس کلام سے تمسخر اور اس کے موجب کی مخالفت کا ہونا ہوتا ہے (ب) اور اگر کسی شخص نے مجلس فسق میں عبرت کے لئے اور انکار کرنے کے طور پر تسبیح کہی تاکہ لوگ اس فسق کے شغل کو چھوڑ دیں تو ایسا کرنا اچھا ہے (ج) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی شخص نے بازار میں اس نیت سے تسبیح کہی کہ یہ لوگ غفلت میں ہیں اور دنیا کے کاموں میں مشغول ہیں اور وہ تسبیح میں مشغول ہے تو ایسا کرنا، بازار کے علاوہ اکیلے میں تسبیح پڑھنے سے افضل ہے ۶ے	اختیار شرح مختار
۶	جو شخص کسی تاجر کے ہاں آیا تاکہ اس سے کپڑا خریدے تو جب تاجر نے کپڑا کھولا تو اس نے "سبحان اللہ" کہا اور حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا اور ایسا کرنے میں اس تاجر نے خریدار کے لئے اپنے کپڑے کی عمدگی بتانے کا ارادہ کیا تو ایسا کرنا مکروہ ہے ۷ے	محیط

۶ے حاشیہ کا "ج" ملاحظہ ہو (مترجم) ۷ے حکم نمبر ۵/۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو اور سبحان اللہ بعض اوقات، قدرت خداوندی پر تعجب کے اظہار کے طور پر بھی کہا جاتا ہے جبکہ نیت یہی ہو (مترجم)

دفعات تشریح نمبر	الباب الرابع فی الصلوة والتسبیح وقراءة القرآن والذکر وغیرہ — الصلوة والتسبیح وقراءة القرآن والذکر وغیرہ	حـــوالـــہ
۱۰۸۲-۷	رجل شرب الخمر فقال "الحمد لله" لا ینبغی له ان یقول فی هذا الموضع "الحمد لله" ولو اکل شیأ غصبه من انسان فقال "الحمد لله" قال الشیخ الامام اسمعیل الزاهد[۱] لا بأس به	کذا فی فتاوی قاضیخان
۸	حارس یقول "لا اله الا الله" او یقول "صلی الله علی محمد صلی الله علیه وآله واصحابه وسلم" یأثم لانه یأخذ لذلك ثمنا بخلاف العالم اذا قال فی المجلس "صلوا علی النبی صلی الله علیه وآله واصحابه وسلم" او الغازی یقول "کبروا" حیث یثاب	کذا فی الکبری
۹	وان سبح الفقاعی او صلی علی النبی صلی الله علیه وآله واصحابه وسلم عند فتح فقاعه علی قصد ترویجه وتحسینه او القصاص اذا قصد بها رکومئ هنگامه[۴] اثم	هکذا فی الوجیز للکردری
۱۰	وعن هذا یمنع اذا قدم واحد من العظماء الی مجلس فسبح او صلی علی النبی صلی الله علیه وآله واصحابه وسلم اعلاما بقدومه حتی ینفرج له الناس او یقوموا له یأثم	هکذا فی الوجیز للکردری
۱۱	قاضی عنده جمع عظیم یرفعون اصواتهم بالتسبیح والتهلیل جملة لا بأس به والاخفاء افضل	کذا فی القنیة
۱۲	ولو اجتمعوا فی ذکر الله تعالی والتسبیح والتهلیل یخفون	کذا فی القنیة
۱۳	والاخفاء افضل عند الفزع فی السفینة او ملاعبتهم بالسیوف	کذا فی القنیة
۱۴	وکذا الصلوة علی النبی صلی الله علیه وآله واصحابه وسلم	کذا فی القنیة
۱۵	ویستحب ان یقول قال الله تعالی ولا یقول قال الله بلا تعظیم بلا ارح ان وصف صالح للتعظیم	کذا فی الوجیز للکردری

۱؎ حکم نمبر ۵/۱۰۸۲ مع حاشیہ اور حکم نمبر ۱۷، ۱۸/۵۰۰ ملاحظہ ہوں "لا بأس"، کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۴۲ ر/۲۲۵ میں رد المحتار کا حوالہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۵/۱۰۸۲ مع حاشیہ، حکم نمبر ۳۴ ب/۱۰۸۲ ،تکبیر کے متعلق حکم نمبر ۹۳/۱۰۸۲ مع حاشیہ اور وعظ کے متعلق حکم ۹۶، ۹۷/۱۰۸۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ الفقاعی یعنی جو کی شراب بیچنے والا۔ ماخوذ از المنجد ص ۹۳۹ (مترجم) ۴؎ (کومئ ہنگامہ) یعنی تہییج السامعین عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی سامعین کو برانگیختہ کرنا (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۵/۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶؎ حکم نمبر ۵/۱۰۸۲ مع حاشیہ

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب: نماز، تسبیح، تلاوت اور ذکر وغیرہ سے متعلق احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۸۲-۷	(ا) کسی شخص نے شراب پی تو کہا کہ "الحمد للہ"، تو اسے ایسے موقع پر "الحمد للہ" نہیں کہنا چاہیے (ب) اور اگر کسی شخص نے کسی آدمی سے چھینی ہوئی چیز کھائی تو کہا "الحمد للہ" تو (اس کے حکم کے متعلق) الشیخ الامام اسمعیل الزاہدؒ کا قول ہے کہ یوں کہنے میں حرج نہیں ہے [1]	قاضیخان
۸	(ا) کوئی چوکیدار (چوکیداری کے دوران) "لا الٰہ الا اللہ" کہتا ہے یا وہ "صلے اللہ علی محمد" کہتا ہے تو ایسا کرنے سے وہ گنہگار ہوگا اس لئے کہ وہ اس کی قیمت لیتا ہے۔ (ب) اور اس حکم کے خلاف اس صورت کا حکم ہے کہ کسی عالم (دین) نے مجلس میں کہا کہ "صلوا علی النبی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم" (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ پر درود پڑھو) یا غازی کہے کہ "کبروا" (یعنی اللہ اکبر کہو) تو (اس پر) وہ (عالم یا غازی) ثواب پائیگا [2]	کبری
۹	اگر فقاعی [3] (یعنی شراب فروش) نے اپنی شراب کھولتے وقت اس کی ترویج کے لئے اور اسے اچھا کہنے کے قصد سے "سبحان اللہ"، کہا یا اس نے حضور صلے اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم پر درود پڑھا یا قصہ گو نے سامعین کو برانگیختہ کرنے کے قصد سے ایسا کیا تو (اس سے) وہ (فقاعی یا قصہ گو) گنہگار ہوگا [5]	وجیز للکردری
۱۰	اسی (مذکورہ حکم کی) بنا پر (اس امر سے) منع کیا جاتا ہے کہ جب بڑے اشخاص میں سے کوئی شخص مجلس میں آئے تو کوئی آدمی "سبحان اللہ"، کہے یا حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھے تاکہ اس کی آمد کا پتہ چل جائے حتیٰ کہ لوگ اس کے لئے جگہ کشادہ کریں یا اس کے لئے کھڑے ہوں۔ اور وہ (یعنی ایسا کرنے والا) گنہگار ہوگا [6]	وجیز للکردری
۱۱	کسی قاضی (یعنی حاکم مجاز) کے ہاں ایک بڑی جماعت ہو جو ملکر "سبحان اللہ"، یا "لا الٰہ الا اللہ" کہتے ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اخفاء (یعنی نیچی آواز سے کہنا) افضل ہے [7]	قنیہ
۱۲	اور اگر وہ لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے، "سبحان اللہ"، کہنے اور "لا الٰہ الا اللہ"، کہنے کے لئے جمع ہوں تو نیچی آواز سے پڑھیں [8]	قنیہ
۱۳	کشتی میں خوف پیدا ہوتے وقت اور تلواروں سے ملاعبت (یعنی کھیلنے اور مشق کرنے) کے وقت (بھی) نیچی آواز سے پڑھنا افضل ہے [9]	قنیہ
۱۴	اور اسی طرح (یعنی ان مذکورہ ۱۱ تا ۱۳/۱۰۸۲ صورتوں میں مذکورہ احکام کی طرح) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کے متعلق بھی یہی حکم ہے (یعنی نیچی آواز سے پڑھنا افضل ہے) [10]	قنیہ
۱۵	یہ مستحب ہے کہ یوں کہے کہ "اللہ تعالیٰ نے فرمایا" اور بغیر (ذکر) تعظیم کے یعنی اس کی بڑائی کے لئے صالح صفت (کے ذکر) کو ساتھ ملائے بغیر یوں نہ کہے کہ "اللہ نے یوں فرمایا" [11]	وجیز للکردری

نیز حکم نمبر ۱۵/۵۰۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [7] حکم نمبر ۵/۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [8] حکم نمبر ۵/۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [9] حکم نمبر ۵/۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [10] حکم نمبر ۵/۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [11] تعظیم کے لئے صفت صالح مثلاً جل جلالہ، عز اسمہ وغیرہ۔ حکم نمبر ۱۵، ۱۶، ۱۸، ۲۰ ب/۱۰۸۲ نیز حکم نمبر ۵/۱۰۸۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی الصلوة والتسبیح وقراءة القرآن والذکر وغیرہ — الصلوة والتسبیح وقراءة القرآن والذکر وغیرہ	حوالہ
۱۰۸۲- ۱۶	رجل سمع اسما من اسماء اللہ تعالی یجب علیہ ان یعظمہ ویقول" سبحان اللہ" وما اشبہ ذلک	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۷	ولو سمع اسم النبی علیہ السلام فانہ یصلی علیہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۸	فان سمع مرارا فی مجلس واحد اختلفوا فیہ قال بعضھم لا یجب علیہ ان یصلی الامرة	کذا فی فتاوی قاضیخان
	وبہ یفتی	کذا فی القنیة
	وقال الطحاوی یجب علیہ الصلوة عند کل سماع والمختار قول الطحاوی	کذا فی الولوالجیة
۱۹	لو سمع اسم اللہ تعالی مرارا یجب علیہ ان یعظم ویقول" سبحان اللہ وتبارک اللہ" عند کل سماع	کذا فی خزانة الفتاوی
۲۰	ان لم یصل علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم عند سماع اسمہ تبقی الصلوة دینا علیہ فی الذمة بخلاف ذکر اللہ تعالی لان کل وقت محل للاداء فلا یکون محل القضاء	کذا فی الغرائب
۲۱	والسلام یجزی عن الصلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم	کذا فی الغرائب
۲۲	ویکرہ ان یصلی علی غیر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم وحدہ فیقول" اللھم صل علی فلان" ولو جمع فی الصلوة بین النبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم وبین غیرہ فیقول" اللھم صل علی محمد وعلی آلہ واصحابہ" جاز	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۳	ولا یجب الرضوان عند ذکر الصحابة رضی اللہ عنھم	کذا فی القنیة

۱ـہ حکم نمبر ۱۵/۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ـہ حکم نمبر ۱۷ تا ۲۶/۱۰۸۲ نیز حکم ۵/۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ـہ حکم نمبر ۱۷/۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو اور مختار ہونے کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲/۹۷۴ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کے سنا کے "ج"، کے (۳) میں نمبر ۱۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ـہ م نمبر ۱۵/۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵ـہ حکم نمبر ۱۷/۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	چوتھا باب، نماز تسبیح، تلاوت اور ذکر وغیرہ سے متعلق احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۸۲-۱۶	کسی شخص نے اللہ تعالی کے ناموں میں سے کوئی نام سنا تو اس پر واجب ہے کہ اس کی تعظیم (یعنی اس کی بڑائی کا ذکر) کرے اور "سبحان اللہ" یا اس کی مانند کوئی کلمہ کہے [1]	قاضیخان
۱۷	اگر کسی شخص نے (اللہ تعالی کے) نبی علیہ السلام کا نام سنا تو وہ ان پر درود شریف پڑھے [2]	قاضیخان
۱۸	(ل) اور اگر کسی شخص نے (اللہ تعالی کے نبی علیہ السلام کا نام) ایک مجلس میں کئی بار سنا تو اس (کے حکم) میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے ان میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ (اس صورت میں) واجب صرف ایک بار درود شریف پڑھنا ہے	قاضیخان
	(ب) اور اسی (مذکورہ حکم) پر فتوی دیا جاتا ہے	قنیہ
	(ج) اور (مذکورہ صورت کے متعلق) الطحاوی کا قول ہے کہ ہر بار سننے پر اس کے ذمہ درود شریف بھیجنا واجب ہے اور طحاوی کا قول مختار ہے [3]	الولوالجیة
۱۹	اگر کسی شخص نے اللہ تعالی کا نام (ایک مجلس میں) کئی بار سنا تو اس پر ہر بار تعظیم (کا ذکر کرنا) واجب ہے اور وہ ہر بار (اللہ تعالی کا نام) سنتے وقت "سبحان اللہ وتبارک اللہ" (وغیرہ) کہے [4]	خزانۃ الفتاوی
۲۰	اگر کسی شخص نے اللہ کے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا نام سنتے وقت درود شریف نہ پڑھا تو وہ درود شریف پڑھنا اس کے ذمہ قرض رہا [5] (ب) اور اس (صورت کے حکم) کے خلاف اس صورت کا حکم ہے کہ اللہ تعالی (کے کسی نام) کا ذکر ہو اس لئے کہ اللہ تعالی کے (نام کی تعظیم کے) لئے ہر وقت محل ادا رہے پس وہ محل قضا نہ قرار پائے گا [6]	غرائب
۲۱	اللہ تعالی کے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر، سلام پڑھنا، صلوۃ (یعنی درود شریف پڑھنے) کے لئے کفایت کر جاتا ہے [7]	غرائب
۲۲	یہ مکروہ ہے کہ کوئی شخص اللہ کے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے علاوہ ایسے شخص پر درود شریف پڑھے اور یوں کہے کہ "اللھم صل علی فلان" (یعنی اے اللہ تعالی فلاں شخص پر درود بھیج) اور اگر کوئی شخص درود بھیجنے میں اللہ تعالی کے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور اس کے غیر کو جمع کر کے یوں کہے کہ "اللھم صل علی محمد وعلی آلہ واصحابہ" تو یہ جائز ہے [8]	قاضیخان
۲۳	صحابہ رضی اللہ عنھم کے (نام کا) ذکر کرتے وقت "رضی اللہ عنہ" کہنا واجب نہیں ہے (البتہ افضل و مستحب ہے) [9]	قنیہ

[6] حکم نمبر ۱۵/۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] حکم نمبر ۱۷/۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [8] حکم نمبر ۱۷/۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [9] حکم نمبر ۱۹/۴۹۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعہ وشق نمبر	الباب الرابع فی الصلوٰۃ والتسبیح وقراءۃ القرآن والذکر وغیرہ — الصلوٰۃ والتسبیح وقراءۃ القرآن والذکر وغیرہ	حوالہ
١٠٨٢-٢٤	ولو سمع اسم النبی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم وهو يقرأ لا يجب ان يصلى وان فعل ذلك بعد فراغه من القرآن فحسن	كذا فی الينابيع
٢٥	ولو قرأ القرآن فمر على اسم النبی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم فقراءة القرآن على تاليفه ونظمه افضل من الصلوٰة على النبی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم فی ذلك الوقت فان فرغ ففعل فهو افضل وان لم يفعل فلا شئ عليه	كذا فی الملتقط
٢٦	وسئل البقالیؒ عن قراءة القرآن أهی افضل أم الصلوٰة على النبی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم فقال اما عند طلوع الشمس وفی الاوقات التی نهى عن الصلوٰة فيها فالصلوٰة على النبی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم والدعاء والتسبيح اولى من قراءة القرآن وكان السلف يسبحون فی هذه الاوقات ولا يقرؤن القرآن	كذا فی الغرائب
٢٧	يفضل بعض السور والآيات كآية الكرسی ونحوها ومعنى الافضلية ان ثواب قراءته كثير وقيل بانه للقلب ايقظ وهذا اقرب الى الصواب وبهذا المعنى يقال ان القرآن افضل من سائر الكتب المنزلة والافضل ان لا يفضل بعض القرآن على بعض اصلا وهو المختار	كذا فی الجواهر الاخلاطی
٢٨	رجل اراد ان يقرأ القرآن فينبغی ان يكون على احسن احواله يلبس صالح ثيابه ويتعمم ويتقبل القبلة لان تعظيم القرآن والفقه واجب	كذا فی فتاوی قاضيخان
٢٩	اذا اراد ان يقول بسم الله الرحمن الرحيم فان اراد افتتاح أمر لا يتعوذ وان اراد قراءة القرآن يتعوذ	كذا فی السراجية

ـــــه حکم نمبر ٢٥،١٦/١٠٨٢ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــــه قرآن مجید کی تلاوت سے متعلق مکروہ غیر مکروہ امور کے متعلق حکم نمبر ٢٤،٥ تا ٢٥،٧٥،٨٢،٨٥،٩٨/١٠٨٢ مع حواشی اور تراویح میں قرآن مجید کی تلاوت کے متعلق حکم نمبر ٤٦ تا ٥٩/١٨٦ اور موجبات الکفر ما یتعلق بالقرآن کے متعلق حکم نمبر ٢٩٨/... اور قرآن مجید سے متعلق آداب کے متعلق مزید احکام، حکم نمبر ٥٠ تا ٩١/١٠٨٢ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) ـــــه حکم نمبر ٢٥/١٠٨٢ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــــه حکم نمبر ٢٥/١٠٨٢ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــــه حکم نمبر ٢٥/١٠٨٢ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــــه حکم نمبر ٢٥/١٠٨٢ مع حاشیہ

نماز تسبیح، تلاوت اور ذکر وغیرہ سے متعلق احکام

دفعات شق نمبر	چوتھا باب، نماز تسبیح، تلاوت اور ذکر وغیرہ سے متعلق احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۸۲-۲۴	اگر کسی شخص نے اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا نام سنا اور وہ قرأت (یعنی قرآن مجید کی تلاوت) کر رہا ہے تو اس پر درود شریف پڑھنا واجب نہیں ہے اور اگر (اس صورت میں) اس نے قرآن مجید (کی تلاوت) سے فراغت کے بعد ایسا کیا (یعنی درود شریف بھیجا) تو اچھا ہے ۱ھ	ینابیع
۲۵	اگر کسی شخص نے قرآن مجید کی تلاوت کی اور (اس کی تلاوت میں) اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا نام آیا تو اس وقت قرآن مجید کو اس کی ترتیب وعبارت کے مطابق پڑھنا، اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کی نسبت افضل ہے پس اگر اس نے (اس تلاوت سے) فراغت پر ایسا کیا (یعنی درود شریف پڑھا) تو یہ افضل ہے اور اگر اسنے ایسا نہ کیا (یعنی درود شریف نہ پڑھا) تو اس پر کوئی شی لازم نہیں ہے ۲ھ	ملتقط
۲۶	شیخ بقالیؒ سے دریافت کیا گیا کہ قرآن مجید کی تلاوت افضل ہے یا اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر درود شریف پڑھنا افضل ہے تو آپ نے فرمایا کہ طلوع آفتاب کے وقت اور ان اوقات میں جن میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے ان میں اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر درود بھیجنا، دعا کرنا اور تسبیح کہنا، قرآن مجید کی نسبت اولیٰ ہے اور سلف (صالحین) ان اوقات میں تسبیح کہتے اور قرآن مجید کی تلاوت نہیں کرتے تھے ۳ھ	غرائب
۲۷	(الف) (قرآن مجید کی) بعض سورتوں اور آیات کو مثلاً آیۃ الکرسی اور اس کی مانند کو (دوسری سورتوں اور آیات پر) فضیلت دی جاسکتی ہے اور فضیلت دینے کا مفہوم یہ ہے کہ (۱) اسکی تلاوت کا ثواب زیادہ ہے. (۲) بعض کا قول یہ ہے کہ وہ دل کو زیادہ بیدار کرتی ہے اور یہ مفہوم ٹھیک ہونے کے زیادہ قریب ہے اور اسی معنیٰ میں کہا جاتا ہے کہ قرآن مجید تمام نازل شدہ (آسمانی) کتابوں سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے (ب) اور افضل یہ ہے کہ بعض قرآن مجید کو بعض پر فضیلت بالکل نہ دی جائے اور یہی حکم مختار ہے ۴ھ	جواھر الاخلاطی
۲۸	جو شخص قرآن مجید کی تلاوت کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے حالات میں سے اچھے حال پر ہو اپنا اچھا لباس پہنے، عمامہ باندھے اور قبلہ رو ہو اس لئے کہ قرآن مجید اور فقہ کی تعظیم واجب ہے ۵ھ	قاضیخان
۲۹	جب کوئی شخص "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کہنا چاہے تو اگر وہ (قرآن مجید کی تلاوت کے علاوہ) کسی کام کو شروع کرنا چاہتا ہے (اس لئے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہنا چاہتا ہے) تو وہ "اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم" نہ پڑھے اور اگر وہ قرآن مجید کی تلاوت کرنا چاہتا ہے تو وہ "اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم" پڑھے (اور پھر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے) ۶ھ	سراجیہ

ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات/شق نمبر	الباب الرابع فی الصلوۃ والتسبیح وقراءۃ القرآن والذکر وغیرہ الصلوۃ والتسبیح وقراءۃ القرآن والذکر وغیرہ	حوالہ
۱۰۸۲-۳۰	وعن محمد بن مقاتل[۱] فیمن اراد قراءۃ سورۃ اوقراءۃ آیۃ فعلیہ ان یستعیذ باللہ من الشیطن الرجیم و یتبع ذلک بسم اللہ الرحمن الرحیم	کذا فی المحیط
۳۱	فان استعاذ بسورۃ الانفال وسمی ومر فی قراءتہ الی سورۃ التوبۃ وقرأھا کفاہ ما تقدم من الاستعاذۃ والتسمیۃ ولا ینبغی لہ ان یخالف الذین اتفقوا وکتبوا المصاحف التی فی ایدی الناس وان اقتصر علی ختم سورۃ الانفال فقطع القراءۃ ثم اراد ان یبتدئ سورۃ التوبۃ کان کارادتہ ابتداء قراءتہ من الانفال فیستعیذ ویسمی وکذلک سائر السور	کذا فی المحیط
۳۲	سئل ابوجعفر عن التعوذ کیف ھو قال احب الی ان یقول" اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم حتی یکون موافقا للقرآن ولو قال" اعوذ باللہ العظیم" او" اعوذ باللہ السمیع العلیم" جاز و ینبغی ان یکون التعوذ موصولا بالقراءۃ	کذا فی الحاوی للفتاوی
۳۳	ولا بأس بالقراءۃ راکبا وماشیا اذا لم یکن ذلک الموضع معدا للنجاسۃ فان کان، یکرہ	کذا فی القنیۃ
۳۴	قراءۃ القرآن فی الحمام علی وجھین ان رفع صوتہ یکرہ وان لم یرفع لا یکرہ وھو المختار واما التسبیح والتہلیل لا بأس بذلک وان رفع صوتہ	کذا فی الفتاوی الکبری

۱؎ حکم نمبر ۳۱، ۳۲ / ۱۰۸۲ مع حاشیہ اور ۲۵ / ۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۲؎ تسمیہ یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم اور تعوذ یعنی اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم کے متعلق اور سورۃ توبہ سے پہلے انکے پڑھنے کے متعلق اہل علم کی تحقیق کا ماحصل یہ ہے کہ اسپر اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم، قرآن مجید میں سورہ النمل کا جزء ہے اسپر بھی اتفاق ہے کہ سوائے سورۃ توبہ کے ہر سورت کے شروع بسم اللہ الرحمن الرحیم کی آیت لکھی جاتی ہے البتہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کی تحقیق میں بسم اللہ الرحمن الرحیم، سورۃ نمل کے سوا اور کسی سورۃ کا جزء نہیں بلکہ ایک مستقل آیت ہے جو ہر سورت کے شروع میں دو سورتوں کے درمیان فصل اور امتیاز ظاہر کرنے کیلئے نازل ہوئی۔ نیز قرآن مجید کی تلاوت شروع کرتے وقت پہلے اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم اور پھر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا سنت ہے اور درمیان تلاوت میں بھی سورۃ براءت کے علاوہ ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا سنت ہے۔ نیز کسی بھی سورۃ کے شروع ہونے سے پہلے "بسم اللہ الرحمن الرحیم" نازل ہوئی تھی جس سے یہ سمجھ لیا جاتا تھا کہ پہلی سورت ختم ہوگئی اور دوسری سورت شروع ہو رہی ہے سورت توبہ جو نزول کے اعتبار سے آخری سورتوں میں سے ہے اسکے شروع میں عام دستور کے مطابق بسم اللہ الرحمن الرحیم نازل نہ ہوئی اور نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کاتب وحی کو اسکی ہدایت فرمائی اور اسی حال

دفعات شق نمبر	چوتھا باب: نماز تسبیح، تلاوت اور ذکر وغیرہ سے متعلق احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۸۲-۳۰	محمد بن المقاتلؒ سے اس شخص کے بارے میں منقول ہے کہ جو شخص قرآن مجید کی کوئی سورت یا آیت پڑھنے کا ارادہ کرے تو اس پر لازم ہے کہ وہ "اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم" پڑھے اور اس کے پیچھے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے [۱]	محیط
۳۱	(ا) (نیز فرمایا کہ) پس اگر کسی شخص نے سورۃ انفال کے لئے اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا اور سورۃ توبہ تک تلاوت کرتا چلا گیا اور سورۃ توبہ (بھی) پڑھی تو پہلے سے پڑھا ہوا (یعنی سورۃ انفال کے لئے پڑھا ہوا) اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کفایت کر جائے گا اور (اس میں) اسے ان لوگوں (یعنی اسلاف) کی مخالفت نہیں کرنی چاہیے جنہوں نے لوگوں کے پاس موجود مصاحف لکھے اور (ان پر) اتفاق کیا (ب) اور اگر کسی شخص نے سورہ انفال کی تلاوت ختم کر کے بس کر دیا اور تلاوت کرنا منقطع کر دیا پھر اس نے سورہ توبہ کی تلاوت کرنا چاہی تو یہ صورت ایسی ہے جیسا کہ اس نے سورۃ انفال کی تلاوت شروع کرنے کا ارادہ کیا پس وہ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے گا اور یوں ہی تمام سورتوں کے متعلق حکم ہے [۲]	محیط
۳۲	شیخ ابو جعفرؒ سے تعوذ (یعنی اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم) کے متعلق دریافت کیا گیا کہ اسے کیسے (یعنی کن الفاظ سے) کہے تو آپ نے فرمایا کہ میرے ہاں پسندیدہ یہ ہے کہ یوں کہے "اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم [۳]" تاکہ قرآن مجید (کے الفاظ) سے موافقت رہے [۴] اور اگر کسی شخص نے تعوذ میں یوں کہا کہ "اعوذ باللہ العظیم [۵]" یا یوں کہا کہ "اعوذ باللہ السمیع العلیم [۶]" تو جائز ہے (ب) اور چاہیے کہ تعوذ پڑھنا قرأت سے (ماقبل) ملا ہوا ہو [۷]	حاوی
۳۳	سواری کی حالت میں یا پیادہ چلنے کی حالت میں قرآن مجید کی تلاوت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ وہ جگہ (یعنی تلاوت کرنے کی جگہ) نجاست کے لئے مقرر نہ ہو اور اگر ایسی جگہ ہو تو (وہاں تلاوت کرنا) مکروہ ہوگا [۸]	قنیہ
۳۴	(ا) حمام میں (یعنی جہاں لوگ نہانے میں مشغول ہوں وہاں) تلاوت کرنا دو طرح پر ہے اگر اونچی آواز سے پڑھا تو مکروہ ہوگا اور اگر اونچی آواز سے نہ پڑھا (یعنی نیچی آواز سے پڑھا) تو مکروہ نہ ہوگا، یہی حکم مختار ہے (ب) اور (حمام میں) تسبیح اور تہلیل (یعنی "سبحان اللہ اور لا الٰہ الا اللہ" کہنے) میں کوئی حرج نہیں ہے خواہ انہیں اونچی آواز سے پڑھا [۹]	فتاوی کبری

میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی وفات ہوگئی بنا بریں یہ امر، سورۃ توبہ کی خصوصیات میں سے ہے کہ مصاحف قرآن مجید میں اس سورت کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی آیت نہیں لکھی جاتی کیونکہ اسکا احتمال ہے کہ سورۃ توبہ علیحدہ سورۃ نہ ہو بلکہ سورۃ انفال کی جز ہو اور اس احتمال پر یہاں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنا ایسا ہی ہوگا جیسا کہ کوئی شخص کسی سورت کے درمیان میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھ دے اھ حکم نمبر ۳۰، ۲۲/۱۰۸۲ اور ۲۵/۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۳] یعنی میں پناہ لیتا ہوں شیطان راندے ہوئے سے (مترجم) [۴] یعنی قرآن مجید کی آیت "فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ" (جب تو پڑھنے لگے قرآن تو پناہ لے اللہ تعالیٰ کی شیطان مردود سے) آیت ۹۷ سورۃ النحل (مترجم) [۵] یعنی میں پناہ لیتا ہوں اللہ تعالیٰ کی جو عظیم ہے (مترجم) [۶] یعنی میں پناہ لیتا ہوں اللہ تعالیٰ کی جو سننے والا جاننے والا ہے (مترجم) [۷] حکم نمبر ۳۰، ۳۱/۱۰۸۲ اور ۲۵/۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۸] حکم نمبر ۲۵/۱۰۸۲ مع حاشیہ اور اسکی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۱/... ملاحظہ ہوں (مترجم) [۹] اونچی آواز سے پڑھنے اور نیچی آواز سے پڑھنے کی تعریف اور فرق کے متعلق حکم نمبر ۲۱، ۲۲/۱۱۹ اور ۱/۱۰۸ اور مختار ہونے کے مفہوم کے متعلق ۲/۲۶۷ کے حاشیہ ترتیب اللآلی کی تفصیل کے ... (۳) میں نمبر ۱۲ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر ۳۲، ۳۵/۱۰۸۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الرابع فی الصلوٰۃ والتسبیح وقراءۃ القرآن والذکر وغیرہ الصلوٰۃ والتسبیح وقراءۃ القرآن والذکر وغیرہ	حوالہ
۱۰۸۲ـ	اذا قرأ القرآن خارج الحمام فی موضع لیس فیه غسالة الناس نحو مجلس صاحب الحمام والثیابی فقد اختلف علماء نا فیه قال ابوحنیفة رح لا یکره ذلك وقال محمد رح یکره ولیس عن ابی یوسف رح روایة منصوصة	کذا فی المحیط
	یکره ان یقرأ القرآن فی الحمام لانه موضع النجاسات ولا یقرأ فی بیت الخلاء	کذا فی فتاوی قاضیخان
	لا یقرأ القرآن فی المخرج والمغتسل والحمام الا حرفا حرفا وقیل یکره ذلك ایضا والاصح الاول	کذا فی الجواهر الاخلاطی
۳۵	وتکره القرآن فی الطواف	کذا فی الملتقط
۳۶	لا یقرأ جهرا عند المشتغلین بالاعمال ومن حرمة القرآن ان لا یقرأ فی الاسواق وفی مواضع اللغو	کذا فی القنیة
۳۷	لو قراء طمعا فی الدنیا فی المجالس یکره وان قراء لوجه الله تعالی لا یکره وقد کان اصحاب رسول الله صلی الله تعالی علیه واله واصحابه وسلم اذا اجتمعوا أمروا احدهم ان یقرأ سورة من القرآن	کذا فی الغرائب
۳۸	قوم یقرؤن القرآن من المصاحف او یقرأ رجل واحد فدخل علیه واحد من الاجلة او الاشراف فقام القارئ لاجله قالوا ان دخل عالم او ابوه او استاذه الذی علمه العلم جاز له ان یقوم لاجله وما سوی ذلك لا یجوز	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۹	لا بأس بقراءة القرآن اذا وضع جنبه علی الارض ولکن ینبغی ان یضم رجلیه عند القراءة	کذا فی المحیط

۱ـ حکم نمبر ۱/۱۰۹ اور، ۶/۱۰۸۳ اور ۲۵/۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ ۲ـ حکم نمبر ۶۱/۳۰۶ اور ۲۵/۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ ۳ـ حکم نمبر ۷۳ ب/۱۰۸۳، ۲۵/۱۰۸۲ مع حاشیہ اور حکم نمبر ۳/۴۹۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ ۴ـ حکم نمبر ۱۸/۱۰۲ کا حاشیہ، ۹۷/۱۰۸۲ اور ۲۵/۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ ۵ـ حکم نمبر ۲۵/۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ ۶ـ جنب یعنی پہلو۔ ماخوذ از منتہی الارب صفحہ ۹۶۹ (مترجم)

دفعات/شق نمبر	چوتھا باب: نماز، تسبیح، تلاوت اور ذکر وغیرہ سے متعلق احکام — نماز تسبیح، تلاوت اور ذکر وغیرہ سے متعلق احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۸۲	(ج) جب کسی شخص نے حمام (یعنی نہانے کی جگہ) سے باہر ایسی جگہ میں تلاوت کی جہاں لوگوں کا دھونا نہیں ہے مثلاً حمام والے کی جائے نشست اور ثیابی (یعنی کپڑوں کے نگران) کی جگہ تو (اس کے حکم میں ہمارے علماء کا اختلاف ہے امام ابو حنیفہ رح کا قول ہے کہ مکروہ نہ ہوگا۔ امام محمد رح کا قول ہے کہ مکروہ ہوگا اور امام ابو یوسف رح سے اس کے متعلق کوئی صریح روایت نہیں ہے (د) یہ مکروہ ہے کہ کوئی شخص حمام میں قرآن مجید کی تلاوت کرے اس لئے کہ وہ نجاستوں (کے صاف کرنے) کی جگہ ہے (س) اور بیت الخلاء میں (بھی) قرآن مجید کی تلاوت نہ کرے (س) مخرج (یعنی پاخانہ) غسل خانہ اور حمام میں قرآن مجید کی تلاوت نہ کرے لیکن اگر ایک ایک حرف (الگ الگ کرکے) پڑھے تو یہ حکم نہیں ہے اور بعض کا قول یہ ہے کہ یہ بھی (یعنی وہاں ایک ایک حرف الگ الگ کرکے پڑھنا بھی) مکروہ ہے اور پہلا حکم (یعنی حکم نمبر ۳۴ س/۱۰۸۲) اصح ہے [1]	محیط، قاضیخان جواہر الاخلاطی
۳۵	(کعبہ شریف کے) طواف کی حالت میں قرآن مجید کی تلاوت کرنا مکروہ ہے [2]	ملتقط
۳۶	کاموں میں مشغول لوگوں کے ہاں اونچی آواز سے قرآن مجید کی تلاوت نہ کرے۔ اور قرآن مجید کے احترام میں سے ہے کہ بازاروں میں اور لغو کاموں کی جگہوں میں قرآن مجید کی تلاوت نہ کرے [3]	قنیہ
۳۷	اگر کسی شخص نے مجالس میں دنیا کی طمع کے لئے (قرآن مجید کی) تلاوت کی تو ایسا کرنا مکروہ ہے اور اگر (مذکورہ صورت میں) اللہ تعالیٰ (سے ثواب حاصل کرنے) کے لئے تلاوت کی تو مکروہ نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اصحاب ایسا کرتے تھے کہ جب کہیں وہ جمع ہوتے تو اپنے میں سے کسی کو کہتے کہ وہ قرآن مجید کی کوئی سورۃ تلاوت کرے [4]	غرائب
۳۸	کچھ لوگ مصاحف سے (دیکھ کر) قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے یا ایک شخص تلاوت کر رہا تھا کہ بڑے لوگوں یا اشراف میں سے کوئی آدمی آیا تو تلاوت کرنے والا شخص اس کے لئے کھڑا ہو گیا تو (اس کے حکم کے متعلق) مشائخ رح نے کہا ہے کہ اگر (مذکورہ صورت میں) عالم (دین) آیا یا اس تلاوت کرنے والے کا باپ آیا یا اس کا استاد آیا جس سے اس نے علم سیکھا ہے تو اسے جائز ہوگا کہ وہ اس کے لئے کھڑا ہو اور اس کے سوا جائز نہ ہوگا [5]	قاضیخان
۳۹	(ا) اس میں کوئی حرج نہیں کہ کوئی شخص قرآن مجید کی تلاوت کرے جبکہ اس نے اپنا جنب[6] (یعنی پہلو) زمین پر رکھا ہوا ہو لیکن (اس صورت میں لیٹے) چاہیے کہ وہ تلاوت کرتے وقت اپنے دونوں پاؤں ملالے	محیط

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی الصلوٰة والتسبیح وقراءة القرآن والذکر وغیرہ الصلوٰة والتسبیح وقراءة القرآن والذکر وغیرہ	حوالہ
١٠٨٢ -	لا بأس بالقراءة مضطجعا اذا اخرج رأسه من اللحاف لانه یکون کاللبس والا فلا	کذا فی القنیة
٤٠	قراءة القرآن من الاسباع جائزة والقراءة من المصحف احب لان الاسباع محدثة	کذا فی المحیط
٤١	الافضل فی قراءة القرآن خارج الصلوٰة الجهر	کذا فی التتارخانیة
٤٢	وقراءة الفاتحة بعد المکتوبة لاجل المهمات مخافتة اوجهرا مع الجمع مکروهة واختار القاضی بدیع الدین رح انها لا تکره واختار القاضی الامام جلال الدین رح ان کانت الصلوٰة بعدها سنة تکره والا فلا	کذا فی التتارخانیة
٤٣	قراءة "الکافرون" الی الآخر مع الجمع مکروهة لانها بدعة لم تنقل عن الصحابة ولا عن التابعین رضی الله عنهم	کذا فی المحیط
٤٤	قوم یجتمعون ویقرؤن الفاتحة جهرا دعاء لا یمنعون عادة والاولی المخافتة	کذا فی القنیة
٤٥	فی الخجندی امام یعتاد کل غداة مع جماعته قراءة "آیة الکرسی" و "آخر البقرة" و "شهد الله" ونحوها جهرا لا بأس به والافضل الاخفاء	کذا فی القنیة
٤٦	فی العیون الجنب اذا قرأ الفاتحة علی سبیل الدعاء لا بأس به وذکر فی غایة البیان انه المختار لکن قال الهندوانی رح لا افتی به وان روی عن ابی حنیفة رح وهو الظاهر فی مثل الفاتحة	کذا فی البحر الرائق فی کتاب الطهارة
٤٧	قراءة القرآن فی المصحف اولی من القراءة عن ظهر القلب	کذا فی الغرائب
٤٨	اذا حفظ الانسان القرآن ثم نسیه فانه یأثم وتفسیر النسیان ان لا یمکنه القراءة من المصحف	کذا فی الغرائب
٤٩	قراءة القرآن من الکراسة المودعة عنده لا ینبغی ذلک	کذا فی الغرائب

۱ اضطجاع یعنی پہلو کے بل لیٹنا۔ ماخوذ از المنجد ص٤١٩ وھکذا فی منتہی الارب ص٢٥٩ (مترجم) ۲ حکم نمبر ٢٥/١٠٨٢ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ اسباع والاعلم یعنی جس میں قرآن مجید کی سات منزلوں سے ایک منزل ہو یا پنجسورہ وغیرہ (مترجم) ۴ حکم نمبر ٤٧، ٤٩/١٠٨٢، ٨٢/١٠٨٣ اور حکم نمبر ٢٥/١٠٨٢ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵ حکم نمبر ٣٦، ٤١ تا ٤٣/١٠٨٢ اور ٢٥/١٠٨٢ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶ حکم نمبر ٤٢ تا ٤٦/١٠٨٢ اور حکم نمبر ٢٥/١٠٨٢ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۷ حکم نمبر ٤٢/١٠٨٢ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۸ حکم نمبر ٤٢/١٠٨٢ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۹ حکم نمبر ٤٢/١٠٨٢ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۱۰ جنبی شخص سے متعلق احکام کے متعلق حکم نمبر ٣٣، ٥، ٧ نیز حکم نمبر ٤٢/١٠٨٢ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۱۱ حکم نمبر ٤٠، ٤٩/١٠٨٢ اور ٢٥/١٠٨٢ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات/شق نمبر	چوتھا باب: نماز تسبیح، تلاوت اور ذکر وغیرہ سے متعلق احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۸۲	(ب) اس میں کوئی حرج نہیں کہ کوئی شخص اضطجاع کی حالت میں (یعنی پہلو کے بل لیٹے ہوئے) قرآن مجید کی تلاوت کرے بشرطیکہ وہ اپنا سر لحاف میں سے باہر نکال لے اس لئے کہ وہ پہنی ہوئی چیز کی طرح ہوتا ہے۔ ورنہ نہیں ۲ھ	قنیہ
۴۰	اسباع ۳ھ میں سے قرآن مجید کی تلاوت کرنا جائز ہے اور مصحف (یعنی پورے قرآن مجید) سے تلاوت کرنا زیادہ پسندیدہ ہے اس لئے کہ اسباع محدثات میں سے (یعنی خیر القرون سے بعد پیدا کردہ امور میں سے) ہیں ۴ھ	محیط
۴۱	نماز کے علاوہ میں قرآن مجید کی تلاوت اونچی آواز سے کرنا افضل ہے ۵ھ	تتارخانیہ
۴۲	(۱) فرض نماز کے بعد مہمات (یعنی اہم امور) کے لئے سورۃ فاتحہ، مجمع کے ساتھ، نیچی آواز سے یا اونچی آواز سے پڑھنا مکروہ ہے (ب) اور قاضی بدیع الدین رح نے یہ حکم اختیار کیا ہے کہ مکروہ نہیں ہے (ج) اور قاضی جلال الدین رح نے یہ حکم اختیار کیا ہے کہ اگر وہ ایسی فرض نماز ہو جس کے بعد سنت نماز (بھی) ہے تو مکروہ ہے ورنہ نہیں ۶ھ	تتارخانیہ
۴۳	(سورۃ) قل یایہا الکافرون پوری سورت مجمع کے ساتھ پڑھنا مکروہ ہے اس لئے کہ ایسا کرنا بدعت ہے اور یہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ سے منقول نہیں ہے ۷ھ	محیط
۴۴	کچھ لوگ جمع ہو کر، اونچی آواز سے سورہ فاتحہ بطور دعا پڑھیں تو انہیں عادۃً منع نہ کیا جائے گا البتہ اولیٰ یہ ہے کہ وہ نیچی آواز سے پڑھیں ۸ھ	قنیہ
۴۵	الخجندی میں ہے کہ کسی امام نے یہ عادت بنا رکھی ہو کہ وہ ہر صبح اپنی جماعت کے ساتھ، اونچی آواز سے، آیۃ الکرسی سورہ بقرہ کا آخری حصہ اور (آیت) شہد اللہ (الآیۃ) اور اس کی مانند پڑھتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور نیچی آواز سے پڑھنا افضل ہے ۹ھ	قنیہ
۴۶	العیون میں ہے کہ جنبی شخص نے جب سورہ فاتحہ، بطور دعا پڑھی تو اس میں کوئی حرج نہیں اور غایۃ البیان میں مذکور ہے کہ یہی حکم مختار ہے لیکن الہندوانی رح کا قول ہے کہ میں اس حکم پر فتویٰ نہیں دیتا ہوں اگرچہ یہ حکم امام ابو حنیفہ رح سے مروی ہے اور سورہ فاتحہ کی مانند میں یہی حکم ظاہر ہے ۱۰ھ	بحرالرائق
۴۷	مصحف سے (یعنی قرآن مجید سے دیکھ کر) تلاوت کرنا، حفظ تلاوت کرنے سے اولیٰ ہے ۱۱ھ	غرائب
۴۸	جب کسی شخص نے قرآن مجید (یا اس کا کوئی حصہ) حفظ کیا پھر اسے بھول گیا تو وہ گنہگار قرار پائے گا اور بھلا دینے کی تشریح یہ ہے کہ وہ مصحف سے (یعنی قرآن مجید سے دیکھ کر بھی) نہ پڑھ سکے ۱۲ھ	غرائب
۴۹	کوئی شخص قرآن مجید کے ایسے کراسۃ (یعنی پارہ) سے تلاوت کرے جو اس کے پاس امانت رکھا ہوا ہو تو یوں نہیں کرنا چاہیے ۱۳ھ	غرائب

۱۲ھ حکم نمبر ۲۵/۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۱۳ھ الکراسۃ یعنی کتاب کا جزو (قرآن مجید کا پارہ) نیز حکم نمبر ۴۰، ۴۷، ۴۸، ۴۹ تا ۵۱/۱۰۸۲ اور ۲۵/۱۰۸۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فی الصلوۃ والتسبیح وقراءۃ القرآن والذکر وغیرہ الصلوۃ والتسبیح وقراءۃ القرآن والذکر وغیرہ	حوالہ
۱۰۸۴۔ ۵۰	واما الکراسۃ المخصوبۃ لا یجوز القراءۃ منها بالاجماع	کذا فی الغرائب
۵۱	والکراسۃ المستعارۃ اذا کانت للبالغ تجوز القراءۃ منها وان کانت للصبی فلا ینبغی ذلك	کذا فی الغرائب
۵۲	رجل یقرأ القرآن کله فی یوم واحد ورجل آخر یقرأ سورة الاخلاص فی یوم واحد خمسة آلاف مرة فان کان الرجل قارئاً فقراءۃ القرآن افضل	کذا فی المحیط
	افضل القراءۃ ان یتدبر فی معناه حتی قیل یکره ان یختم القرآن فی یوم واحد ولا یختم فی اقل من ثلاثة ایام تعظیماله	کذا فی القنیة
۵۳	ویقرأ بقراءۃ مجمع علیها	کذا فی القنیة
۵۴	وندب لحافظ القرآن ان یختم لکل اربعین یوما فی کل یوم حزب وثلثا حزب او اقل	کذا فی التبیین فی مسائل شتیٰ
۵۵	من ختم القرآن فی السنة مرة لا یکون هاجرا	کذا فی القنیة
۵۶	ویستحب ان تکون الختمة فی الصیف فی اول النهار وفی الشتاء فی اول اللیل	کذا فی السراجیة
۵۷	قراءۃ "قل هو الله احد" ثلث مرات عقیب الختم لم یستحسنها بعض المشائخ رح و استحسنها اکثر المشائخ رح لجبر نقصان دخل فی قراءۃ البعض الا ان یکون ختم القرآن فی الصلوۃ المکتوبة فلا یزید علی مرۃ واحدۃ	کذا فی الغرائب
۵۸	ولا بأس باجتماعهم علی قراءۃ الاخلاص جهرا عند ختم القرآن ولو قرأ واحد واستمع الباقون فهو اولی	کذا فی القنیة
۵۹	ویستحب له ان یجمع اهله وولده عند الختم ویدعو لهم	کذا فی الینابیع
۶۰	یکره للقوم ان یقرؤا القران جملة لتضمنها ترک الاستماع والانصات المأمور بها	کذا فی القنیة

۱؎ حکم نمبر ۴۹/۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۲؎ حکم نمبر ۴۹/۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۳؎ حکم نمبر ۲۵/۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
۴؎ حکم نمبر ۲۵/۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۵؎ حزب۔ یعنی رکوع اور پاروں کی طرح قرآن مجید تلاوت کرنے کی مخصوص تقسیم جنکا تعارف اور رواج بعض علاقوں میں ہوگا۔ واللہ اعلم۔ نیز حکم نمبر ۲۵/۱۰۸۲ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۶؎ حکم نمبر ۲۵/۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۷؎ درمختار ردالمحتار میں ہے کہ مستحب کو مندوب، ادب، فضیلت نیز نفل اور تطوع بھی کہہ دیتے ہیں اور کبھی اس پر سنت کے نام کا اطلاق، سنن زوائد سے کم کی بنا پر کر دیا جاتا ہے اور بحوالہ الامداد لکھا ہے کہ اسکا حکم یہ ہے کہ کرنے پر ثواب ہے اور اس کے چھوڑنے پر ملامت نہیں الخ۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ۱ ص ۹۱

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب: نماز تسبیح، تلاوت اور ذکر وغیرہ سے متعلق احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۸۲-۵۰	(قرآن مجید کا) ایسا کراسۃ (یعنی پارہ) جو کسی سے چھینا ہوا ہو اس سے تلاوت کرنا بالاجماع جائز نہیں ہوتا ہے ۱؎	غرائب
۵۱	(قرآن مجید کا) ایسا کراسۃ (یعنی پارہ) جو کسی شخص سے مانگ کر لیا ہوا ہو تو اگر وہ کسی بالغ شخص کا ہو تو اس سے تلاوت کرنا جائز ہوگا اور اگر وہ (نابالغ) بچہ کا ہو تو (اس سے تلاوت کا حکم یہ ہے کہ) یوں نہیں کرنا چاہیے ۲؎	غرائب
۵۲	(د) کوئی شخص ایک دن میں پورا قرآن مجید تلاوت کرتا ہے اور دوسرا شخص ایک دن میں سورہ اخلاص پانچ ہزار مرتبہ پڑھتا ہے تو اگر وہ شخص قرآن مجید کی تلاوت کر سکتا ہے تو (پانچ ہزار بار سورۃ اخلاص کی نسبت پورے) قرآن مجید کی تلاوت افضل ہے	محیط
	(ب) افضل تلاوت یہ ہے کہ اس کے معنی میں تدبر (یعنی غور و فکر) کرے حتیٰ کہ بعض اہل علم کا قول ہے کہ ایک دن میں قرآن مجید ختم کرنا مکروہ ہے اور قرآن کا ختم تین دن سے کم میں نہ کرے یہ حکم قرآن مجید کی تعظیم کی بنا پر ہے ۳؎	قنیہ
۵۳	اور (قرآن مجید کی تلاوت کرنے میں) وہ قرارت پڑھے جس پر اجماع ہے ۴؎	قنیہ
۵۴	قرآن مجید کے حافظ کے لئے مندوب ہے کہ وہ ہر چالیس دن میں ختم کرے اور ہر روز ایک حزب اور دو تہائی حزب یا اس سے کم تلاوت کر لیا کرے ۵؎	تبیین
۵۵	جس شخص نے سال میں ایک مرتبہ قرآن مجید کا ختم کر لیا تو وہ ھاجر (یعنی قرآن مجید کی تلاوت چھوڑ دینے والا) نہ قرار پائے گا ۶؎	قنیہ
۵۶	یہ مستحب ہے کہ موسم گرما میں دن کے پہلے حصہ میں ختم کرے اور موسم سرما میں رات کے پہلے حصہ میں ختم کرے ۷؎	سراجیہ
۵۷	ختم قرآن مجید کے بعد تین بار (سورہ) قل ھو اللہ احد کی تلاوت کو بعض مشائخ رحمہم اللہ نے مستحسن نہیں جانا ہے اور اکثر مشائخ رحمہم اللہ نے اسے مستحسن جانا ہے تاکہ بعض قرارت میں آمدہ کمی (ثواب کے لحاظ سے) پوری ہو جائے لیکن اگر ختم قرآن مجید فرض نماز میں ہو تو پھر (سورۃ قل ھو اللہ احد) ایک بار سے زیادہ نہ پڑھے ۸؎	غرائب
۵۸	ختم قرآن مجید کے وقت، مل کر اونچی آواز سے سورہ اخلاص پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر ایک شخص پڑھے اور باقی سنیں تو یہ اولیٰ ہے ۹؎	قنیہ
۵۹	ختم قرآن مجید کے وقت اس کے لئے یہ مستحب ہے کہ وہ اپنی اہل و اولاد کو جمع کرے اور ان کے لئے دعا کرے ۱۰؎	ینابیع
۶۰	لوگوں کے لئے ایسا کرنا مکروہ ہے کہ وہ سبھی (اونچی آواز سے) قرآن مجید کی تلاوت کریں اس لئے کہ ایسا کر قرآن مجید کی تلاوت کے وقت، سننے اور خاموش رہنے کے حکم کے ترک پر مشتمل قرار پاتا ہے ۱۱؎	قنیہ

حکم نمبر ۲۵/۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۸؎ احادیث میں سورۃ اخلاص کو ثلث القرآن کہا گیا ہے۔ جیسا کہ ترمذی ج ۲ ص ۱۴۷ میں ہے۔ حکم نمبر ۵۸، ۶۰، ۶۲/۱۰۸۲ اور ۲۵/۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۹؎ حکم نمبر ۵۷/۱۰۸۲ مع حاشیہ اور ۲۵/۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۱۰؎ حکم نمبر ۸۴، ۸۵/۱۰۸۲ اور ۲۵/۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۱۱؎ حکم نمبر ۵۸/۱۰۸۲ مع حاشیہ اور ۲۵/۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فی الصلوة والتسبیح وقراءة القرآن والذکر وغیرہ الصلوة والتسبیح وقراءة القرآن والذکر وغیرہ	حـوالـہ
۱۰۸۲ ـ ۶۱	وقراءة القرآن بالترجیع قیل لا تکرہ وقال اکثر المشائخ رحمہم اللہ تکرہ ولا تحل لان فیہ تشبہا بفعل الفسقة حال فسقهم ولا یظن احد ان المراد بالترجیع المختلف المذکور اللحن لان اللحن حرام بلا خلاف فاذا قرأ بالالحان وسمعه انسان ان علم انہ ان لقنه الصواب لا تدخله الوحشة یلقنه وان دخله الوحشة فهو فی سعة ان لا یلقنه فان کل امر بمعروف یتضمن منکرا یسقط وجوبه	کذا فی الوجیز للکردری
	ان قرأ بالالحان فی غیر الصلوة ان غیر الکلمة ویقف فی موضع الوصل ویصل فی موضع الوقف یکرہ والا لا یکرہ	کذا فی الغرائب
۶۲	یجوز للمحترف کالحائک والاسکاف قراءة القرآن اذا لم یشغل عمله قلبه عنها والا فلا	کذا فی القنیة
۶۳	ولو کان القارئ واحد فی المکتب یجب علی المارین الاستماع وان کان اکثر ویقع الخلل فی الاستماع لا یجب علیهم	کذا فی القنیة
۶۴	صبی یقرأ فی البیت واهله مشغولون بالعمل یعذرون فی ترک الاستماع ان افتتحوا العمل قبل القراءة والا فلا	کذا فی القنیة
۶۵	وکذا قراءة الفقه عند القرآن	کذا فی القنیة
۶۶	مدرس یدرس فی المسجد وفیه مقرئ یقرئ القرآن بحیث لو سکت عن درسه یسمع القرآن یعذر فی درسه	کذا فی القنیة
۶۷	ویکرہ الصعق عند القراءة لانه من الریاء وهو من الشیطان وقد شدد الصحابة رضی اللہ عنهم والتابعون والسلف الصالحون رحمهم اللہ تعالی فی المنع من الصعق والزعق والصیاح عند القراءة	کذا فی القنیة

۱ــہ رجّع ـ یعنی حلق میں آواز گھمانا ـ ماخوذ از المنجد ص ۲۳۵ (مترجم)، ۲ــہ مکروہ کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر $\frac{۱}{۱۰۸۲}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۳ــہ اللحن ـ یعنی گانے کا ہنر ـ موسیقی ـ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از المنجد ص ۱۱۴۷ (مترجم)، ۴ــہ لقّن یعنی سمجھانا ـ مفہوم ماخوذ از المنجد ص ۱۱۶۵ (مترجم)، ۵ــہ الوحشة ـ علیحدگی ـ دوری ـ ماخوذ از المنجد ص ۱۳۵۱ (مترجم)، ۶ــہ چنانچہ مذکورہ صورت کے متعلق فتاوی قاضیخان میں ہے کہ اسے اس سے باہم عداوت واقع ہونے کا خوف ہو تو اسے یہ گنجائش ہے کہ اس سے تعرض نہ کرے ـ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۴۲۲ ـ حکم نمبر $\frac{۵ ب}{۱۰۹}$ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۷ــہ نماز میں قاری کی لغزشوں کے متعلق حکم نمبر ۱۴۰ تا ۱۵۶ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۸ــہ حکم نمبر $\frac{۲۵}{۱۰۸۲}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۹ــہ حکم نمبر $\frac{۲۵}{۱۰۸۲}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۱۰ــہ حکم نمبر

نماز تسبیح، تلاوت اور ذکر وغیرہ سے متعلق احکام

دفعات شق نمبر	چوتھا باب، نماز تسبیح، تلاوت اور ذکر وغیرہ سے متعلق احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۸۲ - ۶۱	قرآن مجید کو ترجیع [۱] سے (یعنی آواز گھوما کر) پڑھنے کے متعلق بعض مشائخ رح کا قول ہے کہ یہ مکروہ نہیں ہے اور اکثر مشائخ رح کا قول یہ ہے کہ مکروہ ہے [۲] اور ایسا کرنا حلال نہیں ہے اس لئے کہ ایسا کرنے میں فاسقوں کے حال فسق کے فعل سے مشابہت ہے (ب)، کوئی شخص یہ گمان نہ کرے کہ ترجیع جس کے حکم کے متعلق اختلاف ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد لحن [۳] (یعنی گا کر پڑھنا) ہے اس لئے کہ لحن بلا خلاف حرام ہے پس جب کسی شخص نے لحن کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کی اور اسے کسی آدمی نے سنا تو اگر وہ آدمی یہ جانے کہ اگر اسے صحیح امر کی تلقین کی [۴] (یعنی سمجھایا) تو اسے وحشت [۵] (یعنی دوری) لاحق نہ ہوگی تو اسے تلقین کرے اور اگر یہ جانے کہ اسے وحشت ہوگی تو پھر سننے والے کو گنجائش حاصل ہے کہ اسے تلقین نہ کرے اس لئے کہ جو امر بالمعروف کسی منکر (یعنی ناجائز امر) کو متضمن ہو تو اس امر بالمعروف کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے [۶]	ذخیرۃ للکردری
	(ج) اگر کسی شخص نے نماز [۷] کے علاوہ میں لحن کے ساتھ تلاوت کی پس اگر وہ کوئی کلمہ تبدیل کر دے اور وصل کے مقام پر وقف اور وقف کے مقام پر وصل کر دے تو ایسا کرنا مکروہ ہوگا ورنہ مکروہ نہ ہوگا [۸]	غرائب
۶۲	اہل حرفت (یعنی دستکار)، مثلاً جولاہے اور موزہ دوز کے لئے (دوران کار) قرآن مجید کی تلاوت کرنا جائز ہوتا ہے بشرطیکہ اس کا کام اس کے دل کو تلاوت سے غافل نہ کرے ورنہ جائز نہ ہوگا [۹]	قنیہ
۶۳	اگر مکتب میں (اونچی آواز سے) قرآن مجید پڑھنے والا ایک (ہی) شخص ہو تو گذرنے والے پر سننا واجب ہوگا اور اگر زیادہ ہوں اور سننے میں خلل آتا ہو تو گذرنے والے پر سننا واجب نہ ہوگا [۱۰]	قنیہ
۶۴	کوئی بچہ گھر میں تلاوت کر رہا ہو اور اس کے گھر والے کام میں مشغول ہوں تو سننا ترک کرنے میں وہ معذور قرار پائیں گے بشرطیکہ انہوں نے وہ کام، اس تلاوت سے پہلے شروع کیا تھا ورنہ نہیں (یعنی ورنہ معذور نہ قرار پائیں گے) [۱۱]	قنیہ
۶۵	اسی (مذکورہ صورت کے حکم کی) طرح یہی حکم، قرآن مجید کی تلاوت کے وقت، فقہ پڑھنے کا ہے [۱۲]	قنیہ
۶۶	کوئی مدرس مسجد میں درس دے رہا ہو اور اس مسجد میں کوئی پڑھنے والا، قرآن مجید کی تلاوت کر رہا ہو اور صورت حال یہ ہو کہ اگر وہ مدرس اپنے درس سے رکے تو وہ اس تلاوت کو سن سکتا ہے تو وہ اپنے درس میں ہونے کی وجہ سے (تلاوت سننا ترک کرنے میں) معذور قرار پائے گا [۱۳]	قنیہ
۶۷	قرآن مجید کی تلاوت کے وقت الصعق (یعنی غشی کھانا)، مکروہ ہے اس لئے کہ یہ ریا قرار پاتی ہے اور وہ شیطانی فعل ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین اور سلف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی تلاوت کے وقت صعق سے اور زعق (یعنی چلانے) سے اور صیاح (یعنی آواز نکالنے) سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے [۱۴]	قنیہ

۵۸، ۶۰، ۶۳ تا ۶۶، ۷۰ تا ۷۲ / ۱۰۸۲ مع حواشی اور ۲۵ / ۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ [۱۱] حکم نمبر ۶۳ / ۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ [۱۲] حکم نمبر ۶۳ / ۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ [۱۳] حکم نمبر ۶۳ / ۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ [۱۴] الصعق یعنی غشی طاری ہونا۔ ماخوذ از المنجد ص ۷۸۹ اور الزعق یعنی چیخنا چلانا۔ ماخوذ از المنجد ص ۵۰۹ اور الصیاح یعنی زور سے آواز نکالنا۔ ماخوذ از المنجد ص ۷۱۳۔ حکم نمبر ۳ / ۴۹۷ مع حواشی اور حکم نمبر ۲۵ / ۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی الصلوۃ والتسبیح وقراءۃ القرآن والذکر وغیرہ الصلوۃ والتسبیح وقراءۃ القرآن والذکر وغیرہ	حوالہ
۱۰۸۲-۶۸	المحدث اذا کان یقرأ القرآن بتقلیب الاوراق بقلم او سکین لا بأس بہ	کذا فی الغرائب
۶۹	وقال اسمعیل المتکلم رح ویجوز ان یقول للصبی احمل ھذا المصحف	کذا فی القنیۃ
۷۰	وفی الفتاوی سئل ابو بکر رح عن قراءۃ القرآن للمتفقہ أھی افضل ام درس الفقہ قال حکی عن ابی مطیع رح انہ قال النظر فی کتب اصحابنا من غیر سماع افضل من قیام لیلۃ	کذا فی الخلاصۃ
۷۱	یکرہ من الفقہ وغیرہ یقرأ القرآن لا یلزمہ الاستماع	کذا فی القنیۃ
۷۲	قال الوبری رح فی المسجد عظۃ وقراءۃ القرآن فالاستماع الی العظۃ اولی	کذا فی القنیۃ
۷۳	رجل یکتب الفقہ وبجنبہ رجل یقرأ القرآن ولا یمکنہ استماع القرآن کان الاثم علی القاریٔ ولا شیٔ علی الکاتب وعلی ھذا لو قرأ علی السطح فی اللیل جھرا یأثم	کذا فی الغرائب
۷۴	یقول عند تمام وردہ من القرآن او غیرہ " واللہ اعلم " او " صلی اللہ علی محمد وآلہ وسلم " اعلاما بانتھائہ یکرہ	کذا فی القنیۃ
۷۵	اذا اراد ان یقرء القرآن ویخاف ان یدخل علیہ الریاء لا یترک القراءۃ لاجل ذلک	کذا فی المحیط
۷۶	ویکرہ ان یقول فی دعائہ " اللھم انی اسئلک بمقعد العز من عرشک " وللمسألۃ عبارتان بمعقد ومقعد والاولی من العقد والثانیۃ من القعود ولا شک فی کراھیۃ الثانیۃ لاستحالتہ علی اللہ تعالی وکذا الاولی وعن ابی یوسف رح انہ لا بأس بہ وبہ أخذ	

۱؎ حکم نمبر ۱۲/۴۶، ۶۹/۱۰۸۲ اور حکم نمبر ۲۵/۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۲؎ حکم نمبر ۶۸/۱۰۸۲ اور حکم نمبر ۲۵/۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۳؎ جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ ہمارے اصحاب کی کتب (فقہ) میں نظر (یعنی غور وفکر) رات بھر کے قیام سے بہتر ہے اور لکھا ہے کہ فقیہ شخص کیلئے فقہ کا درس، قرآن مجید کی تلاوت سے افضل ہے اور اسی طرح عبادت گذار پر عالم (دین) کو فضیلت ہے اسلئے کہ عالم دین کا نفع اسکے اپنے لئے اور اسکے غیر کیلئے بھی ہے اور عبادت گذار کا نفع اسکے اپنے لئے ہے نیز لکھا ہے کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ "یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ" (سورۃ المجادلۃ آیت ۱۱ یعنی اللہ تعالی اونچے کرے گا انکے جو ایمان رکھتے ہیں تم میں اور جنہیں دیا گیا علم درجے) پس جب درجہ بلند کرنیوالا اللہ تعالی ہوا اور دو درجوں میں سے ایک علم کے درجات ہوں تو جو اسے گرائے گا اللہ تعالی اسے جہنم میں گرائے گا نیز لکھا ہے شیخ نسفی کے متعلق مروی ہے کہ زلزلہ واقع ہونے پر آپنے طلبا کو دعا کیلئے فرمایا تو آپ سے اس بارے میں کلام کیا گیا تو آپنے جواب میں فرمایا کہ خیرھم خیر من خیر غیرھم وشرھم خیر من شر غیرھم (یعنی ان کی خیر انکے علاوہ کی خیر سے بھلی ہے اور ان کی شر، انکے علاوہ کی شر سے بھلی ہے مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ صفحہ ۳۵۱، صفحہ ۳۵۲ ۔ اور فتاوی قاضیخان میں ہے کہ کسی شخص نے بعض قرآن مجید سیکھا پھر اس نے فرصت پائی تو اسکے لئے نفل نماز کی نسبت تمام قرآن مجید کا سیکھنا افضل ہے اور تمام قرآن مجید کے سیکھنے کی نسبت فقہ سیکھنا (یعنی قرآن وسنت سے ماخوذ ومستنبط تفصیلی احکام کا سیکھنا) اولی ہے ۔ اور اگر ایک شخص نماز وغیرہ کا علم اسلئے سیکھتا ہے کہ لوگوں کو سکھائیگا اور دوسرا شخص اسلئے سیکھتا ہے کہ خود اس پر عمل کرے گا تو پہلا شخص افضل ہے اس لئے تعلیم الخلق کی منفعت زیادہ ہے اور لکھا ہے کہ ماثور ہے کہ تھوڑی دیر (دینی) علم کا مذاکرہ، رات بھر کی عبادت سے

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب: نماز تسبیح، تلاوت اور ذکر وغیرہ سے متعلق احکام — نماز تسبیح، تلاوت اور ذکر وغیرہ سے متعلق احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۸۲-۶۸	محدث شخص (یعنی جو شخص باوضو نہ ہو وہ) جب (مثلاً) قلم یا چھری سے (قرآن مجید کے) ورق پلٹ کر قرآن مجید کی تلاوت کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے [۱]	غرائب
۶۹	شیخ اسمٰعیل متکلم رحؒ کا قول ہے کہ جب کوئی شخص کسی بچہ سے یہ کہے کہ قرآن مجید اٹھا تو (دیہ) جائز ہوگا [۲]	قنیہ
۷۰	الفتاوی میں ہے کہ شیخ ابوبکرؒ سے دریافت کیا گیا کہ جو شخص فقیہ ہو اس کے لئے قرآن مجید کی تلاوت افضل ہے یا درس فقہ تو آپ نے فرمایا کہ شیخ ابو مطیعؒ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہمارے اصحاب کی کتب (فقہ) میں بغیر سماع کے نظر (وفکر) کرنا، رات (بھر) کے قیام سے افضل ہے [۳]	خلاصہ
۷۱	کوئی شخص فقہ کا تکرار کر رہا ہو اور (وہاں) دوسرا شخص قرآن مجید کی تلاوت کر رہا ہو تو اسے (یعنی فقہ کا تکرار کرنے والے پر) قرآن مجید کی تلاوت سننا لازم نہ ہوگی [۴]	قنیہ
۷۲	شیخ الوبریؒ کا قول ہے کہ کسی مسجد میں (ایک طرف) وعظ (یعنی قرآن وسنت کا بیان) ہو رہا ہو اور (دوسری طرف) قرآن مجید کی تلاوت بھی، تو وعظ سننا اولیٰ ہے	قنیہ
۷۳	(د) کوئی شخص فقہ لکھ رہا ہو اور اس کے پہلو میں دوسرا آدمی قرآن مجید کی تلاوت کر رہا ہو اور وہ (یعنی فقہ لکھنے والا) قرآن مجید نہ سن سکے تو اسکا گناہ اس قاری پر (یعنی قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے اس شخص پر) ہوگا فقہ لکھنے والے پر کچھ لازم نہ ہوگا [۵] (ب) اور اسی (مذکورہ حکم کی) بنا پر اگر کسی شخص نے رات کے وقت چھت پر اونچی آواز سے قرآن مجید کی تلاوت کی تو وہ (یعنی تلاوت کرنے والا) گنہگار قرار پائے گا [۸]	غرائب
۷۴	کوئی شخص قرآن مجید وغیرہ کا درد ختم کرنے کے بعد یوں کہے "واللہ اعلم"، یا یوں کہے کہ "صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم" اور وہ یوں اس درد کے ختم ہونے پر آگاہ کرنے کے لئے کہے، تو یہ مکروہ ہوگا [۹]	قنیہ
۷۵	جب کوئی شخص قرآن مجید کی تلاوت کا ارادہ کرتا ہے تو اسے یہ ڈر ہوتا ہے کہ اس پر ریا آجائے گی تو وہ اس وجہ سے قرآن مجید کی تلاوت ترک نہ کرے [۱۰]	محیط
۷۶	(د) یہ مکروہ ہے کہ کوئی شخص اپنی دعا میں یوں [۱۱] کہے کہ اللھم انی اسئلك بمقعد العز من عرشك" (یعنی اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے تیرے عرش کے مقام عزت کے طفیل سوال کرتا ہوں) اور اس (مذکورہ) مسئلہ دو عبارتیں ہیں ایک "معقد" اور دوسری عبارت "مقعد" ہے پہلی عبارت عقد [۱۲] سے اور دوسری عبارت قعود [۱۳] سے ماخوذ ہے اور یہاں دوسری عبارت کے مکروہ ہونے میں تو شک نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی شان پر اس کا اطلاق محال ہے اور اسی طرح پہلی عبارت کے متعلق بھی یوں ہی حکم ہے (ب) اور امام ابو یوسف	

(نسبتاً) زیادہ خیر والا ہے۔ مفہوم فالجملہ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی هامش عالمگیری عربی ج ۳ صفحہ ۴۲۶، صفحہ ۴۲۷ نیز واللہ اعلم، غالباً مذکورہ حکم ۱۰۸۲/۷۰ کا محمل یہ ہے کہ فقہ یعنی قرآن وسنت سے ماخوذ احکام شریعت کا تعلق قرآن وسنت کی سمجھ اور اس کی تعلیم و تعلم سے ہے اور بحوالہ الصحیح البخاری، مشکوۃ ج ۲ صفحہ ۹۷ میں بروایت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ارشاد مروی ہے کہ "خیرکم من تعلم القرآن وعلمه"، یعنی تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن مجید کا علم حاصل کرے اور سکھائے اھ اور گو قرآن مجید کی ترتیل حروف اور تلاوت کا ثواب بھی بہت ہے مگر تنزیل قرآن مجید کی غرض لوگوں کی ہدایت اور تہذیب نفوس ہے اور اس مقصد کا تعلق قرآن خوانی کی نسبت قرآن فہمی کے ساتھ زیادہ ہے۔ حکم نمبر ۱۰۸۲/۷۰ تا ۷۳ اور ۱۰۸۲/۲۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۴] حکم نمبر ۱۰۸۲/۷۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] حکم نمبر ۱۰۸۲/۷۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۶] قوله لا یمکنه استماع القرآن مع الکتابة ولا یمکنه الابراح منه کذا تیده ٭ فی القنیة مصححه۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی وہ اس لکھائی کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت نہ سن سکے اور اسے لکھنے سے بھی کوئی چارہ کار نہ ہو۔ یوں ہی یہ قید القنیہ میں ہے (مترجم) [۷] حکم نمبر ۱۰۸۲/۷۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۸] حکم نمبر ۱۰۸۲/۳۶، ۲۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۹] حکم نمبر ۱۰۸۲/۸۴، ۸۵ اور ۱۰۸۲/۲۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۱۰] حکم نمبر ۱۰۸۲/۶۱ اور ۱۰۸۲/۲۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۱۱] دعا سے متعلق مکروہ وغیر مکروہ امور کے متعلق حکم نمبر ۱۰۸۲/۵، ۶، ۷ تا ۹۲، ۹۹، ۱۰۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)
[۱۲] عقد یعنی گرہ لگانا، ضامن ہونا، محراب بنانا۔ اور معقد یعنی جائے عقد۔ ماخوذ از المنجد صفحہ ۸۲۳، صفحہ ۸۲۴ (مترجم) [۱۳] قعد یعنی بیٹھنا اور مقعد بیٹھنے کی جگہ۔ ماخوذ از المنجد صفحہ ۱۰۳۰، صفحہ ۱۰۳۱ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی الصلوٰة والتسبیح وقراءة القرآن والذکر وغیرہ — الصلوٰة والتسبیح وقراءة القرآن والذکر وغیرہ	حوالہ
۱۰۸۲-	الفقیه ابو اللیث رحمه الله مما روی انه علیه السلام کان من دعائه ان یقول " اللهم انی اسئلك بمقعد العز من عرشک "، والاحوط الامتناع لکونه خبر واحد فیما یخالف القطعی	کذا فی التبیین
۷۷	ویکره ان یقول فی دعائه " بحق فلان " وکذا " بحق انبیائک واولیائک او بحق رسلك او بحق البیت او المشعر الحرام " لانه لاحق للمخلوق علی الله تعالی	کذا فی التبیین
۷۸	ویجوز ان یقول فی الدعاء بدعوة نبیک	هکذا فی الخلاصة
۷۹	والدعاء الماذون فیه والمأثور به ما استفید من قوله تعالی " ولله الاسماء الحسنی فادعوه بها "	کذا فی المحیط
۸۰	والافضل فی الدعاء ان یبسط کفیه ویکون بینهما فرجة وان قلت ولا یضع احدی یدیه علی الاخری فان کان فی وقت عذر او برد شدید فأشار بالمسبحة قام مقام بسط کفیه	کذا فی القنیة
۸۱	والمستحب ان یرفع یدیه عند الدعاء بحذاء صدره	کذا فی القنیة
۸۲	مسح الوجه بالیدین اذا فرغ من الدعاء قیل لیس بشئ وکثیر من مشائخنا رحمهم الله تعالی اعتبروا ذلك وهو الصحیح وبه ورد الخبر	کذا فی الغیاثیة
۸۳	عن ابن ابی عمران رحمه الله یقول یکره ان یقول الرجل " استغفر الله واتوب الیه "، ولکن یقول " استغفر الله واسأله التوبة " قال الطحاوی رحمه الله والصحیح جوازه	کذا فی القنیة
۸۴	الدعاء عند ختم القرآن فی شهر رمضان مکروه لکن هذا شئ لا یفتی به	کذا فی خزانة الفتاوی
۸۵	یکره الدعاء عند ختم القرآن بجماعة لان هذا لم ینقل عن النبی صلی الله علیه وآله واصحابه وسلم	کذا فی المحیط

۱؎ خبر متواتر، خبر مشہور اور خبر واحد کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۳۰/۲۹۶ کا پہلا، دوسرا اور تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو اور اصول الفقہ کی مشہور کتاب الحسامی میں ہے کہ خبر متواتر، علم الیقین کی موجب ہے۔ اور خبر واحد موجب العمل ہے بشرطیکہ کتاب اللہ تعالیٰ اور سنۃ مشہورہ کے خلاف نہ پڑتی ہو۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از الحسامی لعلامہ حسام الدین محمد بن محمد بن عمر الاخسیکثی م ۶۴۴ھ صـ ۶۹ تا صـ ۷۱ ۔ حکم نمبر ۱۲/۴۹۵ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ ۲؎ یعنی دعا میں یوں کہے کہ "اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے فلاں شخص کے حق" یا یوں کہے کہ "تیرے نبیوں اور ولیوں کے حق" یا یوں کہے کہ "تیرے رسولوں کے حق" یا یوں کہے کہ "بیت اللہ کے حق" یا یوں کہے کہ "المشعر الحرام کے حق" کے طفیل سوال کرتا ہوں۔ اور المشعر الحرام کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۱۵/۳۰۳ ج کے حاشیہ "ب" ملاحظہ ہو (مترجم)۔ ۳؎ جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ حق کی بجائے حرمت کہدے یعنی یوں کہدے کہ اے اللہ تعالیٰ میں حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی حرمت (یعنی عزت) کے طفیل سوال کرتا ہوں"۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی هامش عالمگیری عربی ج ۶ صـ ۳۵۱ حکم نمبر ۷۸/۱۰۸۲ اور حکم نمبر ۷۶/۱۰۸۲ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ ۴؎ یعنی دعا میں یوں کہے کہ "میں تجھ سے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے طفیل سوال کرتا ہوں" حکم نمبر ۷۷/۱۰۸۲

دفعات شق نمبر	چوتھا باب نماز تسبیح، تلاوت اور ذکر وغیرہ سے متعلق احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۸۲	سے مروی ہے کہ یوں کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور فقیہ ابو اللیث رح نے بھی اس حکم کو اختیار کیا ہے اسلئے کہ (حدیث شریف میں) مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اپنی دعا میں یوں فرماتے تھے کہ "اللھم انی اسئلک بمقعد العز من عرشک" (ج) اور زیادہ احتیاط یوں کہنے سے رک جانے میں ہے اس لئے کہ یہ (مذکورہ) روایت خبر واحد ہے جو کہ قطعی کے خلاف قرار پاتی ہے [۱]	تبیین
۷۷	یہ مکروہ ہے کہ کوئی شخص اپنی دعا میں یوں کہے کہ "بحق فلان" اسی طرح "بحق انبیائک و اولیائک"، "یا بحق رسلک یا بحق البیت"، "یا بحق" المشعر الحرام [۲]، اسلئے کہ مخلوق کا کوئی حق اللہ تعالیٰ پر لازم نہیں ہے [۳]	تبیین
۷۸	یہ جائز ہے کہ کوئی شخص دعا میں یوں کہے کہ "بد عوۃ نبیک" [۴]	خلاصہ
۷۹	ماذون فیہ اور ماثور بہ دعا وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس حکم سے مستفاد ہے کہ "وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا" (یعنی اللہ تعالیٰ کے ہیں سب نام خاصے پس پکارو وہ کہہ کر۔ سورۃ اعراف آیت ۱۸۰) [۵]	محیط
۸۰	دعا میں افضل یہ ہے کہ اپنی دونوں ہتھیلیاں پھیلا دے اور ان دونوں کے درمیان کشادگی ہو اگرچہ تھوڑی ہو اور ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر نہ رکھے اور اگر کسی وقت کوئی عذر ہو یا سخت سردی ہو تو کسی نے دعا میں ہتھیلیاں پھیلانے کی بجائے) انگشت شہادت سے اشارہ کیا تو وہ ہتھیلیاں پھیلانے کے قائمقام قرار پائیگا [۶]	قنیہ
۸۱	یہ مستحب ہے کہ دعا کے وقت اپنے دونوں ہاتھ اپنے سینے کے مقابل اٹھائے [۷]	قنیہ
۸۲	جب کوئی شخص دعا سے فارغ ہو تو دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرنے کے متعلق بعض (مشائخ) کا قول یہ ہے کہ یہ کوئی شئی نہیں ہے اور بہت سے مشائخ رحمہ نے اسے معتبر قرار دیا ہے اور یہی حکم صحیح ہے اور یوں ہی خبر (یعنی روایت) وارد ہے [۸]	غیاثیہ
۸۳	ابن ابی عمران رح سے منقول ہے کہ آپ کا قول ہے کہ یہ مکروہ ہے کہ کوئی شخص یوں کہے "استغفر اللہ واتوب الیہ [۹]" لیکن وہ یوں کہے کہ "استغفر اللہ واسألہ التوبۃ [۱۰]" اور امام طحاوی رح کا قول ہے کہ صحیح حکم کے بموجب اس کا جواز ہے [۱۱]	قنیہ
۸۴	رمضان المبارک میں ختم قرآن مجید کے وقت دعا مکروہ ہے لیکن یہ ایسی شئ ہے کہ اس پر فتوی نہ دیا جائیگا [۱۲]	خزانۃ القاضی
۸۵	قرآن مجید کے ختم کے وقت دعا مکروہ ہے اس لئے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے منقول نہیں ہے [۱۳]	محیط

نیز حکم نمبر ۷۶/۱۰۸۲ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۵] حکم نمبر ۷۶/۱۰۸۲ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۶] حکم نمبر ۷۶/۱۰۸۲ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۷] حکم نمبر ۷۶/۱۰۸۲ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۸] حکم نمبر ۷۶/۱۰۸۲ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۹] یعنی میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہتا ہوں اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں (مترجم) [۱۰] یعنی میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہتا ہوں اور اس سے توبہ کا سوال کرتا ہوں (مترجم) [۱۱] حکم نمبر ۷۶/۱۰۸۲ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۱۲] واللہ اعلم، غالباً اس صورت میں دعا کے مکروہ قرار پانے کا محمل، اس کے التزام یعنی ضروری جاننے کی صورت میں ہوگا۔ حکم نمبر ۵ ب/۲۰۳، ۵۹، ۸۵، ۸۶ ب/۱۰۸۲ اور قرآن مجید سے متعلق مکروہ وغیر مکروہ مزید احکام کے متعلق حکم نمبر ۲۵ تا ۷۵/۱۰۸۲ نیز دعا کے متعلق حکم ۷۶/۱۰۸۲ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۱۳] حکم نمبر ۸۴/۱۰۸۲ مع حاشیہ، ۸۶ ب/۱۰۸۲، ۸۲/۱۰۸۳ اور ۷۶/۱۰۸۲ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الرابع فی الصلوة والتسبیح وقراءة القرآن والذکر وغیرہ الصلوة والتسبیح وقراءة القرآن والذکر وغیرہ	حـــوالـــہ
۱۰۸۲-۸۶	المصلی لا یدعو بما یحضرہ من الدعا وینبغی ان یدعو فی صلوته بدعاء محفوظ واما فی غیر حالة الصلوة ینبغی ان یدعو بما یحضرہ ولا یستظهر الدعاء لان حفظ الدعا یذهب برقة القلب	کذا فی المحیط
۸۷	ولو قال لغیرہ باللہ ان تفعل کذا لا یجب علی ذلک الغیر ان یأتی بذلک الفعل شرعا وان کان الاولی ان یأتی بہ	هکذا فی الکافی
۸۸	واذا قال بحق اللہ تعالی او بحق محمد صلے اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم ان تعطینی کذا لا یجب علیہ فی الحکم والاحسن بالمروٴة ان یعطیہ هو المختار	کذا فی الغیاثیة
۸۹	عن محمد بن الحنفیة رح قال الدعا اربعة دعاء رغبة ودعاء رهبة ودعاء تضرع ودعاء خفیة فی دعا الرغبة یجعل بطون کفیہ نحو السماء وفی دعا الرهبة یجعل ظهر کفیہ الی وجهہ کالمستغیث من الشرو فی دعاء التضرع یعقد الخنصر والبنصر ویحلق الابهام والوسطی ویشیر بالسبابة ودعاء الخفیة ما یفعلہ المرٔ فی نفسہ کذا فی مجموع الفتاوی ناقلا عن شرح السرخسیؒ لمختصر الحاکم الشهید فی باب قیام الفریضة	
۹۰	رجل دعا بدعاء وقلبہ ساہ فان کان دعاؤہ علی الرقة فهو افضل وکذا لو کان لا یمکنہ ان یدعو الا وهو ساہ فالدعاء افضل من ترک الدعاء	کذا فی فتاوی قاضیخان
۹۱	اذا دعا بدعاء المأثور جهرا ومعہ القوم ایضا لیتعلموا الدعاء لا بأس بہ واذا تعلموا حینئذ یکون جهر القوم بدعة	کذا فی الوجیز للکردری
۹۲	اذا دعا المذکر علی المنبر دعاء ماثورا والقوم یدعون معہ ذلک فان کان لتعلیم القوم فلا بأس بہ وان لم یکن لتعلیم القوم فهو مکروہ	کذا فی الذخیرة

ـــہ[۱] حکم نمبر ۹۱، ۹۲/۱۰۸۲ اور حکم نمبر ۷۶/۱۰۸۲ کا پہلا حاشیہ اور ۶ تا ۱۲/۱۳۷ ملاحظہ ہوں (مترجم) ـــہ[۲] حکم نمبر ۸۸/۱۰۸۲ اور حکم نمبر ۷۶/۱۰۸۲ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ـــہ[۳] حکم نمبر ۸۷/۱۰۹۲ اور حکم نمبر ۷۶/۱۰۹۲ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ـــہ[۴] حکم نمبر ۷۶/۱۰۸۲ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــہ[۵] حکم نمبر ۷۶/۱۰۸۲ کا پہلا حاشیہ اور اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۷۵/۱۰۸۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ـــہ[۶] حکم نمبر ۸۶، ۹۳/۱۰۸۲ اور ۷۶/۱۰۸۲ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ـــہ[۷] حکم نمبر ۸۶، ۹۱/۱۰۸۲ اور ۷۶/۱۰۸۲ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	چوتھا باب، نماز، تسبیح، تلاوت اور ذکر وغیرہ سے متعلق احکام — نماز، تسبیح، تلاوت اور ذکر وغیرہ سے متعلق احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۸۲-۸۶	(الف) نمازی (نماز میں) ایسی دعا نہ مانگے جو اس کے ذہن میں آجائے اور اسے چاہیے کہ وہ اپنی نماز میں وہ دعا مانگے جو اسے حفظ شدہ ہے (ب) البتہ نماز کے علاوہ حالت میں اسے چاہیے کہ وہ دعا مانگے جو (جائز دعا) اس کے ذہن میں آجائے اور وہ دعا کو حفظ نہ کرے اس لئے کہ حفظ دعا، دل کی رقت کو لے جاتی ہے ـــہ[1]	محیط
۸۷	اگر کسی شخص نے دوسرے آدمی سے یوں کہا کہ "تجھے الله تعالی کی قسم ہے کہ تو ایسا کردے"، تو (اس سے) اس دوسرے پر وہ فعل کردینا شرعاً واجب نہ ہوگا اگرچہ اولی یہ ہے کہ وہ دوسرا اس (جائز) فعل کو کردے ـــہ[2]	کافی
۸۸	جب کسی شخص نے (دوسرے سے) یوں کہا کہ بحق الله تعالی، بحق محمد صلے الله علیہ وآلہ واصحابہ وسلم، تو مجھے وہ چیز دے دے تو از روئے (شرعی) حکم اس پر اس چیز کا دینا واجب نہ ہوگا اور از روئے مروت احسن یہ ہے کہ وہ (جائز) چیز اسے دے دے یہی حکم مختار ہے ـــہ[3]	غیاثیہ
۸۹	محمد بن الحنفیۃ رح سے منقول ہے کہ دعا چار قسم پر ہے دعائے رغبت، دعائے رہبت، دعائے تضرع اور دعائے خفیہ (پس) دعائے رغبت میں (یعنی کسی مرغوب امر کے چاہنے میں) اپنی ہتھیلیوں کی اندرونی جانب آسمان کی طرف کرے اور دعائے رہبت میں (یعنی کسی ڈر و خوف والے امر سے بچنے میں) اپنی ہتھیلیوں کی پیٹھ اپنے چہرے کی طرف کرے جیسا کہ کسی شر سے بچنے کے لئے کوئی فریادی ہو اور دعائے تضرع میں (یعنی عاجزی اور انکساری سے دعا کرنے میں) چھنگلیا اور اس کے ساتھ والی انگلی کو بند کرے، انگوٹھے اور درمیانی انگلی کا حلقہ بنائے اور انگشت شہادت سے اشارہ کرے اور دعائے خفیہ وہ ہے جو کوئی آدمی اپنے دل میں دعا کرے ـــہ[4]	مجموع الفتاوی
۹۰	کسی شخص نے دعا کی حالانکہ اس کا دل غافل ہے تو اگر وہ رقت قلب کے ساتھ دعا کرے تو افضل ہے اسی طرح اگر اسے غفلت میں دعا کرنے کے علاوہ ممکن نہیں ہے تو (بھی) اسے دعا کرنا، دعا ترک کرنے سے افضل ہے ـــہ[5]	قاضیخان
۹۱	جب کسی شخص نے کوئی ماثورہ (یعنی منقولہ) دعا اونچی کہی اور (وہ دعا کہنے میں) اس کے ساتھ اور لوگ بھی ہیں تاکہ وہ سیکھ لیں تو اس میں کوئی حرج نہیں اور جب وہ سیکھ جائیں تو اس وقت لوگوں کا اونچی آواز سے دعا کرنا بدعت ہوگا ـــہ[6]	وجیز للکردری
۹۲	جب کوئی ناصح (یعنی واعظ) منبر پر دعائے ماثورہ (یعنی منقولہ دعا) کہے اور لوگ بھی اس کے ساتھ وہ دعا کہیں تو اگر ایسا کرنا لوگوں کی تعلیم کے لئے ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اگر ایسا کرنا لوگوں کی تعلیم کے لئے نہ ہو تو وہ مکروہ ہے ـــہ[7]	ذخیرہ

دفعات شق نمبر	الباب الرابع فی الصلوة والتسبیح وقراءة القرآن والذکر وغیرہ — الصلوة والتسبیح وقراءة القرآن والذکر وغیرہ	حوالہ
۱۰۸۲-۹۳	التکبیر جهرا فی غیر ایام التشریق لا یسن الا بازاء العدو واللصوص وقاس علیهما بعضهم الحریق والمخاوف کلها	کذا فی القنیة
۹۴	سئل الفقیه ابوجعفر رح عن قوم قرؤا قراءة ورد وکبروا بعد ذلك جهرا قال ان ارادوا بذلك الشکر لا بأس به قال واذا کبروا بعد الصلوة علی اثر الصلوة فانه یکره وانه بدعة واذا کبروا فی الرباطات لا یکره اذا ارادوا به اظهار القوة والموضع موضع الخوف واذا کبروا فی مساجد الرباطات ولم یکن الموضع مخوفا یکره	کذا فی المحیط
۹۵	قال الفقیه ابوجعفر رح وسمعت شیخی ابابکر رح یقول سئل ابراهیم رح عن تکبیر ایام التشریق علی الاسواق والجهر بها قال ذلك تکبیر الحوکة وقال ابویوسف رح انه یجوز قال الفقیه رح وانا لا امنعهم عن ذلك	کذا فی المحیط
۹۶	لا بأس بالجلوس للوعظ اذا اراد به وجه الله تعالی	کذا فی الوجیز للکردری
۹۷	الواعظ اذا سأل الناس شیأ فی المجلس لنفسه لا یحل له ذلك لانه اکتساب الدنیا بالعلم	کذا فی التتارخانیة نقلا عن الخلاصة
۹۸	رفع الصوت عند سماع القرآن والوعظ مکروه وما یفعله الذین یدعون الوجد والمحبة لا اصل له ویمنع الصوفیة من رفع الصوت وتخریق الثیاب	کذا فی السراجیة
۹۹	الکافر اذا دعا هل یجوز ان یقال یستجاب دعاؤه ذکر فی فتاوی اهل سمرقند فیه اختلاف المشائخ رح بعضهم قالوا منهم ابوالحسن الرستغفنی رح انه لا یجوز وبعضهم قالوا منهم ابوالقاسم الحاکم رح وابونصر الدبوسی رح یجوز قال الصدر الشهید رح هو الصحیح	کذا فی المحیط

۱ ایام تشریق اور ان تکبیروں کے احکام کے متعلق حکم نمبر ۲۱۲ نیز حکم نمبر ۸،۷،۵، ۹۳ تا ۹۵/۱۰۸۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۲ حکم نمبر ۹۳/۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۳ حکم نمبر ۹۳/۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۴ حکم نمبر ۸،۷،۵، ۹۶ تا ۹۸/۱۰۸۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۵ حکم نمبر ۱۸/۱۰۲ کا حاشیہ ۳،۷،۰،۸/۱۰۸۲ اور حکم نمبر ۹۶/۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۶ حکم نمبر ۳/۴۹۷ کے پہلے حاشیہ کا "ر" اور "س"، نیز حکم نمبر ۸، ۹۳ اور ۹۶/۱۰۸۲ مع حاشیہ اور حکم نمبر ۲۵/۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۷ حکم نمبر ۷۶/۱۰۸۲ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	نماز، تسبیح، تلاوت اور ذکر وغیرہ سے متعلق احکام چوتھا باب، نماز، تسبیح، تلاوت اور ذکر وغیرہ سے متعلق احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۸۲-۹۳	بلند آواز سے تکبیر (یعنی اللہ اکبر) کہنا ایام تشریق کے علاوہ (اور دنوں میں) مسنون نہیں ہے لیکن دشمن اور چوروں کے مقابلہ میں یہ حکم نہیں ہے (یعنی دشمن اور چوروں کے مقابلہ میں اونچی آواز سے تکبیر کہہ سکتا ہے) اور بعض مشائخؒ نے ان (مذکورہ) دونوں موقعوں پر آتش زدگی اور سبھی خوفناک امور پیش آنے کے موقعوں کو قیاس کیا ہے ۱ھ	قنیہ
۹۴	(ا) فقیہ ابو جعفرؒ سے سوال کیا گیا کہ کچھ لوگوں نے کوئی ورد پڑھا اور اس کے بعد انہوں نے اونچی آواز سے تکبیر کہی تو (اس کے حکم کے متعلق) آپ نے فرمایا کہ اگر انہوں نے ادائے شکر کے ارادہ سے ایسا کیا تو اس میں کوئی حرج نہیں (ب) اور فرمایا کہ جب لوگوں نے نماز کے بعد اس ہیئت پر تکبیر کہی تو یہ مکروہ ہوگا اور یہ بدعت ہے (ج) اور اگر لوگوں نے رباطات (یعنی لشکر گاہوں) میں تکبیر کہی تو مکروہ نہ ہوگا بشرطیکہ ایسا کرنے میں ان کا ارادہ اظہار قوت ہو اور وہ جگہ خوف کی جگہ ہو (د) اور جب لوگوں نے رباطات کی مساجد میں تکبیر کہی اور وہ جگہ خوف کی جگہ نہ تھی تو ایسا کرنا مکروہ ہوگا ۲ھ	محیط
۹۵	فقیہ ابو جعفرؒ کا قول ہے کہ میں نے اپنے شیخ ابو بکرؒ سے سنا آپ نے فرمایا کہ شیخ ابراہیمؒ سے سوال کیا گیا کہ ایام تشریق میں بازاروں میں تکبیر کہنا اور اونچی آواز سے کہنا کیسا ہے تو آپ نے فرمایا کہ یہ جولاہوں کی تکبیر ہے اور امام ابو یوسفؒ کا قول ہے کہ جائز ہے فقیہ کا کہنا ہے کہ میں (بھی) لوگوں کو اس سے منع نہیں کرتا ہوں ۳ھ	محیط
۹۶	وعظ کہنے کے لئے بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ اس نے ایسا کرنے میں اللہ تعالیٰ کی رضا کا ارادہ کیا ہو ۴ھ	وجیز للکردری
۹۷	واعظ نے اگر مجلس وعظ میں اپنے لئے لوگوں سے سوال کیا تو ایسا کرنا اس کے لئے حلال نہیں ہے اس لئے کہ ایسا کرنا علم (دین) سے دنیا طلب کرنا ہے ۵ھ	تتارخانیہ
۹۸	قرآن مجید سننے اور وعظ سننے کے وقت آواز اونچی کرنا مکروہ ہے اور جو لوگ وجد اور محبت کے دعوی سے ایسا کرتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں ہے اور (نام نہاد) صوفیوں کو آواز اونچی کرنے اور کپڑے پھاڑنے سے منع کیا جائے گا ۶ھ	سراجیہ
۹۹	کافر شخص نے جب دعا کی تو کیا یوں کہنا جائز ہوگا کہ اس کی دعا قبول کی جائے تو (اس کے حکم کے متعلق) فتاوی اہل سمرقند میں مشائخؒ کا اختلاف مذکور ہے بعض مشائخؒ کا قول ہے اور ان میں سے ابو الحسنؒ الرستغفنیؒ (بھی) ہیں کہ یوں کہنا جائز نہ ہوگا اور بعض مشائخؒ کا قول ہے اور ان میں سے ابو القاسم الحاکمؒ اور ابو نصر الدبوسیؒ (بھی) ہیں کہ یوں کہنا جائز ہوگا الصدر الشہیدؒ کا قول ہے کہ یہی حکم صحیح ہے ۷ھ	محیط

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی الصلوة والتسبیح وقراءة القرآن والذکر وغیرہ — الصلوة والتسبیح وقراءة القرآن والذکر وغیرہ	حوالہ
۱۰۸۲-۱۰۰	فی الاجناس عن الامام لیس للجن ثواب	کذا فی الوجیز للکردری
۱۰۱	کرہ ان یقوم رجل بعد ما اجتمع القوم للصلوة ویدعو للمیت ویرفع صوته	کذا فی الذخیرة
۱۰۲	وکرہ ماکان علیه اھل الجاھلیة من الافراط فی مدح المیت عند جنازته حتی کانوا یذکرون ماھو یشبه المحال واصل الثناء علی المیت لیس بمکروہ وانما المکروہ مجاوزة الحد بما لیس فیه	کذا فی الذخیرة
۱۰۳	رجل تصدق عن المیت ودعا له یجوز ویصل الی المیت	کذا فی خزانة الفتاوی
	واللہ اعلم	

۱؎ جیساکہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ الاجناس میں امام (ابوحنیفہ رح) سے منقول ہے کہ جنوں کے لئے ثواب نہیں ہے اور تفاسیر میں ہے کہ امام صاحب نے جنوں کے ثواب کے متعلق توقف کیا ہے اس لئے کہ قرآن مجید میں ان کے متعلق وارد ہے کہ یغفر لکم من ذنوبکم الآیة سورة الاحقاف آیت ۳۱ (یعنی اس پر یقین لاؤ کہ بخشے تمکو کچھ تمہارے گناہ) اور مغفرت ہونا، ثواب کو مستلزم نہیں اس لئے کہ مغفرت تو گناہوں پر پردہ ڈالنا ہے اور ثواب کا وعدہ (یعنی اچھی امید دلانا) فضل ہے الخ (اور مزید کلام بھی درج ہے) مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۵۲ چنانچہ آیت مذکورہ میں یہ تو صریح ہے کہ جنات، ایمان لانے کے بعد عذاب الٰہی سے بچ جائیں گے لیکن یہ صریح نہیں کہ وہ ایمان لانے کے بعد جنت میں داخل ہوں گے بنا بریں امام ابوحنیفہ رح کی تحقیق میں غایتِ احتیاط کی بنا پر جنات کے دخولِ جنت کے بارے میں سکوت و توقف منقول ہے آیت مذکورہ کی ذیل میں احناف کی معتمد تفسیر مدارک میں ہے کہ قال ابوحنیفة لاثواب لھم الا النجاة من النار یعنی امام ابوحنیفہ رح کا قول ہے کہ جنات کے لئے ثواب نہیں لیکن آگ سے نجات ہے۔ ماخوذ از تفسیر مدارک لحافظ الدین محمود ابوالبرکات النسفی الحنفی م ۶۸۶ھ صاحب عقائد نسفی وھکذا فی تفسیر روح المعانی لعلامہ شہاب الدین السید محمود آلوسی بغدادی م ۱۲۹۱ھ نیز تفسیر مدارک

نماز، تسبیح، تلاوت اور ذکر وغیرہ سے متعلق احکام کا بیان

دفعات شق نمبر	چوتھا باب: نماز، تسبیح، تلاوت اور ذکر وغیرہ سے متعلق احکام	حوالہ
۱۰۸۲-۱۰۰	الاجناس میں امام رحمہ سے مروی ہے کہ جن کے لئے ثواب نہیں ہے ؎۱	وجیز للکردری
۱۰۱	یہ مکروہ ہے کہ جب لوگ نماز کے لئے جمع ہوں تو ایک آدمی کھڑا ہو کر میت کے لئے دعا کرے اور اپنی آواز اونچی کرے ؎۲	ذخیرہ
۱۰۲	اور یہ (بھی) مکروہ ہے جو کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ کرتے تھے کہ میت کے جنازہ کے پاس، میت کی تعریف میں افراط سے (یعنی حد سے تجاوز کر جانے سے) کام لیتے تھے حتیٰ کہ وہ (میت کے متعلق) ایسے امور کا ذکر کرتے تھے جو محال (یعنی ناممکن) کے مشابہ ہوتا تھا۔ اور میت کی تعریف فی نفسہ مکروہ نہیں ہے البتہ (تعریف کرنے میں) حد سے تجاوز کر کے ایسی باتیں کہنا مکروہ ہے جو اس میں نہ تھیں ؎۳	ذخیرہ
۱۰۳	کسی شخص نے میت کی طرف سے صدقہ کیا اور اس کے لئے دعا کی تو یہ جائز ہے اور میت کو (اس کا ثواب) پہنچتا ہے ؎۴	خزانۃ الفتاوی

واللہ اعلم

میں ہے کہ مالک، ابن لیلیٰ رح اور ابو یوسف رح اور محمد رح کا قول یہ ہے کہ جنات کے لئے ثواب و عقاب ہے اور ضحاک رض سے منقول ہے کہ جنات جنت میں داخل ہوں گے اور کھائیں پئیں گے۔ مفہوم ماخوذ از تفسیر مدارک لحافظ الدین محمود ابو البرکات النسفی الحنفی رحم ۶۸۶ھ واللہ اعلم بالصواب ۔ حکم نمبر ۱۰۲/۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۲ حکم نمبر ۷۶/۱۰۸۲ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۳ حکم نمبر ۱۰۳/۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ؎۴ حکم نمبر ۱۲/۱۸۹ کا حاشیہ اور ۱۰۲/۱۰۸۲ کا پہلا حاشیہ اور حکم نمبر ۱۰۰/۱۰۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس فی آداب المسجد والقبلۃ والمصحف وماکتب فیہ شیء من القرآن وغیرہ آداب المسجد والقبلۃ والمصحف وماکتب فیہ شیء من القرآن وغیرہ	حوالہ
	بسم الله الرحمٰن الرحيم	
	# الباب الخامس	
	## فی آداب المسجد والقبلة والمصحف وماكتب فيه شئ من القرآن نحو الدراهم والقرطاس او كتب فيه اسم الله تعالى	
۱۰۸۳-	آداب المسجد والقبلة والمصحف وماكتب فيه شئ من القرآن وغيره - تعداد شق ۹۲	
۱	لا بأس بنقش المسجد بالجص والساج وماء الذهب والصرف الى الفقراء افضل	كذا فی السراجية
	وعليه الفتوى	كذا فی المضمرات وهكذا فی المحيط
	اما التجصيص فحسن لانه احكام للبناء	كذا فی الاختيار شرح المختار
	وكره بعض مشائخنا النقوش على المحراب وحائط القبلة لان ذلك يشغل قلب المصلى	
	وذكر الفقيه ابو جعفر فی شرح السير الكبير ان نقش الحيطان مكروه قل ذلك او كثر فاما نقش السقف فالقليل يرخص فيه والكثير مكروه	هكذا فی المحيط
	واذا جعل البياض فوق السواد او بالعكس للنقش لا بأس به اذا فعله من مال نفسه ولا يستحسن من مال الوقف لانه تضييع	كذا فی الاختيار شرح المختار

۱؎ مسجد سے متعلق مکروہ غیر مکروہ امور کے متعلق حکم نمبر ۱ تا ۳، ۹ تا ۴۹ / ۱۰۸۳ مع حواشی، قبلہ سے متعلق احکام حکم نمبر ۴ تا ۶، ۸، ۹۲ / ۱۰۸۳، سورج، چاند کی طرف استقبال الفرج کے متعلق حکم نمبر ۷ / ۱۰۸۳ اور اللہ تعالیٰ کے نام، قرآن مجید، احادیث وفقہ لکھی ہوئی چیز کے آداب کے متعلق حکم نمبر ۵۰ تا ۹۱ / ۱۰۸۳ ملاحظہ ہوں۔ نیز مسجد کے آداب کے متعلق مزید احکام حکم نمبر ۱۸۲ میں ملاحظہ ہوں (مترجم)

۲؎ مسجد سے متعلق مکروہ وغیر مکروہ امور کے متعلق حکم نمبر ۱ تا ۳، ۹ تا ۴۹ / ۱۰۸۳ مع حواشی نیز حکم نمبر ۱۸۲ میں ملاحظہ ہوں (مترجم)

۳؎ الجص یعنی، گچ، چونہ۔ ماخوذ از المنجد ص ۱۹۱ (مترجم) ۴؎ الساج یعنی ساکھوں کی لکڑی۔ ماخوذ از المنجد ص ۶۰۱ (مترجم)

دفعات شق نمبر	پانچواں باب، مسجد، قبلہ، قرآن مجید اور جسمیں قرآن مجید وغیرہ سے کچھ لکھا ہو اسکے احکام مسجد قبلہ قرآن مجید اور جسمیں قرآن مجید وغیرہ سے کچھ لکھا ہو اسکے احکام کا بیان	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	# پانچواں باب	
	## مسجد، قبلہ، قرآن مجید اور جسمیں قرآن مجید سے کچھ لکھا ہو مثلاً درہم اور کاغذ یا جسمیں اللہ تعالےٰ کا نام لکھا ہو اسکے متعلق احکام	
۱۰۸۳-	مسجد، قبلہ، قرآن مجید اور جسمیں قرآن مجید وغیرہ لکھا ہو اسکے متعلق احکام [۱ـه] اور اسمیں ۹۲ شقیں ہیں	
۱	(ا) مسجد[۲] کو جص[۳ـه] (یعنی گچ)، ساج[۴ـه]، اور سونے کے پانی سے نقش کرنے (یعنی نقش ونگار و بیل بوٹے بنانے)، میں کوئی حرج نہیں ہے اور (مذکورہ امور میں خرچ کرنے کی بجائے) غریبوں (کی ضروریات) کے لئے خرچ کرنا افضل ہے	سراجیہ
	(ب) اسی (مذکورہ) حکم پر فتوی ہے	مضمرات، محیط
	(ج) گچ کاری اچھا امر ہے اس لئے کہ اس سے (مسجد کی) عمارت کی مضبوطی ہے	اختیار
	(د) ہمارے بعض مشائخ رحؒ نے محراب پر اور قبلہ کی جانب والی دیوار پر نقوش کرنا مکروہ قرار دیا ہے اس لئے کہ اس سے نمازی کا دل (اس کی طرف) مشغول ہو سکتا ہے (س) اور فقیہ ابو جعفر رحؒ نے السیر الکبیر کی شرح میں ذکر کیا ہے کہ دیواروں پر نقش کرنا مکروہ ہے، کم ہو یا زیادہ، البتہ چھت میں نقش کرنا، کم ہونے کی صورت میں اس میں رخصت ہے اور زیادہ ہونے کی صورت میں مکروہ ہے	محیط
	(س) جب (مسجد میں) نقش بنانے کے لئے سیاہی پر سفیدی یا اس کے الٹ (یعنی سفیدی پر سیاہی) بنائی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ اس نے اپنے مال سے ایسا کیا اور (مالِ وقف سے ایسا کرنا اچھا نہیں اس لئے کہ ایسا کرنا تضییع (مالِ وقف) ہے [۵ـه]	اختیار

ـه حکم نمبر ۳/۱۰۸۳ اور ۵ تا ۷/۱۸۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی آداب المسجد والقبلة والمصحف وما کتب فیه شیء من القرآن وغیره	حوالہ
۱۰۸۳-۲	ویکره ان یطین المسجد بطین قد بل بماء نجس بخلاف السرقین[1] اذا جعل فیه الطین لان فی ذلك ضرورة وهو تحصیل غرض لا یحصل الا به	کذا فی السراجیة
۳	ولا بأس بجعل الذهب والفضة فی سقف الدار وان ینقش المسجد بماء الفضة من ماله[2]	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴	ویکره مد الرجلین الی الکعبة فی النوم وغیره عمدا وکذلك الی کتب الشریعة وکذلك فی حال مواقعة الاهل[3]	کذا فی محیط السرخسی
۵	یکره ان تکون قبلة المسجد الی المتوضا[4]	کذا فی السراجیة
۶	قال محمد رح اکره ان تکون قبلة المسجد الی المخرج والحمام والقبر ثم تکلم المشائخ فی معنی قول محمد رح " اکره ان تکون قبلة المسجد الی الحمام " قال بعضهم لم یرد به حائط الحمام وانما اراد به المحم وهو الموضع الذی یصب فیه الحمیم وهو الماء الحار لان ذلك موضع الانجاس واستقبال الانجاس فی الصلوة مکروه فاما ان استقبل حائط الحمام فلم یستقبل الانجاس وانما استقبل الحجر والمدر فلا یکره وکذلك تکلموا فی معنی قوله " اکره ان تکون قبلة المسجد الی المخرج " قال بعضهم اراد به نفس المخرج وقال بعضهم اراد به حائط المخرج وتکلموا ایضا فی معنی الکراهة الی القبر قال بعضهم لان فیه تشبها بالیهود[5] وقال بعضهم لان فی المقبرة عظام الموتی وعظام الموتی انجاس وارجاس[7] وهذا کله اذا لم یکن بین المصلی وبین هذه المواضع حائط او سترة[6] اما اذا کان لا یکره ویصیر الحائط فاصلا واذا لم یکن بین المصلی وبین هذه المواضع سترة فانما یکره استقبال هذه المواضع فی مسجد الجماعات فاما فی مسجد البیوت فلا یکره	کذا فی المحیط

[1] سرقین کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۵/۴۴ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [2] حکم نمبر ۲۲/۹۳ اور ۱/۱۰۸۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [3] حکم نمبر ۱/۱۰۸۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [4] قبلے سے متعلق مکروہ وغیر مکروہ امور کے متعلق حکم نمبر ۴ تا ۶، ۸، ۹۲/۱۰۸۳ نیز استقبال القبلہ کے متعلق حکم نمبر ۱۱۰/۳۰، ۱۱۱/۳۰ اور کعبہ شریف سے متعلق مزید احکام کے متعلق حکم نمبر ۷/۳۰۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، [5] حکم نمبر ۶۳/۱۰۸۳ ملاحظہ ہو (مترجم)، [6] حکم نمبر ۴/۱۰۸۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [7] قوله وعظام الموتی انجاس الخ کذا رأیته فی نسخة المحیط وینظر فیه

دفعات شق نمبر	پانچواں باب، مسجد، قبلہ، قرآنمجید اور قرآنمجید وغیرہ سے کچھ لکھا ہوا سکے احکام — مسجد قبلہ قرآنمجید اور جسمیں قرآنمجید وغیرہ سے کچھ لکھا ہوا سکے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۸۳-۲	(۱) مسجد کو ایسے گارے سے لیپنا جو ناپاک پانی سے تر کیا گیا ہو، مکروہ ہے۔ (ب) اور اس (صورت کے حکم) کے خلاف اس صورت کا حکم ہے کہ جب سرقین [1] (یعنی گوبر، لید وغیرہ) میں گارا بنایا جائے اس لئے اس میں ضرورت ہے اور وہ ایسی غرض کا حصول ہے جو اس سے حاصل ہوتی ہے [2]	سراجیہ
۳	گھر کے چھت میں سونا چاندی لگانے اور مسجد میں چاندی کے پانی سے نقش بنانے میں جبکہ اپنے مال سے ہو کوئی حرج نہیں [3]	قاضیخان
۴	(۱) سوتے میں یا اس کے علاوہ کی حالت میں، کعبہ شریف [4] کی طرف عمداً پاؤں پھیلانا مکروہ ہے (ب) اسی طرح شریعت کی کتابوں کے متعلق یہی حکم ہے [5] (ج) اور اسی طرح بیوی سے جماع کی حالت کے متعلق (بھی) یہی حکم ہے	محیط سرخسی
۵	مسجد کا قبلہ، متوضا کی طرف (یعنی جہاں وضو کا پانی جمع ہوتا ہو اس کی طرف) ہو، یہ مکروہ ہے [6]	سراجیہ
۶	(۱) امام محمدؒ کا قول ہے کہ "میں اسے مکروہ سمجھتا ہوں کہ مسجد کا قبلہ مخرج (یعنی بیت الخلاء) حمام اور قبر کی طرف ہو (۱)، پھر مشائخ رحؒ نے امام محمدؒ کے اس قول کے معنی میں کلام کیا ہے کہ "میں اسے مکروہ سمجھتا ہوں کہ مسجد کا قبلہ حمام کی طرف ہو"، ان میں سے بعض مشائخ رحؒ کا قول یہ ہے کہ آپ نے اپنے اس قول میں حمام کی دیوار مراد نہیں لی بلکہ مخم مراد لیا ہے اور مخم وہ جگہ ہے جہاں حمیم یعنی گرم پانی ڈالا جاتا ہے اس لئے کہ وہ جگہ نجاستوں (کے دور کرنے) کی ہے اور نماز میں نجاستوں کی طرف رخ کرنا مکروہ ہے مگر اگر اس نے حمام کی دیوار کی طرف رخ کیا تو اس نے نجاستوں کا رخ نہیں بلکہ اس نے پتھروں اور ڈھیلوں کا رخ کیا ہے پس مکروہ نہ ہوگا (۲) اسی طرح مشائخ رحؒ نے آپ کے اس قول کے معنی میں (بھی) کلام کیا ہے کہ "میں اسے مکروہ سمجھتا ہوں کہ مسجد کا قبلہ مخرج کی طرف ہو"، ان میں سے بعض مشائخ کا قول یہ ہے کہ آپ نے اپنے اس قول میں نفس مخرج مراد لیا ہے اور ان میں سے بعض مشائخ کا قول یہ ہے کہ آپ نے اپنے اس قول میں مخرج کی دیوار مراد لی ہے (۳) اسی طرح مشائخ رحؒ نے آپکے اس قول میں کہ میں مکروہ سمجھتا ہوں کہ مسجد کا قبلہ قبر کی طرف ہو، قبر کی طرف (قبلہ) مکروہ ہونے کے معنی میں کلام کیا ہے ان میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ اس لئے کہ ایسا کرنے میں یہود سے تشبہ ہے اور ان میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ اس لئے کہ قبر میں مردوں کی ہڈیاں ہوتی ہیں اور مردوں کی ہڈیاں نجس اور پلید ہیں [8] (ب) اور یہ مذکورہ سب احکام اس صورت میں ہیں جبکہ نمازی اور ان جگہوں کے مابین کوئی دیوار یا سترہ (یعنی پردہ) نہ ہو مگر (۱) جب (نمازی اور ان مذکورہ جگہوں کے مابین دیوار یا سترہ) ہو تو مکروہ نہ ہوگا اور وہ دیوار (وغیرہ) فاصل قرار پائے گی (۲) اور جب (مذکورہ صورتوں میں) نمازی اور ان جگہوں کے مابین سترہ نہ ہو تو نماز میں) ان جگہوں کی طرف رخ کرنا مسجد جماعات میں مکروہ ہوگا البتہ گھروں کی مسجدوں میں مکروہ نہ ہوگا [9]	محیط

فانه مخالف للمعروف فی المذهب من ان عظم الآدمی طاهر وانما یحرم الانتفاع به اھ مصححه۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی مردہ کی ہڈیاں نجس ہیں۔ اسکے متعلق میں نے محیط کے نسخہ میں یوں ہی دیکھا ہے اور اسمیں غور چاہیے اسلئے کہ یہ حکم، معروف فی المذہب حکم کے مخالف ہے جس میں کہا گیا ہے کہ آدمی کی ہڈیاں پاک ہیں البتہ اس سے انتفاع حرام ہے۔ اھ۔ [7] حکم نمبر ۳۹/۴۳ ملاحظہ ہو (مترجم)، [8] حکم نمبر ۶/۱۰۸۳ و کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [9] حکم نمبر ۴/۱۰۸۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی آداب المسجد والقبلة والمصحف وما کتب فیہ شیٔ من القرآن وغیرہ آداب المسجد والقبلة والمصحف وما کتب فیہ شیٔ من القرآن وغیرہ	حوالہ
۱۰۸۳-۷	کرہ مشائخنا استقبال الشمس والقمر بالفرج	کذا فی محیط السرخسی
۸	ویکرہ الرمی الی هدف نحو القبلة	کذا فی السراجیة
۹	ویجوز ان یتخذ فی مصلی العید والجنازة هدف للرمی	کذا فی القنیة
۱۰	مندوب لکل مسلم ان یعد فی بیتہ مکانا یصلی فیہ الا ان هذا المکان لا یأخذ حکم المسجد علی الاطلاق لانہ باق علی حکم ملکہ لہ ان یبیعہ	کذا فی المحیط
۱۱	قال ابو یوسف اذا غصب ارضا فبنی فیہ مسجدا او حماما او حانوتا فلا بأس بالصلوٰة فی المسجد والدخول فی الحمام للاغتسال وفی الحانوت للشراء ولیس لہ ان یستأجرها وان غصب دارا فجعلها مسجد الا یسع لاحد ان یصلی فیہ ولا ان یدخلہ وان جعلها مسجد اجامعا لا یجمع فیہ وان جعلها طریقا لیس لہ ان یمر بها	کذا فی المضمرات
۱۲	رجل بنی مسجدا فی مفازة بحیث لا یسکنها احد وقل ما یمر بہ انسان لم یصر مسجدا لعدم الحاجة الی صیرورتہ مسجدا	کذا فی الغرائب
۱۳	ولو کان الی المسجد مدخل من دار موقوفة لا بأس للامام ان یدخل للصلوٰة من هذا الباب	کذا فی القنیة
۱۴	وللمؤذن ان یسکن فی بیت هو وقف علی المسجد	کذا فی الغرائب
۱۵	دار لمدرس المسجد مملوکة او مستأجرة متصلة بحائط المسجد هل لہ ان ینقب حائط المسجد ویجعل من بیتہ بابا الی المسجد وهو یشتری هذا الباب من مال نفسہ فقالوا لیس لہ ذلک وان شرط علی نفسہ ضمان نقصان ظهر فی حائط المسجد	کذا فی جواهر الاخلاطی

۱؎ اور اسکی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۱۹، ۲۰ / ۹۶ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۲؎ حکم نمبر ۴ / ۱۰۸۳ کا پہلا حاشیہ اور اسکی نظیر کے متعلق حکم ۷۸ / ۱۰۸۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۳؎ حکم نمبر ۱ / ۱۰۸۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۴؎ مندوب کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۵۶ / ۱۰۸۲ کا حاشیہ، نیز ۱ / ۱۰۸۲ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۵؎ حکم نمبر ۱ / ۱۰۸۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۶؎ حکم نمبر ۱ / ۱۰۸۲ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۷؎ حکم نمبر ۱۶ / ۱۸۲، ۲۹، ۳۹ / ۱۰۸۳ نیز حکم نمبر ۱ / ۱۰۸۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۸؎ حکم نمبر ۱۰ / ۱۰۸۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۹؎ حکم نمبر ۱ / ۱۰۸۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	پانچواں باب: مسجد، قبلہ، قرآن مجید اور قرآن مجید وغیرہ سے کچھ لکھا ہو اسکے احکام ــ مسجد، قبلہ، قرآن مجید اور جسمیں قرآن مجید وغیرہ سے کچھ لکھا ہو اسکے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۸۳-۷	ہمارے مشائخ رحہ نے سورج و چاند کے استقبال بالفرج (یعنی مقام پیشاب کو سورج و چاند کے سامنے کرنے) کو مکروہ قرار دیا ہے [۱]	محیط سرخسی
۸	قبلہ کی طرف نشانہ رکھ کر تیر اندازی (کی مشق) کرنا مکروہ ہوتا ہے [۲]	سراجیہ
۹	عیدگاہ یا جنازہ گاہ میں تیر اندازی (کی مشق) کے لئے نشانہ بنانا جائز ہوتا ہے [۳]	قنیہ
۱۰	ہر مسلمان کے لئے مندوب (یعنی مستحب) ہے کہ وہ اپنے گھر میں کوئی جگہ ایسی بنالے جسمیں وہ نماز پڑھا کرے لیکن ایسی جگہ کو علی الاطلاق مسجد کا حکم حاصل نہیں ہوتا اس لئے کہ وہ جگہ اس کی ملکیت میں باقی رہتی ہے اس کے لئے جائز ہوتا ہے کہ وہ اس جگہ کو فروخت کردے [۴]	محیط
۱۱	(ا) امام ابو یوسف رحہ کا قول ہے کہ جب کسی شخص نے کوئی زمین غصب کرکے اس میں مسجد یا حمام یا دکان بنائی تو اس مسجد میں نماز پڑھنے، اس حمام میں غسل کے لئے داخل ہونے اور دکان سے (کچھ) خریدنے میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اسے (یعنی اس حمام یا دکان کو) اجارہ پر (یعنی کرایہ پر) لے (ب) اور اگر کسی شخص نے کوئی گھر غصب کرکے اسے مسجد بنادیا تو کسی کے لئے یہ گنجائش نہیں ہے کہ وہ وہاں نماز پڑھے اور نہ یہ گنجائش ہے کہ اس میں داخل ہو اور اگر اس نے اسے جامع مسجد بنایا تو اس میں جمعہ نہ پڑھا جائے گا اور اگر اس نے اسے راستہ بنایا تو کسی کو اس راستہ سے گذرنا جائز نہیں ہے [۵]	مضمرات
۱۲	کسی شخص نے بیابان میں ایسی جگہ مسجد بنائی جہاں کوئی شخص رہائش نہیں رکھتا اور بہت کم ہی ادھر سے کسی انسان کی گذر ہوتا ہے تو وہ مسجد (شرعی) مسجد نہ قرار پائے گی اس لئے کہ اسے مسجد قرار پانے کی ضرورت نہیں ہے [۶]	غرائب
۱۳	اگر وقف شدہ گھر میں سے مسجد میں داخلہ کا دروازہ ہو تو امام کے لئے کوئی حرج نہیں کہ وہ (مسجد میں) نماز کے لئے اس دروازہ سے داخل ہو [۷]	قنیہ
۱۴	مؤذن کے لئے جائز ہے کہ وہ اس مکان میں رہائش رکھے جو مسجد کے لئے وقف ہے [۸]	غرائب
۱۵	کوئی گھر مسجد کے مدرس کا مملوکہ یا کرایہ پر لیا ہوا ہے وہ گھر مسجد کی دیوار سے متصل ہے تو کیا اسے جائز ہے کہ وہ مسجد کی دیوار کو سوراخ کرکے اس میں سے اپنے گھر سے مسجد کی طرف دروازہ بنالے اور وہ اس دروازہ کو اپنے مال سے خریدے تو (اس کے حکم کے متعلق) مشائخ رحہ نے فرمایا ہے کہ اسے ایسا کرنا جائز نہیں ہے اگرچہ وہ اپنے متعلق یہ شرط رکھے کہ مسجد کی دیوار میں کوئی نقصان ظاہر ہوا تو وہ اس کی ضمان دے گا [۹]	جواہر الاخلاطی

دفعہ وشق نمبر	الباب الخامس فی آداب المسجد والقبلة والمصحف وماکتب فیه شیء من القرآن وغیره — آداب المسجد، القبلہ والمصحف و کتب جن میں قرآن وغیرہ کا کچھ لکھا ہو	حوالہ
۱۰۸۳-۱۶	یجوز الدرس فی المسجد وان کان فیه استعمال اللبود والبواری المسبلة لاجل المسجد	کذا فی القنیة
۱۷	وسئل الخجندیؒ عن قیم المسجد یبیع فناء المسجد لیتجر القوم هل له هذه الاباحة فقال اذا کان فیه مصلحة للمسجد فلا بأس به ان شاء الله تعالی قیل له لو وضع فی الفناء سررا وآجرها الناس لیتجروا علیها واباح لهم فناء ذلک المسجد هل له ذلک فقال لو کان لصلاح المسجد فلا بأس به اذا لم یکن ممر العامة وسئل عن فناء المسجد أهو الموضع الذی بین یدی جداره ام هو سدة بابه فحسب فقال فناء المسجد مایظله ظلة المسجد اذا لم یکن ممرا لعامة المسلمین قیل له لو وضع القیم علی فناء المسجد کراسی وسررا وآجرها قوما لیتجروا علیها ویصرف ذلک الی وجه نفسه او الی الامام هل له ذلک فقال لا قال رضی الله عنه وعندنا له ان یصرف الاجر الی من شاء	کذا فی التتارخانیة ناقلا عن التتمة
۱۸	وفی صلوة الاثر قال سألت محمداؒ عن دکان اتخذ للمسجد بینه وبین المسجد طریق وهو ناء عن المسجد لیصلی علیه فی الحر أیضاعف للصلوة فیه الاجر کما یضاعف فی المسجد قال نعم	کذا فی الذخیرة
۱۹	اهل المحلة قسموا المسجد وضربوا فیه حائطا ولکل منهم امام علی حدة ومؤذنهم واحد لا بأس به والاولی ان یکون لکل طائفة مؤذن	کذا فی القنیة
۲۰	قال رکن الصباغیؒ کما یجوز لاهل المحلة ان یجعلوا المسجد الواحد مسجدین فلهم ان یجعلوا المسجدین واحدا لاقامة الجماعة اما للتذکیر والتدریس فلا لانه مابنی له وان جاز فیه	کذا فی القنیة

۱؎ حکم نمبر ۱۸، ۱۹/۱۸۲ نیز ۱/۱۰۸۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ قیّم - یعنی با اختیار متولی - ماخوذ از المنجد ص۱۰۵۸ اور فناء کے مفہوم کے متعلق حکم ۹۲/۱۱۸۱ کا حاشیہ اور حکم نمبر ۱۷ج/۱۰۸۳ نیز حکم ۱/۱۰۸۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۱/۱۰۸۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۲۰/۱۰۸۳ نیز ۱/۱۰۸۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ البتہ صحتِ اقتدا کے لئے مانع احکام کے متعلق حکم

دفعات شق نمبر	پانچواں باب، مسجد، قبلہ، قرآن مجید اور قرآن مجید وغیرہ سے کچھ لکھا ہو اس کے احکام — مسجد، قبلہ، قرآن مجید اور جس میں قرآن مجید وغیرہ سے کچھ لکھا ہو اس کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۶-۱۰۸۳	مسجد میں (علوم دینیہ کا) درس دینا جائز ہوتا ہے اگرچہ ایسا کرنے میں مسجد کے لئے بچھائے ہوئے نمدوں (قالینوں) اور بوریا (وغیرہ) کا استعمال ہوتا ہے ؎۱	قنیہ
۱۷	(ا) شیخ الخجندی رحمہ سے سوال کیا گیا کہ مسجد کا قیم (یعنی با اختیار متولی مسجد)، مسجد کی فناء (یعنی مسجد کے سامنے مسجد کے مفاد کی جگہ) لوگوں کو تجارت کے لئے مباح کردے تو کیا اسے یہ مباح کرنا جائز ہوگا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر ایسا کرنے میں مسجد کے لئے کوئی بہتری ہے تو اس میں انشاء اللہ تعالی کوئی حرج نہیں ہے (ب) آپ سے کہا گیا کہ اگر اس نے مسجد کی فناء میں تختے رکھے اور انہیں لوگوں کو کرایہ پر دیا کہ وہ اس پر تجارت کریں اور اس نے لوگوں کے لئے اس مسجد کی فناء کو مباح کردیا تو کیا اسے ایسا کرنا جائز ہوگا تو آپ نے فرمایا کہ اگر ایسا کرنا مسجد کی بہتری کے لئے ہو تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ وہ جگہ عام لوگوں کی گذرگاہ نہ ہو (ج) آپ سے مسجد کی فناء کے متعلق سوال کیا گیا کہ آیا فنائے مسجد وہ جگہ ہے جو مسجد کی دیوار کے سامنے ہو یا فقط وہ جگہ ہے جو مسجد کے دروازہ کے ظلہ (یعنی سائبان) کی جگہ ہے تو آپ نے فرمایا کہ مسجد کی فناء مسجد کے سائبان کے سایہ ڈالنے کی جگہ ہے بشرطیکہ وہ عام مسلمانوں کی گذرگاہ نہ ہو (د) آپ سے کہا گیا کہ اگر مسجد کے متولی نے مسجد کی فناء پر کرسیاں اور تختے رکھے اور ان لوگوں کو کرایہ پر دیا تاکہ وہ تجارت کریں اور وہ اس کرایہ کو اپنے لئے یا امام کے لئے صرف کرلے تو کیا اسے ایسا کرنا جائز ہے تو آپ نے فرمایا کہ نہیں اور مؤلف اللہ تعالی ان سے راضی ہو کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں اسے جائز ہے کہ اس کرایہ کو جس پر چاہے خرچ کرے ؎۲	تتارخانیہ
۱۸	صلوۃ الاثر میں ہے کہ امام محمد رحمہ سے اس دکان (یعنی چبوترے) کے بارے میں سوال کیا جو مسجد کے لئے بنائی گئی اور اس دکان اور مسجد میں راستہ پڑتا ہے اور وہ دکان مسجد سے دور ہے اور وہ دکان اس لئے بنائی گئی تاکہ گرمی میں وہاں نماز پڑھی جائے گی تو کیا وہاں نماز پڑھنے میں اتنے گنا ثواب ہوگا جتنے گنا ثواب مسجد میں نماز پڑھنے سے ہوتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ ہاں ؎۳	ذخیرہ
۱۹	کسی محلہ کے لوگوں نے مسجد کو تقسیم کرلیا اور درمیان میں دیوار قائم کردی ان میں سے ہر ایک (گروہ) کا امام علیحدہ ہے اور ان کا مؤذن ایک ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اولی یہ ہے کہ (مذکورہ صورت میں) ان میں سے ہر گروہ کا (اپنا) مؤذن ہو ؎۴	قنیہ
۲۰	شیخ رکن الدین الصباغی رحمہ کا قول ہے کہ جس طرح اہل محلہ کیلئے یہ جائز ہے کہ وہ ایک مسجد کو تقسیم کرکے اس) کی دو مسجدیں بنالیں پس (اسی طرح) ان کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ وہ اقامت جماعت کیلئے دو مسجدوں کو ایک کرلیں لیکن وعظ و تدریس کی خاطر ایسا نہیں کر سکتے اسلئے مسجد وعظ و تدریس کیلئے بنائی نہیں جاتی اگرچہ مسجد میں وعظ و تدریس جائز ہوتا ہے ؎۵	قنیہ

؎۱۶۰ تا ۱۶۲، حکم نمبر ۱۹/۱۰۸۳ نیز ۱/۱۰۸۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی آداب المسجد والقبلة والمصحف وما کتب فیه شیٔ من القرآن وغیره آداب المسجد والقبلة والمصحف وما کتب فیه شیٔ من القرآن وغیره	حوالہ
۱۰۸۳-۲۱	سئل برهان الدین رحمہ اللہ عن حانوت موقوف علی امام المسجد غاب ثلاثة اشهر وخلف خلیفة یؤمهم ثم حضر فأجرة الحانوت فی تلك المدة التی غاب یجوز أخذها له ام لا قال رشاید چون وی باکس وی بامر وی بغلہ داده باشد ولیکن سبیل وی تصدق بود) ـــه	کذا فی التتارخانیة نقلا عن فتاوی آهو
۲۲	سئل ابوحنیفة رحمہ اللہ عن المعتکف اذا احتاج الی الفصد او الحجامة هل یخرج فقال لا	کذا فی التمرتاشی
۲۳	وفی اللآلی واختلف فی الذی یفسو فی المسجد فلم یر بعضهم بأسا وبعضهم قالوا لایفسو ویخرج اذا احتاج الیه وهو الاصح	کذا فی التمرتاشی
۲۴	ولا بأس للمحدث ان یدخل المسجد فی اصح القولین	کذا فی السراجیة
۲۵	ویکره النوم والأکل فیه لغیر المعتکف واذا اراد ان یفعل ذلك ینبغی ان ینوی الاعتکاف فیدخل فیه ویذکر الله تعالی بقدر مانوی اویصلی ثم یفعل ماشاء	کذا فی السراجیة
	ولا بأس للغریب ولصاحب الدار ان ینام فی المسجد فی الصحیح من المذهب والاحسن ان یتورع فلاینام	کذا فی خزانة الفتاوی
۲۶	ولا بأس بمسح الرجل بالحشیش المجتمع فی المسجد وذکر شمس الائمة الحلوانی رحمہ اللہ فی شرح کتاب الصلوة مایفعل فی زماننا من وضع البواری فی المسجد ومسح الاقدام علیها فهو مکروه عند الائمة رحمہ اللہ	هکذا فی المحیط
۲۷	داخل المحراب له حکم المسجد	کذا فی الغرائب
۲۸	ولوکان فی المسجد عش خطاف اوخفاش یقذر المسجد لا بأس برمیه بمافیه من الفراخ	کذا فی الملتقط

ـــه۱ یجوز کما انه هو او خلیفته یؤجرها بأمره ولکن سبیلها التصدق اھ عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی جائز ہوگا جیساکہ وہ یا اس کانائب اس کے حکم سے اسے کرایہ پر دے لیکن اس کا دبہتر، طریقہ صدقہ کرنا ہے۔ نیز فارسی فقرہ میں "باکس وی" واللہ اعلم غالبا "یاکس وی" ہے اور نقطہ رہ گیا ہے جیساکہ اس کا عربی ترجمہ مندرجہ حاشیہ میں "اوخلیفتہ" اس کا قرینہ ہے۔ چنانچہ اردو ترجمہ میں اسے ملحوظ رکھا گیا ہے (مترجم)
ـــه۲ غلة۔ یعنی گھر کے کرایہ کی آمدنی یا زمین کا ماحصل۔ ماخوذ از المنجد ص۸۸۴۔ حکم نمبر ۲۱/۱۰۸۳ کا پہلا حاشیہ نیز ۱/۱۰۸۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)
ـــه۳ حکم نمبر ۲۸۴ نیز ۱/۱۰۸۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ـــه۴ فسا یعنی بغیر آواز کے گوز کرنا۔ ماخوذ از المنجد ص۹۲۶۔ حکم نمبر ۳۸/۱۰۸۳ نیز ۱/۱۰۸۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ

دفعات حکم نمبر	پانچواں باب: مسجد قبلہ، قرآنمجید اور جسمیں قرآنمجید وغیرہ سے کچھ لکھا ہو اسکے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۸۳-۲۱	شیخ برہان الدینؒ سے ایسی دکان کے بارے میں سوال کیا گیا جو امام مسجد کے لئے وقف کی گئی اور امام مسجد تین ماہ تک غائب رہا وہ اپنی طرف سے کوئی نائب مقرر کر گیا جو لوگوں کی امامت کرتا رہا پھر وہ امام مسجد (خود) حاضر ہو گیا تو کیا جتنا عرصہ وہ امام مسجد غائب رہا اس عرصہ کا کرایہ دکان اسے لینا جائز ہوگا یا نہ؟ تو آپ نے فرمایا کہ" جائز ہو سکتا ہے جیسا کہ اس نے یا اس کے آدمی نے اس کے حکم سے غلہ (یعنی کرایہ) پر دی ہو لیکن اس کا (بہتر) طریق صدقہ کر دینا ہوگا"[۱] ۲ھ	تتارخانیہ
۲۲	امام ابو حنیفہؒ سے معتکف کے بارے میں سوال کیا گیا کہ جب اسے فصد کی (یعنی نشتر لگانے اور فصد کھولنے کی) یا حجامت کی (یعنی سنگی لگا کر خون نکالنے کی) ضرورت آپڑے تو کیا وہ مسجد سے باہر نکلے گا تو آپ نے فرمایا کہ نہیں ۳ھ	تمرتاشی
۲۳	اللالی میں ہے کہ اس شخص کے (حکم کے) بارے میں جو مسجد میں فسا کرے (یعنی ریح نکالے) مشائخؒ کا اختلاف ہے (ا) ان میں سے بعض کے ہاں کوئی حرج نہیں (ب) اور بعض کے ہاں حرج ہے (ج) اور بعض کا قول یہ ہے کہ وہ ریح خارج نہ کرے اور جب اسے ایسا کرنے کی ضرورت ہو تو وہ (مسجد سے) باہر نکل جائے اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے[۴] ھ	تمرتاشی
۲۴	محدث شخص (یعنی جو شخص بے وضو ہو وہ) مسجد میں داخل ہو تو دونوں قولوں میں سے زیادہ صحیح قول کے بموجب (اس میں) کوئی حرج نہیں ۵ھ	سراجیہ
۲۵	(ا) غیر معتکف شخص کے لئے مسجد میں سونا اور کھانا مکروہ ہے اور جب کوئی شخص ایسا کرنے کا ارادہ کرے تو اسے چاہئے کہ وہ اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں داخل ہو اور بقدر نیت اللہ تعالی کا ذکر کرے یا نماز پڑھے پھر (کھانے اور سونے میں سے) جو چاہے کرے (ب) مسافر شخص اور صاحب خانہ شخص کو صحیح فی المذھب حکم کے بموجب سونے میں حرج نہیں ہے اور از روئے ورع احسن یہ ہے کہ نہ سوئے ۶ھ	سراجیہ خزانۃ الفتاوی
۲۶	(ا) مسجد میں جو سوکھی گھاس جمع ہو اس سے کوئی شخص پاؤں پونچھ لے تو کوئی حرج نہیں (ب) اور شمس الائمۃ الحلوانیؒ نے کتاب الصلوۃ کی شرح میں ذکر کیا ہے کہ ہمارے زمانہ میں جو لوگ مسجد کے بواری (یعنی بوریا، چٹائی اور ٹاٹ وغیرہ) رکھدیتے ہیں اور اس پر قدم پونچھ لیتے ہیں یہ ائمہؒ کے ہاں مکروہ ہے ۷ھ	محیط
۲۷	محراب کے اندر کی جگہ، مسجد کے حکم میں قرار پاتی ہے ۸ھ	غرائب
۲۸	اگر مسجد میں خطاف (یعنی ابابیل وغیرہ) یا چمگادڑ کا ایسا گھونسلہ ہو کہ وہ مسجد کو گندہ کرتا ہو تو اس گھونسلے کو مع اس کے جو اس میں بچے ہیں (مسجد سے نکال) پھینک دینے میں حرج نہیں ہے ۹ھ	ملتقط

ہوں (مترجم) ۵ھ حکم نمبر ۳۰، ۳۸، ۳۹/۱۰۸۳ نیز ۱/۱۰۸۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶ھ ورع اور تقوی میں معنوی فرق کے متعلق حکم نمبر ۴/۱۵۸ کا حاشیہ نیز ۱/۱۰۸۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۷ھ حکم نمبر ۱۱، ۲۳/۱۸۲، ۴۹، ۹۱ب/۱۰۸۳ نیز ۱/۱۰۸۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۸ھ حکم نمبر ۱/۱۰۸ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۹ھ خطاف۔ یعنی چھوٹے پاؤں والا سیاہ رنگ کا پرندہ (مثلا ابابیل وغیرہ) ماخوذ از المنجد ص ۳۳۴۔ حکم نمبر ۲۷/۴۴، ۴/۹۲ نیز ۱/۱۰۸۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی آداب المسجد والقبلۃ والمصحف وما کتب فیہ شیئ من القرآن وغیرہ آداب المسجد القبلۃ والمصحف وما کتب فیہ شیئ من القرآن وغیرہ	حوالہ
۱۰۸۳-۲۹	وفی صلوۃ الجلابی لا یتخذ طریقا فی المسجد بان یکون له بابان فید خل من هذا ویخرج من ذلك	کذا فی التمرتاشی
۳۰	ودخول المسجد متنعلا مکروہ	کذا فی السراجیۃ
۳۱	لاحرمۃ لتراب المسجد اذا جمع وله حرمۃ اذا بسط	کذا فی القنیۃ
۳۲	اصابه البرد الشدید فی الطریق فدخل مسجدا فیه خشب الغیر ولو لم یوقد نارا یهلك فخشب المسجد فی الایقاد اولی من غیرہ	کذا فی القنیۃ
۳۳	یجوز ادخال الحبوب واثاث البیت فی المسجد للخوف فی الفتنۃ العامۃ	کذا فی القنیۃ
۳۴	رجل یبیع التعویذ فی المسجد الجامع ویکتب فی التعویذ التوراۃ والانجیل والفرقان ویأخذ علیه المال ویقول ادفع الی الهدیۃ لا یحل له ذلك	کذا فی الکبری
۳۵	ویکرہ کل عمل من عمل الدنیا فی المسجد	کذا فی محیط السرخسی
۳۶	ولو جلس المعلم فی المسجد والوراق یکتب فان کان المعلم یعلم للحسبۃ والوراق یکتب لنفسه فلا بأس به لانه قربۃ وان کان بالاجرۃ یکرہ الا ان یقع لهما الضرورۃ	کذا فی محیط السرخسی
۳۷	مباشرۃ عقد النکاح فی المسجد مستحب واختار ظهیر الدین خلاف هذا	کذا فی خزانۃ المفتین
۳۸	ولا یدخل الذی علی بدنه نجاسۃ المسجد	کذا فی خزانۃ المفتین
۳۹	دخل المسجد للمرور فلما توسطه ندم قیل یخرج من باب غیر الذی قصدہ وقیل یصلی ثم یتخیر فی الخروج قال مجد الائمۃ الترجمانی ان کان محدثا یخرج من حیث دخل اعلاما للماجنی	کذا فی القنیۃ

۱؎ حکم نمبر ۱۶/۱۸۲، ۲۹،۱۳/۱۰۸۳ نیز ۱/۱۰۸۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۲؎ حکم نمبر ۲۴، ۳۸/۱۰۸۳ نیز ۱/۱۰۸۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۳؎ حکم نمبر ۱۱/۱۸۲، ۹۱/۱۰۸۳ اور ۱/۱۰۸۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۴؎ حکم نمبر ۱/۱۰۸۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۵؎ حکم نمبر ۱/۱۰۸۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۶؎ جیسا فتاوی قاضیخان میں ہے کہ اگر وہ یہ کہے کہ میں تعویذ ہدیۃً اور ہبۃً دیتا ہوں تو اسے (اس پر) مال لینا حلال نہیں اس لئے کہ ہدیہ پر مال لینا حرام ہے مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۴۲۶ حکم نمبر ۴۲/۱۰۸۳ کا (۳) نیز ۱/۱۰۸۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۷؎ حکم نمبر ۴۲/۱۰۸۳ کا (۷)، ۴۲/۱۰۸۳، ۱۷/۱۸۲، نیز ۱/۱۰۸۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۸؎ حکم نمبر ۱۷ تا ۱۹/۱۸۲، ۴۲/۱۰۸۳ کا (۳) نیز ۱/۱۰۸۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۹؎ یعنی مستحب قرار پانے میں اختلاف ہے

دفعات شق نمبر	پانچواں باب، مسجد قبلہ، قرآن مجید اور جسمیں قرآن مجید وغیرہ سے کچھ لکھا ہو اسکے احکام — مسجد قبلہ، قرآن مجید اور جسمیں قرآن مجید وغیرہ سے کچھ لکھا ہو اسکے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۸۳-۲۹	اور صلوٰۃ الجلابی میں ہے کہ مسجد میں بایں طور راستہ نہ بنائے کہ مسجد کے دو دروازے ہوں پس وہ اِس دروازہ سے داخل ہو اور اس دروازہ سے باہر نکلے [1]	تمرتاشی
۳۰	مسجد میں جوتے پہنے ہوئے داخل ہونا مکروہ ہے [2]	سراجیہ
۳۱	مسجد کی مٹی جب جمع کی گئی ہو تو اس کا احترام نہیں ہے اور جب وہ بچھائی جائے تو اس کا احترام ہے [3]	قنیہ
۳۲	کسی شخص کو راستہ میں سخت سردی لگی پس وہ ایسی مسجد میں داخل ہوا جسمیں کسی غیر شخص کی لکڑیاں رکھی ہوئی ہیں اور وہ (یعنی سردی زدہ) شخص اگر آگ نہ جلائے تو (خطرہ ہے کہ) ہلاک ہو جائے تو (اس غیر شخص کی لکڑیوں کی نسبت) مسجد کی لکڑیاں جلا لینا اولیٰ ہے [4]	قنیہ
۳۳	عام فتنہ کے دوران، خوف کی وجہ سے، اناج اور گھر کا سامان، مسجد، میں داخل کرنا جائز ہوتا ہے [5]	قنیہ
۳۴	کوئی شخص جامع مسجد میں تعویذ فروخت کرتا ہے وہ اس تعویذ میں توریت، انجیل اور قران مجید (میں سے) لکھتا ہے وہ اس تعویذ پر مال لیتا اور کہتا ہے کہ (اس تعویذ کا) ہدیہ دے دو تو اسے ایسا کرنا حلال نہیں قرار پاتا [6]	کبریٰ
۳۵	مسجد میں دنیا کے کاموں میں سے ہر کام مکروہ قرار پاتا ہے [7]	محیط سرخسی
۳۶	(ا) مسجد میں اگر کوئی معلم (دینی) تعلیم دینے بیٹھا اور کاتب لکھ رہا ہے تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر معلم حسبۃً للہ (یعنی اللہ تعالیٰ سے ثواب کی خاطر) تعلیم دیتا ہے اور لکھنے والا اپنے لئے لکھ رہا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ یہ کار ثواب ہے (ب) اور اگر اجرت پر ہو تو ایسا کرنا مکروہ ہو گا (ج) لیکن اگر ان دونوں نے ضرورت پیش آنے پر ایسا کیا تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر ایسا کرنا مکروہ نہ ہو گا) [8]	محیط سرخسی
۳۷	(ا) مسجد میں عقد نکاح کرنا مستحب ہے (ب) اور شیخ ظہیر الدین نے اس کے خلاف (یعنی اسے مستحب قرار دینے کے خلاف) حکم اختیار کیا ہے [9]	خزانۃ المفتین
۳۸	جس شخص کے بدن پر نجاست لگی ہو وہ مسجد میں داخل نہ ہو [10]	خزانۃ المفتین
۳۹	کوئی شخص مسجد میں سے گذرنے کے لئے داخل ہوا اور جب وہ مسجد کے درمیان پہنچا تو وہ (اپنے اس فعل سے) نادم ہوا تو (اس کے حکم کے متعلق) (ا) بعض کا قول یہ ہے کہ وہ دروازہ کے علاوہ سے باہر نکلے جس دروازہ سے اس نے نکلنے کا قصد کیا تھا (ب) بعض کا قول یہ ہے کہ وہ نماز پڑھے اور پھر اسے اختیار ہے کہ (جدھر سے چاہے) نکلے (ج) مجد الائمہ الترجمانی رح کا قول ہے کہ اگر وہ بے وضو تھا تو جو اس نے جرم کیا ہے اسکی علامت کے طور پر وہاں سے باہر نکلے جہاں سے داخل ہوا تھا [11]	قنیہ

اس سے نفسِ جواز و اباحت میں اختلاف لازم نہ ہوگا واللہ اعلم۔ حکم نمبر ۱/۱۰۸۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [10] حکم نمبر ۲۴، ۳۰/۱۰۸۳ نیز ۱/۱۰۸۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [11] حکم نمبر ۱۶/۱۸۲، ۱۳، ۲۴، ۲۹/۱۰۸۳ نیز ۱/۱۰۸۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس فی آداب المسجد و القبلة و المصحف و ما کتب فیه شیٔ من القرآن و غیره آداب المسجد القبلة المصحف ما کتب فیه شیٔ من القرآن	حوالہ
۱۰۸۳-۴۰	غرس الشجر فی المسجد ان کان لنفع الناس بظله ولا یضیق علی الناس ولا یفرق الصفوف لا بأس به وان کان لنفع نفسه بورقه او ثمره او یفرق الصفوف او کان فی موضع یقع به المشابهة بین البیعة والمسجد یکره	کذا فی الغرائب
۴۱	اعظم المساجد حرمة المسجد الحرام ثم مسجد المدینة ثم مسجد بیت المقدس ثم الجوامع ثم مساجد المحال ثم مساجد الشوارع فانها اخف رتبة حتی لا یعتکف فیها احد اذا لم یکن لها امام معلوم ومؤذن ثم مساجد البیوت فانه لا یجوز الاعتکاف فیها الا للنساء	کذا فی القنیة
۴۲	ذکر الفقیه فی التنبیه حرمة المسجد خمسة عشر اولها ان یسلم وقت الدخول اذا کان القوم جلوسا غیر مشغولین بدرس ولا بذکر فان لم یکن فیه احد او کانوا فی الصلوة فیقول السلام علینا من ربنا وعلی عباد الله الصالحین والثانی ان یصلی رکعتین قبل ان یجلس والثالث ان لا یشتری ولا یبیع والرابع ان لا یسل السیف والخامس ان لا یطلب الضالة فیه والسادس ان لا یرفع فیه الصوت من غیر ذکر الله تعالی والسابع ان لا یتکلم فیه من احادیث الدنیا والثامن ان لا یتخطی رقاب الناس والتاسع ان لا ینازع فی المکان والعاشر ان لا یضیق علی احد فی الصف والحادی عشر ان لا یمر من یدی المصلی والثانی عشر ان لا یبزق فیه والثالث عشر ان لا یفرقع اصابعه فیه والرابع عشر ان ینزهه عن النجاسات والصبیان والمجانین واقامة الحدود والخامس عشر ان یکثر فیه ذکر الله تعالی	کذا فی الغرائب
	الجلوس فی المسجد للحدیث لا یباح بالاتفاق لان المسجد ما بنی لامور الدنیا وفی خزانة الفقه ما یدل علی ان الکلام المباح من حدیث الدنیا فی المسجد حرام قال ولا یتکلم بکلام الدنیا وفی صلوة الجلابی الکلام المباح من حدیث الدنیا یجوز فی المساجد وان کان الاولی ان یشتغل بذکر الله تعالی	کذا فی التمرتاشی

۱ـه حکم نمبر ۱۳/۱۸۲ نیز ۱/۱۰۸۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۲ـه المسجد الحرام کے متعلق حکم نمبر ۴/۳۰۲ کا دوسرا حاشیہ اور ۹۲/۱۰۸۳ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۳ـه مسجد نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسجد بیت المقدس کے متعلق حکم ۴/۳۳۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۴ـه حکم نمبر ۲ تا ۷/۲۸۱ نیز ۱/۱۰۸۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۵ـه یعنی ہمارے رب کی طرف سے سلام ہو ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر (مترجم)، ۶ـه حکم نمبر ۱۹/۱۸۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ۷ـه حکم نمبر ۳۴ تا ۳۶/۱۰۸۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۸ـه حکم نمبر ۵/۱۰۸۲ مع حاشیہ اور ۲۶/۱۸۴ کے حاشیہ کا "س، ص" ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۹ـه حکم نمبر ۱۴/۱۸۲

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب مسجد، قبلہ، قرآنمجید اور جسمیں قرآنمجید وغیرہ سے کچھ لکھا ہوا سکے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۸۳-۴۰	(ا) کسی شخص نے مسجد میں درخت لگایا تو اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ، (ا) اگر اس لئے لگایا کہ لوگ اس کے سایہ سے نفع حاصل کریں اور وہ درخت لوگوں کے لئے (مسجد میں) تنگی پیدا نہ کرے اور صفوں میں جدائی پیدا نہ کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں (ب) اور اگر اس نے اس کے پتے یا پھل سے خود نفع اٹھانے کے لئے لگایا یا وہ صفوں میں جدائی پیدا کرتا ہو یا وہ ایسی جگہ ہو کہ اس سے مسجد اور گرجا میں مشابہت واقع ہوتی ہو تو مکروہ ہوگا [۱]	غرائب
۴۱	مسجدمیں سے سب سے عظمت والی مسجد، المسجد الحرام [۲] (یعنی خانہ کعبہ والی مسجد) ہے پھر مدینہ منورہ کی مسجد [۳] (یعنی مسجد نبوی صلے اللہ علیہ وسلم) پھر مسجد بیت المسجد (یعنی المسجد الاقصی) پھر جامع مسجدیں پھر محلوں کی مسجدیں پھر شارع عام کی مسجدیں اس لئے کہ ان کا رتبہ (نسبتا) کم ہے حتی کہ اگر ان کا معلوم امام ومؤذن نہ ہو تو ان میں اعتکاف نہیں کیا جاسکتا پھر گھروں کی مسجدیں ہیں کہ ان میں اعتکاف جائز نہیں ہوتا لیکن ان میں (صرف) عورتوں کا اعتکاف جائز ہوتا ہے [۴]	قنیہ
۴۲	(ا) الفقیہؒ نے التنبیہ میں ذکر کیا ہے کہ احترام مسجد کے (اہم) امور پندرہ ہیں ۱-مسجد میں داخلہ کے وقت سلام کہے جبکہ (وہاں) لوگ، درس وتدریس اور اللہ تعالی کے ذکر میں غیر مشغول بیٹھے ہوں اور اگر مسجد میں کوئی آدمی نہ ہو یا وہ نماز میں مشغول ہوں تو (سلام کہنے میں) یوں کہے "السلام علینا من ربنا وعلی عباد اللہ الصالحین" [۵] ۲-(مسجد میں) بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز (تحیۃ المسجد) پڑھے [۶] ۳-(مسجد میں) خرید وفروخت نہ کرے [۷] ۴-(مسجد میں) کسی پر تلوار نہ سونتے ۵-مسجد میں (مسجد سے باہر) گمشدہ چیز طلب نہ کرے ۶-مسجد میں اللہ تعالی کے ذکر کے سوا آواز اونچی نہ کرے [۸] ۷-مسجد میں دنیوی باتوں سے متعلق کلام نہ کرے [۹] ۸-(مسجد میں بیٹھے ہوئے) لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگے ۹-(مسجد میں) جگہ کے متعلق کسی سے نزاع نہ کرے ۱۰-صف میں کسی پر جگہ کی تنگی نہ کرے ۱۱-نمازی کے سامنے سے نہ گذرے ۱۲-مسجد میں تھوکے نہیں [۱۰] ۱۳-مسجد میں اپنی انگلیاں نہ چٹخائے [۱۱] ۱۴-مسجد کو نجاستوں، (ناسمجھ) بچوں، مجنونوں سے اور (مسجد میں) حدود قائم کرنے سے محفوظ رکھے [۱۲] ۱۵-مسجد میں اللہ تعالی کے ذکر کی کثرت رکھے۔	غرائب
	(ب) (ا) مسجد میں باتیں کرنے کے لئے بیٹھنا بالاتفاق مباح نہیں ہے اس لئے کہ مسجد دنیوی کاموں کے لئے نہیں بنائی گئی اور خزانۃ الفقہ میں ایسی عبارت ہے جو اس پر دلالت کرتی ہے کہ دنیا کی باتوں میں سے جو کلام مباح ہے وہ مسجد میں حرام ہے اور فرمایا کہ کلام دنیا میں سے (مسجد میں) کلام نہ کرے (۲) اور صلوۃ الجلابی میں ہے کہ دنیا کی باتوں میں سے جو کلام مباح ہے وہ مسجد میں جائز ہے اگرچہ اولی یہ ہے کہ (مسجد میں) اللہ تعالی کے ذکر میں مشغول ہو [۱۳]	تمرتاشی

[۱۰] ۳۵ تا ۴۲ب / ۱۰۸۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [۱۰] حکم نمبر ۹، ۱۰ / ۱۸۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [۱۱] حکم نمبر ۱۴ تا ۱۶ / ۱۸۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [۱۲] حکم نمبر ۲۲ / ۱۰۲ ملاحظہ ہو (مترجم)، [۱۳] حکم نمبر ۵ / ۱۰۸۲ مع حاشیہ، ۲۶ / ۱۸۴ کے حاشیہ کا "س، ص"، نیز ۱ / ۱۰۸۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الخامس فی آداب المسجد والقبلۃ والمصحف وما کتب فیہ شئ من القرآن وغیرہ آداب المسجد والقبلۃ والمصحف وما کتب فیہ شئ من القرآن وغیرہ	حوالہ
۱۰۸۳-۴۳	واذا ضاق المسجد کان للمصلی ان یزعج القاعد عن موضعہ لیصلی فیہ وان کان مشتغلا بالذکر او الدرس او قراءۃ القرآن او الاعتکاف	کذا فی القنیۃ
۴۴	وکذا لاھل المحلۃ ان یمنعوا من لیس منھم عن الصلوۃ فیہ اذا ضاق بھم المسجد	کذا فی القنیۃ
۴۵	الصعود علی سطح کل مسجد مکروہ ولھذا اذا اشتد الحر یکرہ ان یصلوا بالجماعۃ فوقہ الا اذا ضاق المسجد فحینئذ لا یکرہ الصعود علی سطحہ للضرورۃ	کذا فی الغرائب
۴۶	واما بناء منارۃ المسجد من غلۃ الوقف ان کان بناءھا مصلحۃ للمسجد بان یکون اسمع للقوم فلا بأس بہ وان لم یکن مصلحۃ لا یجوز بان یسمع کل اھل المسجد الاذان بغیر منارتہ	کذا فی التمرتاشی
۴۷	ولا یجوز للقیم شراء المصلیات لتعلیقھا بالاساطین ویجوز للصلوۃ علیھا ولکن لا تعلق بالاساطین ولا یجوز اعارتھا لمسجد آخر (قلت) ھذا اذا لم یعرف حال الواقف اما اذا امر بتعلیقھا او امر بالدرس فیہ وبناہ للدرس وعاین العادۃ الجاریۃ فی تعلیقھا بالاساطین فی المساجد التی یدرس فیھا فلا بأس بشرائھا بمال الوقف فی مصلحتہ اذا احتیج الیھا ولا یضمن ان شاء اللہ تعالی	کذا فی القنیۃ
۴۸	ھل یجوز ان یدرس الکتاب بسراج المسجد والجواب فیہ انہ ان کان موضوعا للصلوۃ فلا بأس بہ وان وضع لا للصلوۃ بان فرغوا من الصلوۃ وذھبوا فان اخر الی ثلث اللیل لا بأس بہ وان اخرجہ خریطۃ فیھا الکتب من اخبار	کذا فی المضمرات فی کتاب الھبۃ

غیرہ فتوسد بالخریطۃ ان قصد الحـ

۱؎ حکم ۴۴/۱۰۸۳ [illegible] ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۲؎ حکم نمبر ۴۲/۱۰۸۳ اور ۱/۱۰۸۳ کا پہلا حاشیہ نیز حکم ۲۱۴ ملاحظہ ہوں (مترجم)
۳؎ حکم نمبر ۱/۱۱۰ [illegible] کا (۱۲) نیز ۱/۱۰۸۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۴؎ وقف کے مزید احکام فتاوی عالمگیری کی بحث میں ہیں۔ نیز حکم نمبر ۱/۱۰۸۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۵؎ مصلیات۔ المصلّٰی نماز پڑھنے کی جگہ۔ ماخوذ از المنجد ص۴۰۲ (مترجم)

دفعات/شق نمبر	پانچواں باب: مسجد، قبلہ، قرآنمجید اور جسمیں قرآنمجید وغیرہ سے کچھ لکھا ہوٗ اسکے احکام مسجد، قبلہ، قرآنمجید اور جسمیں قرآنمجید وغیرہ سے کچھ لکھا ہوٗ اسکے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۸۳-۴۳	اگر مسجد میں جگہ تنگ ہوجائے تو نماز پڑھنے (کا ارادہ کرنے) والے کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ (بغیر نماز کے) بیٹھے ہوئے شخص کو اس کی جگہ سے ہٹا دے تاکہ نماز پڑھنے والا اس جگہ نماز پڑھے اگرچہ بیٹھا ہوا وہ شخص ذکر میں، یا درس میں یا قرآن مجید کی تلاوت میں یا اعتکاف میں ہو[۱]۔	قنیہ
۴۴	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح جب اہل محلہ کے لئے مسجد تنگ ہو جائے تو انہیں یہ حق حاصل ہے کہ وہ غیر اہل محلہ کو (محلہ کی) مسجد میں نماز پڑھنے سے منع کر دیں[۲]۔	قنیہ
۴۵	(ا) ہر مسجد کی چھت پر چڑھنا مکروہ ہے۔ اسی لئے جب گرمی سخت ہو تو مسجد (کی چھت) پر جماعت سے نماز پڑھنا مکروہ ہے (ب) لیکن اگر مسجد تنگ ہو جائے تو ضرورت کی بنا پر مسجد کی چھت پر چڑھنا (اور نماز پڑھنا) مکروہ نہ ہوگا[۳]۔	غرائب
۴۶	وقف کی آمدنی سے مسجد کا مینار بنانے کے متعلق حکم یہ ہے کہ اگر اس مینار کی تعمیر میں مسجد کی مصلحت ہو بایں طور کہ اس سے سب لوگوں کے لئے (آذان کی آواز) زیادہ سنائی دیتی ہو تو اس کی تعمیر میں کوئی حرج نہیں اور اگر (مینار کی تعمیر میں مسجد کی) مصلحت نہ ہو تو (مینار تعمیر کرنا) جائز نہ ہوگا بایں طور کہ اہل مسجد سب لوگ بغیر مینار کے بھی آذان کی آواز سنتے ہیں تو پھر وقف کی آمدنی سے مینار تعمیر کرنا جائز نہ ہوگا)[۴]۔	تمرتاشی
۴۷	(مسجد کے) متولی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ستونوں میں لٹکانے کے لئے مصلیات[۵] (یعنی مثلاً جائے نماز وغیرہ) خریدے لیکن (اگر وہ ان مصلیات کو، ان پر نماز پڑھنے کیلئے خریدے تو جائز ہوگا لیکن اس صورت میں وہ ستونوں پر نہ لٹکائے جائیں گے اور نہ انہیں کسی دوسری مسجد میں اعارۃ (یعنی) ملنگے دینا جائز ہوگا میں کہتا ہوں کہ یہ حکم اس صورت میں ہوگا کہ (اسکے متعلق) وقف کرنے والے کا حال معلوم نہ ہوا اور جب اس نے (یعنی وقف کنندہ نے) انہیں لٹکانے کا حکم کیا ہو اور اس میں درس کا حکم کیا ہو اور درس کے لئے اسے بنایا ہو اور (یہ) عادت جار[illegible] بد ہو کہ جن مسجدوں میں درس دیا جاتا ہے ان میں ستونوں سے مصلیات لٹکائے جاتے ہیں تو پھر جب مصلیا[illegible] تو مسجد کی مصلحت کے لئے وقف مال سے مصلیات خریدنے میں کوئی حرج نہیں اور وہ انشاء اللہ ضام[illegible][۶]۔	قنیہ
۴۸	سجد کے چ[illegible] کتاب کی تدریس جائز ہے یا نہ؟ اس کے متعلق جواب یہ ہے کہ (و)، اگر وہ چراغ نماز کے لئے رکھا ہو (یعنی نماز کے لئے جل رہا ہو) تو (اس کی روشنی میں درس کتاب میں) کوئی حرج نہیں (ب)، اور اگر وہ نماز کے لئے نہ رکھا ہو بایں طور کہ لوگ نماز سے فارغ ہو کر چلے گ[illegible] گ[illegible] [illegible]اب میں) تہائی رات تک تاخیر کی تو کوئی حرج نہیں اور اگر تہائی رات سے زیاد[illegible]	مضمرات

[illegible] ۶ حکم نمبر $\frac{1}{1083}$ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۷ حکم نمبر $\frac{20}{182}$ نیز $\frac{}{1083}$ کا پہلا حا[illegible]

دفعات شق نمبر	آداب المسجد والقبلۃ والمصحف وما کتب فیہ شئ من القرآن وغیرہ	حوالہ
۴۹-۱۰۸۳	رفع المتعلم من کولان المسجد ووضعه فی کتابه علامة فهو عفو	
۵۰	ویکره ان یجعل شیأ فی کاغذة فیها اسم الله تعالیٰ کانت الکتابة علی ظاهرها او باطنها بخلاف الکیس علیه اسم الله تعالیٰ فانه لا یکره	کذا فی القنیة کذا فی الملتقط
۵۱	واذا کتب اسم الله تعالیٰ علی کاغذ ووضع تحت طنفسة یجلسون علیها فقد قیل یکره وقیل لا یکره الا تریٰ انه لو وضع فی البیت لا بأس بالنوم علی سطحه کذا ههنا	کذا فی المحیط
۵۲	ولا یجوز لف شئ فی کاغذ فیه مکتوب من الفقه وفی الکلام الاولیٰ ان لا یفعل وفی کتب الطب یجوز ولو کان فیه اسم الله تعالیٰ او اسم النبی صلی الله علیه وسلم یجوز محوه لیلف فیه شئ	کذا فی القنیة
۵۳	ولو محا لوحا کتب فیه القرآن واستعمله فی أمر الدنیا یجوز	کذا فی الغرائب
۵۴	وقد ورد النهی عن محو اسم الله تعالیٰ بالبزاق ومحو بعض الکتابة بالریق یجوز	کذا فی الغرائب کذا فی القنیة
۵۵	سئل ابو حامد عن الکواغذ من الاخبار ومن التعلیقات یستعملها الوراقون فی الخلاف فقال ان کان فی المصحف او فی کتب الفقه او فی التفسیر فلا بأس به وان فی کتب الادب والنجوم یکره لهم ذلک	کذا فی الغرائب
۵۶	حکی الحاکم عن الامام انه کان یکره استعمال الکواغذ فی ولیمة لیمسح بها الاصابع وکان یشدد فیه ویزجر عنه زجرا بلیغا	کذا فی المحیط
۵۷	متعلم معه خریطة فیها کتب ... اخبار النبی صلی الله علیه وآله وسلم او کتب ابی حنیفة غیره فتوسد بالخریطة ان قصد الحفظ لا یکره وان لم یقصد الحفظ یکره	کذا فی الذخیرة

ل ... $\frac{۱۳}{۱۸۲}$ ... $\frac{۱}{۱۰۸۳}$ ... الکولان بالضم ... نبت ... البردی وهو نبات معروف وبالضم موحید کذا فی القاموس تأمل اه مصححه - حاشیه عربی فتاویٰ ہذا - یعنی کولات اور کولان بردی نام سرونبہ گھاس ہے، اور کولان کہ ... علیہ وآلہ ... ۲ ... ۳ ... یہ قاموس میں ہے، تامل - اور کولان، بردی نام کی گھاس - واحد کولانۃ - ماخوذ از المنجد ص ۱۲۹ (مترجم)، سے حکم نمبر $\frac{۲۳}{۱۸۲}$، $\frac{۹۱،۲۹}{۱۰۸۳}$ نیز $\frac{۴}{۱۰۸۳}$ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

سے اللہ تعالیٰ کا نام ... قرآن مجید احادیث اور فقہ وغیرہ لکھی ہوئی چیز کے آداب اور اس کے متعلق مکروہ وغیر مکروہ امور کے متعلق حکم نمبر $\frac{۵۰ تا ۹۱}{۱۰۸۳}$ اور حکم $\frac{۴۶}{}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

سے طنفسہ یعنی فرش، چٹائی، کپڑا وغیرہ - ماخوذ از المنجد ص ۵۵۷ - نیز حکم نمبر $\frac{۵۰}{۱۰۸۳}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ہے حکم نمبر $\frac{۵۴، ۵۵، ۸۹}{۱۰۸۳}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب، مسجد، قبلہ، قرآن مجید اور جسمیں قرآن مجید وغیرہ سے کچھ لکھا ہوا اسکے احکام کا بیان	حوالہ
۴۹-۱۰۸۳	کسی طالب علم نے مسجد کے کولان [۱] (یعنی اسمیں اُگی گھاس) سے لیکر اپنی کتاب میں نشان رکھا تو یہ معاف ہے [۲]	قنیہ
۵۰	(ا) ایسے کاغذ میں کوئی چیز ڈالنا مکروہ ہے جس کاغذ میں اللہ تعالیٰ کا نام (لکھا ہے خواہ وہ لکھائی اس کاغذ کے باہر کی طرف ہو یا اس کے اندر کی طرف ہو (ب) اور اس (صورت کے حکم) کے خلاف اس تھیلی کا حکم ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہو تو (اس تھیلی میں کوئی چیز ڈالنا) مکروہ نہ ہوگا [۳]	ملتقط
۵۱	(ا) جب کسی کاغذ پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھا گیا اور اسے کسی ایسے طنفسہ (یعنی چٹائی یا چادر) کے نیچے رکھا جس پر لوگ بیٹھتے ہیں۔ تو اس کے (حکم کے) متعلق بعض کا قول یہ ہے کہ مکروہ ہوگا (ب) اور بعض کا قول یہ ہے کہ مکروہ نہ ہوگا اور آپ نے کہا کہ کیا تو نہیں دیکھتا کہ اگر وہ (مذکورہ کاغذ) کسی گھر میں رکھا جائے تو اس کی چھت پر سونے میں کوئی حرج نہیں اسی طرح اس صورت میں (بھی یوں ہی) حکم ہے [۴]	محیط
۵۲	(ا) ایسا کاغذ جس میں علم فقہ میں سے کچھ لکھا ہو اس میں کوئی چیز لپیٹنا جائز نہ ہوگا (ب) اور (جس میں) علم الکلام (میں سے کچھ لکھا ہو اس) کے متعلق اولیٰ حکم یہ ہے کہ ایسا نہ کرے (ج) اور علم طب کی کتب کے متعلق حکم یہ ہے کہ جائز ہوگا (د) اور اگر اس کاغذ میں اللہ تعالیٰ کا نام یا حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ہو تو اسے اس لئے محو کرنا، تاکہ اس میں کوئی چیز لپیٹے، جائز ہوگا [۵]	قنیہ
۵۳	اگر کسی شخص نے ایسی تختی کو جس میں قرآن مجید لکھا ہوا تھا (اسے اس تختی سے) محو کردیا اور اسے کسی دنیوی کام میں استعمال کیا تو جائز ہوگا [۶]	غرائب
۵۴	(ا) اور تھوک کر اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا نام محو کرنے کی ممانعت وارد ہے (ب) بعض لکھائی کو لعاب کے ذریعہ محو کرنا جائز ہوتا ہے [۷]	غرائب قنیہ
۵۵	شیخ ابو حامدؒ سے ان کاغذوں کے متعلق سوال کیا گیا جنمیں اخبار (یعنی احادیث وآثار صحابہؓ) اور حواشی وغیرہ ہوتے ہیں انہیں کاغذ بیاز ... غلاف بنانے میں استعمال کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ اگر وہ (یعنی جن کتب کا غلاف بناتے ہیں وہ) ضرورت ہو ... دی کتب یا لغہ ... کتب ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اگر علم ادب یا علم نجوم (وغیرہ ...) ار پائے ... میں کوئی حرج نہیں ... ہوگا [۸]	غرائب
۵۶	شیخ الحاکمؒ نے امام (ابو حنیفہؒ) سے نقل ... اس نے بطور استنجوت میں انگلیاں پونچھنے کیلئے ... کھائی کے) کاغذ کے استعمال کو مکروہ قرار دیتے تھے (... سختی سے کام لیتے اور اس ... بہتر [۹]	محیط
۵۷	کسی طالب العلم کے خریطہ (یعنی تھیلا) میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ ... ان کے علاوہ کی کتب (فقہ) ہیں اس نے اس تھیلا کو بطور سرہانہ استعمال کیا تو اسکے ... حفاظت کے قصد سے ایسا کیا تو مکروہ نہ ہوگا اور (اس کی) حفاظت کا قصد نہ کیا تو (ایسا کرنا) ...	ذ...

[۱] ... یعنی کاغذ کا الٹ کا کاغذ والے ... ماخوذ از المنجد صـ۱۳۶ [۲] حکم نمبر ۸۹، ۸۸، ۵۲/۱۰۸۳ نیز ۵۰/۱۰۸۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۳] ... [۴] ... [۵] ... [۶] حکم نمبر ۵۴/۱۰۸۳ نیز ۵۰/۱۰۸۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۷] حکم نمبر ۵۲، ۵۳/۱۰۸۳ نیز ۵۰/۱۰۸۳ کا حاشیہ ملاحظہ ... [۸] ... [۹] حکم نمبر ... ۱۰۸۳ ... (مترجم) [۱۰] خریطہ یعنی تھیلا ... ماخوذ از المنجد صـ۳۱۵ ـ نیز حکم نمبر ۵۰/۱۰۸۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الخامس فی آداب المسجد والقبلة والمصحف وما کتب فیه شیء من القرآن وغیرہ — آداب المسجد والقبلة والمصحف وما کتب فیه شیء من القرآن وغیرہ	حوالہ
۱۰۸۳—۵۸	التوسد بالکتاب الذی فیه الاخبار لا یجوز الا علی نیة الحفظ له	کذا فی الملتقط
۵۹	وضع المصحف تحت رأسه فی السفر للحفظ لا بأس به ولغیر الحفظ یکره	کذا فی خزانة الفتاوی
۶۰	یجوز قربان المرأة فی بیت فیه مصحف مستور	کذا فی القنیة
۶۱	رجل امسک المصحف فی بیته ولا یقرأ قالوا ان نوی به الخیر والبرکة لا یأثم بل یرجی له الثواب	کذا فی فتاوی قاضیخان
۶۲	واذا حمل المصحف او شیأ من کتب الشریعة علی دابة فی جوالق ورکب صاحب الجوالق علی الجوالق لا یکره	کذا فی المحیط
۶۳	مد الرجلین الی جانب المصحف ان لم یکن بحذائه لا یکره وکذا لو کان المصحف معلقا فی الوتد وھو قد مد الرجل الی ذلک الجانب لا یکره	کذا فی الغرائب
۶۴	اذا کان للرجل جوالق وفیها دراھم مکتوب فیها شیء من القرآن او کان فی الجوالق کتب الفقه او کتب التفسیر او المصحف فجلس علیها او نام فان کان من قصده الحفظ فلا بأس به	کذا فی الذخیرة
۶۵	رجل وضع رجله علی المصحف ان کان ... تعالی الا ستخفاف یکفر والا فلا ... فلا باس	کذا فی الغرائب
۶۶	لا بأس بکتابة اسم الله تعالی علی الدرھم ... لا اله ... اوت ... جة	کذا فی جواھر الاخلاطی
۶۷	ولو کتب الحاکم خاتمه اسمه او اسم الله ... یکره بسطن فی ... اسماء الله تعالی نحو قوله حسبی ...	
۱	یشدد فیه ویزید ربی الا زجر الطبیعة ... القادر الله تعالی فانه لا بأس به	کذا فی فتاوی قاضیخان
۶۸ ۵	متعلم معه خریطة فیها ... تعالی ... ان ... ذ فلو ساعلیها اسم الله تعالی ... غیرہ فتوسد بالخریطة ان ...	کذا فی فتاوی قاضیخان

۱؎ حکم ... ۱۱۰/۱۸۲ ... ۱/۸۳ ... البردی ... ۲؎ حکم نمبر ... کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۵۰/۱۰۸۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ... حکم نمبر ۵۰/۱۰۸۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ... ۱۷/۳۰ ... علیه وآله ... ۱۲ ... ۵۰/۱۰۸۳ کا حاشیہ ... ۵؎ حکم نمبر ۵۰/۱۰۸۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶؎ حکم نمبر ۴/۱۰۸۳ نیز ۵۰/۱۰۸۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ... قرآن مجید احادیث ... ۷؎ حکم نمبر ۵۰/... نیز ۵۰/۱۰۸۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۸؎ حکم نمبر ۱/۴۹۱ کے پہلے حاشیہ کے "ب"، کا (۴) ... ۹؎ ... یعنی ذش ... (مترجم) ۱۰؎ حکم نمبر ۵۰/۱۰۸۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۱۱؎ حکم نمبر ۵۰/۱۰۸۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شرعی نمبر	پانچواں باب مسجد قبلہ قرآن مجید اور جسمیں قرآن مجید وغیرہ سے کچھ لکھا ہوا سکے احکام	حوالہ
۱۰۸۳-۵۸	ایسی کتاب جس میں اخبار (یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثیں) ہوں انہیں بطور سرہانہ استعمال کرنا جائز نہ ہوگا لیکن اس کی حفاظت کی نیت سے ایسا کرنے کا یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر مکروہ نہ ہوگا) ۔[1]	ملتقط
۵۹	قرآن مجید کو سفر میں بغرض حفاظت اپنے سر کے نیچے رکھنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر حفظ کی غرض سے نہ ہو تو (پھر ایسا کرنا) مکروہ ہوگا ۔[2]	خزانۃ الفتاوی
۶۰	جس مکان میں قرآن مجید پردہ میں ہے اس مکان میں بیوی سے جماع جائز ہوتا ہے ۔[3]	قنیہ
۶۱	کسی شخص نے قرآن مجید اپنے گھر میں رکھا ہوا ہے اور وہ تلاوت نہیں کرتا تو (اس کے حکم کے متعلق) مشائخ کا قول ہے کہ اگر اس نے اس سے خیر و برکت کی نیت کی ہے تو گنہگار نہ ہوگا بلکہ اس کے لئے ثواب کی امید رکھی جائے گی	قاضیخان
۶۲	جب کسی شخص نے قرآن مجید یا کوئی دینی کتاب جوالق (یعنی لادنے کی بوریوں، گون) میں کسی جانور پر لادی اور جوالق کا مالک ان جوالق پر سوار ہوگیا تو یہ مکروہ نہ ہوگا ۔[5]	محیط
۶۳	(و) کسی شخص نے قرآن مجید کی طرف پاؤں پھیلائے تو اگر وہ اس کے محاذات (یعنی سامنے، برابر) میں نہ ہو تو مکروہ نہ ہوگا (ب)، اسی مذکورہ حکم کی) طرح اگر قرآن مجید کسی کھونٹی سے لٹکا ہوا ور کسی شخص نے اس جانب پاؤں پھیلایا تو اگر قرآن مجید اس کے محاذات میں نہ ہو) تو مکروہ نہ ہوگا ۔[6]	غرائب
۶۴	جب کسی شخص کے جوالق (یعنی لادنے کی بوریاں [illegible] ان میں ایسے دراہم تھے جن میں قرآن مجید سے کچھ لکھا ہے یا جوالق میں فقہ کی کتب، تفسیر [illegible] پس وہ ان جوالق پر بیٹھ گیا یا سو گیا تو اگر اس نے حفاظت کے قصد سے ایسا کیا تو ایسا کر[illegible] (فر)ش بنائی جاتی اور بچھائی جاتی	ذخیرہ
۶۵	کسی شخص نے اپنا پاؤں قرآن مجید پر رکھا تو اگر الملك لله ،، تو ایسے بچھو[illegible] یعنی ہلکا جاننے اور اس کی توہین کرنے کے) ایسا کیا تو ایسا کرنے میں وہ کفر کا ارتکاب کرتا [illegible]	غرائب
۶۶	درہم پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھ[illegible] میں کوئی سید یا فقہ [illegible] لڑکے [illegible] میں اس کے صاحب کا مقصد علامت کرنا ہے اہانت کرنا نہیں ۔ [illegible] تو ان کے لئے ایسا کرنا مکرو[illegible]	کبر[illegible]
۶۷	اگر کسی شخص نے اپنی انگوٹھی میں اپنا نام یا [illegible] کہ آپ وسلم [illegible] کے ناموں وغیرہ سے جو اسے [illegible] پر بعض حروف تولہ [illegible] یا [illegible] ،، تو ایسا کرنے [illegible]	
۶۸	جو شخص طہارت وال[illegible] ہو تو اس کے لئے ایسے پیسوں کو پکڑنا مکروہ ہو [illegible] یعنی حدیثوں کی کتابیں یا [illegible]	ملتقط

[illegible] حکم یہ ہے کہ) اگر اس [illegible] حرج نہیں ،، کے مفہوم حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[illegible] مکروہ ہوگا [illegible]

[illegible] ہوں (م[illegible]

[illegible] ملاح[illegible] ہو (م[illegible]

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی آداب المسجد والقبلة والمصحف وماكتب فيه شيء من القرآن وغيره - آداب مسجد، قبلہ، مصحف اور جس میں قرآن مجید کا کچھ حصہ لکھا ہو	حـــوالـــه
١٠٨٣-٦٩	وفی نوادر ابن سماعة رح قال لاباس بان يكون مع الرجل فی خرقة درهم وهو على غير وضوء	كذا فی الحاوی للفتاوی
٧٠	سئل الفقيه ابوجعفر رح عمن كان فی كمه كتاب فجلس للبول أيكره ذلك قال ان كان ادخله مع نفسه المخرج يكره وان اختار لنفسه مبالا طاهرا فی مكان طاهر لا يكره	كذا فی المحيط
٧١	وعلى هذا اذا كان فی جيبه دراهم مكتوب فيها اسم الله تعالى او شئ من القرآن فادخلها مع نفسه المخرج يكره وان اتخذ لنفسه مبالا طاهرا فی مكان طاهر لا يكره	كذا فی المحيط
٧٢	وعلى هذا اذا كان عليه خاتم وعليه شئ من القرآن مكتوب او كتب عليه اسم الله تعالى فدخل المخرج معه يكره وان اتخذ لنفسه مبالا طاهرا فی مكان طاهر لا يكره	كذا فی المحيط
٧٣	ولو كتب القرآن على الحيطان والجدران بعضهم قالوا يرجى ان يجوز وبعضهم كرهوا ذلك مخافة السقوط تحت اقدام الناس [illegible]	كذا فی فتاوى قاضيخان
٧٤	كتابة القرآن على ما يفترش ويبسط [illegible]	كذا فی الغرائب
٧٥	بساط او مصلى كتب عليه الملك [illegible] والقحـ[illegible]	[illegible]
	[illegible] على هذا قالوا لا يجوز ان يتخذ قطعة بياض مكتو[illegible] [illegible] الاوراق بما فيه من الابتذال [illegible] اسم الله تعالى [illegible] حرف من الحروف اوخيط على [illegible] من الحروف فی البسا[illegible] [illegible] الكراهة وكذلك [illegible] المالد[illegible]	

شق نمبر	پانچواں باب، مسجد، قبلہ، قرآن مجید اور جسمیں قرآن مجید وغیرہ سے کچھ لکھا ہو اسکے احکام مسجد، قبلہ، قرآن مجید اور جسمیں قرآن مجید وغیرہ سے کچھ لکھا ہو اسکے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۸۳-۶۹	نوادر ابن سماعہ میں ہے کہ کسی بے وضو شخص کے پاس کسی کپڑے میں (ایسے) درہم ہوں (جنمیں اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہو)، تو اسمیں کوئی حرج نہیں ہے [۱]	حاوی القدسی
۷۰	فقیہ ابوجعفر رح سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جس کی آستین میں کتاب تھی پس وہ پیشاب کرنے بیٹھ گیا تو کیا ایسا کرنا مکروہ ہوگا تو آپ نے فرمایا کہ اگر وہ کتاب کو اپنے ساتھ بیت الخلاء میں لے گیا تو مکروہ ہوگا اور اگر اس نے کسی پاک جگہ میں اپنے لئے پاک جگہ، پیشاب کے لئے اختیار کی تو (پھر ایسا کرنا) مکروہ نہ ہوگا [۲]	محیط
۷۱	اسی (مذکورہ حکم کی) بناپر یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب کسی شخص کی جیب میں ایسے دراہم تھے جن میں، اللہ تعالیٰ کا نام لکھا تھا یا قرآن مجید میں سے کوئی چیز لکھی تھی پس وہ انہیں اپنے ساتھ بیت الخلاء لے گیا تو مکروہ ہوگا اور اگر اس نے کسی پاک جگہ میں اپنے لئے پاک جگہ، پیشاب کے لئے اختیار کی تو مکروہ نہ ہوگا [۳]	محیط
۷۲	اسی (مذکورہ حکم کی) بناپر یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب کسی شخص نے انگوٹھی پہن رکھی تھی اور انگوٹھی پر قرآن مجید میں سے کچھ لکھا ہوا تھا یا اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا تھا پس وہ اس انگشتری سمیت بیت الخلاء میں داخل ہوگیا تو مکروہ ہوگا اور اگر اس نے کسی پاک جگہ میں اپنے لئے پاک جگہ، پیشاب کے لئے اختیار کی تو مکروہ نہ ہوگا [۴]	محیط
۷۳	اگر کسی شخص نے چار دیواری اور دیواروں پر قرآن مجید لکھا تو اسکے [illegible]کم کے) متعلق (ا) بعض مشائخ رح نے کہا ہے کہ اس کے جائز ہونے کی امید کی جاتی ہے (ب)، اور بعض مشائخ رح نے لوگوں کے پاؤں تلے گرنے کے خوف سے اسے مکروہ قرار دیا ہے [۵]	قاضیخان
۷۴	قرآن مجید کی کتابت، ایسی چیز پر، جو فرش بنائی جاتی اور بچھا[illegible]ہے، مکروہ ہے [۶]	غرائب
۷۵	کسی شخص نے اپنا پاؤں قرآن مجی[illegible] کپڑا[illegible] [illegible] الملك لله "، تو ایسے بچھو[illegible] کا بچھانا، اس پر بیٹھنا اور اس کا استعمال کرنا الـ[illegible] کیا تو ایسا کرنے میں وہ کفر کا ارتکاب کرتا [illegible]	کبری
	[illegible] پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھ[illegible] میں کو[illegible] سید یا فقہ[illegible] اوراق کے د[illegible]میان علامت کے طور پر ایسا سفید ٹکڑا بنانا، [illegible] کا [illegible]ں تو[illegible] [illegible]س لئے کہ ایس[illegible] نے میں اللہ تعالیٰ کے نام کی بے توقیری ہے [۸]	کبر[illegible]
	[illegible] یں اپنا نام یا [illegible] حرف کو دوسرے حرف[illegible] سے الگ کر دیا یا بچھونے یا مصلے پر بعض حروف [illegible] دحکیل "، یا [illegible] یہی [illegible] تو ا[illegible]لبا کر[illegible] [illegible] ساقط[illegible]	

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی آداب المسجد والقبلة والمصحف وما کتب فیه شئ من القرآن وغیرہ ـ آداب المسجد والقبلة والمصحف وما کتب فیه شئ من القرآن	حوالہ
١٠٨٣-٧٨	اذا کتب اسم فرعون او کتب ابو جهل علی غرض یکره ان یرموا الیه لان لتلك الحروف حرمة	کذا فی السراجیة
٧٩	عن الحسن رح عن ابی حنیفة رح انه یکره ان یصغر المصحف وان یکتبه بقلم دقیق وهو قول ابی یوسف رح قال الحسن رح وبه نأخذ قال رحمه الله تعالی لعله اراد کراهة التنزیه لا الاثم	کذا فی القنیة
٨٠	وینبغی لمن اراد کتابة القرآن ان یکتبه باحسن خط وابینه علی احسن ورقة وابیض قرطاس بافخم قلم وابرق مداد ویفرج السطور ویفخم الحروف ویضخم المصحف ویجرده عما سواه من التعاشیر وذکر الآی وعلامات الوقف صونا لنظم الکلمات کما هو مصحف الامام عثمان بن عفان رضی الله عنه	کذا فی القنیة
٨١	والتعشیر هو التعلیم علی کل عشر آیات وهو الفصل بین کل عشر آیات وعشر آیات بعلامة یقال فی القرآن ستمائة عاشرة وثلاث وعشرون عاشرة	کذا فی السراج الوهاج
٨٢	لا بأس بکتابة اسامی السور وعدد الآی وهو وان کان احداثا فهو بدعة حسنة وکم من شئ کان احداثا وهو بدعة حسنة وکم من شئ یختلف باختلاف الزمان والمکان	کذا فی جواهر الاخلاطی
٨٣-٩٠	وکان ابو الحسن رح [illegible] لا بأس [illegible] ه کتب [illegible] ذب [illegible] تراجم السور ماجرت به العادة کما یکتب بسم الله الرحمن الرحیم " فی [illegible]	کذا فی السراج الوهاج
[illegible]	[illegible] بان یجعل الم[illegible] فضضا او مض[illegible] لقلم الجدید ولا ت[illegible] مل لا [illegible]	
	واختلفوا فی قول [illegible] موضع یخل بالت[illegible] سم الله تعالی علامة	
٨٥	قال ال[illegible] القرآن لعله یو[illegible] یمس[illegible]	
	ثم مس[illegible] سن [illegible] ابی حنیفة رح انه کر[illegible]	
	[illegible] ی الا ل[illegible]	

دفعات و شق نمبر	پانچواں باب مسجد، قبلہ، قرآن مجید اور جس میں قرآن مجید وغیرہ سے کچھ لکھا ہو اس کے احکام مسجد، قبلہ، قرآن مجید اور جس میں قرآن مجید وغیرہ سے کچھ لکھا ہو اس کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۸۳-۷۸	جب کسی شخص نے فرعون کا نام یا ابو جہل کا نام کسی نشانہ پر لکھا تو اس کی طرف تیر اندازی کرنا مکروہ ہوگا اس لئے کہ ان حروف کی حرمت ہے [1]	سراجیہ
۷۹	الحسنؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کیا ہے کہ کوئی شخص قرآن مجید کو (حجم میں بہت) چھوٹا کر دے اور باریک قلم سے لکھے تو یہ مکروہ ہوگا یہی قول امام ابو یوسفؒ کا ہے اور الحسنؒ کا قول ہے کہ ہم اسی حکم کو اختیار کرتے ہیں۔ آپ (یعنی مؤلفؒ) کا قول ہے کہ شاید آپ نے (یعنی امام ابو حنیفہؒ نے) یہ مراد لی ہو کہ مکروہ تنزیہہ ہے نہ یہ کہ ایسا کرنا گناہ ہے [2]	قنیہ
۸۰	جو شخص قرآن مجید لکھنا چاہے تو وہ ایسے اچھے خط سے، خوب واضح طور پر، اچھے ورق پر، عمدہ سفید کاغذ پر، خوب پُر قلم سے، زیادہ چمکدار روشنائی سے لکھے سطروں میں جگہ زیادہ چھوڑے، حرفوں کو پُر کرکے لکھے، قرآن مجید کو ضخیم بنائے اور اسے اس کے سوا اور امور (مثلاً) تعاشیر، ذکرِ آیات اور علاماتِ وقف سے مجرد رکھے تاکہ نظمِ کلمات جیسا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے (جمع کردہ) قرآن مجید میں تھا وہ محفوظ رہے [3]	قنیہ
۸۱	التحشیر یہ ہے کہ ہر دس آیات پر نشان لگانا اور وہ ہر دس آیات کا دس آیات سے (کسی) نشان کے ذریعہ امتیاز کرنا ہے کہا جاتا ہے کہ قرآن مجید میں چھ سو تیئس عاشرہ ہیں [4]	سراج وہاج
۸۲	سورتوں کے نام اور آیتوں کے نام لکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور یہ اگرچہ (عہدِ نبیؐ سے بعد میں نئی پیدا کردہ چیز ہے تاہم بدعت حسنہ ہے اور کتنی ہی نئی پیدا کردہ چیزیں با زمان اور مکان کے اختلاف سے مختلف ہو جاتی ہیں [5]	جواہر الاخلاطی
۸۳	شیخ ابو الحسنؒ فرمایا کرتے تھے کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ سی جاتی ہے کہ (بغیر) بلکہ ... جاری ہے انہیں لکھا جائے جیسا کہ امتیاز ... کے شروع میں "بسم اللہ" ولکھا جاتا ہے [6] ... مکروہ ہوگا [7] ... ہونا ہے رو پہلا اور مغبام کا تراشا (بطور غیر محترم) کوئی حرج نہیں ... پھینکا جائے	تاج
۶۶	درہمول (مذکورہ حکم کی) بنا پر مشائخؒ نے مسجد کا اختتام مکروہ ہیں اور اگر کوڑا کرکٹ ایسی جگہ متلاف ہے [8] کرنا ہے اہانت کرنا نہیں ۔ ... فقہ اور قرآن مجید ... رکھ ... پالے اور	قاضیخان
۶۷	اگر کسی شخص نے اپنی انگوٹھی ... کہا ہیں اور اگر نصرانی نے غسل کیا تھا اور وہاں اقامت ... میں کوئی قولہ ... کلمہ ملا ... ہوگا	ملتقط
۶۸	جو شخص طہارت والا نہ ہو تو اس کے لئے ایسے پیسوں کو پکڑنا مکروہ ہو ... یعنی حدیث کی کتابیں یا ...	

... حکم یہ ہے کہ) اگر اس ... حرج نہیں" کے مفہوم
حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
... مکروہ ہوگا [9]
... ظہ ہوں ...
... ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فى آداب المسجد والقبلة والمصحف وما كتب فيه شيء من القرآن وغيره — آداب المسجد والقبلة والمصحف وما كتب فيه شيء من القرآن وغيره	حوالہ
١٠٨٣-٨٦	المصحف اذا صار خلقا لا يقرأ منه و يخاف ان يضيع يجعل فى خرقة طاهرة و يدفن ودفنه اولى من وضعه موضعا يخاف ان يقع عليه النجاسة او نحو ذلك ويلحد له لانه لو شق ودفن يحتاج الى اهالة التراب عليه وفى ذلك نوع تحقير الا اذا جعل فوقه سقف بحيث لا يصل التراب اليه فهو حسن ايضا	كذا فى الغرائب
٨٧	المصحف اذا صار خلقا وتعذرت القراءة منه لا يحرق بالنار اشار الشيبانى الى هذا فى السير الكبير وبه نأخذ	كذا فى الذخيرة
٨٨	ولا يجوز للمصحف الخلق الذى لا يصلح للقراءة ان يجلد به القرآن	كذا فى القنية
٨٩	اللغة والنحو نوع واحد فيوضع بعضها فوق بعض والتعبير فوقهما والكلام فوق ذلك والفقه فوق ذلك والاخبار والمواعظ والدعوات المروية فوق ذلك والتفسير فوق ذلك والتفسير الذى فيه آيات مكتوبة فوق كتب القراءة	كذا فى القنية
	...حانوت او تابوت ... اشياء فوقه ...	كذا ...
٩١	...ز جوز رمى براية ا... دكناسته لا يلقى فى...	
٩٢	...روى الخ...	

...حكم نمبر ٨٦-٨٧ ... ١٠٨٣ ...
والفقه فى...

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب: مسجد، قبلہ، قرآن مجید اور جسمیں قرآن مجید وغیرہ سے کچھ لکھا ہو اسکے احکام مسجد، قبلہ، قرآن مجید اور جسمیں قرآن مجید وغیرہ سے کچھ لکھا ہو اسکے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۸۳-۸۶	قرآن مجید جب اتنا پرانا ہو جائے کہ اس سے تلاوت نہ کی جاسکے اور یہ خطرہ ہو کہ وہ ضائع ہو جائے گا تو اسے پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کیا جائیگا اور اس کا دفن کرنا بہ نسبت ایسی جگہ میں رکھنے کے بہتر ہے جہاں یہ خطرہ ہو کہ اس پر نجاست یا اس کی مانند کوئی چیز پڑ جائے گی۔ اور (قرآن مجید کو دفن کرنے کے لئے) اسکے لئے لحد بنائی جائے اس لئے کہ اگر شق بنا کر دفن کیا گیا تو اس پر مٹی ڈالنی پڑے گی اور اس میں ایک قسم کی تحقیر ہے لیکن اگر اس کے اوپر (یعنی شق کے اوپر) ایسا چھت بنایا گیا کہ اس تک مٹی نہ پہنچے تو یہ بھی اچھا ہے [۱]	غرائب
۸۷	قرآن مجید جب پرانا ہو جائے اور اس سے تلاوت کرنا مشکل ہو جائے تو اسے آگ میں نہ جلایا جائے اس حکم کی طرف الشیبانی (یعنی امام محمدؒ) السیر الکبیر میں اشارہ کیا ہے اور ہم اسی حکم کو اختیار کرتے ہیں [۲]	ذخیرہ
۸۸	قرآن مجید جو ایسا پرانا ہو جائے کہ اس سے تلاوت نہ کی جاسکتی ہو تو اس سے قرآن مجید کی جلد بنانا جائز نہ ہوگا [۳]	قنیہ
۸۹	علم لغت اور علم نحو (از روئے مرتبہ) ایک نوع کے ہیں پس ان (کی کتب) میں سے بعض کو بعض پر رکھا جاسکتا ہے علم تعبیر (خواب) اس سے (یعنی علم لغت و علم نحو سے) بلند مرتبہ کا ہے اور علم الکلام (یعنی شرعی احکام کو عقلی دلائل سے ثابت کرنے کا علم) اس سے (یعنی علم تعبیرِ خواب سے) بلند مرتبہ کا ہے اور علم فقہ (یعنی قرآن و سنت و اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم سے مستنبط اجتہادی و قیاسی احکام کا علم) اس سے (یعنی علم الکلام سے) بلند مرتبہ ہے اور احادیث، مواعظ اور مروی دعاؤں کا علم اس سے (یعنی علم فقہ سے) بلند مرتبہ ہے اور علم تفسیر (یعنی قرآن مجید کی تفسیر) اس سے (یعنی احادیث و مواعظ و منقولہ دعاؤں سے) بلند مرتبہ ہے اور وہ علم تفسیر جس میں آیات لکھی ہوں علم قرأت کی کتب سے بلند مرتبہ ہے [۵]	قنیہ
	[illegible] دکان (یعنی یا کر بزہ) [illegible] کہ اس میں کب ہوں تو ادب [illegible] جاتی ہے کہ (بعض مقبول [illegible] شرعی کے) ان پر کپڑے لکھا جائے [illegible] ورع میں" بسم [illegible] و لکھا [illegible] مکروہ ہوگا [۷] [illegible] ہونا ہے رو پہلا اور مغبا [illegible] کا تراشا (بطور غیر محترم شئی کے) نہ پھینکا جائے	قنیہ
۶۶	در ہمول (مذکورہ حکم کی) بنا پر مشائخ [illegible] مسجد کا خشتام مکروہ ہیں اور اگا لوٹا اگر کٹ ایسی جگہ میں نہ ڈالا جائے کہ اس کرنا ہے اہانت کرنا نہیں۔ [illegible] ہو فقہ اور قرآن [illegible] رکہ [illegible]	قنیہ
۶۷	اگر کسی شخص نے اپنی انگوٹھی [illegible] کیا ہیں اور اگر نصرانی نے غسل کیا [illegible] اور وہاں اقامت [illegible] مکروہ ہے [۸] قولہ [illegible] کلمہ ملا [illegible] ہو گ	ذخیرہ
۶۸	جو شخص طہارت والا نہ ہو تو اس کے لئے ایسے پیسوں کو پکڑنا مکروہ ہو [illegible] یعنی حدیث کی کتابیں یا [illegible]	

[illegible] حکم یہ ہے کہ) اگر اس [illegible] حرج [illegible]

حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[illegible] مکروہ ہوگا [۹] [illegible]

[illegible] ہوں [illegible]

[illegible] ملا [illegible]

حرفِ آخر

قارئین کرام

فتاوی ہٰذا کی اس اشاعت میں جملہ احکام بعینہ حسب سابق ہیں۔ اشاعت کا اسلوب جدید تعارفی کتاب میں ملاحظہ ہو۔ مجلس نے اس عظیم کام کی نزاکت، عظمت اور اہمیت کے پیشِ نظر بساط بھر کوشش کی ہے کہ عربی عبارت صحیح ہو۔ اردو میں اسکے مفہوم کی ترجمانی محتاط ہو۔ سابقہ متعین شدہ عنوانات اور انکی شقوں میں نکھار ہو۔ حوالہ جات میں وضاحت و موزونیت ہو کتابت ... اعلیٰ معیاری ہو۔ نیز استفادہ میں آسانی بہم پہنچانے کیلئے اہم مقامات میں علماء کرام و فنی صاحبان سے مشورہ کے بعد حسب ... ایسے مع... تی۔ تائیدی اور وضا... نوٹ بھی ... یے گئے ہیں جن سے دوسرے نسخوں کی عبارت کی نشاندہی۔ مندرجہ ... دوسرے ... احکام کی ... شارہ ... حیثیت کی وضاحت میں مدد ملتی ...

... استفاد ... لغ ... ئی دو ... دفتا ... نسخو ...

... الله ...